A

TREATISE ON THE CONTROVERSY

BETWEEN

CHRISTIANS AND MUHAMMEDANS.

BY THE

REV. C. G. PFANDER, D.D.

THIRD EDITION.

LONDON:
W. M. WATTS, CROWN COURT, TEMPLE BAR.

1862.

کتاب

میزان الحق

حکمت جواہرات سے بہتر ہی اور کوئی
مرغوب چیز اسکی برابر نہیں ہوسکتی
قول سلیمان

تیسری دفعہ چھاپی گئی

لله الحمد

شکر اور تعریف بیحد خداے واحد و قدیم اور مقدس و عادل و رحیم کو واجب و لائق هی جسکی ذات پاک کی روشنی متغیر هونے سے معرّا اور اُسکی بزرگی کا جلال بدل جانے سے مبرّا اور حقیقت و معرفت کا سرچشمه اور هدایت و رحمت کا منبع وهی هی اور بیحد و بیشمار بخشش و کرامات اُسکی رحمت بیکران سے ظاهر و آشکار اور سبهی جهان کا حق اُسکی مهربانی کے پرده میں پوشیده و برقرار اور اُس حق کو اُن ڈهونڈهنے والوں پر جو اِس مرتبه کا رتبه راستی سے ڈهونڈهیں اور اُن چلنے والوںکو جو اِس منزل کی راه درستی سے چلیں بخشنے والا اور عطا کرنے والا هی *

بعد * پوشیده نرهے که علم حقیقت کے جاننے والوں اور مرتبه معرفت کے

پہنچنے والوں پر ظاہر اور روشن ہی کہ وہ علم جو آدمی کو پیدایش کے
مکتب خانہ میں پہلے پہل واجب و لازم ہی سو اپنی پہچان کا علم ہی
کیونکہ وہ ایک ایسی کنجی ہی جس سے خدا کی پہچان کا دروازہ بھی کھل
جائیگا یعنی جو کوئی اپنی روحانی و باطنی آرزوؤنکی طرف متوجہ نہوا اور
اُنہیں نہ پہچانا اور جسنے اپنے دلکی ہوس اور خواہشونکی تلاش نکی تو
وہ اپنے باطنی احوال کے پہچاننے سے بیگانہ و محروم ہی اور خدا کی پہچان
سے بھی آشنا نہیں سو ایسے شخص پر خدا کی پہچان کا دروازہ بند ہی اور
جب تک وہ اپنے باطنی احوال دریافت کرنیکی خواہش نکرے اور دلکی
کاموںکی طرف متوجہ نہووے خدا کی پہچان کا دروازہ اُسپر نہ کھلیگا اِس
لیئے اپنے تئیں نہ پہچاننا اُس مرتبے تک خدا کے نہ پہچاننے کا سبب ہوا
ہی کہ بہت لوگ خدا کے الہام کا یا انکار کرتے یا ذلیل جانتے ہیں اور جو
کوئی اپنی بابت فکر کرے اور اپنی روح و دلکی آرزوؤں پر متوجہ ہووے
جلد دریافت کرلیگا کہ اُن سب آرزوؤنکی اصل جو اسے شوق دلاتی اور
عمل پر لاتی ہیں ایک آرزو ہی اور انسان کے سب عملونکا مطلب و مقصد
اُسکے پورا کرنے میں ہی اور یہہ عمدہ و اصل آرزو جو سب آدمیونکے دل
میں یہاں تک کہ جنگل کے رہنے والوں میں بھی پائی جاتی ہی دلکی اُس
تمنّا اور خواہش سے مراد ہی جسکے سبب سے آدمی سدا کی خوشحالی
کا طالب ہی اور جب تک آدمی اُسے نہیں پاتا اُسکے دل کو چین نہیں
آتا اور کسیطرح آپ کو بدبختی کی حالت میں نہیں دیکھتا اور اِسی
سبب سے ہر کوئی اپنے گمان کے موافق کوشش کرتا ہی کہ اپنے دل اور
روح کی آرزو پوری کرے اور اِسی راہ سے نیکبختی و خوشحالی کی منزل پر
پہنچ جاے اور بعضے یہہ فکر کرتے ہیں کہ اُس خوشحالی کو طرح طرح اور
قسم قسم کے عیش و عشرت میں پاوینگے اور اِسی وسیلے سے اپنی روح
کی آرزوئیں بر لاوینگے پس عیش و عشرت میں مشغول ہوتے اور آپ کو
کھیل کود میں ڈالکر اُس میں زیادتی کرتے ہیں اور باوجودیکہ مقدور بھر

جسماني حرص و خواهش پوري کرکے دنيا کا خوب مزا اُٹها ليتے هيں پر
آخر کو اِسکي عوض که اپني جان و روح کے ليئے کچه چين پاوين اور
تقاضاے دلي پورا کرين اپنے دلکي بيقراري اور زياده بڑهاتے اور ابدي خوشحالي
کي جگهه روح کا رنج حاصل کرکے آگے سے بهي زياده نا اُميد اور بدبخت
هوتے هيں اور بعضے لوگ اپني خوشحالي کو دنيا کے مال کي بهتايت ميں
سمجهکر خزانه پر خزانه جمع کرتے اور هرچند که مالدار هيں تو بهي اور
ڈهونڈهتے هيں اور کسي وقت کسي چيز پر قناعت نهيں کرتے آخر موت
اُنهيں کهينچ کهينچ کر اُنکے چاندي سونے سے جدا کرتي هي اور اُس خزانه
کو جس پر وے بهروسا رکهتے تهے که حقيقي خوشحالي اُنکي روح کو پهنچاوينا
چاهيئے که اُسے چهوڑکر اُس عالم کو کوچ کرين اور بعضے اِس اُميد ميں
هيں که وه خوشحالي علم اور اُسکي زيادتي ميں پاوينگے پر جب تک يهه تمام
صرف علم انساني هي اور آدمي نے الهام رباني کے مکتب ميں وه علم نهيں
سيکها تو يهه علم عيش و عشرت مذکوره کي مانند دنياے فاني سے حاصل
کيا گيا اور فاني و مجازي بنياد پر رکها گيا هي اِس صورت ميں روح ابدي
جو حقيقي خوشحالي ڈهونڈهتي هي ايسے علم سے جو فنا کو قبول کرتے
کيونکر تسلي پاويگي اور بعضے ايسا خيال کرتے هيں که اپني روح کي
خوشحالي دنيا کي عزت و حرمت اور بزرگي ميں پاوينگے اور بعضے اور اور
چيزوں ميں سوچتے هيں غرض که هر کوئي ايک ايک راه سے ايک ايک
خوشي ڈهونڈهتا هي مگر هي يوں که اُنميں سے کوئي وه خوشحالي پاويگا
جيسے ڈهونڈهتا هي اور جسميں اُسکي اميد لگي هي آيا ممکن هي که آدمي
کي ابدي روح فاني اور جسماني غذا سے آسوده هو اور يهه سے تمام دنيا جو
اپني تمام شادي و خوشي اور مال و ملک سميت گذري جاتي هي کيا هو
سکتا هي که آدمي کي ابدي روح کو تسلي بخشے اور خوش کرے ظاهر هي
که آدمي اپني روح کي خواهش اور تمنّا جو هميشه کي خوشي هي نه
دنيا اور اُسکي عزت اور مال و عيش ميں نهيں حاصل کر [illegible]

کہ اُسکو روحانی عالم اور حقیقی و بے زوال وجود میں جو خدا ہی ڈھونڈھے
کیونکہ اُیں خوشحالی کو صرف اُسمیں اور اُسکی پہچان میں پا سکتا ہی
اور بس سو جو کوئی کہ اپنی روح کی خواہش پایا اور حقیقی خوشی
حاصل کرنا چاہتا ہی اُسے لازم ہی کہ سب چیزوں سے پہلے اُس حقیقی
خوشی کے سرچشمے کو جو خدا ہی پاوے اور اُسکی رضامندی اپنے شامل
حال کرے اور آدمی کی پیدایش کا اصل مطلب بھی یہی ہی نہ کھانا پینا
اور دولت و مال جمع کرنا اور لوگونکے سامہنے عزت و حرمت ڈھونڈھنا بلکہ
آدمی بندگی اور ہمیشہ کی سعادت کے واسطے پیدا ہوا اور چاہیئے کہ
جب تک اس جہان میں ہی اِسی عبادت و سعادت ابدی کے لیئے
مستعد رہے الحاصل پہلا اور بڑا کام جو ہر کسی پر واجب ہی یہہ ہی کہ
اِس مطلب و مقصد کو پہنچے اور جب تک اُسنے خدا کو نپایا اور نہ
پہچانا ہو چین نلیوے پر جو کوئی اِس بات کو لحاظ نہیں کرتا اور اپنے
بیش قیمت وقت عزیز کو صرف دنیا کے مزے حاصل کرنے میں صرف
کرنا ایسا شخص خدا کے غضب کے لایق ہی ×

مگر خدائے مطلق اور بے انتہا کو جو نہ دریافت میں آتا اور نہ دیکھا
جاتا ہم کیونکر پاویں اور کسطرح خیال میں لاویں عقل تو صرف ایسی
چیزوں کو سمجھہ سکتی ہی جنکو ظاہری حواس کی طاقت سے اپنے
دخل و تصرف میں لاتی اور عقل کے دخل و حکم میں صرف یہہ عالم
ہی جو دیکھا جاتا نہ وہ عالم جو دیکھنے میں نہیں آتا پس آدمی عقل
کے وسیلے سے خدا کی بابت صرف اِتنا ہی سمجھہ سکتا ہی کہ اللہ تعالیٰ
نے جہان کے پیدا کرنے کے سبب اپنی اَن دیکھی ذات کو بیان کیا ہی
اِس باعث سے آدمی قدرت رکھتا کہ مخلوقات سے خالق کا اور بنائی
ہوئی سے بنانیوالے کا سراغ لگا لیوے اور جہان کا موجود ہونا اور برقرار
رہنا آدمی کو اِس خیال کی طرف کھینچ لیجا سکتا ہی کہ اُسکا ایک
پیدا کرنیوالا ہی اور وہ مخلوقات سے بالا اور اختیار والا اور مطلق ہی اور

اُن قدرتوں سے جو موجودات کی جنبش کا سبب اور اُس ہر جنس
کی مدد سے ایک دوسری جنس کو جو مخلوقات میں ظاہر ہی اور ہر
چیز کو ایک خاص اوزار کے ساتھہ پیدا کیئے جانے سے جیسے کہ آنکھہ
دیکھنے کو اور کان سننے کو اور بہت اشیا سے آدمی سمجھہ سکتا کہ خدا
قادر و قدیم اور علیم و حکیم و کریم ہی اور جب آدمی بہلے بُرے کا فرق
اور عدل و ظلم اور خدا کی پسند اور ناپسند کی تمیز اور جزا و سزا کا علم
اپنے دل اور عقل میں دریافت کر سکتا ہی تو اِنکے جاننے سے معلوم
کر سکتا کہ دنیا اور آدمی کا پیدا کرنیوالا چاہیئے کہ خداے عادل اور
مقدس اور نیکوں کا دوستدار اور اجر دینیوالا اور بدوں سے نفرت کرنیوالا
اور سزا دینیوالا ہو مگر جب تک آدمی نے خدا کے کلام سے کچھہ علم
حاصل نہیں کیا خالق کو مخلوقات کے نشان و اشارہ سے اِسّے زیادہ نہیں
پہچان سکتا اور اگرچہ آدمی خدا کو اوصاف مذکورہ کے ساتھہ پہچان لے
پھر بھی ایسی تھوڑی پہچان میں پوری یقین کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا
چنانچہ بت پرستوں کے فرقے اِس مطلب کے گواہ ہیں کہ باوجود عقل
و دانائی اور علم و ہوشیاری کے جو اُن میں سے بہتوں نے اگلے وقتوں میں
حاصل کی تھی ابتک اپنے ہی طور کی عبادت میں رہے اور بت پرستی
کی قید سے نچھوٹے اور ایمان کے اُس مرتبے کو بھی نہ پہنچ سکے کہ خدا
کو یقین کے ساتھہ واحد و قدیم اور قادر و علیم اور حکیم و رحیم اور عادل
و مقدس اور آسمان و زمین کا پیدا کرنیوالا جانیں پوشیدہ نرہے کہ ایسا
نہیں ہی کہ آدمی کی سرشت اور اُسکو جنبش دینیوالی صرف عقل
ہو اور بس بلکہ وہ نفس بھی رکھتا ہی اور اُسکی نفسانی ہوسیں ایسی
قوی ہو گئی ہیں کہ اکثر اوقات اسکی بصیرت کی آنکھہ تاریک بلکہ
اندھی کرکے اُسپر غالب ہو جاتی ہیں اِسی لیئے آدمی کو ممکن نہیں
اور کسی وقت نہیں ہو سکتا کہ وہ صرف اپنی عقل کے زور سے خدا شناسی
کے اُس مذکورہ درجے کو پہنچے اور یہہ بھی ہونی نہیں کہ آدمی اپنی

طرف سے ایسی طاقت حاصل کرے جسّے نفس کو زیر کرے اور حس
جیز کو نیک اور فائدہمند جانے ہر حال اور ہر وقت عمل میں لاوے اور
اگر ہم ایسا بہی خیال کریں کہ گو آدمی اپنی عقل سے خدا سناسی کے اُس
مرتبے کو پہنچا ہو تو بہی اپنی روح کی خواہش و تمنا پوری نہیں
کرسکتا کیونکہ آدمی اپنی عقل سے خدا کی اُن مذکورہ صفتوں کی
بابت پورا یقین حاصل نہیں کرتا اور نہ آپ سے آپ دریافت کر سکتا
کہ خدا کا ارادہ آدمی کے حق میں کیا ہی اور اُسکے حکم کیا ہونگے اور
آدمی اُسکی مرضی کیونکر حاصل کریگا چنانچہ اِن عمدہ مطلبوں کی
بابت علماے یونان نے بہی جو بت‌پرستوں کے مشہور عالموں سے ہیں
اپنی ناسمجہی اور کم‌عقلی اور کم‌فہمی کا اقرار و اعتراف کیا ہی بر ظاہر
ہی کہ جب‌تک آدمی اُن مذکورہ مطلبوں سے خبردار نہووے خدا کے ارادہ
کو بجا نہیں لا سکتا اور جب‌تک خدا کے ارادہ کو نہیں بجا لایا خدا کی
رضامندی بہی اُسکے شامل نہیں ہوگی اور خدا کی رضامندی جسکے شامل
حال نہیں ہوئی وہ حقیقی و ابدی خوشی کو کس طرح سے پاویگا پس
ضرور ہی کہ آدمی کی روح کی خواہش و تمنّا پوری کرنیکے لیئے کہ
ہمیشہ کی خوشی کا پانا ہی خدا اپنا ارادہ جو انسان کے حق میں رکہتا
ہی اُن وسیلوں کے ساتہہ جن سے مطلب کو پہنچتا ہو ظاہر و بیان کرے
اور شک نہیں کہ خداے تعالیٰ نے ہمیشہ کی خوشحالی کی طلب ہر ایک
آدمی کے دل میں صرف اِس لیئے لکہہ دی اور نقش کی ہی کہ آدمی
اُس خوشی کو جسے ڈہونڈہتا ہی پہنچے اور جب ثابت ہوا کہ آدمی
خدا کے الہام بغیر اُس خوشحالی کو نہیں پہنچ سکتا تو ظاہر ہی کہ خدا
کا الہام آدمی کو خواہ نخواہ ضرور ہی پس جو شخص گمان کرے کہ الہام
کچہہ ضرور نہیں اور ایسا سوچے کہ آدمی صرف عقل کی رہنمائی سے
خدا اور اُسکے ارادہ کو پہچان سکتا ہی اور اُس راہ کو معلوم کریگا جسمیں
خدا کی رضامندی اپنے شامل حال اور ہمیشہ کی خوشی اپنی روح کے

لیئے حاصل کرے ایسا شخص جھوتھے خیال اور گمراهي کی راه میں هی یہاں تک که یہه بھي بھول گیا که اُس سے پہلے اب تک بہتوں نے اسی ایسي فکروں کے دریا میں غوطه لگایا مگر اسمیں سے گوهر مراد کسیکے هاتہه نه آیا کیونکه عقل کي دھندهلي اور تاریکی آمیز روشني آدمی کو منزل مقصود تک هرگز نہیں پہنچا سکتي بلکه صرف کلام الله کے آفتاب کي روشنی سے انسان وهاں تک پہنچ سکتا هی اور خدا نے بھي آدمي کو ایسا خاص الہام مرحمت و عنایت کیا هی جسکے وسیلے سے وه ایسي چیزیں سمجھه اور سیکھه سکتا جنکے دریافت میں عقل عاجز هی اور جسمیں خدا نے اپنے اُس اراده کو جو آدمي کے حق میں رکھتا هی بیان فرمایا هی اُس خداے کریم کو جسنے اِتنی بڑي بخشش جو سب بخششوں سے بہتر هی انسان پر کي ابدالاباد تک شکر اور حمد هوجیو *

لیکن درحالیکه دنیا میں طرح طرح کے مذهب هیں اور هر قوم اپنے مذهب کو سچا جانتي تو اس صورت میں نہیں هو سکتا که وے سب سچے اور خدا کي طرف سے هوں بلکه اُن سب میں سے صرف ایک مذهب سچا اور خداً کي طرف کا هوگا اور بس اِس حال میں سوال لازم آتا هی که حق مذهب کي نشانیاں کیا هیں * جواب * حقیقي الہام اور طریق حق کي نشانیاں پانا مشکل نہیں کیونکه جس حال میں که آدمي کي روحاني نمنا اور اُسکے دلي انصاف کي مرغوب و مطبوع چیزوں اور خدا کي صفتوں پر جو موجودات سے سمجھي جاتي هیں اگر اِن سب پر غور کیا جاے تو وہ نشانیاں جلد پائي جاتي هیں یعنی درحالیکه خدا قدیم اور اُسکي ذات بدلنے اور متغیر هونے سے پاک هی تو چاهیئے که جس طور پر که خدا نے عالم کي پیدایش اور جہان کي محافظت اور آدمي کے دلي انصاف میں اپنے تئیں بیان و ظاهر کیا هی اپنے کلام میں بھي آپکو اُسي طور پر ظاهر و بیان کرے بس حقیقی الہام اِن پانچ شرطوں سے پہچانا جاتا هی *

پہلی شرط یہہ ہی کہ الہام حقیقی آدمی کی روح کی خواہش اور تمنا کو جو ہمیشہ کی خوشی کا باعث ہی پورا کرے اور روح کی یہہ خواہش کئی قسم پر ہی ٭

پہلی قسم یہہ کہ آدمی اپنی نسبت اور خدا کی نسبت حق بات جاننے کا محتاج ہی یعنی آدمی کو لازم ہی کہ معتبر خبرین خدا کی صفتوں کی بابت جانے اور خدا کے ارادہ و احکام اور اپنے پیدا ہونے کے مطلب سے خبردار اور اسکے انجام کرنیکے علاج سے آگاہ ہووے کیونکہ اگر آدمی اِن مطلبوں سے واقف نہو اور اِنکو خوب نجانے تو حقیقی خوشی کو کیونکر پہنچ سکیگا ٭

دوسری قسم یہہ کہ آدمی اپنے گناہوں اور تقصیروں کی معافی حاصل کرنیکا محتاج ہی یعنی آدمی کا دل اُسے جتاتا ہی کہ اپنے پروردگار کے سامھنے تقصیروار و گنہگار ہی کیونکہ اُس کا دلی انصاف اُسپر ظاہر کرتا کہ جو فکریں اور باتیں اور چال چلن اُسکو لازم تھیں عمل میں نہ لایا بلکہ اکثر دفعہ برعکس اُسکے کیا پس خدا کے سامھنے گنہگار ہی اور جو کوئی اپنے باطن کے احوال سے خبردار اور اپنے نفس فریب دینے کے ارادے میں نہووے وہ بالضرور اپنی تقصیروں پر اقرار کریگا پھر ظاہر ہی کہ آدمی ہر صورت طرح طرح کے گناہوں سے خدا کے سامھنے تقصیروار اور قرضدار ہی اس حال میں لازم ہی کہ آدمی اپنی تقصیرونکی سزا سے نجات پاوے اور اپنا قرض ادا کرے نہیں تو اُس خوشحالی کو جو صرف خدا میں ہی نہ پہنچ سکیگا کیونکہ تقصیروار اور گنہگار کس طرح اپنے پروردگار کا مقبول ہوگا ٭

تیسری قسم یہہ کہ گناہونکی معافی کے سوا آدمی کی روح نیک اور پاک ہونے کی بھی محتاج ہی یعنی آدمی کو لازم ہی کہ روز بروز خوبی و پاکی میں ترقی کرے اور کمال کو پہنچکر خدا کا مقرّب ہو جاے کیونکہ جب تک روح کی یہہ خواہش حاصل اور باطن پاک و صاف نہووے

خداے پاک و مقدس کی رضامندی بھی اُسکو نہ ملیگی اور اِس سبب
سے کہ آدمی کی حقیقی خوشحالی اِسی باطنی پاکی پر موقوف ہی تو
بغیر اُسکے وہ حقیقی خوشحالی حاصل نکر سکیگا اور آدمی کی روح کی
سب تیزیں خواہشیں اُس عمدہ آرزو کے اندر جو ہمیشہ کی خوشحالی
کا پانا ہی صاف پائی جاتی ہیں اُس صورت میں جبتک آدمی حیات ابدی
کو نپاوے اور اُسکے گناہ سب معاف نہوں اور اپنے دائمی صفائی کو نہ
پہنچے اُس ابدی و حقیقی خوشحالی کا مزا جو صرف خدا ہی میں
ہی نچکھیگا اور اِس خواہش کے حاصل کرنیکی آرزو بتپرستوں میں
بھی معلوم ہوتی ہی چنانچہ وے بھی آپ کو حقیقت کا محتاج جانتے
اور اپنے گمان کے موافق گویا ہمیشہ حق کے طالب ہیں اور اُنکی مرادیں
وغیرہ یقینی دلیل ہیں کہ اپنے تئیں گنہگار اور معافی کا محتاج جانتے
ہیں کیونکہ چاہتے ہیں کہ اُنکے وسیلے سے معافی حاصل کریں اور اُنکی
طرح طرح کی ریاضتیں اور نذریں اِس بات کی گواہ ہیں کہ پاک ہونیکی
خواہش و آرزو اُنکو بھی ہی اور اِنہیں سببوں سے یقین ہی کہ بتپرستوں
پر بھی حقیقی خوشحالی کی تمنا و خواہش ظاہر ہوئی ہی پر جبتک
وے خواہشیں جو خدا نے آدمی کی روح میں رکھا دی ہیں پوری نہووں
آدمی خوشحال اور سعادتمند نہو سکیگا اور ذکر ہو چکا کہ کوئی آدمی اپنی
روح کی خواہش و تمنّا کو نفس کی لذت اور عقل کی قوت سے رفع
نہیں کر سکتا اور حال آنکہ خدا نے اُس خواہش کو صرف اِسیواسطے روح
میں نقش کر دیا ہی کہ پوری ہووے اور آدمی اِسی طرح ہمیشہ کی
خوشحالی حاصل کرے پس چاہیئے کہ الہامی کتاب میں ایسی راہ بتائی
جاے جسّے آدمی کی روح کی وہ خواہش و تمنا پوری ہو کیونکہ خدا کے
الہام کا مطلب یہی ہی کہ اُنکو حاصل کرے اور آدمی کو دیکھنے نہ پاوے
ورنہ الہام بیفائدہ ہوگا سو یہہ غیر ممکن ہی کہ الہام الہی بیفائدہ ہو
پس ہر ایک مذہب کی کتابیں اگر روح کی خواہش و تمنا پوری

نکرنا بھی بڑی دلیل ہی کہ وے کتاب و مذہب خدا کی طرف
سے نہیں ×

دوسری شرط یہہ کہ چاہئیے کہ الہام حقیقی اُس شریعت اور انصاف کے ساتھہ جو خدا نے آدمی کے دل میں نقش کیا ہی عدل رکھتا ہو اور انصاف وہ باطنی قوت ہی جو خدا نے ہر ایک کے دل میں ایسی نقش کر دی ہی کہ ہرگز نہیں مٹتی اور آدمی اُسکے بھلے بُرے ظلم و عدل جاننا کی پسند ناپسند ہونے کی بابت اور سزا جزا کے لائق ہونے کو دریافت کرتا ہی اور اگرچہ انصاف کی قوت نفس کے قوی ہونے سے اکثر آدمیوں میں بہت ضعیف ہو گئی یہاں تک کہ بعضوں میں نہونے کے برابر ہی تسپر بھی سب آدمیوں میں قوت انصاف اِس بات میں معلوم دیتی ہی کہ بھلے برے اور ظلم و عدل اور خدا کے پسند ناپسند اور اجر و سزا کے لائق ہونے میں تفاوت جانتے ہیں اور اکثر قوموں میں انصاف کا تشخیص و تمیز کرنا یہاں تک مطابق پڑتا ہی کہ جھوٹھہ بولنے فریب دینے زناکاری چوری رہزنی قتل وغیرہ کو بُرا سمجھہکے سزا کے لائق جاننے اور راستی اور بردباری اور مہربانی اور رحمدلی کو اچھا اور اجر کے سزاوار گنتے ہیں پس چاہئیے کہ الہام حقیقی اِس انصاف کی قوت و شریعت سے موافقت و مطابقت رکھے ایسا کہ جس چیز کو دلی انصاف بُرا اور ناحق اور خدا کے ناپسند اور سزا کے لائق سمجھاوے الہام حقیقی بھی اُسکو ویسا ہی بتاوے اور جو چیز کہ انصاف کے رو سے اچھی اور خدا کی پسندیدہ ہو الہام بھی اُسکو اسی طرح بیان کرے کیونکہ نہیں ہوسکتا کہ خدا کا الہامی کلام انصافی شریعت کے برخلاف بیان کرے و حالانکہ شریعت انصافی خود خدا نے آدمی کے دل میں ثبت کر دی ہی مگر یہہ ہوسکتا بلکہ ضرور ہی کہ اُسکو اور بھی سمجھاوے اور زیادہ‌تر بیان و عیان کرے ×

تیسری شرط یہہ ہی کہ جب خدا نے آدمی کے دلی انصاف میں اپنے تئیں مقدس اور عادل بیان کیا ہی اور اِن صفتوںکے مطابق خدای تعالی

دوست رکھنیوالا اور اجر دینیوالا نیک کارون کا اور نفرت کرنیوالا اور سزا دینیوالا بدکاروں کا هی پس چاهیئے که الهام حقیقی بهی خدا کو اِنهیں صفتوں میں بیان کرے اور جس طرح که دلی انصاف نیکی اور پاکیزگی حاصل کرنیکے لیئے آدمی کو اُبهارتا هی اسی طرح چاهیئے که الهامی کتاب بهی آدمیون کی فکر اور مقصد کو اِسی عمده مطلب کی طرف کهینچے اور اِسکے حاصل کرنے میں آدمی کو اُبهارے یہاں تک که آدمی صرف ظاهرا نهیں بلکه باطناً بهی پاک هووے جیسا که خدا پاک هی *

چوتهی شرط یهه که جب خدا قدیم اور مطلق اور اپنی ذات و صفات میں تغیر و تبدیل سے دور اور پاک هی پس لازم هی که الهام حقیقی بهی اُسے ویسا هی بیان کرے جیسا خدا نے آپ کو موجودات سے بیان کیا هی یعنی جس وقت عقل کی نظر سے موجودات پر ملاحظه هونا هی تو یهه پایا جاتا هی که چاهیئے خدا واحد و قدیم اور قادر و عالم و حکیم و رحیم اور آسمان زمین کا پیدا کرنیوالا هووے پهر لازم هی که الهام حقیقی بهی خدا کو ویسا هی بیان کرے *

پانچوین شرط یهه هی که الهام حقیقی میں معانی کا اختلاف نهووے یعنی لازم هی که خدا کی الهامی کتابوں میں سب عمده مطلب اور تعلیمیں آپس میں موافق و مطابق هوں کیونکه غیر ممکن هی که مطلب اور تعلیم آپس کے برخلاف هوتے هوئے دونوں سچ هووین اور کلام کا اختلاف نامضبوطی و نقص کو ظاهر کرتا هی اور اِس لیئے که خدا میں جو کامل اور تغیر سے پاک هی اِن ناقص صفتوں کا هونا ممکن نهیں پس یوں هی خدا کے کلام میں بهی ایسی بات کا هونا محال هی *

لیکن یهه هو سکتا هی که وه کلام جسمیں اوپر کی شرطیں سب پائی جاتی هوں اور اُنهیں کی رو سے الهام حقیقی اور خدا کا کلام هی ایسے مطلبوں اور حقیقتوں کو بیان کرتا هو جو الله تعالی کے بهید هیں اور انسان کی عقل کے احاطه و حکم سے دور اور باهر هووین اسطرح پر که آدمی اپنی

ضعیف عقل سے خدا کی بیان کی ہوئی باتوں کے عالی مضمون کو نہ
پہنچ سکے کیونکہ خالق کا علم و حکمت آدمی کے علم و حکمت سے
نہایت زیادہ ہی ہاں ایسے بھید جو عقل کے درک سے باہر ہوں الہامی
کتاب میں ہو سکتے ہیں کیونکہ خدا کا بیان موجودات کے ساتھہ بھی
ایسے بھیدوں سے بھرا ہی کہ آدمی کی عقل اُنہیں دریافت نہیں کرسکتی
اور ہرچند کہ آدمی موجودات کی قوتوں کو ہمیشہ کام میں دیکھتا اور
بہت ایسے فائدہ اُٹھاتا ہی تو بھی اُنکی باطنی کیفیت و سبب کو نہیں
دریافت کرسکتا اور سواے اِسکے ممکن ہی کہ خداے تعالی اپنی الہامی
کتاب میں بھی اپنی ذات پاک کی ایسی صفتیں ظاہر و بیان کرے کہ
کسی موجودات میں اُن صفتوں کی مثل و مانند نہوں اور انسان کی عقل
کے دخل سے باہر ہوں کیونکہ ممکن بلکہ واجب ہی کہ خدا کی ذات
پاک میں ایسی صفتیں ہوں کہ خاص خدا ہی میں ہوں اور کسی مخلوقات
میں ویسی نہوں تاکہ خدا اُنکے سبب ساری موجودات سے اعلی اور بری
ہو نہیں تو خالق و مخلوق اور عابد و معبود میں کچھہ فرق نہوتا پس
اِس حال میں کسکو جرات اور طاقت ہی کہ خدا کی ذات پاک کو
اپنی عقل ناقص اور فکر کوتاہ سے تولے اور بےانتہا و لایدرک کے واسطے حد
و انتہا ٹھہراوے یا ایسا مقرر کرے کہ خدا کی ذات پاک میں صرف فلانی
فلانی صفتوں کا پایا جانا چاہئیے یا کہ وہ عارف اور قادر و حکیم کے ساتھہ
بحث بیش کرے کہ چاہیئے تھا کہ فلانی صفتوں کو فلانے مرتبہ تک ظاہر
و بیان کرتا حالانکہ ایسے خیال کفر فاحش ہیں کیونکہ آدمی آپ کو
اُن باتوں سے خدائی کے دعوی کو پہنچاتا ہی خلاصہ الہامی کتاب کی
لازم صفتوں کے بیان میں اِتنے ہی پر کفایت کرکے سچے پیغمبر کی صفتیں
اِس کتاب کے آخر باب کے شروع میں بیان کرینگے *

اب اگر کوئی بت پرستوں کے مذہب کی کتابوں کو دیکھکر اور شروط
مذکورہ کے ساتھہ مقابلہ کرکے تمیز دیوے تو اُسے بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ

هو هي نہیں سکتا کہ اُنکی عبادت کے طور اور اُنکی کتابوں کی بابت الہام
حقیقی سے نکلی ہوں کیونکہ روح کی خواهش و تمنا کو جو حقیقت
بانے اور پاکیزگی و خوشحالی حاصل کرنے سے مراد هی پورا نہیں کرتے بلکہ
خدا کی ذات و صفات اور ارادے کی بابت اُنسے دلائل اور باتیں کہ اُن
پیدا ہونے میں یہاں تک کہ آدمی کو بت‌پرستی کی راہ دکہلاتے ہیں پس
وے سب برخلاف و باطل اور ایسے باتعداروں کو گمراہی اور ہلاکت کی
طرف لے جاتے هیں اِسی واسطے محمدی شخص کو جو حقیقت کا طالب
هی بت‌پرستوں کے مذهب کی تلاش لازم نہیں کیونکہ اُنکی تلاش سے کچھ
حاصل نہیں ہوتا مگر ایسے شخص کے لیئے ضروری سوال اور عمدہ تلاش یہہ
ہوگی کہ آیا حقیقت میں قران جسکو وہ خدا سے جانتا خدا کا کلام هی
یا انجیل و توریت جو مسیحیوں کی مقدس اور روح کتابیں هیں یا قران
و انجیل دونوں حقیقی الہام اور خدا کا کلام هیں لیکن درحالیکہ قران و
انجیل کے مطالب آپس میں نہیں ملتے جیسا کہ ہرشخص پر جو اُنکے معانی
سے واقف هی ظاہر و آشکار هی اور اِس رسالہ میں بهی اپنی جگہہ پر
ثابت ہوگا اِس صورت میں ممکن نہیں کہ وے دونوں خدا کے کلام ہوں
بلکہ صرف ایک اِن میں سے سچا اور خدا کا کلام ہو سکتا هی اب هم طرفداری
و حجت کو کنارے رکھکر صاف دل اور بڑی تحقیق سے دریافت کریں کہ قران
اور انجیل میں سے کونسا خدا کا کلام هی اُمید کہ اللہ تعالی حقیقت جوئی
میں مدد کرکے ہدایت کا نور عنایت فرماوے کیونکہ یہہ امر ایسا بڑا کام
هی کہ جو کوئی اپنی همیشہ کی خوشی کا ڈھونڈھنے والا اور طالب هی بهر
کبهی اِس امر میں غفلت نہیں کرسکتا اسواسطے کہ نجات و ہلاک اسی
کے ساتھہ لگی هی کیونکہ جس کسی نے ہدایت کی راہ نپائی هی بس
گمراہی کی راہ اسکو خدا سے جدا کرکے همیشہ کی ہلاکت میں لے جاوتی
اور راہ حق کے ڈھونڈھنیوالے کو لازم هی کہ خدا سے جو دانائی اور ہدایت
کا نور بخشنیوالا هی دعا مانگکر بڑی کوشش سے تلاش کرے اور جب تک

راہ حق بتاوے دعا مانگنے سے ھانپہ نہ آجاوے اور اِس رسالہ سے ھمارا مطلب
کچھ حجت و بحث نہیں بلکہ صرف یہی ھی کہ ھم حقیقت کی راہ
اُن محمدیوں سے جو حقیقت کے ڈھونڈھنیوالے ھیں بیان کرکے حقیقت
کا پانا اُن پر آسان کریں پس ای اسلاموالے اِن باتوں پر کہ تیرے ایک دوست
نے جو تیری ھمیشہ کی نیکبختی چاھتا ھی مہربانی کی راہ سے لکھیں دل
سے اور بڑی غور سے متوجہ ھو اور اِس رسالہ کے پڑھنے میں کچھ کمی نکر
بلکہ بڑی سوچ اور فکر سے آخر تک بار بار مطالعہ کر اور حقیقت پانے کے لیئے
اُس خدا سے جو اصل نور ھی دعا مانگ کہ تجھکو عالم بالا سے منور کرے
اور جو اُسکا نور تجھے منور نکریگا تو حقیقت کے دیکھنے اور پانے کی طاقت
تجھے نہ ملیگی کیونکہ جس طرح آفتاب صرف آفتاب کے نور سے دیکھا جاتا
ھی اِسی طرح خدا بھی خود اُسیکے نور سے پہچان میں آتا ھی لیکن جس
وقت کہ خدا کی توفیق و عنایت سے تو نے حقیقت کو پایا پھر جس
حکمہ اور جس کتاب میں پاوے اُس سے منہہ مت موڑ کیونکہ حقیقت
کو حقیر و ناچیز سمجھنا خدا کو ناچیز سمجھنا ھی اور جو کوئی خدا کو
ناچیز سمجھیگا خدا بھی اُسکو ناچیز سمجھیگا اور جہنم میں داخل کریگا ×

یہہ رسالہ تین باب پر تقسیم کرکے اِس مطلب کو کہ خدا کا کلام
انجیل یا قرآن ھی اُن تینوں باب میں تحقیق کرینگے اور اُن میں سے
پہلے باب میں تفتیش کرینگے کہ انجیل و توریت کا منسوخ اور تحریف
ھونا سچ ھی یا نہیں اور دوسرے باب میں عمدہ تعلیمیں انجیل اور توریت
کی بیان کرکے دیکھینگے کہ آیا وے اُن شرطوں اور علامتوں کو جو الہام حقیقی
کے اثبات کے لیئے ھمنے ذکر کیں پوری کرتی ھیں یا نہیں تیسرے باب
میں محمد کی پیغمبری کے دعوی کو تفتیش اور تشخیص کرینگے ×

پہلا باب

اس بات کے ثبوت میں کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں منسوخ
وتحریف نہیں ہوئیں اور اس باب میں تین فصل ہیں

پہلی فصل اِس بات کے بیان میں کہ قران سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ انجیل اور عہد عتیق کی کتابیں جنکا مسیحیوں میں رواج ہی خدا کی طرف سے ہیں دوسری فصل اِس بات کے ثابت کرنے میں کہ کسی زمانے میں وے کتابیں منسوخ نہیں ہوئیں تیسری فصل اِس بات کے اِثبات میں کہ اُن مقدّس کتابوں نے تحریف اور تبدیل نہیں پائی *

پہلی فصل

اس بات کے بیان میں کہ قران سے بھی ظاہر ہوتا ہی
کہ انجیل و توریت خدا کی طرف سے ہیں

پوشیدہ نرہے کہ ہر محمدی کو جو اپنے مذہب کا منکر نہووے چاہیئے کہ مسیحیوں کی کتابوں کو جو انجیل و توریت سے مراد ہی خدا کا کلام جانے اور اُنپر اعتقاد رکھے کیونکہ قران کی اکثر جگہوں میں اہل کتاب کے احوال کا ذکر ہوا اور کہا ہی کہ خداے تعالیٰ نے وے کتابیں موسیٰ و داؤد اور اور پیغمبرونکی معرفت اور مسیح کے وسیلہ سے اہل کتاب کو دیں پس ضرور نہیں کہ ہم اُن کتابونکے خدا کا کلام ہونے کی بابت دلیل لاویں اُنکا برحق ہونا محمد کی اُمت پر ثابت کریں کیونکہ خود محمدی اور قران اس

بات کا اقرار کرتے ہیں جیسا کہ ذکر ہوگا اِس صورت میں ہمنے اُن
دلیلوں کے اظہار سے یہاں تامل کیا جنسے مسیحی اپنی مقدس کتابوں کا حق
ہونا ثابت کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اُن دلیلوں کے ظاہر کرنے کے لئے فرصت
پاکر دوسرے باب میں لکھینگے پر یہاں صرف قران کے وے مقام ذکر کرینگے
جنسے معلوم اور ثابت ہو کہ قران آپ اقرار کرتا ہی کہ مسیحی اور
یہودیوں کی مقدس و مروج کتابیں خدا کی طرف سے ہیں جیسا کہ سورۂ
شوری میں لکھا ہی کہ * ، و قل امنت بما انزل اللہ من کتاب و امرت
لاعدل بینکم اللہ ربنا و ربکم لنا اعمالنا و لکم اعمالکم لا حجۃ بیننا و بینکم * ،
یعنی ای محمد کہہ کہ میں اُن کتابوں پر ایمان لایا جو اُتارین اللہ نے اور
مجھکو حکم ہی کہ انصاف کروں تمہارے بیچ اللہ رب ہی ہمارا اور تمہارا
ہمارے لیئے ہمارے کام اور تمہارے لیئے تمہارے کام کچھہ جھگڑا نہیں ہم میں
اور تم میں * اور سورۂ عنکبوت میں مرقوم ہی کہ * * و لا تجادلوا اهل
الکتاب اِلا بالتی ہی احسن الا الذین ظلموا منہم و قولوا امنا بالذی انزل
الینا و انزل الیکم و الہنا و الہکم واحد و نحن لہ مسلمون * * یعنی ای
محمدیو تم اهل کتاب سے جھگڑا مت کرو مگر اسطرح پر جو بہتر ہو اُن
کے سواے جو تم پر ظلم کرتے ہیں اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اُترا
ہمکو اور اُترا تمکو ہمارا خدا اور تمہارا ایک ہی اور ہم اُسی کے حکم پر
ہیں * اور سورۂ مائدہ میں لکھا ہی کہ * * الیوم احل لکم الطیبات و طعام
الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لہم * * یعنی آج سے تم پر پاکیزہ
چیزیں حلال ہوئیں اور کتاب والوں کا کہانا تم پر حلال ہوا اور تمہارا کہانا
اُنکو حلال ہوا * جاننا چاہیئے کہ ہر ایک محمدی پر ظاہر ہی کہ وے فرقے
جنکو کتاب ملی اور وے لوگ جو اهل کتاب کہلائے سو مسیحی اور یہودی
ہیں چنانچہ سورۂ بقر میں یہود و نصاریٰ کی بابت کہا گیا ہی * * ،
وهم یتلون الکتاب * * یعنی یہود و نصاریٰ نے کتاب پڑھی ہی * اور یہہ
بات بہی قران سے معلوم اور ثابت ہی کہ جو کتابیں یہودی اور مسیحیوں کو

ملیں توریت و انجیل ہیں کیونکہ سورۂ آل عمران میں مذکور ہی کہ * *
و انزل التورية و الانجيل من قبل هدى للناس * * یعنی خدا نے توریت
و انجیل آگے سے اُتاری تھیں کہ لوگوں کی ہادی رہیں * اور لفظ توریت سے
غرض یہہ ہی کہ جو کلام خدا سے یہودیوں کو ملا توریت کہلاتا ہی اور یہہ
ایک لفظ ہی کہ عبرانی سے نکلا کیونکہ عبرانی یا یہودی لوگ مثل اور زبان
محمد تا حال اُن کتابوں کو جو خدا نے پیغمبروں کے وسیلہ سے اُنہیں بہیجیں
توراہ کہتے ہیں کہ اِس لفظ سے مراد تعلیم یا شریعت ہی اور یہودیوں کی
اُن کتابوں کو تین حصے کرکے ہر ایک کا جدا جدا نام رکھا چنانچہ پہلی قسم
کو جو صرف موسیٰ کی پانچ کتابیں ہیں توریت اور دوسری قسم کو
پیغمبروں کی کتابیں اور تیسری قسم کو رسائل یا زبور کہتے ہیں اور اِنکے زبور
کہنے کا سبب یہہ تھا کہ تیسری قسم داؤد کی زبور سے شروع ہوتی ہی لیکن
مسیحی اُن سب کتابوں کو کہ ہر وقت اُنمیں مروج تہیں عہد عتیق یعنی
پرانے عہد کی کتابیں کہتے ہیں اِس سبب سے کہ خدا نے اُن کتابوں کو
مسیح سے پہلے دیا تھا اور انجیل کو عہد جدید یعنی نئے عہد کی کتابیں
کہتے ہیں اور یے دونوں مجموعہ کتب عہد عتیق و جدید اور خدا کا کلام
اور مقدس کتابیں اور بیبل بھی کہی جاتی ہیں اور بیبل یونانی لفظ ہی
بمعنی کتاب اور جس وقت کہ اُن کتابوں کی بابت اِس رسالہ میں گفتگو
ہوگی اُنکو اِن ناموں سے ذکر کرینگے *

خلاصہ قرآن کی مذکورہ آیتوں کے موافق ہو ہی نہیں سکتا کہ محمدی
مقدس کتابوں کے حق میں جنکا مسیحیوں میں رواج ہی غفلت کرکے
اُنکی طرف متوجہ نہوں کیونکہ قرآن کے مضمون کے مطابق چاہئے کہ
محمدی بھی اُن کتابوں کو خدا کا کلام جانیں لیکن یہہ بات کہ قرآن کو کس
مرتبہ میں کیا چاہیئے ہم تیسرے باب میں ذکر کرینگے اور قرآن کی ان
آیتوں کے لانے کا سبب یہہ نہیں کہ گویا انجیل قرآن کی گواہی کی محتاج
ہووے بلکہ اِس واسطے ہی کہ محمد کی اُمت جان لیں کہ قرآن جیسے وے

حق جانتے ہیں اقرار کرتا ہی کہ وے مقدس کتابیں خدا کی طرف سے ہیں * ۔

دوسری فصل

اس بیان میں کہ انجیل و عہد عتیق کی کتابیں کسی وقت میں منسوخ نہیں ہوئی ہیں

اِس باب میں محمدی دعوی کرتے ہیں کہ جسطرح زبور کے آنے سے توریت اور انجیل کے ظاہر ہونے سے زبور منسوخ ہوئی اُسی طرح انجیل بھی قرآن کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہوگئی اب لازم ہی کہ ہم بڑی دقت سے اِس دعوی کی حقیقت دریافت کریں کیونکہ اگر سچ ہو تو پرانے اور نئے عہد کی کتابیں اگرچہ خدا کی طرف سے ہوویں پر کسی کو بھر ضرور نہیں کہ اُنکے حکموں کا تابع ہووے *

پوشیدہ نرہے کہ محمدیوں کے ایسے دعوی کا کوئی اَور سبب نہیں مگر یہہ کہ جیسا چاہیئے ویسا انجیل اور توریت کے مضمون و مطالب سے واقف نہیں ہیں کیونکہ اگر کوئی فکر و دقت سے مقدس کتابوں کو مطالعہ کرے تو جلد دریافت کرلیگا کہ حقیقت میں اُنکے معنی ایک دوسرے سے شامل اور مطالب و تعلیمات میں بڑی موافقت و مناسبت رکھتے ہیں اِس طرح کہ وے سب خدا کی پہچان اور اُسکی محبت کا ایک عجایب مکان و عمارت سے ہیں جسکی اصل و بنیاد توریت یعنی موسی کی کتابیں ہیں اور اَور کتب مقدسہ اُسکے کامل و تمام کرنیکے واسطے ہیں اس مضمون سے کہ توریت میں خدا کا وہ ارادہ جو آدمی کے حق میں رکھتا ہی اِس طرح پر بیان ہوا ہی کہ اُسکی مرضی یوں ٹھہری ہی کہ بنی آدم اُسکے یعنی خدا کی سچی پہچان اور حق عبادت کے وسیلہ سے روح کا تقاضا پورا کرکے

حقیقی اور همیشه کی خوشی کو پہنچیں اور موسیٰ کے بعد نبیوں کی کتابوں اور زبور میں بیان هوا هی که خدا نے اپنی معرفت و محبت کے مطابق طرح طرح کی راهوں سے آدمیوں کو خصوصاً بنی اسرائیل کو روز بروز اپنی پہچان کے نزدیک پہنچا هی اور عبادت کے لیئے آماده اور طیار کیا آخر کو انجیل بیان کرتی هی که خدا نے کس طرح اور کس طور پر اُس عمده مطلب کو مسیح کے وسیله سے پورا کیا اور ایسی عبادت مقرر کی که ظاهری آداب اور عبادتوں سے نہیں بلکه روح اور دل اور سچائی سے هی اور یہ بات بھی انجیل اور پیغمبروں کی کتابوں میں بیان هوئی هی که آخر دو جہان کی سب قوم انجیل کی سچی عبادت کے فیض کو پہنچینگی اور یہ بات که توریت کی ظاهری عبادت روحانی اور باطنی عبادت سے بدل جاویگی کچھه نئی بات نه تھی کیونکه پرانے عهد کی کتابوں میں ذکر هوا تھا که ایسے دن آوینگے که ظاهری عبادت کے بدلے روحانی عبادت مقرر هوگی جیسا که * ارمیا نبی کی ۳۱ فصل کی ۳۱ آیت سے ۳۳ تک مذکور هی که * دیکھه وے دن آتے هیں خداوند کہتا هی که میں اسرائیل کے گھرانے سے اور یہوداه کے گھرانے سے نیا عهد باندھونگا اُس عهد کے موافق نہیں جو میں نے اُنکے باپ دادوں سے باندھا جس دن میں نے اُنکی دستگیری کی که زمین مصر سے اُنہیں نکال لاؤں اور اُنہوں نے میرے اِس عهد کو توڑا باوجودیکه میں اُنکا شوهر تھا خداوند کہتا هی بلکه یہه وہ عهد هی جو میں اسرائیل کے گھرانے سے باندھونگا بعد اُن دنوں کے خداوند فرماتا هی میں اپنی شریعت کو اُنکے اندر رکھونگا اور وے میرے لوگ هونگے * پس اِن آیتوں میں صاف بیان هوا هی که ایسے دن آوینگے جنمیں خدا ایک نیا عهد مقرر فرماویگا اور اپنی شریعت لوگوں کے دل میں نقش کردیگا اور یہه اُس روحانی و باطنی عبادت سے مراد هی جو یسوع مسیح کے وسیله سے عمل میں آئی چنانچه خود مسیح نے یوحنا کے ۴ باب کی ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں فرمایا هی که * اب وقت آتا هی بلکه اب هی که سچے پرستش کرنیوالے روح اور

راستی سے باپ کی پرستش کرینگے کیونکہ باپ ایسے پرستش کرنیوالوں کو چاہتا ہی خدا روح ہی اور وے جو اُسکی پرستش کرتے ہیں ضرور ہی کہ روح اور راستی سے پرستش کریں × اور یہہ بات کہ وہ حقیقی و روحانی عبادت جسکی خبر و اشارہ توریت میں ہی مسیح کے وسیلے سے عمل میں آئی انجیل میں عبرانیوں کے مکتوب کے ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ بابوں میں بھی بتفصیل بیان ہوئی ہی جو چاہے سو ان بابوں کو دیکھہ لے ×

جاننا چاہیئے کہ توریت کے حکم دو قسم کے ہیں یعنی ظاہری احکام جو یہودیوں کی عبادت کے آداب اور اُنکی عادات و حکومت سے نسبت رکھتے تھے اور باطنی احکام جو خدا شناسی اور دل کی پاکیزگی اور نیک چال سے منسوب ہیں پہلی قسم کے احکام کا مطلب و مقصد دو طرح پر ہی اول یہہ کہ بنی اسرائیل اُن حکموں کے سبب بت پرستوں اور اُنکی عادت و مذہب سے کنارا کریں دوسرے یہہ کہ اُس روحانی عبادت کا اشارہ اور نمونہ ہووے جو مسیح کے وسیلہ سے مقرر ہوئی ہی بس ظاہری احکام مسیح کے ظہور سے پورے ہوکر اِس طرح منسوخ ہوئے کہ پھر انکی پاسداری ضرور نہوئی چنانچہ توریت کی مذکورہ آیتوں میں اِسی تغیر و تبدیل کا اِشارہ ہوا ہی لیکن توریت کی اِس ظاہری تبدیل سے اُسکے باطنی حکم جو اصل الاصول ہیں مبدل اور منسوخ نہوئے بلکہ مسیح نے انجیل میں اُنکو تفصیلاً واضح و عیان کیا ہی جیسا کہ آگے ذکر ہوگا اور فروعات و ظاہرات کے بدل جانے سے پرانے عہد کی کتابیں یعنی توریت نہ رد ہوئی اور نہ منسوخ بلکہ جو چیزیں کہ توریت میں ظاہری اور نمونہ کے طور پر تھیں اب انجیل میں باطنی اور روحانی ہوکر کامل اور تمام ہوئیں × اب ہم کئی ایک نمونے ذکر کرکے اِس مطلب کی توضیح کرینگے مثلاً توریت میں حکم ہوا تھا کہ گناہوں کی بخشش کے لیئے جانوروں کی قربانی کرو مگر ظاہر ہی کہ ایسی قربانیاں گناہوں کو نہ چھپا سکینگی اور قربانیوں کا اصل مقصد بھی یہہ نہ تھا بلکہ اُس ایک قربانی کا نمونہ تھیں جسے مسیح نے

اپني ذات میں پورا کیا جیسا کہ پرانے عہد میں وعدہ ہوا تہا کہ آنیوالا مسیح اپنا جسم آدمیوں کے گناہوں کے واسطے قربان کریگا چنانچہ ۴۰ زبور میں ۶ آیت سے ۸ تک اور اشعیا نبی کے ۵۳ باب میں اِس بات کا اشارہ ہوا هی اور دوسرا مطلب جانوروں کی قربانی سے یہہ تہا کہ قربانی کرنیوالے اپنے گناہ مان لیویں اور اِس بڑي اور اصل قربانی کی طرف دل لگاکر اُسپر ایمان لاویں اور اُنکے گناہوں کی بخشش کا سبب صرف وهی بڑي قربانی تہی جو مسیح میں پوري ہونے کو تہی اور اب کہ مسیح آیا اور اپنے تئیں آدمیوں کو گناہوں کے واسطے قربان کیا اور یہي قربانی اُنکے لیئے جو اُسپر ایمان لاتے ہیں گناہوں کا کفارہ هی اِس صورت میں وے نمونے کی قربانیاں پهر ضرور نہیں کیونکہ پوری ہوچکی ہیں چنانچہ یہہ مطلب انجیل میں عبرانیوں کے مکتوب کی ۹ و ۱۰ فصل میں صاف ذکر ہوا هی اب مسیحی شخص کو واجب قربانی خدا کي حمد اور شکر کي قربانی هی کہ اُسے صرف بات سے نہیں بلکہ چاهیئے کہ عمل سے بهي خدا کے حضور میں گذرانے جیسا کہ رومیوں کے مکتوب کي ۱۲ فصل کي پہلی آیت میں اور پہلے پطرس کي ۲ فصل کی ۵ آیت میں لکہا هی * پهر توریت میں غسل وطہارت اور نہانے دہونے بدن پاک کرنے کے واسطے حکم ہوا تہا سو غرض اِس دہونے دہلانے سے یہہ تهی کہ آدمي دریافت کرے کہ روح بدن سے زیادہ پاکیزگی کی محتاج هی پهر یہہ دہونا اور جسم کي پاکیزگي اُس روحاني پاکیزگی کا نمونہ تہا جو انجیل کے وسیلے سے عمل میں آتی هی اِس حالت میں پهر ویسا نہانا دہونا لازم و واجب نہیں بلکہ اب روحانی و باطني طور پر عمل میں آتا هی جیسا کہ عبرانیوں کي ۱۰ فصل کی ۲۲ آیت میں اور طیطس کی ۳ فصل کي ۵ آیت میں ذکر هی اور ظاهر هی کہ وہ شخص جسکی روح گناہ کی ناپاکی سے پاک ہوئی ہو اپنے بدن کے پاک رکہنے میں قصور نہ کریگا مگر ظاهر کی پاکیزگي کو اُس درجہ میں نہ سمجھیگا کہ گویا نجات کے لیئے ایک حصہ هی ضروری اور فائدہ مند * پهر اورشلیم کا عبادت خانہ جو یہودیوں کی قربانگاہ

اور عبادت کی جگہہ تھی اور خداے تعالی اپنے تئیں وهاں ایسا ظاهر کرتا تھا گویا اُس جگہہ میں رهتا تھا سو یہہ هیکل اِس بات کا نمونہ تھا کہ چاهیئے آدمی کا دل خدا کا گهر هووے پس جس صورت میں مسیح پر ایمان لانے سے آدمی کا دل خدا کا گهر بنتا هی تو پتہر کا عبادت خانہ یعنی ظاهری هیکل امر ضرور نہیں کیونکہ وہ روحانی هیکل کہ جسکا گهر اُسکا نمونہ تھا اب ایمانداروں کے دلوں میں بنا هی چنانچہ پہلے قرنتیوں کی ۳ فصل کی ۱۶ و ۱۷ آیت میں لکہا هی × پهر وے عید کے دن جو توریت میں مقرر هوئے تھے جن میں کسی کو پروانگی نہ تھی کہ کوئی دنیوی کام کرے بلکہ صرف خدا کی بندگی اور آخرت کی فکر میں مشغول رهے سو یے عید ظاهری دل کی اُن عیدوں کے نمونے تھیں جو قرب و محبت الهی سے مراد هی اور انجیل کا یہی مطلب و مقصد هی کہ آدمی کے تئیں معرفت الهی میں اُسی درجہ کو پہنچاوے اور جو کوئی انجیل کے حکموں پر صدق دل سے عمل کریگا بیشک اُس مرتبہ کو پہنچیگا چنانچہ فلپیوں کی ۳ فصل کی ۱۲ و ۱۷ آیتوں میں اور رومیوں کی ۱۴ فصل کی ۱۷ آیت میں اور پهر رومیوں کے ۸ باب میں ذکر هوا هی × پهر ختنہ جو بنی اسرائیل کو امر هوا تھا پرانے عہد کی ایک ظاهری نشانی هونی کے سواے نفس کی خواهش کاٹ ڈالنے کا ایک نمونہ تھا جیسا کہ اب انجیل پر ایمان لانے کے سبب نفس کی خواهشوں کو کاٹ ڈالنا عمل میں آتا هی کیونکہ اُس شخص کو جو حقیقت میں مسیح پر ایمان لایا خدا سے ایسی فضل و قوت حاصل هوتی هی کہ اپنے نفس کی خواهشوں کو زیر کرے اور خدا کے حکموں پر چلے اور نئے عہد میں خدا کی قوم یعنی روحانی اسرائیلی یا سچے مسیحی کا نشان یہی هی پس اِس صورت میں ظاهر کا ختنہ پهر ضرور نہیں اِس سبب سے کہ اب دل میں روحانی طور پر عمل میں آتا هی چنانچہ رومیوں کی ۲ فصل کی ۲۸ و ۲۹ آیتوں میں اور فلپیوں کی ۲ فصل کی ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ آیت میں لکہا هی اور هم ایسے نمونے اَور بہی لکہہ سکتے هیں کیونکہ پرانے عہد کی عبادت کے

سب آداب اُس حقیقی و روحانی عبادت کے نمونے تھے جسے مسیح نے نئے عہد میں مقرر کیا ہی بس انجیل پرانے عہد کی کتابوں کو باطل نہیں بلکہ پورا کرتی ہی اِسی طرح پر کہ جو چیزیں پرانے عہد کی مقدس کتابوں میں ظاہری تہیں اب نئے عہد میں باطنی سے بدل گئیں اور جو چیزیں کہ وہاں نمونہ کی طرح دیکھی جاتی تہیں یہاں حقیقۃً دیکھنے میں آتی ہیں اور جو وہاں شروع و تدبیر کے طور پر مقرر ہوئی تہیں اس جگہہ پوری ہوئیں اور اِسی واسطے جس وقت یہودی ایسا خیال کرتے تھے کہ گویا وہ توریت کو اُلٹ بات اور منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی خود مسیح نے اُنکو کہا یہہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے آیا میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا چنانچہ متی کی پانچویں فصل کی ۱۷ آیت میں مذکور ہی *

اور ظاہر ہی کہ انجیل نے توریت کی کوئی بات جو خدا شناسی اور دل کی پاکیزگی اور نیک چال چلن پر شامل ہی باطل و منسوخ نہیں کی چنانچہ جو کوئی تامل و فکر سے دونوں کو مطالعہ کرے اِس مطلب کو جلد دریافت کر لیگا اور اِس امر کے ثابت کرنے کو دو تین بات یہاں ذکر کرینگے صفات کی بابت ظاہر ہی کہ وہی صفات جو توریت میں بیان ہوئی ہیں انجیل میں بھی ہیں اِس تفصیل سے کہ محبت و رحمت اور تقدس و عدالت انجیل میں اور زیادہ عیان اور وحدت ثابت کے ساتھہ بیان ہوئی ہی اور باطنی احکام بھی توریت اور انجیل میں وہی ہیں مگر انجیل میں اَور بھی توضیح کے ساتھہ مذکور ہوئے ہیں مثلاً توریت میں قتل کرنا منع ہی لیکن مسیح کہتا ہی کہ خدا کے سامنے قتل کی سزا کے لائق صرف وہ آدمی نہیں ہی جسنے قتل کیا بلکہ وہ آدمی بھی ہی جو اپنے بھائی سے بغض رکھتا اور بدزبانی عمل میں لایا اور اُسکی برائی چاہتا ہی پھر توریت میں منع ہوا ہی کہ زنا نہ کرو لیکن مسیح کہتا ہی کہ وہی آدمی صرف زناکار نہیں جو اس کام کو عمل میں لایا بلکہ وہ بھی

جو شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اُسکے ساتھہ زنا کرچکا پھر بنی اسرائیل کی سخت دلی کے سبب توریت میں طلاق کا حکم جاری ہوا تھا لیکن مسیح نے نکاح کے عمدہ معنی واضح کرنے کے لیئے یہہ پروانگی صرف اُس وقت میں دی ہی کہ جورو خصم میں سے ایک نے زنا کرنے کے سبب نکاح کو باطل کیا ہو پھر توریت میں حکم ہوا ہی کہ اپنی قسم کو اپنے خداوند سے پورا کر جب کہ یہودی تھوڑی سی وجہہ اور بے سبب اور نالائق کاموں کے واسطے قسم کھاتے تھے اِس لیئے مسیح نے فرمایا کہ جب تک کوئی بڑا کام نہ پڑے اور ضرور نہو قسم نکھاؤ بلکہ تمھاری بات چیت ہاں ہاں اور نہیں نہیں کے ساتھہ ہووے یعنی چاہیئے کہ تمھارا ہاں اور نہیں کہنا ایسا سچ اور درست ہووے کہ بجاے قسم کے گنا جاوے پھر توریت میں حکم ہی کہ اپنے همسایہ کو آپ سا دوست رکھہ لیکن یہودیوں نے اِس طرح کی دوستی و محبت صرف اپنی ہی قوم کے واسطے ٹھہرائی ہی مگر مسیح نے ایسا بیان کیا کہ دوست صرف نزدیکی اور ایک قوم والے نہیں بلکہ سب ہیں اور یہاں تک فرمایا ہی کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُنکے لیئے برکت چاہو اور جو تم سے کینہ رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھہ دیوں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو پس صاف ظاہر ہی کہ انجیل پرانے عہد کی کتابوں کو باطل نہیں بلکہ پورا کرتی اور تکمیل کو پہنچاتی ہی لیکن یہہ نہیں کہ ایسے پورے ہونے کے سبب پرانے عہد کی کتابیں باطل و منسوخ ہو گئی ہوں ہرگز نہیں بلکہ پھر وے سب نئے عہد کی کتابوں کی بنیاد ہیں یعنی پرانے عہد کی کتابوں کا مطلب یہہ تھا کہ بنی اسرائیل اور سب پڑھنیوالوں کو حکم و نصیحت اور حکایتوں سے سمجھاویں کہ آدمی کا احوال کس طرح بُرا ہوا ہی اور وہ اپنے خداوند کے سامنے کیسا گنہگار ہی اور نجات دینیوالے کا محتاج ہونا۔ اُنکو معلوم کرواکے اُنکے دل مسیح کی طرف جسکا وعدہ ہوا تھا پھیریں اور اعتقاد پر لاویں اور باوجودیکہ اب مسیح آچکا ہی پھر پرانے عہد کی کتابوں

کے مضمون اُسی مطلب پر اشارہ کرتے ہیں صرف اتنا فرق ہی کہ مسیح
سے آگے وے کتابیں آدمی کو اُس نجات دینیوالے کی طرف جو آنیوالا تھا
پھیرتی تھیں اور اب کہ مسیح ظاہر ہوا اُس نجات دینیوالے کی طرف
پھیرتی ہیں جو آ چکا مگر یہہ کہ کس لیئے اکثر یہود نے اُس نجات
دینیوالے یعنی مسیح کو جسکا وعدہ توریت میں ہوا قبول نہیں کیا
من بعد بیان ہوگا × اِس صورت میں کہ توریت و زبور اور نبیوں کی
کتاب یعنی پرانے عہد کی سب کتاب معنی و مضمون میں موافقت
رکھتی ہیں اور انجیل سے مطابق ہیں تو کتب مقدسہ ہرگز ایک دوسرے
کو باطل نہیں کرتیں بلکہ سب یک دیگر کو زیادہ واضح اور پورا اور کامل کرتی
ہیں پھر اِس حالت میں محمدیوں کا دعویٰ بے اصل و بیجا ہی جو
کہتے ہیں کہ زبور توریت کو اور انجیل اِن دونوں کو منسوخ کرتی ہی
ایسا دعویٰ صرف وہ شخص کریگا جو کتب مقدسہ اور اُنکے معنی و مطالب
کے میل سے خبر نہیں رکھتا یا اُنکے مطالب پر کچھہ غور نہیں کی ہی *

اور وہ دعویٰ کہ گویا قران کے سبب انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں
منسوخ ہو گئی ہوں سو ایسا دعویٰ دو وجہہ سے باطل ہی اول وجہہ یہہ
کہ ایسے نسخ عام مان لینے سے دو نقص لازم آتے ہیں اولا یہہ کہ گویا خدا کا
ارادہ یوں ٹھہرا تھا کہ توریت کو دیگر ایک اچھا اور فائدہمند کام کرے پر
نہو سکا پھر اُسکے بعد اُس سے بہتر زبور دی جب اُس سے بھی مطلب نہ
نکلا تو اُسکو بھی منسوخ کرکے انجیل دی جب اِس سے بھی فائدہ نہوا
آخرکو قران سے مطلب پورا کیا خدا کی پناہ جب کبھی ایسا خیال دل میں
لایا جاوے تو خدا کی حکمت و قدرت باطل ہوگئی بلکہ خدا ایک بادشاہ
اور ناسمجھہ ناتوان آدمی کی مانند ہوگا کیونکہ ایسا امر صرف آدمی کی
ناقص ذات میں ہو سکتا ہی نہ کہ خدا کی کامل ذات میں ثانیا اگر
وہ بات نہیں کہہ سکتے تو منسوخ ہونے کے قاعدہ سے یہہ خیال لازم آتا
ہی کہ خدا نے چاہا کہ ناقص چیز جو مطلب کو نہ پہنچاوے دیوے اور

بیان کرے پر کیونکر ہو سکتا ہی کہ کوئی ایسے جھوٹھے اور ناکارے خیال خدا کی قدیم ذات و کامل صفات کے حق میں کرے *

اور اگر بعضے کہیں اِس لیئے کہ لوگ روز بروز علم و دانائی میں ترقی کرتے ہیں پس اسی سبب خدا نے ہر زمانے کے واسطے ایک خاص مذہب مقرر کیا اور اسی لیئے موسیٰ کے زمانے کا مذہب مسیح کے زمانے کے ایسے مناسبت نرکھتا تھا اور مسیح کا مذہب محمد کے زمانے کے لیئے کچھہ مناسب نہ تھا تو یہہ گمان اگرچہ بنظر اولیٰ سچا معلوم ہوتا ہی لیکن باعث آنیوالے سببوں کے باطل ٹہہرتا ہی پہلے جاننا چاہیئے کہ انجیل نے پرانے عہد کی کتابوں کو منسوخ نہیں کیا بلکہ توریت و انجیل دونوں آپس میں موافق و مطابق ہیں جیسا کہ اوپر ذکر اور ثابت ہوا دوسرے وے لوگ جنہوں نے دانائی اور علم کی زیادتی کو مذہبوں کے منسوخ ہونے کا سبب خیال کیا ہی چاہیئے کہ جانیں کہ اِس جھوٹھے خیال کا سارا سبب یہہ ہی کہ دین اور علم آپس میں مخلوط کرکے ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا دینداری صرف عقل و علم سے علاقہ رکھتی ہی حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ الہام الٰہی کا مطلب یہی ہی کہ آدمی کی روح کی خواہش و تقاضا پورا کرکے اُسے حقیقت اور بےتقصیری اور دل کی پاکی اور نیک چال اور ہمیشہ کی نیکبختی کو پہنچاوے نہ کہ عقل کو دانائی اور علم سے بھردے اور ساری پوشیدہ اور چھپی باتیں اُسپر ظاہر اور روشن کرے کیونکہ آدمی صرف دانائی سے بھلا نہیں ہو سکتا اور دل کی پاکیزگی اور نیک چال اور خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے علم کی زیادتی ضرور نہیں بلکہ یہہ چاہیئے کہ آدمی کے دل میں ایسی فکر اور خواہش ہو کہ خدا کی حکمبرداری کرے پس دینداری صرف ارادہ اور دل اور عمل سے علاقہ رکھتی ہی اور اگر انسان خدا کے حکموں کے علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہی تو اِسکی بابت اُسے ضرور نہیں کہ بڑا عالم و فاضل ہو بلکہ صرف ایک عقل صحیح درکار ہی سو وہ بھی خدا نے ہر وقت آدمی کو بخشی ہی لیکن

الہام الہی عقل کو بھی روشن کرتا ہی پر عقل کا یہہ روشن ہونا خدا کے حکموں کو عمل میں لانے کے ساتھہ ایسا میل رکھتا ہی کہ خدا اپنی نور کو اپنے کلام پر عمل کرنیوالوں کے تئیں صرف اُنکی کوشش کے موافق عنایت کرتا ہی جیسا کہ یوحنا کی ۷ فصل کی ۱۷ آیت اور ۸ فصل کی ۳۱ و ۳۲ آیت اور ۱۴ فصل کی ۲۱ آیت میں لکھا ہی اور ہرچند کہ آدمی دانائی و علم میں تفاوت رکھتے ہیں لیکن ہر دل کی خواہش و تقاضا ہر جگہہ اور ہر وقت و ہر قوم میں وہی ہی جو ہی اس الہامی کتابوں جنکا مطلب روح کی خواہش پوری کرنا ہی جس زمانہ میں کہ دی گئی ہوں ضرور ہی کہ عمدہ تعلیموں اور مطلبوں میں موافقت رکھکر آدمی کو ہر وقت اُنہیں وسیلوں کی طرف جن سے روحانی تقاضا پورا اور نجات حاصل ہونی ہی رجوع کریں اور اِسی سبب سے نہیں ہو سکتا کہ اُنکی تعلیم اور عمدہ مطلب آپس میں برخلاف ہوں بلکہ یہہ ممکن ہی کہ یک دیگر کے مطلب کو تفصیل کرکے زیادہ ظاہر و بیان کریں سو پرانے اور نئے عہد کی کتابیں آپس میں موافق اور اِسی منوال پر ہیں جیسا کہ پہلے ذکر و ثابت ہوا پس وہ دعوی کہ گویا ہر زمانے کے لیئے ایک خاص مذہب خدا سے ملا ہو باطل ہی *

دوسری وجہہ اِس دعوی کے بطلان کی کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں قران کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہو گئیں یہہ ہی کہ کلام الہی کی آیتوں میں صاف کہا ہی کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں ہرگز منسوخ نہونگی بلکہ جب تک زمین و آسمان برقرار ہیں اُنکے حکم بھی جاری رہینگے جیسا کہ مسیح نے لوقا کی انجیل میں ۲۱ فصل کی ۳۳ آیت میں فرمایا ہی * کہ آسمان و زمین ٹل جاوینگے پر میری باتیں کبھی نہ ٹلینگی * اور پھر متی کی ۵ فصل کی ۱۸ آیت میں فرمایا ہی * کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نجاے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچھہ پورا نہو *

اور پھر پہلے پطرس کی ۱ فصل ۲۳ و ۲۵ آیت میں لکھا ہی × کہ تم نہ تخم فانی سے بلکہ غیر فانی سے یعنی خدا کے کلام سے جو ہمیشہ زندہ اور باقی ہی سر نو پیدا ہوئے اپکی خداوند کا کلام ہمیشہ رہتا ہی یہہ وہی کلام ہی جسکی خوشخبری تمہیں دی گئی × اور یسعیا کی ۴۰ فصل کی ۸ آیت میں لکھا ہی × کہ گہاس مرجہاتی ہی پھول کمہلاتے ہیں پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قایم ہی × اور گلتیوں کے پہلے باب کی ۹ آیت میں مرقوم ہی کہ اگر کوئی تمہیں کسی دوسری انجیل کو سوا اُسکے جسے تم نے پایا سناوے وہ ملعون ہووے پس اِن آیتوں کے مضمون سے صاف معلوم و ثابت ہی کہ انجیل اور نبیوں کی کتابیں اور زبور و توریت کسی وقت میں منسوخ و باطل نہیں ہوئیں اور ہونگی بلکہ ضرور ہی کہ خدا کا کلام ہمیشہ رہے کیونکہ خدا نے ایسا ہی چاہا اور فرمایا ہی ×

اور اگر بعضے لوگ نادانی کی راہ سے کہیں کہ انجیل آسمان پر اُٹھہ گئی تو ایسی بودی اور بے اصل بات کی طرف جو قرآن سے بھی موافقت نہیں رکھتی متوجہ ہونا اور رد کرنا کچھہ ضرور نہیں صرف اِتنے ہی پر کفایت کرتے ہیں کہ انجیل لوگوں کی ہدایت کے لیئے دی گئی ہی بس چاہیئے کہ زمین پر رہے نہ کہ آسمان پر اور درحالیکہ انجیل روز قیامت تک لوگوں کے لیئے ہادی و رہنما رہیگی تو ظاہر ہی کہ قیامت تک زمین ہی پر موجود رہیگی × غرض اِن دلیلوں سے معلوم و یقین ہی کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں نہ منسوخ ہوئی ہیں اور نہ ہونگی لہذا اُنکے امر و نہی نہ صرف مسیحیوں کے حق میں بلکہ محمدیوں کے حق میں بھی حتی کہ عالم کی ساری قوموں کے حق میں جاری ہیں ×

تیسری فصل

اِس بات کے ثبوت میں کہ محمدیوں کا یہہ دعویٰ کہ کتب مقدسہ تحریف و تبدیل ہوئیں باطل ہی

علماے محمدی دعوی کرتے ہیں کہ مسیحی اور یہودیوں نے اپنی مقدس کتابیں تحریف کیں اور اُن آیتوں کو جو محمد کی طرف اشارہ تھیں نکالکر دوسرے لفظ اُنکے مقام پر رکھہ دیئے ہیں اور اِس سبب سے مقدس کتابیں جو اب اُنکے یہاں موجود اور رائج ہیں صحیح اور قابل اعتماد و اعتقاد نہیں ہاں واجب اور ضرور ہی کہ ہم بڑی دوش سے اِس دعوی کی تحقیق پر متوجہ ہوویں *

جب کہ ہم محمدیوں سے اِس دعوی کا ثبوت چاہتے ہیں تو تعجب ہی کہ اُنمیں سے کسی نے اب تک اِس دعوی کو معتبر دلیلوں سے ثابت نہیں کیا ہی اور وے اِن چار سوالوں کے جواب دینے میں کہ آیا پرانے اور نئے عہد کی مقدس کتابیں کس وقت میں اور کن لوگوں کی معرفت اور کیونکر تحریف ہوئیں اور پھیرے بدلے لفظ کونسے ہیں اب تک مسیحیوں کے قرضدار رہتے ہیں اور سب محمدی صرف دعوی بلا دلیل پیش لاکے حکومت کی راہ سے کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہی اور ضرور ہی کہ ایسا ہی ہو کیونکہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں قران کے موافق نہیں ہیں اور قران میں بھی مسیحیوں اور یہودیوں کی مقدس کتابوں کی تحریف کا اِشارہ ہوا ہی لیکن جب تک کہ محمدی لوگ اپنے اِس دعوی کو معتبر دلیلوں سے ثابت نکریں اور اُن چار سوالوں کا جواب ندیویں مسیحیوں کو کچھہ ضرور نہیں کہ اُنکے اِس دعوی پر توجہ کریں اور جواب دیں کیونکہ جس دعوی کے ثبوت کی معتبر دلیلیں نہوں وہ بیجا و بیفائدہ ہی بلکہ بغیر دلیل دعوی کرنا عقلمندوں کا کام نہیں *

پوشیدہ نرہے کہ مسیحی لوگ بطریق اولی کہہ سکتے ہیں کہ قران نے تحریف پائی ہی اور یہہ قران جو اب محمدیوں میں مروج ہی اصل قران نہیں ہی کیونکہ پہلے تو اُسے ابوبکر نے اکٹھا اور مرتب کیا پھر عثمان نے دو بارہ ملاحظہ کرکے اصلاح دی ہی حال آنکہ شیعی لوگ اِن اشخاص کو کافر اور بیدین جانتے اور کہتے ہیں کہ عثمان نے کئی سورتوں کو جو علی کی شان میں تہیں قران سے نکال ڈالا اور فاتی کی کتاب دبستان میں یوں مسطور ہی کہ کہتے ہیں کہ عثمان نے قران کو جلاکر بعض سورتیں جو علی اور اُسکی اولاد کی شان میں تہیں نکال ڈالیں اور کتاب عین الحیات کے ۲۰۸ ورق کی ۲ صفحہ میں ایک حدیث مرقوم ہی کہ امام جعفر نے فرمایا ہی کہ سورۂ احزاب میں قریش کے اکثر مرد و عورت کی برائیاں تہیں اور وہ سورت سورۂ بقر سے بڑی تہی لیکن کم کی گئی اور مشکاۃ المصابیح میں جو اہل سنت کی معتبر و مشہور کتاب ہی کتاب فضائل القران کی پہلی فصل میں لکہا ہی کہ × × عن عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن حكيم بن حزام يقرء سورة الفرقان على غير ما اقرءها و كان رسول الله صلى الله عليه و سلم اقرانيها فكدت ان اعجل عليه ثم امهلته حتى انصرف ثم لببته بردائه فجئت به رسول الله صلى الله عليه و سلم فقلت يا رسول الله اني سمعت هذا يقرء سورة الفرقان على غير ما اقرانيها فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم ارسله اقرا فقراء القراءة التي سمعته يقراء فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم هكذا انزلت ثم قال لي اقراء فقراءت فقال هكذا انزلت ان هذا القران انزل على سبعة احرف فاقرؤا ما تيسر منه متفق عليه و اللفظ لمسلم × یعنی عمر ابن الخطاب کہتا ہی کہ میں نے ہشام ابن حکیم ابن حزام کو سنا کہ وہ سورۂ فرقان میری قراءت کے خلاف پڑھتا تہا حالانکہ مجہکو وہ سورہ رسول الله صلى الله عليه و سلم نے پڑھائی تہی تس پیچہے میں نے چاہا کہ جلد اُسے منع کروں لیکن میں نے اُسے مہلت دی یہاں تک کہ وہ پڑھ چکا بعد اِسکے میں اُسکی چادر پکڑکر رسول الله صلی الله

علیہ و سلم پاس لیگیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے اِس شخص کو سورۂ
فرقان ایک اور قراءت سے پڑھتے سنا ہی خلاف اُس قراءت کے جو آپ نے
مجھے بتائی ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھسے فرمایا کہ
اُسے چھوڑ دے اور اُسے کہا پڑھہ پس اُسنے وہی قراءۃ پڑھی جو میں نے اُسے
پڑھتے سنی تھی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اِسی طرح
نازل کی گئی ہی پھر مجھسے فرمایا کہ تو پڑھہ پس میں نے بھی پڑھی فرمایا
کہ اِسی طرح نازل کی گئی ہی اور قرآن سات قراءت پر نازل ہوا ہی جس
قراءت پر آسان ہو اُسپر پڑھو یہہ حدیث متفق علیہ ہی اور عبارت مسلم
کی ہی * پھر تیسری فصل میں مرقوم ہی ؛ * عن زید بن ثابت قال
ارسل الی ابوبکر مقتل اهل الیمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابوبکر
ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامه بقراء القران و انی اخشی
ان استحر بالقتل بالقراء بالمواطن فیذهب کثیر من القران و انی اری ان
تامر بجمع القران قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعله رسول الله صلی الله
علیه و سلم فقال عمر هذا و الله خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح الله
صدری لذلک و رایت فی ذلک الذی رای عمر قال زید قال ابوبکر انک
رجل شاب عاقل لانتهمک و قد کنت تکتب الوحی لرسول الله صلی الله
علیه و سلم فتتبع القران فاجمعه فوالله لوکلفونی نقل جبل من الجبال ما کان
اثقل علیّ مما امرنی من جمع القران قال قلت کیف تفعلون شیئا لم یفعله
رسول الله صلی الله علیه و سلم قال هو و الله خیر فلم یزل ابوبکر یراجعنی
حتی شرح الله صدری للذی شرح له صدر ابی بکر و عمر فتتبعت القران
اجمعه من العُسُبِ اللخاف و صدور الرجال حتی وجدت آخر سورة التوبة
مع ابی خزیمة الانصاری لم اجدها مع احد غیره * لقد جاءکم رسول من
انفسکم ، حتی خاتمة براءة فکانت الصحف عند ابی بکر حتی توفاه الله ثم
عند عمر حیوته ثم عند حفصة بنت عمر رواه البخاری * * یعنی زید ابن
ثابت کہتا ہی کہ ابوبکر نے مقتل اہل یمامہ میں آدمی بہیجکر مجھے بلوایا

میں گیا دیکھا تو عمر بھی اُسکے پاس تھا ابوبکر نے مجھہ سے کہا کہ عمر نے میرے پاس آکر کہا کہ یمامہ کی لڑائی کے دن قران کے قاری بہت مقتول ہوئے میں ڈرتا ہوں کہ اگر اور مقاموں میں بھی ایسا ہی مقاتلہ ہوگا تو قران میں سے بہت جاتا رہیگا میں ایسا بہتر جانتا ہوں کہ تم قران کے جمع کرنے کا حکم دو میں نے عمر سے کہا کہ وہ کام جو رسول الله صلی الله علیه و سلم نے نہیں کیا تم کیونکر کروگے اُسنے کہا خدا کی قسم یہہ اچھا ہی بس عمر بتکرار یہی بات مجھہ سے کہتا تھا حتی کہ الله تعالی نے میرے دل کو اُس امر پر آگاہ کیا اور وہ فائدہ جو قران کے جمع کرنے میں عمر کو معلوم ہوتا تھا مجھے بھی معلوم ہوا اب زید کہتا ہی کہ ابوبکر نے مجھہ سے کہا تم مرد جوان و عاقل ہو سہو اور تہمت سے مبرا ہو اور تم رسول الله صلی الله علیه و سلم کے زمانے میں وحی لکھا کرتے تھے بس تم قران کی تتبع کرکے اُسے جمع کرو خدا کی قسم اگر لوگ مجھے ایک پہاڑ اُٹھانے کی تکلیف دیتے تو مجھہ پر بھاری نہ پڑتا جیسا قران کا جمع کرنا بھاری پڑا میں نے اُنسے کہا کہ جس کام کو رسول الله صلی الله علیه و سلم نے نہیں کیا تم کیونکر کرتے ہو اُنہوں نے کہا و الله یہہ بہتر ہی بس ابوبکر نے مجھہ سے بتکرار کہا حتی کہ الله تعالی نے میرے دل کو بھی اُس امر کے فائدہ پر آگاہ کردیا جس پر ابوبکر اور عمر کے دل کو آگاہ کیا تھا بس میں نے قران کی تتبع اور تلاش کی اور خرما کے پتوں اور پتھروں اور حافظ لوگوں کے دلوں سے لیکر اُسے جمع کیا حتی کہ سورہ التوبہ کی آخر کی یہہ آیت ** لقد جاءکم رسول من انفسکم ** خاتمہ براءہ تک ابی خزیمہ انصاری کے سوا کسی کے پاس لکھی ہوئی نپائی بس قران کے وہ اجزا ابوبکر کے پاس رہے جب اُنہوں نے وفات پائی تو عمر کے پاس رہے اُنکے بعد اُنکی بیٹی حفصہ کے پاس رہے یہہ بخاری کی روایت ہی ** و عن انس بن مالک ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان و کان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینیة و آذربیجان مع اهل العراق فافزع حذیفة اختلافهم فی

القراءة فقال حذيفة لعثمان يا اميرالمومنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا
في الكتاب اختلاف اليهود و النصارى فارسل عثمان الى حفصة ان ارسلي
الينا بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها اليك فارسلت بها حفصة الى
عثمان فامر زيد بن ثابت و عبدالله بن الزبير و سعيد بن العاص و عبد
بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف و قال عثمان للرهط القرشيين
الثلاث اذا اختلفتم انتم و زيد بن ثابت في شئ من القران فاكتبوه بلسان
قريش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف في المصاحف رد
عثمان الصحف الى حفصة و ارسل الى كل افق بمصحف مما نسخوا و امر
بما سواه من القران في كل صحيفة او مصحف ان يحرق قال ابن شهاب
فاخبرني خارجة بن زيد بن ثابت انه سمع زيد بن ثابت قال فقدت آية
من الاحزاب حين نسخنا المصحف قد كنت اسمع رسول الله صلى الله
عليه و آله و سلم يقرء بها فالتمسناها فوجدناها مع خزيمة بن ثابت
الانصاري × من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه × فالحقناها في
سورتها في المصحف رواه البخاري * × یعنی انس ابن مالک کہتا ہے کہ
حذیفہ ابن یمان عثمانؓ کے پاس آیا درحالیکہ وہ ارمینیہ میں اہل شام
کے ساتھ اور آذربیجان میں اہل عراق کے ساتھ جہاد کررہا تھا اور قاریوں کی
مختلف قراءت سے ڈرکر عثمان سے کہا کہ ای امیرالمومنین اِس اُمت
کی خبر لیجیئے قبل اُسے کہ وے کتاب میں اختلاف کریں جیسے یہود
و نصاری نے اختلاف کیا پس عثمان نے حفصہ کے پاس آدمی بھیجا کہ
تم اجزا ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم اُسکے متعدد نسخے لکھیں اور پھر تمہیں
دیدیں حفصہ نے وہ اجزا عثمان کے پاس بھیجدیئے تب عثمان نے زید
ابن ثابت اور عبداللہ ابن زبیر اور سعید ابن العاص اور عبداللہ ابن الحارث
ابن ہشام کو مامور کیا اِنہوں نے اُسکو متعدد نسخوں میں لیا اور عثمان
نے ان تینوں شخصوں (یعنی عبداللہ ابن زبیر اور سعید ابن العاص اور عبداللہ
ابن حارث) سے جو قوم قریش تھے کہا کہ جس وقت تم تینوں شخص

اور زید قرآن کے کسی امر میں اختلاف کرو تو اُسے قریش کے لہجہ پر لکھنا کیونکہ قرآن اُنہیں کی زبان میں نازل ہوا ہی بس اُنہوں نے ایسا ہی کیا جبکہ اجزا کو متعدد نسخوں میں لکھہ چکے تو عثمان نے اُسے حفصہ کے پاس پھر بھیجا اور ہر طرف ایک ایک صحیفہ اُن نسخوں میں سے جنہیں اب لکھا تھا بھیجدیا اور اُسکے ماسوا جتنے قرآن کے صحیفے تھے اُنکے جلادینے کا حکم دیا ابن شہاب کہتا ہی کہ خارجہ ابن زید ابن ثابت نے مجھے خبر دی کہ اُسنے زید ابن ثابت یعنی اپنے باپ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جس وقت قرآن کو ہم نے لکھا سورہء احزاب کی ایک آیہ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو پڑھتے سنا تھا مجھے اُسکی ہوئی نہ ملی تب ہم نے اُسے ڈھونڈھا تو خزیمہ ابن ثابت انصاری کے پاس پائی اور وہ آیت یہہ ہی × × من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه × × بس ہمنے اُسے سورہء احزاب میں لاحق کرکے کتاب میں داخل کیا یہہ بخاری کی روایت ہی × اب مشکوہ کی اِن حدیثوں سے کئی ایک باتیں ثابت ہوتی ہیں پہلے یہہ کہ خود محمد کے وقت میں ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسرے نے اُسی آیت کو ویسا پڑھا تھا دوسرے یہہ کہ قرآن محمد کے وقت میں ایک جلد میں جمع نہیں ہوا تھا بلکہ ابوبکر نے آیات کو جمع کرنے کا حکم دیا اگرچہ محمد سے اِس کام کے واسطے اُسکو حکم نہیں ملا تھا بلکہ صرف مصلحت کی راہ سے کیا تاکہ مبادا آیات گم ہوجاویں تیسرے یہہ کہ عثمان نے خلافت کے تخت پر بیٹھکر جب دیکھا کہ لوگ پھر بھی قرآن کے پڑھنے میں فرق کرتے ہیں اور ڈرا کہ قرآن میں آگے اور زیادہ خرابیاں ہوں تو زید وغیرہ کو حکم دیا کہ قرآن کو دوبارہ صحیح کریں اور سب آیات قریش کی زبان میں لکھیں چوتھے اُس نے سب اگلے نسخے جمع کرکے جلادیئے اور اُس نئے نسخہ سے اَور نسخے لکھواکر سب جگہہ بھیجدیئے اور اِسی طرح اُسکو مشہور کیا اب ہم پوچھتے ہیں کہ عثمان نے کس واسطے اگلے سب نسخوں کو جلادیا اگر وہ نیا نسخہ جو اُسنے مشہور

کیا اور اب مستعمل ہی اگلے نسخوں سے مضمون اور الفاظ میں بعینہ برابر
اور موافق تھا اور اُسنے صرف آیات اور سورتوں ہی کی ترتیب اور ترکیب
اَور طور پر کی تھی تو کیا سبب تھا کہ اُنکو جلادیا بلکہ لازم تھا کہ اگر سب
کو نہیں تو بعض کو تو ضرور ہی رکھہ چھوڑتا تا اگر کوئی کہے کہ تم نے قران
کو تغییر دیا اور بدل ڈالا تو اُن اگلے نسخوں کو اُسکے سامنے رکھے اور کہے کہ
لو یہ اگلے نسخے ہیں دیکھو اور مقابلہ کرو تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ یہہ قران
مضمون اور الفاظ میں اگلے نسخوں سے موافق اور مطابق ہی لیکن اس بات
سے کہ عثمان نے ایسا نہیں کیا بلکہ سب اگلے نسخوں کو جلادیا تو کچھہ اَور
گمان نہیں ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخوں میں سے ہر ایک اَور طرح کا تھا یا
یہہ کہ جیسا شیعے کہتے ہیں کہ اُسنے قران کو قصدا کم کیا اور بعض آیات
میں تغییر و تبدیل کی ہی اور اُس نسخہ کو جو حفصہ کے پاس تھا اور عثمان
نے اُسکو پھیر دیا اسکی خبر کسی کو پھر نملی اور نہ کسی نے اُسکو پھر دیکھا
شاید عثمان نے من بعدہ اُسکے جلادینے کا بھی حکم دیا ہوگا اگر کسی محمدی
پاس ہو تو اُسے ظاہر کرے تا اب کے قران کو اُس سے مقابلہ کریں اور معلوم
ہووے کہ یہہ اُس سے مطابق ہی کہ نہیں اب اس صورت میں کہ شیعے
ایسا کہتے ہیں اور سنیوں کی مشہور اور معتبر کتاب میں بھی ایسی باتیں
لکھی ہیں تو ہر صاحب فہم و شعور کے دل میں قران کے صحیح اور اصل
ہونے کی بابت شک کلی ہوگی اگر محمدی ایسی باتیں توریت و انجیل
کی بابت مسیحیوں کی مشہور اور معتبر کتابوں سے نکال لاسکتے تو البتہ اُنکا
یہہ ادعا کہ کتب مقدسہ تحریف ہوئی ہیں بیجا نہوتا *

اب اگرچہ کچھہ لازم نہیں کہ محمدیوں کے اُس دعوی بلا دلیل پر توجہ
کریں پر اِس لیئے کہ یہودیوں اور مسیحیوں کی مقدس کتابوں کے تحریف
ہونے کا دعویٰ بہت مشہور ہی پس ہم اُن محمدیوں کی خاطر جو حق جو
ہیں اُس دعوی پر غور کرکے معلوم کرادیں کہ آیا مقدس کتابوں کی تحریف
کسی وقت ہوئی ہی یا نہیں ہاں ایسی تحریف کے روالہ کے لیئے قران

کی آیتوں میں کچھہ خبر ہی چنانچہ سورۂ انبیا میں لکھا ہی کہ × × و
ما ارسلناک قبلک الا رجالا نوحی الیہم فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
× × یعنی ہم نے تجھہ سے پہلے کسے کو نہیں بھیجا مگر اُن آدمیوں کو جنسے
اپنے ارادے بیاں کیئے پس اہل ذکر یعنی اہل کتاب سے پوچھو اگر تم
اُسے نہیں جانتے × اور پھر سورۂ یونس میں لکھا ہی کہ × × فان کنت فی
شک مما انزلنا الیک فسئال الذین یقرؤن الکتاب من قبلک × × یعنی اگر
تو اُن چیزوں کے حق میں جو ہم نے تیرے لیئے نازل کیں شک رکھتا ہی
تو اُن لوگوں سے پوچھہ جو تجھہ سے پہلے کتاب کو پڑھتا ہی × پس
قران کے اِن مقاموں سے ثابت ہوتا ہی کہ محمد کے زمانہ تک اہل کتاب
کی مقدس کتابیں تحریف نہیں ہوئی تھیں نہیں تو اگر بالفرض قران سچا
ہو تو کیونکر ہوسکتا ہی کہ خدا اِن آیتوں میں حکم کرے کہ مسیحیوں
اور یہودیوں کی کتاب پر متوجہ ہو اور شک کے وقت اُن سے پوچھو کیونکہ
نہیں ہو سکتا کہ خدا کسی کو ایسی کتاب کی طرف جو تحریف ہوئی
رجوع کرے مگر اِس شرط پر کہ معلوم کیا ہو کہ اِس کتاب کے کون کون سے
لفظوں میں تحریف ہوئی ہی حال انکہ قران میں کوئی بات ایسی نہیں
جسسے معلوم ہو کہ نئے اور پرانے عہد کی کتابوں کے کون مقام اور کون آیتیں
تحریف ہوئی ہیں بلکہ صرف یہہ کہا ہی کہ مسیحیوں خصوصا یہودیوں نے
اپنی مقدس کتابیں تحریف کیں چنانچہ سورۂ بقر میں لکھا ہی کہ × ×
یا بنی اسرائیل لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون × ×
یعنی ای بنی اسرائیل سچ کو جھوٹھہ نکرو اور سچ کو نہ چھپاؤ جس حال
میں کہ اُسے جانتے ہو × اور اسی سورۂ کی دوسری جگہہ میں لکھا ہی کہ
× × افتطمعون ان یومنوا لکم و قد کان فریق منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ
من بعد ما عقلوہ و ہم یعلمون × × یعنی کیا جانتے ہو کہ وے لوگ یعنی
یہودی تم پر یقین لاویں اور حال آنکہ اُنمیں سے ایک فرقہ نے خدا کا کلام
سنا بعد اُسکے تحریف کی اور یہہ بھی سمجھنے اور جاننے کے بعد کیا ہی ×

اِن دونوں آیتوں میں تحریف بلا تعیین وقت ایک عام معنی سے بیان ہوئی
ہی اب ہم اُن آیتوں کو لاتے ہیں جن میں تحریف کے زمانہ اور وقت کا
اشارہ ہوا ہی چنانچہ سورۂ بینہ میں لکھا ہی کہ ٭ ٭ لم یکن الذین کفروا
من اہل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیہم البینہ رسول من اللہ یتلوا
صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمہ وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما
جاءتہم البینۃ ٭ ٭ یعنی اہل کتاب اور مشرکوں نے حق سے منہ نہ پھیرا
جب تک کہ روشن دلیل یعنی قرآن اور پیغمبر یعنی محمد خدا کی طرف
سے اُن پاس نہ آئے کہ وے مقدس کتابوں کو جن میں مضبوط حکم آئے ہیں
اُن سے بیان کریں اور اُن لوگوں نے جنکو کتاب ملی تھی جدائی نہ کی مگر
اُسکے بعد کہ اُنھیں روشن دلیل پہنچی ٭ پس اگر ہم بالفرض مان لیں کہ
قرآن کا یہہ دعویٰ سچا ہی تو اِس آیت سے یہہ نکلتا ہی کہ یہودی اور
مسیحیوں نے اپنی مروج کتابوں کو محمد کے ظاہر ہونے اور تعلیم کے شروع
کرنے کے بعد تحریف کیا ہی نہ پہلے مصنف کتاب استفسار نے بھی آیت
مذکورہ کا مضمون ۱۴۲۸ صفحہ میں اسطرح بیان کیا ہی کہ نبی ساق الانتظار
کے اعتقاد رکھنے سے جُدا یا اسکے اعتقاد رکھنے میں مختلف و متفرق نہیں
ہوئے مگر جبکہ یہہ نبی آیا اِن معنوں کی راہ سے البتہ یہہ کہا جا سکتا ہی
کہ نبی آخر الزمان کی بشارتوں میں اُسکے ظہور کے زمانے تک کچھہ تحریف
و تبدیل نہیں واقع ہوئی ورنہ وے اُسکے منتظر ہوتے اِسطرح پر کہ جب
وہ آویگا تو ہم مانینگے اور اُس پر ایمان لاوینگے سو اِسکا جواب یہہ ہی کہ
اِس استدلال سے درصورتیکہ صحیح اور درست کیا جائے اِتنا ہی ثابت
ہوا کہ صرف نبی کے لیئے جو بشارتیں تھیں اُن میں تحریف و تبدیل
نہیں واقع ہوئی مگر بعد ظہور اُس نبی کے نہ یہہ کہ دیگر بیرو میں اَور کہیں
کسی طرح کی خرابی نہیں ڈالی گئی مگر بعد ظہور اُس نبی کے تمّ کلامہ
اب ہم کہتے ہیں کہ مصنف استفسار کی یہہ تقریر عین ہمارا مطلب ہی
کیونکہ درحالیکہ اُن آیتوں میں جنہیں محمدی بشارتیں کہتے ہیں تحریف

وتبدیل واقع نہوئی تو اور آیات میں کس لیئے ہوئی اور یہہ بات کہ فی
الحقیقت کتب مقدسہ میں کسی وقت تحریف واقع نہیں ہوئی آگے
چلکر بیان و مدلل ہوگی اور محمدی اور علما بھی کہتے ہیں کہ مسیحی اور
یہودی محمد کے ظاہر ہونے کے منتظر تھے لیکن ظاہر ہونیکے بعد عداوت
کے سبب اُسّے روگردان ہوگئے اور اکثر اُن آیتوں کو جن میں محمد کے آنے کا
اشارہ تھا اپنی مقدس کتابوں سے نکال ڈالا تا کہ وے اِس طرح اپنی بے
ایمانی کے واسطے ایک عذر بناویں لیکن جب قران میں اِس دعوی کی
کوئی دلیل مذکور نہیں ہی اور بلحاظ اُن سببوں کے جو ہم بعد ذکر کرینگے
قران کو بے دلیل نہیں قبول کر سکتا تو نہیں ہوسکتا کہ صرف قران کے
دعوی پر اِس بات میں ہم سکوت اختیار کریں بلکہ لازم ہی کہ جب
قران میں اِس دعوی کے ثابت کرنے کے لیئے کوئی دلیل نہیں تو تلاش
کریں اور دیکھیں کہ شاید ہم اِس طرف سے اِس دعوی کے سچا ہونے کے
واسطے کوئی معتبر دلیل پاویں اور اِس طرح سے حقیقت کو دریافت کریں *

اس مطلب کی تحقیق کے وقت پہلا سوال یہہ ہی کہ آیا مسیحی و
یہودی ایسے کام کے لیئے کوئی جہت یا سبب رکھتے تھے یا نہیں کیا
مقدس کتابوں کی تحریف کرنے سے اُنہیں کچھہ فائدہ ملا یا محمد اور اُسکی
اُمت کے آگے عزتدار ٹھہرتے یا دولت حاصل کرتے تھے یا خلیفوں اور
اسلام کے بادشاہوں کے ملکوں میں چین سے گذران کرتے یا اِس کام کے باعث
خدا کی رضامندی اُنکے شامل حال ہوئی ہرگز نہیں بلکہ بالفرض اگر مقدس
کتابوں کو تحریف کرتے تھے تو کیا اِس جہان میں اور کیا اُس جہان میں
خلاف مطلب حاصل کرتے تھے چنانچہ اِس جہان میں اِس سبب سے
کہ محمدیوں نے مقدس کتابوں کے تحریف ہونے کا گمان کیا اور اِس تحریف
کو اُنکی بے ایمانی کا باعث سمجھا ہی مسلمانوں کی عملداری کے ہر ایک
ملک میں جسمیں مسیحی اور یہودی رہتے ہیں بہت سا ظلم اور بڑا ہی
عذاب مسلمانوں سے اُٹھایا اور اُٹھاتے ہیں اور وہ جو قیامت کا عذاب ہی

اُسکی بابت مقدس کتابوں میں صاف خبر دی گئی ہی کہ خدا کے کلام میں کمی و بیشی کرنیوالے بڑے عذاب میں پڑینگے چنانچہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۴ باب کی ۲ آیت میں لکھا ہی × کہ تم اِس بات میں جو میں تمہیں کہتا ہوں نہ کچھ زیادہ کیجیو نہ کم تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے حکموں کو جو میں نے تم تک پہنچائے حفظ کرو × پھر مکاشفات کی ۲۲ فصل کی ۱۸ و ۱۹ آیت میں لکھا ہی × کہ میں ہرایک شخص کے آگے جو اِس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہی یہہ گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی اِن باتوں میں کچھ بڑھاوے تو خدا اُن آفتوں کو جو اِس کتاب میں لکھی ہیں اُسپر بڑھاویگا اور اگر کوئی اِس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اُسکا حصہ کتاب حیات اور شہر مقدس اور اُن باتوں سے جو اِس کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالیگا × پس اِس حال میں کس طرح خیال کیا جاے کہ مسیحی اور یہودیوں نے بکبارگی بے سبب و بے جہت ایسا کام کیا ہو باوجودیکہ خوب جانتے تھے کہ اِس طرح کا کام اُنکو اِس جہان میں مسلمانوں کے ظلم اور اُس جہان میں خدا کے غضب میں گرفتار کریگا اور اِس کے برخلاف اگر محمد سے ضد نہ کرتے اور اُسکا کہا مان لیتے تو محمدیوں کے ظلم سے بچ کر مسلمانوں کی ولایت میں آرام سے رہتے اور محمد کے جہاد و غزوات میں عزت و اعتبار حاصل کرکے دشمنوں کی لوٹ کے مال میں سے بھی حصہ پاتے پس اگر فی الحقیقت مسیحی اور یہودیوں کی مقدس کتابوں میں محمد کی خبریں ہوتیں تو البتہ اُنہیں کوئی سبب نہ تھا کہ محمد کا انکار کرکے اپنی کتابوں میں تحریف کریں اور یہہ جو مسیحی اور یہودیوں نے محمد کو قبول نکیا اور اُسکے نہ قبول کرنے کے سبب نہایت سختیاں اُسکے اور اُسکے تابعداروں سے اُٹھائیں اِسکا باعث صرف یہہ تھا کہ انکی کتابوں میں اُسکی کچھ خبر نہ تھی اور اُنہوں نے اُسکی تعلیم کو پاک مقدس کتابوں کے موافق نپایا ×

قطع نظر اِسکے کہ مقدس کتابوں کی تحریف ہونے کا کوئی سبب نہ تھا

اگر کبھی کوئی ایسی نالایق فکر کرتا بھی تو اُسکا انجام ممکن نہ تھا کیونکہ محمد کے وقت میں بلکہ اُس سے کتنے برس آگے مسیحی دین اکثر ملکوں میں پھیلا تھا اِس طرح پر کہ اناطولی اور شام اور یونان اور مصر اور افریکہ کے اوپر طرف والے سب مسیحی تھے اور سواے اِسکے عرب اور عجم اور ھندوستان میں بھی مسیحی رہتے تھے اور ایطالیہ اور فرنس اور ھسپانیہ اور انگلش کے ملک کے رہنیوالوں اور جرمنی کے ملک کے اکثر حصہ کے لوگوں نے دین مسیحی کو قبول کیا تھا پس یہ ہزاروں مسیحی جو دور اور نزدیک ملکوں کے چاروں طرف تھے کس طرح ہو سکتا تھا کہ ایسے بُرے کام کے ایئے متفق ہوں اور اُسکے سواے یہودی اور مسیحی ھمیشہ آپس میں ایسی عداوتیں رکھتے تھے کہ کبھی ممکن نہ تھا کہ وے ایسے کام میں سب یکدل ہو جاویں اور بالفرض اگر متفق ہوتے بھی تو دونوں طرف ایسے ایسے لوگ بھی تھے جو اِس بات کو ظاہر کرکے پردہ فاش کر دیتے ۔

اور اِسکے سوا محمد کے وقت میں اور اُسکے زمانے سے بیشتر خود مسیحی بھی ایسی غیرت اور آپس کی حجت اور نگہبانی میں پڑے تھے کہ جب کبھی ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ کی تعلیم میں کچھہ برخلافی پائی اُسی وقت بیان و ظاہر کر دیا پس ظاہر ھی کہ ایسی کوشش و باریک بینی اور اِس قدر طرفداری کے ساتھہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ وے سب دور و نزدیک کے رہنیوالے اپنی مقدس کتابوں کی تحریف کرنے کے لیئے جمع اور متفق ہوئے ہوں اور فرض کیا کہ اگر بعضے مسیحی مثلاً وے جو عرب و شام میں رہتے تھے انجیل کی تحریف کرنے میں قدم بڑھاتے بھی تو دوسری ولایت کے مسیحی جلد اِس بات کو دریافت کرکے ظاہر کردیتے لیکن اگلوں کی تواریخ میں جن میں اگلے مسیحیوں کے سب احوال کی کیفیت اور اُنکی آپس کی حجت و تکرار جو بیجا و نا مناسب حرکتیں تھیں صاف بیان ہوئی ہیں ایسی تحریف کی کچھہ خبر نہیں اُنسے فقط اِتنا سمجھا جاتا ھی کہ اُنکے جھگڑوں کا سارا سبب یہہ تھا کہ بعضے معلموں اور مفسروں نے کتب

مقدسہ کی بعض آیات کو اَور طرح اور بعض نے اَور طرح پر شرح کیا ہی مگر کتب مقدسہ کی تحریف ہونے کی بابت کبھی کچھہ حجت اور جھگڑا نہیں تہا پس اِن باتوں سے ظاہر و یقین ہی کہ ممکن نہ تہا کہ کوئی کتب مقدسہ کو تحریف و تبدیل کرے ٭ جیسا کہ اب محمدیوں کے لیئے غیر ممکن ہی کہ اُس سب غیرت و تعصب کو جو اُنکے مختلف فرقوں میں اب واقع ہی چھوڑ کر سارے قُرانوں کو جو نزدیک اور دور کے ملکوں میں محمدیوں کے پاس ہیں تحریف کرنے کے واسطے جمع کریں اور تحریف کرکے اسطرح سر بمہرکریں کہ کچھہ معلوم نہووے اور مسلمان بہی اس بات سے آگاہ نہوں پس جیسے کہ یہہ بات ناممکن ہی اِسی طرح مسیحیوں کے واسطے بہی محمد کے وقت اور اَور ایام میں اپنی مقدس کتابیں تحریف کرنا محال و غیر ممکن تہا ٭

اور یہہ بات کہ نئے اور پرانے عہد کی مقدس کتابیں حقیقت میں تحریف و تبدیل نہیں ہوئیں اگلے نسخوں کی طرف رجوع کرنے سے صاف ظاہر و ثابت ہوتی ہی کیونکہ اب مقدس کتابوں کے ایسے نسخے موجود ہیں جو محمد کے زمانہ سے بہت پہلے یونانی زبان میں جو انجیل کی اصل زبان ہی قلم سے پوستین کے کاغذ پر مرقوم ہوکر اب تک برقرار ہیں کہ اُن میں سے بعضوں میں پرانے اور نئے عہد کی سب کتابیں لکھی گئیں اور بعضوں میں صرف کئی حصے نئے اور پرانے عہد کی کتابوں کے لکھے گئے ہیں چنانچہ اُن میں سے ایک جلد جو ہجرت سے دو سو پچاس برس پہلے لکھی گئی اور ہمارے وقت تک باقی اور اُسکا نام قدکس واطیکانوس ہی شہر روم واقع ولایت اطالیہ کے کتب خانہ میں ہی اور ایک اَور جلد جو ہجرت سے دو سو برس پہلے لکھی گئی شہر لندن میں موسوم بہ برطانیہ کے کتب خانہ میں موجود ہی اور اُسے قدکس الکسندریوس کہتے ہیں پہر ایک اَور جلد کہ اُسی کتاب کی مانند پرانی ہی پارس شہر کے ایک کتب خانہ میں موجود ہی اور اُسے قدکس افریمی کہتے ہیں اور ان نسخوں کے سوا اس طرح کے اَور بہت نسخے مسیحیوں کے پاس ہیں کہ محمد سے پہلے اور بعضے اُسی وقت

میں اور بعضے اُسکے بعد یونانی و عبری زبان میں لکھے گئے تھے اور جو
کہ عبری زبان میں لکھے گئے پرانے عہد کی کتابیں ہیں اِس لیئے کہ
وے دراصل اُسی زبان میں لکھی گئیں اور اُن سب نوشتوں کا سارا احوال
یہاں بیان کرنا ضرور تھا لیکن ہم نے اِسی قدر ظاہر کرنے پر کفایت کی اور
اگر اُن نسخوں کو جو محمد سے پہلے لکھے گئے اُن نسخوں سے جو بعد لکھے گئے
اور کتب مقدسہ کے اُن نسخوں سے جو اب مسیحیوں میں رائج ہیں ملاویں
اور مقابلہ کریں تو ثابت ہوتا ہی کہ قدیم نسخے باہم موافق اور اِس زمانہ کہ
مروج نسخوں سے مطابق ہیں یعنی سب میں وہی گذارشات و تعلیمات
و احکام و نصایح پائے جاتے ہیں مثلاً مسیح کا تولد اور اُسکے معجزات و تعلیمات
اور اُسکی موت اُسکا قیام و عروج اور اُسکی ابنیت و الوہیت اور تعلیم
تثلیث وغیرہ سب نسخوں میں اُسی مضمون و تفصیل پر مذکور و مسطور
ہیں چنانچہ اِس راہ سے بھی ظاہر اور روشن ہی کہ نئے اور پرانے عہد کی
مقدس کتابوں میں کبھی کچھہ تحریف نہیں ہوئی ٭

اوپر کا مطلب ثابت کرنے کے واسطے ایک اَور دلیل اُن معلموں اور دین
کے خادموں کی کتابوں سے جو حواریوں کے بعد تھے حاصل ہوتی ہی اور یے
مسیحیوں کے مشہور معلم محمد سے بہت مدت آگے ہوئے اور بہت سی
کتابیں لکھیں کہ اُن میں سے اکثر اب تک مسیحیوں کے درمیان موجود ہیں
اب اِس جگہہ ہم اُن میں سے کئی ایک اشخاص کا ذکر کرکے اُنکے زمانوں کو
بھی معین کرتے ہیں اِس طرح پر کہ سنہ مسیحی کی پہلی اور دوسری
صدی میں کلیمنس نامی اسقف اور اکناتیوس اور یوسطینوس شہید اور
ایرینیوس اور کلیمنس الکسندریہ اور ترطولیانوس نے کتنی کتابیں تصنیف
کیں کہ اب تک اُن میں سے بعضی تمام اور بعضی کسی قدر موجود ہیں
اور اُن معلموں میں سے بعض تو حواریوں کے شاگرد اور بعض حواریوں کے
شاگردوں کے شاگرد تھے غرض کہ صعود مسیح کے نوّے برس بعد سے دو سو برس
تک یعنی سنہ ہجری کے چار یا پانچ سو برس پہلے اُنھوں نے یے کتابیں

لکھیں اور پھر سنہ مسیحی کی تیسری صدی میں یعنی سنہ ہجری کے تین سو برس پہلے اوریگنس و کیپریانوس نے بعضی کتابیں بنائیں جواب تک ہیں اور اِسی طرح سے اشخاص یعنی اندریبیوس و ایفرم سائی و امبروشیوس و باسیلیوس و خریسوسطموس و هیرونیموس و اکوستاینوس بھی جو مسیحی قوم میں بڑے مشہور معلم تھے سنہ ۴۰۰ و ۵۰۰ مسیحی میں یعنی سنہ ہجری سے ۲۰۰ و ۱۰۰ برس آگے بہت سی کتابیں بناکر چھوڑ گئے جو اب تک باقی ہیں اور وے سب کتابیں مسیحی دین کے دوان میں لکھی گئیں اور اکثر اُن میں سے نئے اور پرانے عہد کی کتابوں کی شرح و تفسیر پر شامل ہیں اور اِسی سبب پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کے بہتیرے مقام اُن میں لکھے ہیں اور مقدس کتابوں کے وے مقام جو اُن میں ہیں اگر ہم اُنکو کتب مقدسہ کے اُن نسخوں سے جو اب مسیحیوں میں رائج ہیں مقابلہ کریں تو وے سب آیتیں جنکا ذکر اُن معلموں نے اپنی کتابوں میں کیا ہی ٹھیک ویسے ہی ہیں جیسے اب مسیحیوں کے مروج نسخوں میں لکھی ہیں پس اِس سے بھی بالیقین معلوم ہوتا ہی کہ انجیل کسی وقت میں تحریف نہیں ہوئی اور اِس انجیل کے سوا جو اب مسیحیوں کے پاس ہی کوئی اَور انجیل نہ تھی اور اصل انجیل یہی ہی ۔

اور اگر کوئی یہہ دعویٰ کرے کہ جیسا کہ محمد کے وقت میں کتب مقدسہ قدیمہ کو تحریف کیا تو اُن معلموں کی کتابوں کو بھی تحریف کر ڈالا سو اِسکے واسطے ہمارا یہہ جواب ہی کہ پہلے تو اِس دعوی کے ثابت کرنے کی کوئی دلیل نہیں محض دعویٰ ہی اور بس دوسرے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کرچکے ہیں کہ مسیحیوں کو کوئی سبب نہ تھا کہ محمد کے وقت میں پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کو تحریف کریں اِسی طرح اِن قدیم کتابوں کے تحریف کرنے کا بھی کوئی سبب نہ تھا تیسرے جس طرح محمد کے وقت میں کتب مقدسہ کے سارے نسخوں کا تحریف کرنا غیر ممکن تھا اِسی طرح یہہ دعویٰ بھی ہرگز واقع نہیں ہوسکتا اور جیسے کہ اب تک زمانہ اُن سے

کتب دینیہ کی جو محمدیوں کے پاس ہیں تحریف کرنا اور اُن مقاموں کا جن میں محمد کے واسطے اشارے ہیں نکال ڈالنا غیر ممکن ہی ایسے ہی محمد کے وقت میں مسیحیوں کی بیشمار کتابوں کی تحریف بہی ممکن نہ تہی

قطع نظر اِن سب باتوں سے محمد کے مرنے کے بعد عمر خلیفہ نے اُس وقت کے مسیحیوں کے کئی ایک بڑے بڑے کتب خانے اپنے قبضہ میں کرلیئے اُن میں سے شام کی ولایت میں قیصریہ کا کتب خانہ اور مصر میں اسکندریہ کا کتب خانہ تہا اُن کتب خانوں میں کتب مقدسہ کے قدیم نسخے اور اکثر مسیحی معلموں کی کتابیں تہیں جیسا کہ اگلی تواریخ سے معلوم ہوتا ہی پس اس صورت میں محمدیوں کو آسان تہا کہ مقدس کتابوں کے قدیم نسخے اور قدیم معلموں کی کتابیں ظاہر کرکے تحریف کا دعویٰ ثابت کرتے حال آنکہ اُن کتب خانوں کے چہین لینے کے بعد عمر نے اُنکے جلادینے کا حکم دیا اور اُس وقت کے اَور محمدیوں کا بہی یہہ حال تہا کہ جو پرانی کتابیں پاتے تہے برباد کرتے سو اِس برباد کرنے میں یا تو پرانی کتابوں کی قدر نہیں جانتے یا یہہ سمجہتے تہے کہ اُنکا مضمون قرآن کے خلاف ہونے پر گواہی دیتا ہی اور یہی قدیم کتابوں کا برباد کرنا محمدیوں کی ایسی بیخبری کا باعث ہوا ہی کہ وے مسیحیوں کے اگلے حالات اور اَور قوموں کی کیفیت و حقیقت سے جو محمد کے پہلے تہے اتنی خبر و آگاہی نہیں رکہتے کہ ایسے ایسے دعوے کرتے ہیں مثل دعوی تحریف کتب مقدسہ وغیر ذالک اور اِس لیئے کہ محمدی قدیم کتابوں اور مسیحیوں کی تاریخوں سے کچہہ اطلاع نہیں رکہتے پہر اُنکے واسطے تواریخ سے دلیل لانا مشکل ہی اور سواے اِسکے محمدیوں نے اُن کتابوں کی بہی تلاش و جستجو اب تک نہیں کی جو فرنگستان کے مسیحیوں کے پاس ہیں لیکن اِس زمانہ کے محمدی اگر باپ دادوں کے تعصب کو کنارے رکہکر انصاف کی راہ سے ایام گذشتہ کا عوض کیا چاہیں تو فرنگستان میں جاکر وہاں کے کتب خانوں کو دیکہیں کہ اُن میں کتب مقدسہ کے وے

پرانے نسخے اور مسیحی معلموں کی وے کتابیں جو ہم نے ذکر کیں دیکھ سکتے ہیں اور اگر اُن کتابوں کی زبان سیکھہ لیں تو اُنکا پڑھنا بھی اُن پر آسان ہو جائیگا اور اُن کتب خانوں میں ایسی کتابیں بھی بہت پاوینگے جن میں یے مطالب جو ہم نے اِس فصل میں لکھے مفصل و مشرح مذکور ہیں اور کتب سابق الذکر کے قدیم ہونے کی اسناد بھی ان میں بتفصیل بیان ہوئی ہی *

جس حال میں ہم دلیل لا چکے کہ مقدس کتابیں نہ محمد کے وقت میں اور نہ اُسکے بعد تحریف و تبدیل ہوئیں پس ہم نے محمدیوں کے دعوی کے خلاف ہونے کو بجواب شافی ثابت کردیا اور اب ہوسکتا تھا کہ ہم بے تامل اِس مطلب کو چھوڑکر دوسرے باب کے مطالب بیان کرنے لیکن درحالیکہ بعضے محمدی کبھی کبھی قرآن کے معنی نہ سمجھنے سے یا تعصب و کج بحثی کی راہ سے کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ محمد کے وقت سے پہلے تحریف ہوئی ہیں اور حال آنکہ ایسی بات قرآن کے بھی بر خلاف ہی مگر اب ہم اس حجت کا بھی مختصر جواب دیتے اِس طرح سے اولاً مخفی نرہے کہ جو کچھہ ہم نے اب تک پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کے تحریف نہونے کی بابت ذکر کیا اِس حجت کے رد میں بھی جواب کافی ہی کیونکہ ہم ذکر کرچکے کہ مسیحیوں میں کتب مقدسہ اور قدیم معلموں کی کتابوں کے ایسے نسخے اتبک موجود ہیں جو محمد کے زمانے سے کچھہ مدت آگے اور بعضے اُن میں سے خود حواریوں کے زمانے کے نزدیک لکھے گئے اور یہہ بھی ہم نے اُنہیں جگہوں میں بیان کیا ہی کہ کتب مقدسہ کے وے قدیم نسخے اُن نسخوں سے جو اب مسیحیوں کے درمیان ہیں خوب ملتے ہیں پس صاف معلوم ہوگیا کہ کتب مقدسہ محمد سے پہلے اور ہر وقت ایسی ہی تہیں جیسی اب ہیں دوسرے یہہ کہ اگلے مسیحیوں نے حواریوں کے وفات سے تین سو برس تک مسیح پر ایمان لانے اور انجیل قبول کرنے کے سبب یہودیوں اور بت پرستوں سے بہت ظلم اور دکھہ سہے جدا جدا طور

اُسسے دشمنی رکھتے اور دکھہ دیتے اور اُنکا مال و متاع زبردستی سے چھین لیتے تھے اور اُن زخموں اور مصیبتوں میں صرف ایک اِتنی تسلی اُنکے لیئے باقی تھی کہ مسیح پر اعتقاد اور اُنجیل کے مضمون سے تسلی دلی اور خوشحالی روحانی اُنہیں حاصل تھی پہول کی خاطر خلش خار کے متحمل ہوتے اور خوش رہتے تھے لہذا اس دنیا میں اُنکا بڑا خزانہ یہی انجیل تہی اور بس سو اِسی سبب اپنی دولت و مال اور ہرچیز خوشی سے دیدالتے تھے تا کہ اِس خزانہ کی نگہبانی کریں یہاں تک کہ بعض اُنمیں سے اپنا قتل ہونا اُس سے بہتر سمجھتے تھے کہ بت‌پرست اُنکی انجیل کو جلا دیویں بس کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایسے مسیحی اپنی کتب مقدسہ کی تحریف و تبدیل پر راضی ہوئے ہوں اِس صورت میں ایسی حجت اور بحث درمیان میں لانا بڑی بے خبری اور کم عقلی ہی بس بالیقین معلوم ہوتا ہی کہ محمد سے پہلے بلکہ حواریوں کے زمانے تک بہی کبہی مسیحیوں کی مقدس کتابوں کے تحریف ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اور پرانے اور نئے عہد کی کتابیں جیسی اصل میں تھیں اب تک ویسی ہی ہیں *

خلاصہ بعضے شخصوں کے اِس قول پر بہی ہم متوجہ ہوکر تحقیق کرتے ہیں کہ گویا یہودیوں نے مسیح کے وقت میں دشمنی کے سبب اُن مقاموں کو جن میں مسیح کا اشارہ تھا پرانے عہد کی کتابوں سے نکال ڈالا اِسکا جواب یہہ ہی کہ جس طرح محمدیوں کا وہ اگلا دعویٰ بے دلیل تھا اِسی طرح یہہ دعویٰ بہی ثابت نہیں ہوا بلکہ صرف ایک خیال ہی بے بنیاد کیونکہ اگر یہودی مسیح کی خبریں اپنی مقدس کتابوں سے نکالتے تو پہلے اُن آیتوں کو نکالتے جو صریح اور صاف گواہی دیتی ہیں کہ مسیح جسکا وعدہ یہودیوں کو دیا تھا یسوع ہی مثلاً اشعیا کی ۷ فصل کی ۱۴ آیت اور اُسی کتاب کی تمام ۵۳ فصل اور دانیال کی ۹ فصل کی ۲۴ آیت سے ۲۷ تک اور موسیٰ کی پہلی کتاب کی ۴۹ فصل کی ۹ آیت سے ۱۲ تک اور میخا کی ۵ فصل کی ۱ و ۲ آیت اور زکریا کی ۱۲ فصل کی ۱۰ آیت اور

۲۲ زبور کی ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ آیت * سواے اِسکے درحالیکہ خدا نے یہودیوں کو
تاکید کے ساتھہ فرمایا تھا کہ اپنی کتابوں میں کچھہ کمی بیشی نکریں جیسا
کہ موسیٰ کی ۵ کتاب کی ۱۲ فصل کی ۳۲ آیت میں لکھا ھی پس اِس
حکم کے بموجب یہودی کتب مقدسہ کی محافظت پر ایسے متوجہ ہوئے
ھیں کہ اُنہوں نے پرانے عہد کی ھرایک کتاب کے تمام لفظ اور حرف گن گن
کر جمع کیئے ھیں کہ مبادا ایک لفظ یا ایک حرف کم و بیش ہوجاے اور
اگر پرانے عہد کی کتابوں کے وے نسخے جو مسیحیوں کے پاس موجود ھیں اُن
نسخوں سے جو یہودیوں میں رائج ھیں مقابلہ کیئے جائیں تو ثابت ہوتا
ھی کہ بلا کم و بیش ٹھیک ٹھیک آپس میں موافق ھیں * پہر پہلے
مسیحی اکثر یہودی تھے پس اگر یہود کے معلم مسیح کے زمانے میں یا اُس
سے پہلے پرانے عہد کی مقدس کتابوں کو تحریف کرتے تو وے البتہ اِس
بات سے آگاہ ہوکر مسیحی ہونے کے بعد اُسکو ظاہر کرتے حال آنکہ مسیحیوں
کی کتابوں میں کچھہ خبر نہیں ھی کہ یہودیوں نے مقدس کتابوں کی ان
پیشین گوئیوں کو جو مسیح کی طرف اشارہ ھیں نکال ڈالا ہو ھاں مگر
مسیحی دین کے پہلے معلم فقط یہی سچا دعوی کرتے ھیں کہ یہودیوں نے
اُن آیات کو جن میں یسوع مسیح کا اشارہ ھی نالایق اور نامناسب طور
پر تفسیر اور خلاف بیان کیا ھی سچ ھی کہ جسٹنین نے جو قدماے مسیحیوں
میں سے تھا دعوی کیا تھا کہ یہودیوں نے توریت کی بعضے آیات حرف
کی ھیں لیکن اُسنے سہو کیا وہ عبرانی زبان سے واقف نہ تھا پس جب
اُسنے دریافت کیا کہ توریت کا یونانی ترجمہ کہ اُسکے پاس تھا اُس عبرانی
نسخہ سے جو یہود کے پاس موجود ھی سب باتوں میں نہیں ملتا لہذا اُسنے
گمان کیا کہ یہودیوں نے اپنے نسخہ کو تبدیل و تحریف کیا مگر حقیقت
حال یہہ ھی کہ یونانی ترجمہ بعضے مقاموں میں غلط ھی نہ توریت کے
عبرانی نسخہ * اور مسیح یا حواریوں نے بھی کسی جگہہ کوئی بات نہیں
کہی کہ یہودیوں نے اپنی مقدس کتابیں تحریف کی ہوں بلکہ اُسکے برعکس

گواہی دی ہی کہ عہد عتیق کی مقدس کتابیں سب کی سب خدا کا
کلام ہیں اور اُسکے پڑھنے اور مطالعہ کرنیکا حکم دیا ہی اِس طرح پر کہ
مسیح نے یوحنا کی ۵ فصل کی ۳۹ آیت میں فرمایا ہی کہ * کتابوں میں
ڈھونڈھو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ اُن میں تمہارے لیئے ہمیشہ کی زندگی
ہی اور یے وہی ہیں جو میرے لئے گواہی دیتی ہیں * اور دوسرے
تیموتاوس کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں لکھا ہی * کہ ساری کتاب (یعنی
عہد عتیق کی ساری کتاب) الہام سے ہی اور تعلیم اور الزام اور سُدھارنے اور
راستبازی میں تربیت کے واسطے فائدہ مند ہی * اور متی کی ۵ فصل کی
۱۷ و ۱۸ آیتوں میں مسیح نے یہودیوں سے کہا * کہ یہہ خیال مت کرو
کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے آیا میں منسوخ کرنے
نہیں بلکہ پوری کرنے آیا کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک
آسمان اور زمین ٹل نہ جاے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ
مٹیگا جب تک سب کچھہ پورا نہو * پھر جیسا کہ یوحنا کی ۵ فصل کی
۴۶ و ۴۷ آیتوں میں لکھا ہی اُن سے فرمایا * کہ اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے
تو مجھہ پر بھی ایمان لاتے اِس لیئے کہ اُسنے میرے حق میں لکھا ہی لیکن
جب تم اُسکے لکھے ہوئے پر ایمان نہیں لاتے تو میری باتوں کو کیونکر یقین
کروگے * اور متی کی ۲۲ فصل کی ۳۱ و ۳۲ آیتوں میں کہا ہی * کہ مُردوں کے
جی اُٹھنے کی بابت خدا نے جو تمہیں فرمایا کیا وہ تم نے نہیں پڑھا کہ
میں ابرہام کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں خدا مُردوں کا
نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہی * پھر یوحنا کے ۱۰ باب کی ۳۵ آیت میں
یہودیوں کی نسبت فرمایا * کہ اُنکے پاس خدا کا کلام آیا * اور لوقا کے ۲۴
باب کی ۲۵ آیت سے ۲۷ تک اپنے شاگردوں سے کہا کہ * اے نادانو اور
نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سست مزاجو کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح
دکھہ اُٹھاوے اور اپنے جلال میں داخل ہو اور موسیٰ اور سب نبیوں کی وے
باتیں جو سب کتابوں میں اُسکے حق میں ہیں شروع سے اُنکے لیئے بیان

کہیں * اور لوقا کے ۱۶ باب کی ۲۹ و ۳۱ آیتوں میں مرقوم ہی کہ مسیح نے
ایک تمثیل میں فرمایا * کہ ابراہیم نے اُس سے (یعنی دولت مند سے)
کہا کہ اُنکے پاس موسیٰ اور نبی ہیں چاہیئے کہ وے اُنکی سنیں پھر فرمایا
کہ جب وے موسیٰ اور نبیوں کی نہ سنینگے تو اگر مُردوں میں سے کوئی
اُٹھے اُسکی نہ مانینگے * پس اِن آیتوں میں مسیح نے کہلا کہلی اقرار کیا
اور گواہی دی کہ پرانے عہد کی کتابیں جو اُن دنوں یہودیوں میں مستعمل
تہیں حق اور صحیح اور خدا کی طرف سے ہیں اگر یہودی اُن میں کچہہ
دخل و تصرف یا تحریف و تبدیل کرتے تو مسیح ایسے امر قبیح کو مشہور
کرکے تحریف کی ہوئی آیتیں سب بتا دیتا اور اُنہیں صحیح بھی کر دیتا *
اور اِس بات سے یہہ بھی نکلتا ہی کہ جب کہ بنی اسرائیل بابل میں
قید ہوئے اُس وقت بھی کتب مقدسہ تحریف و تغیر سے بچی رہی ہیں
کیونکہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ایسا ہوا ہو اور مسیح نے اُس امر کی حقیقت
بیان نہ کرکے جہوتہی حامی بہری ہو الحاصل کتب عہد عتیق کی صحت
اور حقیت کے لیئے مسیح کی گواہی ایک بڑی دلیل ہی اِس صورت
میں ادعاء مذکورہ کی کچہہ بھی اصل نہیں اور خوب یقین ہی کہ یہودیوں
نے اِلہی کتب مقدسہ کو نہ مسیح کے عہد میں تغیر و تبدیل کیا نہ بابل
میں قید ہونے کے زمانہ میں بلکہ اب تک ویسی ہی ہیں جیسی خدا
کے ہاں سے پیغمبروں کی معرفت اُنہیں ملی تہیں *

پوشیدہ نرہے کہ کتاب استفسار کے مصنف نے بڑی جد و جہد کی ہی
تاکہ خواہ نخواہ کتب عہد عتیق و جدید کا تحریف ہونا ثابت کرے اور
جتنے اعتراض کہ اِس بات پر بعبارت طول طویل اپنی کتاب میں اُسنے
درج کیئے ہیں اُن سب کا خلاصہ بارہ دلیل میں ۴۲۷ صفحہ سے ۴۳۰ تک
لکہا ہی مگر تعجب یہہ ہی کہ اُن بارہ دلیلوں میں جنہیں مصنف نے
نہایت معتبر جانا اور جا بجا اُن پر رجوع کیا ہی صرف ایک ہی دلیل
بجا اور مطلب کے موافق و مناسب ہی باقی کوئی دلیل کتب مقدسہ

کی تحریف سے علاقہ نہیں رکھتی ہے حالانکہ مبحث تحریف ہو اِس تفصیل سے کہ پہلی اور دوسری اور تیسری اور پانچویں دلیل میں تو وہی ایک اعتراض پیش کیا ہی یعنی بیبل تری کلام اللہ نہیں ہی بلکہ اُسمیں اوروں کا کلام بھی جا بجا داخل ہی اور ساتویں اور آٹھویں اور نویں اور دسویں دلیل میں پھر اِسی مطلب کا ذکر کیا ہی صرف اِتنا فرق ہی کہ توریت و انجیل کی بعضی آیتوں کو خلاف بیان کرکے اپنے مطلب کے موافق بنالیا بس سے آٹھ دلیلیں صرف اِسی ایک بات پر رجوع کرتی ہیں کہ بیبل میں غیروں کا کلام ملکر اُسمیں خرابیاں پڑگئی ہیں اور بہت جگہہ یہہ بھی کہا ہی کہ یے خرابیاں ابتدا سے بلکہ اِن کتابوں کی تالیف کے وقت سے پڑی ہیں جیسا کہ ۱۴۲۰ و ۱۴۳۰ و ۱۴۳۵ و ۱۴۵۹ وغیرہ صفحوں میں اِسی قسم کی باتیں لکھی ہیں سو بالفرض اگر مصنف کا دعوی درست بھی ہو تب بھی اُس سے یہہ ثابت نہوگا کہ کتب مقدسہ میں تحریف واقع ہوئی بلکہ یہہ پایا جائیگا کہ وے کتب کلام الٰہی نہیں ہیں مگر شخص محمدی توریت و انجیل کے کلام اللہ ہونے سے منکر نہیں ہوسکتا ہی اور تحریف صرف اُس وقت ثابت ہوگی جب معتبر دلیلوں سے مدّلل و مثبت ہوجاے کہ اب کی کتابیں اگلی کتابوں کے موافق و مطابق نہیں ہیں حال آنکہ اِس بات کے اثبات میں اُن دلیلوں کے درمیان ایک حرف بھی نہیں ہی امر واقعی تو یوں ہی کہ کتب مقدسہ ہر وقت ایسی ہی تہیں جیسی اب ہیں اور مصنف نے بھی انجان اِس بات کی گواہی دی ہی چنانچہ اُس نے مواقع مذکورہ میں اقرار کیا ہی کہ وہی خرابیاں جن کو اُس نے دلیل تحریف بنایا ہی ابتدا سے اور تالیف کے وقت سے ہوئی ہیں لیکن وے کتابیں اگر ابتدا سے ایسی ہی تہیں جیسی اب ہیں تو ظاہر ہی کہ تحریف و تبدیل نہیں ہوئیں اور یہہ کہنا کہ ابتدا سے کلام غیر داخل ہوا ہی تو یہہ وہی بات ہی کہ توریت و انجیل کلام اللہ نہیں حال آنکہ محمدی اِتنا نہیں کہہ سکتے ٭

چوتھی دلیل میں کہا ہی کہ انجیل کی روایتوں میں اختلاف ہی اور گیارھویں دلیل میں کہا ہی کہ بیبل کے ترجمے جو مختلف بولیوں میں کیئے ہیں مطابق نہیں ہیں لیکن اِسّے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کتب مقدسہ میں تحریف و تبدیل ہوئی ہی اگر انجیل کی روایتوں میں فی الحقیقت اختلاف معنوی نکلتا تو اِسّے یہہ ثابت ہوتا کہ انجیل حق اور خدا کی طرف سے نہیں ہی نہ یہہ کہ تحریف ہوئی اور ان اختلافوں سے جو ترجموں میں واقع ہوئے ہیں صرف مترجمین کا سہو معلوم ہوتا نہ یہہ کہ کتب مقدسہ کے اصل نسخوں میں اختلاف پڑگیا ہو تحریف جیسا کہ مذکور ہوا صرف اُس حالت میں ثابت ہوگی کہ اصل نسخے یونانی و عبرانی کے درمیان اختلاف معنوی ہو اور بارھویں دلیل میں مصنف نے محمد کے قول کو تحریف کی دلیل ٹھہرایا ہی لیکن اوروں کے نزدیک محمد کا قول دلیل نہوگا جبتک کہ اُسکی رسالت معتبر اور صحیح دلیلوں سے ثابت نہولے پس یہہ دلیل بھی بیجا اور بے مطلب ہی *

باقی رہی چھٹی دلیل سو ایک وہی مطلب کے موافق و مطابق ہی اور وہ یہہ ہی کہ سرکیس ہارونی نے جو مسیحی معلموں میں سے تھا اور جس نے پوپ اُربانوس نامی کے زمانہ میں بیبل کے عربی ترجمہ کو صحیح کیا دیباچہ میں کہا ہی کہ کاتبوں کے سہو سے کتب مقدسہ کے اصل نسخے عبرانی و یونانی میں ایک تھوڑا سا خلل پڑگیا ہی چنانچہ معلم مذکور کا قول کتاب استفسار کے ۷۳ صفحہ میں نقل ہوا ہی * * کہ من سہو الکاتبین فی اصل العبرانی و الیونانی نقص یسیر او غلط صغیر الخ * * یعنی کاتبوں کے سہو سے اصل کتاب عبرانی و یونانی میں تھوڑا سا نقصان اور غلطیاں تھوڑی سی ہیں * اب اگرچہ مصنف مذکور نے مبالغہ کی راہ سے تھوڑے سے خلل کو بہت سا بیان کیا اور کج فہمی سے اُسکو فساد و تحریف کی دلیل ٹھہرایا اور ۷۱ صفحہ میں کہا ہی کہ ہرگاہ حمایت کرنے والا اُس کتاب کا تھوڑے سے نقصان اور فساد کا اقرار کرتا ہی تو واقع میں نہ معلوم کتنا تھا جسکو

وہ تھوڑا لکھنا ہی اور بعضے محمدی نے جو انگریزی دان ہیں ہماری کتب اسناد میں سہو کاتبوں کے باب میں یہہ بات پاکر کہ قدیم نسخوں کے مقابلہ کرنے سے کئی ہزار سہو کاتب اور اختلاف نقل پائے گئے پس اُنہوں نے بھی اُسی دعوی کو کرکے کہا کہ اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ انجیل تحریف و تبدیل ہوئی ہی مگر ظاہر ہی کہ اِس سے بھی تحریف و تبدیل ثابت نہوگی کیونکہ ہر عارف و منصف کو معلوم و یقین ہی کہ کاتبوں کے سہو سے کتاب کی تحریف و تبدیل ثابت نہیں ہوتی سہو کاتب تو قرآن کے نسخوں میں بھی پایا جاتا ہی لیکن اِس سبب سے کوئی یہہ نہ کہیگا کہ قرآن تحریف پاگیا پوشیدہ نرہے کہ اِس زمانہ کے مسیحی معلموں نے ہزار طرح سے محنت کرکے قریب و بعید سے کتب مقدسہ کے سارے پرانے نسخے جو اب تک موجود رہنے آئے جمع کرکے بڑی دقت سے مقابلہ کیا تاکہ معلوم ہو جاے کہ کاتبوں کے سہو سے کتب مقدسہ کے مضمون و مطلب میں خلل پہنچا ہی کہ نہیں سو اِس مقابلہ سے ظاہر و ثابت ہو گیا کہ اگرچہ تیرہ سو چودہ سو برس کے عرصہ میں جو حواریوں کے عہد سے کتب مقدسہ کے چھپنے وقت تک منقضی ہوا کاتبوں کا سہو از قسم تبدیل اعراب و حروف کے اور بعضی جگہہ الفاظ کا بھی مقدم و موخر ہو جانا بہت سا وقوع میں آیا پھر سب نسخے مطالب و مضمون میں موافق و مطابق ہیں چناچہ جمیع روایات و احکام و تعلیمات و نصایح میں مطابق اور یکسان ہیں پس اِس تحقیقات سے بھی ثابت ہوا کہ نئے اور پرانے عہد کی کتب مقدسہ نے کسی وقت تحریف و تبدیل نہیں پائی اب تک وہی ہیں جو قدیم سے تھیں اور ظاہر ہی کہ کتاب کی تحریف صرف اُس وقت ثابت ہوتی ہی کہ اُس کتاب کے معتبر اور مشہور نسخوں میں اختلاف پایا جاے چناچہ قدیم نسخے کچھہ آور ہوں اور ایکے مروج نسخے کچھہ آور جیسا کہ بالفرض اگر کوئی کہے کہ درصورتیکہ قرآن میں سہو کاتب پایا جاتا ہی اور بعض اعراب و حروف و الفاظ کی قراءت میں

اختلاف هی مثلاً سورهٔ یوسف کے اوائل قران کے بعضے نسخوں میں یرتع و یلعب کی جگہہ لفظ مرتع و ملعب پایا گیا اور ایسے هی سورۂ النجم کے وسط میں بعض قران میں صواف کی جگہہ لفظ صوافن واقع هی اور سورۂ الفرقان کے وسط میں لفظ بشرا کی جگہہ نشرا هی اور سورهٔ قاف کے آخر بعض قران میں توعدون کی جگہہ یوعدون پایا جاتا هی اور سورهٔ تکویر کے آخر بعض قران میں بضنین کی جگہہ بظنین ملتا هی خلاصہ قران کے دو نسخوں معہ تفسیر کے مقابلہ کرنے سے معلوم هوا کہ سورهٔ یوسف سے سورهٔ تکویر تک ۳۳ لفظ هیں جنمیں حروف کا ایسا هی اختلاف ترکیا هی جیسا مذکور هوا اور بیضاوی نے اپنی کتاب تفسیر میں سورہ بنی اسرائیل کے بیان میں ۶۹ اور سورہ الکهف کے بیان میں ۹۱ اختلاف قرأت کے مذکور و مسطور کیئے هیں اور جاننا چاهئے کہ یے دو سورہ بڑے سوروں میں سے نہیں هیں پس شک نہیں هی کہ اگر سب سوروں کی قرأت جمع کرکے گنے جاویں تو کئی هزار سے کمتی نہونگے اور ان قرأتوں میں اختلاف واقع هی نہ صرف اعراب و حروف میں بلکہ الفاظ اور جملوں میں بهی مثلاً بیضاوی نے سورہ الکهف میں اِن الفاظ کی جگہہ کہ × × کلتا الجنتین اتت اُکلها × اِس قرأت کو ذکر کیا هی کہ × × کل الجنتین آتی اکلہ × پهر اُسی سورہ کے اَور مقام میں اِن الفاظ کی جگہہ کہ × × لکنا هو الله ربي × اِس قرأت کو مسطور کیا هی کہ × × لکن هو الله ربی و لکن انا لا الله الا هو ربی فقط اور شک نہیں اگر قران کے سو دو سو نسخے دیار قریبہ و بعیدہ سے جمع کرکے اول سے آخر تک مقابلہ کیئے جائیں تو کاتبوں کی صدها غلطیاں نکلینگی ماوراے ان مشہور اختلافوں کی جو اعراب میں هیں پس اگر کوئی کہے کہ اِس سے ثابت هوتا هی کہ قران میں تحریف و تبدیل هوئی هی تو کیا محمدی کہینگے کہ درحالیکہ باوجود اختلاف مذکورہ کے سب قران احکام و مطالب میں باهم موافق و مطابق هیں تو تیرا یہہ اعتراض بیجا و بے بنیاد هی پس جب تک کہ محمدی لوگ

ایک ایسا قدیم و معتبر نسخہ جو روایات و احکام اور نصایح وغیرہ میں اب کی مروج کتب مقدسہ کے ماوراء ہو پیش نہ کریں مسیحیوں کا جواب بھی انکے سارے اعتراضوں پر جو وے بیبل کی تحریف کی بابت کرتے ہیں وہی انکا سا جواب ہوگا * اور اگر کوئی شخص تعصب کی راہ سے ویسا کہے جیسا کہ مصنف کتاب استفسار نے ۱۴۹ و ۱۵۹ وغیرہ صفحوں میں کہا ہی کہ محال ہی کہ مسیحیوں میں ایسی کتاب اور ایسے قدیم نسخے جنکا ذکر ہوا اب تک موجود ہوں تو ایسی بات کا یہہ جواب ہی کہ فرنگستان میں جاکر مذکورہ کتب خانوں کی سیر کرے یا اُن کتابوں کو اپنی آنکھوں دیکھہ لے اور اگر ضروری علم اور بولیاں سیکھہ لے تو اُن کتب خانوں میں وے کتابیں بھی اُسے ملینگی جن میں وے اسناد بیان ہوئی ہیں جنسے ثابت ہوتا ہی کہ وے قدیم کتابیں اُسی اگلے زمانے میں لکھی گئی ہیں اور اگر یہہ بات اُسے منظور نہو تو واقف کاروں کی بات مانے اور بیجا گفتگو نہ کرے *

وہ جو مصنف موصوف نے کتب عہد عتیق کی خرابیوں کی بابت بارہ دلیل کے ضمن میں اور اپنی کتاب کے اوَر مقاموں میں بھی کہا اور ادعا کیا ہی سو اِس قسم کے سارے اعتراضوں کے لیئے مسیح کی گواہی ایک کافی جواب ہی جو کتب عہد عتیق کے حق و صحیح ہونے کی بابت انجیل میں مندرج ہی جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا پس درحالیکہ مسیح نے توریت کی صحت و حقیت پر گواہی دی ہی تو ظاہر و ثابت ہوگیا کہ وے خرابیاں جو مصنف موصوف نے ذکر کی ہیں توریت میں نہیں پائی جاتیں بلکہ محض اُسکی فہم میں ہیں اور بس ایسا کہ اسنے آیات کو یا تو قصداً یا سہواً خلاف تفسیر و بیان کیا ہی اور اسی طرح مصنف نے انجیل کی اُن آیتوں کو بھی جنھیں اپنی دلیل بنایا خلاف تعبیر و تفسیر کیا ہی چنانچہ کتاب حل الاشکال میں کہ کتاب استفسار کا جواب ہی بتفصیل مسطور و مذکور ہی اب اِس جگہہ اِتنی ہی بات

پر کفایت کرینگے کہ انجیل کی آیتوں اور روایتوں میں اختلاف معنوی نہیں ہی جیسا کہ کتاب مذکور میں مفصل لکھا گیا اور انجیل و توریت میں کسی جگہہ نہیں کہا کہ توریت میں یا انجیل میں تغیر و تبدیل یا دخل و تصرف کیا ہی بلکہ صرف یہہ کہا ہی کہ یہود و نصاریٰ کے جھوتہے معلموں نے توریت و انجیل کی تعالیم میں دخل و تصرف کرکے اُنکے احکام و تعالیم کو خلاف بیان کیا اور بعضی دفعہ فریب کی راہ سے الہام و نبوت کا بھی دعویٰ کیا لہذا اِن آیتوں سے بھی مصنف کا مطلب حاصل نہیں ہوتا *

اور وہ جو مصنف نے بیبل کے ترجموں کو اپنے مطلب کے لئے دلیل تھہراکر کہا ہی کہ درحالیکہ ترجمے باہم متفق نہیں ہیں تو اِسّے ثابت ہوتا ہی کہ اصل نسخوں میں بھی اختلاف واقع ہوا ہی سو اُسکا جواب یہہ ہی کہ اولاً ظاہر ہی کہ ترجموں میں تھوڑا بہت فرق ہوگا کیونکہ ایک مترجم نے دوسرے سے بہتر ترجمہ کیا ہوگا جیسا کہ قران کے فارسی اور اردو ترجموں میں بھی فرق ہی اگرچہ قران کے ترجمے صرف تحت اللفظ ہیں مگر باوجود اِس فرق کے بھر ابواب اور بیبل کا اصل مطلب سب ترجموں میں وہی ہی ثانیاً اگر بالفرض کسی مترجم نے خلاف ترجمہ کیا ہو تو اِسّے اصل کو کیا نقصان ہوگا دیکھو اگر محمدی علماء میں سے کوئی قران کا ترجمہ کرے یا قران کے دو ترجموں میں اختلاف ظاہری واقع ہو اور مسیحیوں میں سے کوئی کہے کہ اس بات سے قران میں تحریف ثابت ہوتی ہی تو کیا محمدی نہ کہینگے کہ جس حالت میں عربی نسخے سب مطابق ہیں تو تیرا اعتراض محض بیجا اور تعصب ہی اور جب تک تو اصل زبان نہ سیکھہ لے ترجمہ کے باب میں کچھہ مت بول بس یہی جواب ہمارا بھی جواب ہی الحاصل یہہ دعوی بھی مصنف کے مطلب کو مفید نہوگا *

• اور نبی کے حق میں ہمارا اعتقاد یہہ ہی کہ نبی و حواری اگرچہ اَور

اور وہ بھی قابل سہو و نسیان ہوتے ہیں لیکن پیغام کی تبلیغ و تحریر میں معصوم ہیں اِس جہت سے انبیا و حواریوں کا لکھا سہو و نسیان سے مبرا ہی اگر اُنکی کتاب میں کسی کو کہیں اختلاف یا محال عقل معلوم دے تو یہہ اُسکی عقل و فہم کے نقص کی دلیل ہی نہ کلام کے نقص کی کیونکہ عقل تو کتاب کی محکوم ہی حاکم نہیں ہی اور پرانے اور نئے عہد کی سب کتابیں از راہ الہام انبیا و حواریوں کی معرفت لکھی گئی ہیں انجیل کے اِن تین باب کے سوا یعنی مرقس اور لوقا اور اعمال کی کتاب جو مرقس اور لوقا حواریوں کے شاگردوں کی معرفت بموجب حکم و امداد پطرس و پولس حواری کے مرقوم ہوئی ہیں اور اِس سبب سے یے بھی کتب الہامی ہیں اور اگرچہ پرانے عہد کی بعضی کتاب کے لکھنے والے کا نام معلوم نہیں ہی لیکن مسیح کی گواہی سے اور اُن دلائل سے بھی جو کتب اسناد میں لکھے ہیں معلوم و یقین ہوتا ہی کہ وے کتب بھی الہام کی راہ سے اگلے نبیوں میں سے کسی کے وسیلہ سے لکھی گئی ہیں اور حق و صحیح ہیں جاننا چاہیئے کہ سب نبیوں کا نام بھی نہیں لکھا گیا جہ جائے کہ سب کا کام اور احوال بیان ہوا ہو ۔ اور انبیا و حواریوں نے بعض قول کو قال اللہ کے تحت میں داخل کیا ہی اور بعض کو غائب کے صیغہ سے لکھا ہی اور بعض وحی اور رویا کی راہ سے اور بعض نصیحت و تعلیم کے طور پر مرقوم کیا ہی اور بعض کو گذارشات کی طرح پر جو اُنہوں نے آپ دیکھا یا اوروں سے سنا اور گذارشات کی نسبت الہام کی راہ سے اُنہیں معلوم ہو گیا ہی کہ کون سی گذارش کتاب میں داخل کریں اور حق و باطل میں فرق کریں اور مضمون و عبارت کو کس ترتیب سے لکھیں پس اِس مضمون سے گذارشات و روایات بھی کلام الہی ہیں خلاصہ ہم مسیحی لوگوں کا اعتقاد نبی اور الہام کے حق میں یہی ہی جو بیان ہوا *

اور اگر تو سوال کرے کہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ محمد اور اُسکے تابعدار ایسے جھوٹھے دعوی میں پڑے ہوں کہ گویا پرانے اور نئے عہد کی مقدس

کتابیں منسوخ و تحریف ہو گئی ہیں اور ایسے دعوے کا سبب کیا ہوگا
تو اِسکا جواب یہہ ہی کہ ایسا دعوی کرنا اُنکو ضرور تھا کیونکہ اگر نہ کرتے
تو البتہ محمد کی باتوں سے صاف خلاف ظاہر ہوتا اِس لیئے کہ وہ ایک
طرف سے اقرار کرتا تھا کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کی جانب
سے ہیں اور دوسری طرف سے اُن کتابوں کی تعلیمات کے برخلاف بیان
کرتا پس اِس صورت میں تدبیر صرف اِسی میں ٹھہری کہ یہہ دعوے
درمیان میں لاوے کہ نئے اور پرانے عہد کی کتابیں تحریف اور قران کے ظاہر
ہونے سے منسوخ ہو گئی ہیں اور یہی سبب ہی کہ وے کتابیں قران سے
موافقت نہیں رکھتیں تاکہ اِس طریق سے اپنے تئیں ظاہری خلاف سے
چھوڑاوے اور اپنے کلام کو حق ٹھہراوے اور اِس دعوی کو قوت دینا محمد
اور اُسکے تابعداروں کو اِتنا مشکل نہ تھا کیونکہ عرب کے دست درست
مسیحیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بیخبر تھے اور ہرچند کہ شروع میں
جیسا کہ قران سے بھی ثابت ہوتا ہی مسیحی اور یہودی محمد کی دعوت
کے جواب میں بہت گفتگو کرتے تھے لیکن جب کہ بہت سے لوگ
اُسکے مطیع ہو گئے اور بزور شمشیر قوت پائی پھر کسی کو مقابلہ میں
گفتگو کی طاقت نرہی پس محمد کا دعوے مشہور و منتشر ہو گیا مگر
ظاہر ہی کہ حقیقت کا ثابت کرنا مار اور زور سے نہیں ہو سکتا *

غرضکہ اِس باب کے مطالب جنکا ذکر محمدیوں کے دعوے کے جواب
میں ہوچکا اگر ہم مختصر طور پر پھر اُنکو بیان کریں تو اِنہیں دلیلوں سے
صاف ثابت و ظاہر ہی کہ محمدیوں کے دعوے بالکل بے اصل و بے بنیاد
ہیں بلکہ یقین کلی ہی کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں نہ محمد کے وقت
میں نہ اُس سے پہلے نہ پیچھے یعنی کسی وقت میں نہ تحریف و
تبدیل اور نہ کبھی منسوخ ہوئیں اور نہونگی کیونکہ آسمان و زمین ٹل
جائینگے پر خدا کا کلام نہیں ٹلیگا پس وہ محمدی شخص جو حقیقت
کا طالب ہی اِن مقدس کتابوں میں خدا کا غیر منسوخ اور غیر محرف

کلام پائیگا جسکے حکم وامر سارے لوگوں سے اور خود اُس سے بھی نسبت رکھنے ہیں ہاں صاف دل محمدی شخص کو لازم ہی کہ اِس الہامی کلام کی تعلیمیں حاصل کرنے میں کوشش کرے نہیں تو جو شخص خدا کے کلام جاننے اور اُسکے حکموں پر عمل کرنے میں سستی اور غفلت کریگا خدا کے غضب میں پڑیگا اِس لیئے ہم نے صاف دل محمدیوں کی رہنمائی کو دوسرے باب کے لکھنے پر توجہ کی اُس میں انجیل اور پرانے عہد کی عمدہ تعلیموں کو مختصر طور پر بیان کرکے ثبوت پہنچائینگے کہ مقدس کتابیں اُن شرطوں کو جنھیں ہم نے الہام الہی کی پہچان کے واسطے شروع رسالہ میں لکھا ہی پورا کریں اور آدمی کی روح کی خواہش و تقاضا حاصل کرکے اُسے حقیقی نیکبختی کو پہنچاتی ہیں چنانچہ اِن باتوں سے ہر طرح معلوم و ثابت ہوتا ہی کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں خدا کا کلام ہیں

دوسرا باب

انجیل اور پرانے عہد کی تعلیموں کے ظاہر اور بیان کرنے پر شامل ہی

اور اِس باب میں سات فصل ہیں پہلی فصل میں خدا کی صفتیں اور ارادے جو آدمی کی نسبت رکھتا ہی بیان کرینگے دوسری فصل میں ظاہر کرینگے کہ انسان ابتدا میں کس حال پر تھا اور اب کس حال میں ہی اور نیکی و پاکی میں اُسے کس حال پر پہنچنا چاہیئے تیسری فصل میں اُس نجات کو جو مسیح کے وسیلے سے حاصل ہوئی ہی بیان کرینگے

جونهی فصل میں ظاهر کرینگے که آدمی کیونکر نجات کے فیض کو پهنچ سکتا هی پانچوین فصل میں سچے مسیحی کے چال چلن بیان کرینگے چهتی فصل میں اُن دلیلوں کو ذکر کرینگے جن سے ثابت هوتا هی که انجیل اور پرانے عهد کی کتابیں خدا کا کلام هیں اور ساتوین فصل میں بیان کرینگے که انجیل کا پهیلنا اور مشهور هونا کس طرح پر هوا اِن فصلوں کے بیان سے پهلے مسیحیوں کی مقدس کتابوں کی کیفیت بیان کرتے هیں اِس طرح که مقدس کتابیں جنکا هم نے پهلے باب میں ذکر کیا اور مسیحی اُنهیں معرفت الهی کا سرچشمه جانکر اپنی تعلیمیں اُن سے حاصل کرتے هیں دو قسم پر هیں پرانے عهد کی اور نئے عهد کی پرانے عهد کی کتابوں میں وے الهامی باتیں هیں جنکو خدا نے مسیح کے ظاهر هونے سے پهلے اپنے پیغمبروں کے وسیلے بنی اسرائیل سے بیان فرمایا تها اور نئے عهد کی کتابوں میں یعنی انجیل میں وے باتیں هیں جو مسیح نے اپنے حواریوں کے وسیلے سے بتائی هیں * پرانے عهد کی پهلی کتابیں موسیٰ کی پانچ کتابیں هیں جنکو خدا کے الهام و حکم سے موسیٰ نے لکها اور وے کتابیں اِن مطلبوں کو بیان کرتی هیں که عالم اور آدم کی پیدایش کیونکر هوئی اور آدم خدا سے کس طرح پهر گیا اور اِس پهر جانے کے سبب کیسی سزا کے لائق هوا اور کیونکر اُسے آنیوالے نجات دهنده کا وعده ملا اور آدمزاد کیونکر روز بروز خدا سے جدا هوکر گناه کے دریا میں اِس قدر ڈوبے که خدا نے اُنکے گناهوں کی کثرت کے سبب دنیا کے پیدا هونے کے ۱۶۵۶ برس بعد یعنی مسیح کے ظهور سے ۲۳۴۸ برس پهلے تمام روے زمین کو پانی کے طوفان سے هلاک کردیا اور اُس خوفناک بهنور سے فقط نوح اِس لیئے که وه ایک راستباز اور دیندار آدمی تها اپنے خاندان سمیت بچ گیا تاکه انسان کے نئے سلسله کا باپ هووے اور جب که یهه نیا سلسله بهی خدا سے دور هوکر گناه و بت‌پرستی میں ڈوب گیا تو خدا نے مسیح کے ۲۰۰۰ برس پهلے ابراهیم اور اُسکی نسل سے اسحاق و یعقوب کو چنا تاکه اپنے تئیں

ایک خاص طرح سے اُن پر اور اُنکی نسل پر ظاہر و بیان کرے اور اپنی سچی پہچان اُنہیں دیوے اور زیادہ کرے کہ اِن وسیلوں سے بنی اسرائیل بت‌پرستوں کی روشنی ہوں تا وقتی کہ آفتاب معرفت الہی بنی اسرائیل سے ساری قوموں پر طلوع ہو جاے اِسی سبب سے خدا نے ابراہیم و اسحاق و یعقوب سے وعدہ کیا کہ وہ بڑا نجات دینیوالا جس سے تمام عالم کی گروہیں برکت پاوینگی تمہاری نسل سے ظاہر ہوگا اور یہہ وعدہ بھی اُن سے کیا کہ کنعان کی ولایت جہاں وے مسافر تھے اُنکی اور اُنکی نسل کی ہوگی اِسی واسطے خدا ابراہیم اور اسحاق و یعقوب کی نسل یعنی بنی اسرائیل پر اِس قدر متوجہ ہوا کہ اُنکو یوسف کے وقت میں جسکا حال اُن کتابوں میں لکھا ہی کنعان سے مصر میں لایا اور یوسف کے مرنے کے بعد جب مصر کے بادشاہ بنی اسرائیل پر ظلم و سختی کرنے لگے تو خدا نے مسیح سے ایک ہزار پانسو برس پہلے موسیٰ کو بنی اسرائیل میں بھیجا تاکہ بڑے بڑے معجزے کرکے اُنہیں فرعون کے ظلم سے چھوڑاوے اور فرعون کے ظلم سے چھوٹنے کے بعد خدا نے کوہ طور پر اپنا جلال و قدرت بنی اسرائیل کو دکھاکے اپنے حکم اور فرمان اُن سے بیان کیئے اور عبادت کے قاعدے بھی اُنمیں ٹھہرا دیئے تاکہ بنی اسرائیل اُنکے سبب ساری قوموں سے ممتاز و جدا ہوکر اور خداوند کی خاص برکت و سعادت سے توفیق پاکر اُسکی خاص قوم ہوں اور آئندہ نجات دینیوالے کے قبول کرنے پر مستعد و تیار رہیں اور اِسی عجیب طور سے چالیس برس کے عرصہ میں جب وے عرب کے بیابان میں پھرتے تھے خدا نے اُس فرقہ کے ساتھہ ایسا سلوک کیا اور اُنکی ایسی نگہبانی فرمائی کہ بت‌پرستوں نے بھی نہایت تعجب اور حیرانی سے اقرار کیا کہ خدا بنی اسرائیل کے ساتھہ ہی اور اسرائیل کے خدا کی مانند کوئی خدا نہیں چنانچہ یہ سب احوال توریت میں مفصل ذکر ہوئے ہیں * یوشع کی کتاب جو موسیٰ کی پانچوں کتاب کے بعد ہی خبر دیتی ہی کہ خدا کن کن نشانوں اور کاموں سے اُنکی

اسرائیل کو یوشع کے وسیلہ سے کنعان کے ملک میں لیگیا اور اُس ملک
کے بت‌پرستوں کو کس طرح اُنکے گناهوں اور برے کاموں کے سبب غضب
کی راہ سے بنی اسرائیل کے هاتھوں ذلیل اور پامال کروایا اور کنعان کا ملک
اُنکو دیا چنانچہ اِسی طرح وہ وعدہ جو خدا نے پہلے سے ابراهیم کے ساتھہ
کیا تھا پورا هوا کہ تیری نسل چند روز پردیس میں اسیر رهیگی پھر اُسکے
بعد کنعان کا ملک لیکر اُس میں رهیگی اور اُسکے بعد قاضی اور روت
اور سموئیل اور سلاطین اور تواریخ ایام اور عزرا وغیرہ کی کتابیں هیں کہ
بنی اِسرائیل کے بعد کا حال اور اُنکے بادشاهوں کی کیفیت بیان کرتی
هیں اِس طور پر کہ جب بنی اسرائیل خدا سے پھر گئے اور اُسکے قول اور
حکم نظر سے گراکر بت‌پرستی کرنے لگے خدا نے کیسے طرح طرح کے غضب
اور قسم قسم کی بلائیں اُنپر نازل کیں اور کس طرح بت‌پرستوں کے قبضے
اور اُنکے ظلم و ستم میں اُنھیں چھوڑ دیا اور پھر جب کہ بنی اِسرائیل
شکستہ‌دلی سے اپنے خدا کی طرف رجوع هوئے اور اُسکے حکموں کی نگہبانی
کرنے لگے اُسنے بھی اُنکی مدد کرکے بارها ایک تعجب کے طور پر اُنھیں
اُنکے تمام دشمنوں سے چھڑایا اور داؤد کے احوال کو بھی جو مسیح سے
هزار برس آگے تھا اور اِسی طرح سلیمان کے احوال کو بھی بیان کرتی هیں
کہ اُنھوں نے کس طرح بادشاهی کی اور کیسے پرهیزگار تھے اور پھر ان کتابوں
میں بیان هوا هی کہ کس طرح یہودی اُن بادشاهوں کے بعد خدا سے
کنارہ‌کش هوئے کہ خدا نے مسیح کے عہد سے چھہ سو برس پہلے بُخت‌نصر
کو اُن پر مسلّط کیا اور اُسنے یہودیوں کا عبادت‌خانہ اور قربان‌گاہ جو خدا
کے حکم سے سلیمان نے بنایا تھا خراب کرکے بنی اِسرائیل کو بابل میں
اسیر کیا لیکن ستّر برس بعد خدا اُس وعدہ پر نظر کرکے جو اُسنے ارمیا
نبی کے ساتھہ کیا تھا اُنھیں چھڑاکر دو بارہ اُنکی ولایت میں لایا اور پھر
وے اپنا هیکل بناکے مسیح کے وقت تک کنعان کی ولایت میں رهے لیکن
اس سبب سے کہ اکثر یہودیوں نے یسوع مسیح کو قبول نہیں کیا خدا

کے غضب سے مسیح کے چالیس برس بعد ہیکل اور اورشلیم دونوں خراب اور یہودی تتربتر ہوگئے سو اُس وقت سے اب تک پراگندہ ہیں جیسا کہ خدا نے موسیٰ اور تمام پیغمبروں کے وسیلہ سے یہودیوں کو جتلا دیا تھا کہ اگر خدا کے حکموں کو نگاہ نرکھینگے تو اُنکا حال آخر کو اِسی طور پر ہوجائیگا غرضکہ بنی اسرائیل کے اِن سب احوالوں کا مطلب اور اُنکے ساتھہ خدا کے ایسے ایسے سلوک کرنے کا مدعا اور اِسکا سبب کہ خدا نے کتنے ہی پیغمبر اُنکے پاس بھیجے اور اُنہوں نے بنی اسرائیل کے احوال مفصل لکھے یہہ ہی کہ اولاً بنی اسرائیل اور آنیوالے زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہو کہ آدمی کے دل کی خرابی اُس درجے کو پہنچی ہی کہ باوجودیکہ خداوند کی مدد اور برکت اور قدرت کے بہتیرے نشان دیکھتے ہیں پھر بھی جلدی خدا کو بھول کر اور اُسکے حکموں کی نگہبانی نہ کرکے دوسری چیزوں پر دل لگا لیتے ہیں اور اِسی سبب آدمی ظاہری یا باطنی بت‌پرستی میں پھنسکر غضب الٰہی میں پڑجاتا ہی دوسرے یہہ کہ بنی اسرائیل پر ظاہر ہو جاے کہ صرف عبادت کے آداب اور امر و احکام کے سبب گناہ کے قبضہ اور نفس کے مکر سے نجات نہیں پا سکتے بلکہ ایک اَور چیز ضرور ہی تا اِسی طرح اُس بچانیوالے اور اُسکی نجات کی آرزو و طلب جس کا شریعت اور نبیوں کی کتابوں میں وعدہ اور عبادت کے آداب میں اُس کا نمونہ اشارہ ہوا تھا بنی اسرائیل میں زیادہ ہو جاے تیسرے یہہ کہ بت‌پرست بھی اُن حکموں سے جو خدا کی طرف سے بنی اسرائیل کو پہنچے اور اُس چال چلن سے جو خدا نے اُنکے ساتھہ کیا ہی سمجھیں کہ اُنکے بت کچھہ نہیں ہیں اور بنی اسرائیل کا خدا سچا اور قادر و واحد ہی سو اُن میں سے کتنوں نے بلکہ بت‌پرستوں کے بعضے بادشاہوں نے بھی اِس مطلب کو دریافت اور اُسکا اقرار کیا ہی کہ اِس وسیلہ سے بت‌پرست بھی سچے خدا کی پہچان کی طرف کھینچے جائیں اور اُس نور و نجات کے قبول کرنے پر جو ضرور ہی کہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہونیوالے نجات دہندہ

کے وسیلہ سے اُن تک بھی پہنچے مستعد رہیں بس ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل کی کتب تاریخ بلند معنی اور عمدہ مطلبوں در شامل ہیں *

اور پرانے عہد کی اِن کتابوں کے سوا اَور کتابیں بھی ہیں جنکا عمدہ مطلب تعلیم اور نصیحت ہی چنانچہ زبور اور ایوب کی کتاب اور سلیمان کی امثال وغیرہ اور اِنکے سوا نبوت کی کتنی کتابیں ہیں مثلاً یشعیاہ نبی کی کتاب اور یرمیاہ اور حزقئیل اور دانئیل اور ہوشیع کی کتاب وغیرہ خلاصہ اگر ہم پرانے عہد کی ہر ایک مقدس کتاب کا نام ذکر کرکے اُنکے مطلبوں کو بیان کرتے تو مطلب بڑھ جاتا اِس لیئے اِتنے ہی پر کفایت کرکے صرف اسی قدر جتلائے دیتے ہیں کہ اگرچہ اِن نبیوں کی کتابوں میں حکایتیں اور تعلیمیں بھی مرقوم ہیں لیکن اِن کتابوں کا اصل مطلب یہہ ہی کہ اُس نجات دینیوالے کی نشانیاں اور علامات جسکے حق میں ابراہیم و یعقوب اور موسیٰ کو خبر دی گئی تھی زیادہ بیان کریں اور آنے کا وقت اور اُسکی قدر و منزلت اور اُسکی نجات کی کیفیت جتلاویں جس سے اُسکا پہچاننا ممکن اور آسان ہو اور اُن کتابوں میں بنی اسرائیل اَور اَور قوموں کے آیندہ حال کی بھی خبر دی گئی ہی * اور پرانے عہد کی کتابیں وہی کتابیں ہیں جو یہودیوں میں رائج ہیں اول دو خدا کے ہاں سے اُنہیں کو ملیں پھر اُن سے مسیحیوں کو پہنچیں اور جیسے کہ یہودی ویسے ہی مسیحی بھی اُن کتابوں کو خدا کا کلام جانکے اُنہیں عزیز رکھتے ہیں مسیحیوں اور یہودیوں میں صرف اِتنا فرق ہی کہ اکثر یہودیوں نے مسیح کو اُسکے ظاہر ہونے کے بعد نہ مانا اور اب تک نہیں مانتے اِس سبب سے کہ جیسا اُن لوگوں نے اپنی جسمانی فکر کے لحاظ سے چاہا تھا کہ مسیح دنیا کی جاہ و حشمت کے ساتھہ اور بڑے بادشاہ کی مانند ظاہر ہو سو ایسا نہوا بلکہ پرانے عہد کی کتابوں کے موافق روحانی طور پر یعنی گناہ سے نجات دینیوالے اور شیطان سے چھڑانیوالے بادشاہ کی طرح ظاہر ہوا اور اِسی سبب وے لوگ انجیل کو خدا کا

کلام نہیں جانتے اور پیشین‌گوئیوں یعنی اخبارات قبل از وقوع کو جو پرانے عہد کی کتابوں میں مسیح کی طرف اشارہ ہیں برخلاف بیان اور تفسیر کرکے کہتے ہیں کہ مسیح جسکا وعدہ ہوا اب تک نہیں آیا بلکہ آویگا ×

اور نئے عہد کی کتابوں کی کیفیت جو انجیل سے غرض ہی اِس طرح پر ہی کہ مسیح کے عروج کے تھوڑے دن بعد حواریوں نے جو اُسکے رسول تھے الہام الہی سے اُسے لکھکر مسیح کے احوال اور اُسکے معجزوں اور حکم و تعلیموں کو اُس میں بیان کیا اور اُن رسولوں کے نام جنکی معرفت انجیل لکھی گئی یہ ہیں متی و یوحنا و پولس و پطرس و یعقوب و یہودا اور انجیل کی تین کتابیں مرقس اور لوقا کے وسیلہ سے جو حواریوں کے شاگرد تھے پطرس اور پولس کی مدد و مباشرت سے لکھی گئی اور انجیل کی پہلی چار کتابیں متی اور مرقس اور لوقا اور یوحنا کہلاتی ہیں اور اُنہیں اناجیل اربعہ بھی کہتے ہیں اور اُن میں یسوع مسیح کے حالات و معجزات اور قول و فعل اور تعلیمات کا بیان ہی اور اُن میں یہہ بھی ذکر ہوا ہی کہ وے پیشین‌گوئیاں یعنی پرانے عہد کی وے خبریں جنکا اشارہ یسوع مسیح کی طرف تھا کس طرح پوری ہوئیں اور اُسنے نبیوں کے خبر دینے اور اپنے قول کے موافق محبت و رحم کی راہ سے کیونکر اپنی جان فدیہ و قربان کی تاکہ اُن سب کو جو اُسپر ایمان لاویں اُس قربانی کے باعث شیطان کے ہاتھہ سے چھڑاوے اور گناہ سے پاک کرکے خدا کا مقبول بناوے اور اِسکے سوا اُن میں یہہ بھی بیان ہوا ہی کہ وہ اپنے مرنے کے بعد کس طرح تیسرے دن جی اُٹھا اور اپنے شاگردوں پر ظاہر ہوا اور چالیس روز تک اُنکے ساتھہ رہکے اُنہیں زیادہ‌تر تعلیم دی اور پھر اُنکے سامھنے کس طرح آسمان پر چڑھہ گیا × اور وہ کتاب جو اناجیل اربعہ کے بعد ہی اُسے حواریوں کے اعمال کہتے ہیں اور اُس میں اِس مطلب کا بیان ہی کہ وہ تسلی دینے اور مدد کرنے والا یعنی روح قدس جسکا

وعدہ مسیح نے حواریوں سے کیا تھا اُسکے عروج کے دسویں دن کس طرح
اُن پر نازل ہوا اور اُنکو روحانی قدرت اور نور الٰہی سے بھر دیا اور ایسی
طاقت بخشی کہ اُن سے بہت معجزے ظاہر ہوئے اور مسیح کی تعلیمات
کا وعظ ایسی قوت و قدرت سے کہتے تھے کہ لاکھوں یہودی اور بت پرست
مسیح پر ایمان لائے تھے اور مسیحی کلیسیا کی بنیاد اِس طرح پر قائم
کی کہ آخر کو جہان کی سب قومیں اُس میں داخل ہونگی × اور اُن
کتابوں کے بعد اکیس کتابیں انجیل میں اور ہیں جو حواریوں سے خدا کے
الہام کی معرفت مکتوبوں کے طور پر بعضی پڑھاکر اور بعضی کو بلاکر لکھی گئیں کتابیں
اور اُنکے نام مکتوب رکھکر ہر ایک کے نام جدا جدا ٹھہرائے ہیں اور اُن میں
یسوع مسیح کی باتیں اور تعلیمیں مذکور ہوئی ہیں اور مفصل بیان ہوا
ہی کہ مسیح نجات دینیوالا اور تمام عالم کا منبع ہی چنانچہ ہر ایک
شخص کو ممکن ہی کہ اُسکے وسیلے سے گناہوں کی معافی اور توفیق
الٰہی اور ہمیشہ کی خوشحالی حاصل کرے اور یہہ بات بھی اُن میں
بیان ہوئی ہی کہ آدمی کو یہ نعمتیں حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا
چاہیئے اور اِس عنایت کے حاصل ہونے کے بعد کس طرح چلنا چاہیئے
تاکہ یہہ مہربانی اُس پر باقی رہے اور زیادہ ہو اور خدا کی رضامندی شامل
حال کرے × اور نئے عہد کی آخری کتاب یوحنا کے مکاشفات ہیں جنکا
مطلب عمدہ مثالوں پر شامل ہی جو یسوع مسیح کی طرف سے یوحنا
حواری پر عالم رویا میں کشف ہوئیں اور اُن مثالوں سے کلیسیا یعنی
مسیحی جماعت کا احوال آخر تک ظاہر ہوکر معلوم ہوتا ہی کہ شیطان
کیونکر ہر ایک راہ سے امتحان پر آمادہ ہوتا اور سعی کرتا ہی کہ کلیسیا
کو برباد کرے اور آخر کو مسیح کے مخالف یعنی دجال کے ظلم و ستم
کے وسیلے سے کیسے کیسے جور و جفا مسیحیوں پر کریگا کہ شاید اِن
امتحانوں کے سبب اُنہیں مسیح کی طرف سے پھیر دے لیکن باوجود
اِن سب باتوں کے پھر بھی مسیحی جماعت جسمانی اسباب کے وسیلہ

سے یہیں دائمی صرف دولت ایمان اُن سارے ظلموں سے چھٹکر تمام رنجوں سے صاف و خالص ملکل آئیگی اور اُس کتاب کی آخر فصلوں میں ذکر ہوا ہی کہ آخری زمانہ میں مسیح نہایت جلال کے ساتھہ آسمان سے اُتریگا اور دجال کو دفع کرکے شیطان کو ہزار برس قید رکھیگا اِس طرح پر کہ پھر اُسے آدمی کے فریب دینے کی طاقت نرہیگی اور اُس وقت عالم کے سب لوگ مسیح کی طرف پھرکر اُسکی تعلیم میں اپنے گیانی دیکھینگے اور اقرار کرینگے کہ وہ ہمارا خداوند ہی اور ہماری نجات اور توفیق اُسی سے ہی تب مسیح کا کہا پورا ہوگا جو یوحنا کی ١٠ فصل کی ١٦ آیت میں لکھا ہی کہ آخر میں گلہ ایک اور گڈریہ ایک ہوگا اور گناہ سے خراب ہوئی زمین بھی تازگی پاویگی اور اِس لیئے زمین پر خوشحالی اور سلامتی اور عدالت اور راستی و درستی ہوگی پس اِس صورت میں وہ وعدہ جو کئی سو اور کئی ہزار برس پہلے آدم اور ابراہیم و داؤد اور سب نبیوں سے ہوا تھا کمال کے ساتھہ پورا ہوکر انسان کا سلسلہ اُس نجات دینیوالے کے وسیلہ سے جسکا وعدہ ہوا گناہ اور شیطان کے قبضے سے خلاسی پائیگا اور زمین بھی جو آدمیوں کے گناہ کے سبب خدا کی لعنت میں گرفتار ہوئی تھی لعنت سے آزاد ہوکر پہلے سے بہت اچھے حال میں ہو جاویگی * پس پرانے اور نئے عہد کی کتابیں ایسی کامل خبر ہیں کہ خدا کی مصلحت اور خواہش کو جو انسان کی نیکبختی کے واسطے ٹھہرائی ہی بیان کرتی اور اِس مصلحت کے عمل میں آنے اور پوری ہونے کو بھی معلوم کروانی ہیں اِس تفصیل سے کہ پرانے عہد کی کتابیں عالم اور آدم کی پیدائش اور گناہ کے سبب آدمیوں اور زمین کے خراب ہونے اور نجات دینیوالے کے وعدہ کو بھی ذکر کرتی ہیں اور نئے عہد کی کتابیں خبر دیتی ہیں کہ وہ نجات کیونکر حاصل ہوئی اور خدا نے کس طرح مسیح کے وسیلہ خلق اللہ کو گناہ کی قید سے چھڑایا اور آدمی اور زمین کو کس طور سے نئے بناکر اُس مرتبہ سے جو پہلے رکھتے

تھے ایک بہتر مرتبہ پر پہنچاویگا اور کتب مقدسہ کی یہی مصلحت اور طرح اندازی اور بندوبست اُنکے خدا کی طرف سے ہونے کے لیئے ایک قوی دلیل ہی کیونکہ خدا کے سوا کس کو ایسی قدرت و اختیار ہی کہ انسان کے سلسلہ کے لیئے نجات مقرر کرے اور اُسکو ابدالدہر تک انجام کو پہنچاوے پس وے کتابیں جنمیں ایسے مطلب لکھے ہیں چاہیئے کہ خدا کا کلام ہووں غرض مسیحیوں کی مقدس کتابوں کے حقیقت حال کا تھوڑا سا علم حاصل کرنے کے لیئے ذکر مطالب مذکورہ اِس مقام پر کافی ہی سو اب ہم اِن کتابوں کی آیتیں جمع کرکے اُنکی تعلیمیں بیان کرینگے مگر اِس سبب سے کہ مسیحیوں کے مذہب کی عمدہ تعلیمات کی بابت پرانے اور نئے عہد کی کتابوں میں بہت سی آیات ہیں پس ہم اِس جگہہ اُن میں سے صرف بعض کو ذکر و بیان کرینگے *

مناجات

ای سچے اور قادر و مہربان خدا جو نور اور سچائی کی کہان ہی اپنی مہربانی سے اپنی پہچان کا نور ہم لوگوں کے دل میں ڈال کیونکہ جب تک تو آدمی کے دل کو روشن نہ کرے اور اپنی توفیق کے نور سے نہ بھرے آدمی کو تیرے پہچاننے اور تیرے حکموں کے سمجھنے کی طاقت ہوگی نو اپنی توفیق اور مہربانی اِس رسالہ کے پڑھنیوالے محمدیوں کے شامل حال کر اور اُنکی روحانی آنکھوں کو کھولکر اُنکے دل نورانی کر دے کہ وے تجھکو جس طرح کہ تو نے اپنے کلام میں اپنے تئیں بیان کیا ہی پہچانیں اور انجیل کی باتوں کی قوت اور شیرینی کو دریافت کرکے اُسکی طرف دل سے رجوع کریں تاکہ اُنکو بھی اُس جلال اور نیکبختی کا جو نجات دینیوالے یسوع مسیح کے وسیلہ سب آدمیوں کے واسطے موجود ہوتی حصہ ملے *

پہلي فصل

خدا کی صفتوں اور اُسکے ارادہ کے بیان میں جو آدمیوں کي بابت رکھتا هی

کتب مقدسه خدا کے وجود کو اِس طرح بیان اور ثابت کرتي هيں که خدا کا وجود موجودات و مصنوعات اور اُس عقل و انصاف سے جو هر ایک آدمی کے دل میں دیا گیا ظاهر اور روشن هی اور اُن کتابوں کے مضمون کے موافق خدا کے وجود کا انکار کرنا صرف کم عقلي اور ناداني اور غرور و بے ایماني سے هی نه یہه که اِشکال ثبوت کي جہت سے هو جیسا که رومیوں کے مکتوب کي پہلي فصل کي ۱۹ و ۲۰ آیت میں لکھا هی * خدا کی بابت جو کچھه معلوم هو سکتا اُن پر ظاهر هی کیونکه خدا نے اُن پر ظاهر کیا اِس لیئے که اُسکی صفتیں جو دیکھنے میں نہیں آتیں یعنی اُسکي قدیم قدرت اور خدائي دنیا کی پیدایش سے اُسکے کاموں پر غور کرنے میں ایسی صاف معلوم هوتیں که اُنکو کچھه عذر نہیں * اور ۱۴ زبور کی پہلي آیت میں لکھا هی که * مورکھه اپنے دل میں کہتا هی خدا نہیں * اور ۱۹ زبور کي پہلي آیت سے ۷ تک اور عبرانیوں کے نامه کي ۱۱ فصل کی ٦ آیت بھی اِس مطلب کی گواہ هی اور وے آیتیں جو خدای تعالیٰ کی وحدانیت پر کمال یقین سے گواهي دیتی هیں یے هیں چنانچه موسیٰ کی پانچویں کتاب کی ٦ فصل کی ۴ آیت میں لکھا هی که * سن لے ای اسرائیل خداوند همارا خدا اکیلا خداوند هی * اور یشعیاه کي ۴۵ فصل کي ۵ آیت میں مذکور هی که * میں هي خداوند هوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئي خدا نہیں * اور پہلے قرنتیوں کے ۸ فصل کي ۴ آیت میں لکھا هی که * هم جانتے هیں که بت هرگز کچھه چیز نہیں اور کوئي خدا نہیں مگر ایک * اور افسیوں کي ۴ فصل

کی ٦ آیت میں مرقوم ہی کہ * ایک خدا جو سب کا باپ کہ سب
کے اوپر اور سب کے درمیان اور تم سب میں ہی * اور پھر یہہ کہ خدا
روح کی مانند غیر مرئی ہی اور جسمانی نظر سے دکھائی نہیں دیتا چنانچہ
یوحنا کی ۴ فصل کی ۲۴ آیت میں لکھا ہی کہ * خدا روح ہی اور وے
جو اُسکی پرستش کرتے ہیں ضرور ہی کہ روح اور راستی سے پرستش
کریں * اور پہلے تیموتیوس کی ٦ فصل کی ۱۵ و ۱٦ آیت میں ذکر ہی
کہ * وہ مبارک اور اکیلا قدرت والا بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا
خداوند ہی بقا فقط اُسی کو ہی وہ اس نور میں رہتا ہی جس تک
کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اُسے کسی انسان نے نہیں دیکھا نہ دیکھہ سکتا
ہی * اور پھر یہہ کہ خدا قدیم و ابدی اور بے تغیر و تبدیل ہی چنانچہ
کہ ۹۰ زبور کی ۲ آیت میں لکھا ہی کہ * پیشتر اِس سے کہ پہاڑ پیدا
ہوئے اور زمین اور دنیا بنی ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہی * اور ۱۰۲ زبور
کی ۲۴ آیت سے ۲۷ تک لکھا ہی کہ * ای میرے خدا تیرے برس پشت
در پشت ہیں تونے قدیم سے زمین کی بنا ڈالی یہہ سارے آسمان تیرے
ہاتھہ کی صنعتیں ہیں وے فنا ہووینگے پر تو باقی رہیگا ہاں وے سب
پوشاک کی مانند پرانے ہوجائینگے تو اُنھیں لباس کی مانند بدلیگا اور وے
مبدل ہووینگے پر تو ایسا ہی رہیگا تیرے برسوں کی انتہا نہیں * پھر یعقوب
کی پہلی فصل کی ۱۷ آیت میں لکھا ہی کہ * ہر ایک اچھی بخشش اور
کامل انعام اوپر ہی سے ہی اور نوروں کے باپ کی طرف سے اُترتا ہی جس
میں بدلنے اور پھر جانے کا سایہ بھی نہیں * اور پھر یہہ کہ خدا حاضر و عالم
ہی چنانچہ کہ ۱۳۹ زبور کی پہلی سے ۱۱ آیت تک مذکور ہی کہ * ای
خداوند تو مجھے جانتا اور پہچانتا ہی تو میری نشست و برخاست سے
آگاہ ہی تو میرے دور و دراز اندیشوں کا عارف ہی تو میری راہ اور میری
خوابگاہ سے واقف ہی اور میرے سارے رستوں کو پہچانتا ہی دیکھہ میری
زبان پر کوئی ایسی بات نہیں کہ جسے تو ای خداوند بالکل نہیں جانتا تو

آگے پیچھے میرا گھیرنے والا ھی اور تو نے اپنا ھاتھ مجھہ پر رکھا ھی عرفان مجھے نہایت سراسیمہ کرتا ھی یہہ بلند ھی میں اُسے نہیں پاسکتا تیرے روح سے میں کدھر جاؤں اور تیرے حضور سے میں کہاں بھاگوں اگر میں آسمان کے اوپر چڑھہ جاؤں تو تو وہاں ھی اور اگر میں پاتال میں پہنچ جاؤں تو دیکھہ تو وہاں بھی ھی اگر میں اُڑکے سورج کی حوت بنوں یا دریا کے منتہا میں جا بیٹھوں تو وہاں بھی تیرا ھاتھہ میرا سراغ پائیگا اور تیرا دھنا ھاتھہ مجھے پکڑیگا اگر میں کہوں کہ میں اندھیرے میں چھپ جاؤنگا تو رات میرے گرد روشنی ھو جائیگی * اور اعمال کی ۱۷ فصل کی ۲۷ و ۲۸ آیت میں لکہا ھی کہ * خدا ھم میں کسی سے دور نہیں کیونکہ اُسی سے ھم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ھیں * اور یرمیا کی ۲۳ فصل کی ۲۳ و ۲۴ آیت میں لکہا ھی کہ * کیا میں خدای نزدیک ھوں خداوند کہتا ھی اور خدای بعید نہیں کیا کوئی چھپی جگہوں میں اپنے کو چھپا سکتا ھی جسے میں نہ دیکھوں خداوند کہتا ھی کیا آسمان اور زمین مجھسے بھرا نہیں ھی خداوند کہتا ھی * اور پھر یہہ کہ قدرت اور حکمت والا ھی جیسا کہ ۱۰۴ زبور کی ۲۴ آیت میں لکہا ھی کہ * ای خداوند تیری صنعتیں کیا ھی بہت ھیں تو نے اُن سب کو حکمت سے بنایا زمین تیرے مال سے پُر ھی اور ایوب کی ۱۲ فصل کی ۱۳ آیت میں لکہا ھی کہ * حکمت اور اصلی قدرت خدا کی ھی جو عارف القلوب اور عالم الغیب ھی * اور موسیٰ کی پہلی کتاب کی ۱۷ فصل کی پہلی آیت میں مذکور ھی کہ * خداوند ابیرام یعنی ابراھیم کو نظر آیا اور اُس کو کہا کہ میں خدا قادر ھوں تو میرے حضور میں چل اور کامل ھو * اور لوقا کی پہلی فصل کی ۳۷ آیت میں لکہا ھی کہ * خدا کے آگے کوئی بات اَن ھونی نہیں * اور اشعیاہ کی ۴۰ فصل کی ۱۲ آیت سے ۱۸ تک لکہا ھی کہ * کس نے پانیوں کو اپنے ھاتھہ کے چُلو سے ناپا اور آسمان کو بالشت سے پیمائش کیا اور زمین کی گرد کو پیمانے میں بھرا اور پہاڑوں کو ترازوں

میں وزن کیا اور ٹیلوں کو ترازو میں تولا کس نے خداوند کے روح کو تربیت کیا اسکا مشیر ہوکے اُسے سکھلایا اُس نے کس سے مشورت لی ہی اور کس نے اُسکی ہدایت کی اور عدالت کی راہ دکھلائی اور اُسے دانش سکہلائی اور حکمت کی راہ اُسے بتلائی دیکھ وہ ہیں ڈول کی ایک بوند کی مانند ہیں اور ترازو کی ڈھول کی مانند گنی جاتیں دیکھ وہ جزیروں کو ایک ذرے کی مانند اُٹھالیتا ہی لبنان ایندھن کے لیئے کافی نہیں اور اُسکے بہیمے چڑھاوے کے لیئے بس نہیں ساری قومیں اُسکے آگے کچھ چیز نہیں بلکہ وے اُسکے نزدیک بطالت اور ناچیزی سے بھی حساب میں کمتر ہیں پس تم خدا کو کس سے تشبیہ دوگے اور کونسی چیز اُسکی مثل ٹھہراؤگے * اور پھر یہہ کہ خدا مقدس اور عادل اور سچا ہی جیسا کہ یشعیاہ کی ۶ فصل کی ۳ آیت میں لکھا ہی کہ × ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہی ساری زمین اُسکے جلال سے معمور ہی * اور ۱۴۵ زبور کی ۱۷ آیت میں لکھا ہی کہ × خداوند اپنی ساری راہوں میں صادق ہی اور اپنے سب کاموں میں رحیم ہی × اور ۵ زبور کی ۵ آیت میں لکھا ہی کہ × وے جو مورکھ ہیں تیری آنکھوں کے سامھنے کھڑے نہیں رہ سکتے تو سب بدکرداروں سے بغض رکھتا ہی * اور یشعیاہ کی ۳ فصل کی ۱۱ آیت میں مذکور ہی کہ × بدکار پر واویلا ہی کہ نحس ہی اور اسکے ہاتھوں کی کمائی اُسے ملیگی × اور رومیوں کی ۲ فصل کی ۵ آیت سے ۱۱ آیت تک اور مشاہدات کی ۱۶ فصل کی ۶ و ۷ آیتیں بھی اسی مطلب کی گواہ ہیں پھر ۳۳ زبور کی ۴ آیت میں مرقوم ہی کہ × خداوند کا کلام سیدھا ہی اور اُسکے سارے کام امانت کے ساتھہ ہیں * اور موسیٰ کی چوتھی کتاب کی ۲۳ فصل کی ۱۹ آیت میں لکھا ہی کہ × خدا انسان نہیں جو جھوٹھہ بولے نہ آدمی زاد ہی کہ پشیمان ہووے کیا وہ کہے اور نکرے اور فرماوے اور اُسے پورا نکرے * اور پھر یہہ کہ خدا مہربان اور رحیم و صابر ہی جیسا کہ پہلے یوحنا کی ۴ فصل کی ۱۶

آیت میں لکھا ہی کہ * خدا محبت ہی وہ جو محبت میں رہتا ہی
خدا میں رہتا ہی اور خدا اُس میں * اور موسیٰ کی دوسری کتاب کی
۳۴ فصل کی ۶ آیت میں لکھا ہی کہ * خداوند خداوند خدا رحمان اور
حنان ذو الطول اور رب الفضل و الوفا ہی * اور ۹ زبور کی ۹ و ۱۰ آیت میں
مذکور ہی کہ * خداوند مظلوموں کے لیئے پناہ ہی اور مصیبت کے وقت
میں حمایت وے جو تیرا نام جانتے ہیں تیرا بھروسا رکھتے ہیں کہ تو نے
ای خداوند اُنکو جو تیری تلاش میں ہیں ترک نہیں کیا * اور متی کی
۵ فصل کی ۴۵ آیت میں لکھا ہی کہ * وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں
پر اُگاتا ہی اور راستوں اور ناراستوں پر مینہہ برساتا * اور یرمیاہ کے نوحوں
کی ۳ فصل کی ۲۲ و ۲۳ آیتوں میں مذکور ہی کہ * خداوند کی رحمتوں
سے ہی کہ ہم نیست نہوئے کیونکہ اُسکی شفقتیں بے انتہا ہیں وے ہر
صبح کو تازہ ہیں تیری وفاداری بہت ہی * اور حزقئیل کی ۳۳ فصل کی
۱۱ آیت میں لکھا ہی کہ * خداوند خدا فرماتا ہی کہ میری حیات کی
قسم میں شریر کی موت نہیں چاہتا بلکہ یہہ کہ شریر اپنی راہ سے پھرے
اور جیئے * اور یوحنا کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں مسطور ہی کہ * خدا
نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُسپر
ایمان لاوے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے * پھر یہہ کہ خدا ساری
خلقت کا خالق اور حافظ ہی جیسا کہ موسیٰ کی پہلی کتاب کی پہلی
فصل کی پہلی آیت میں لکھا ہی کہ * اِبتدا میں خدا نے آسمان و زمین
کو پیدا کیا * اور ۳۳ زبور کی ۶ آیت میں لکھا ہی کہ * خداوند کے کلام
سے آسمان بنے اور اُنکے سارے لشکر اُسکے منہہ کے دم سے * اور مکاشفات
کی ۴ فصل کی ۱۱ آیت میں مذکور ہی کہ * ای خداوند توہی نے ساری
چیزیں پیدا کیں اور وے تیری ہی مرضی سے ہیں اور پیدا ہوئی ہیں *
اور رومیوں کی ۱۱ فصل کی ۳۶ آیت میں لکھا ہی کہ * اُسی سے اور اُسی
کے سبب اور اُسی کے لیئے ساری چیزیں ہوئی ہیں ابد تک اُسی کی بزرگی

ہو آمین * اور ۱۰۴ زبور کی ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ آیتوں میں لکہا ہی کہ * خدا نے نہریں پست زمینوں میں بہاجیں جو پہاڑوں کے بیچ بہتی ہیں اور وے ہر ایک دشتی جرند کو پلاتی ہیں جنگل میں گورخر اُن سے اپنی پیاس بجہاتے ہیں بہیموں کے لیئے گہاس اور انسان کی خدمت کے لیئے سبزی وہی اُگاتا ہی تاکہ وہ اُنکے لیئے زمین سے غذا پیدا کرے یے سب تیری طرف تکتے ہیں کہ تو اُنکو وقت پر اُنکی خوراک پہنچاوے جو تو اُنہیں پہنچاتا ہی تو وے لے لیتے ہیں اور جو تو اپنی مٹھی کھولتا ہی تو وے نفیسوں سے سیر ہوتے ہیں تو اپنا منہہ چھپاتا ہی وے متحیر ہوتے ہیں تو اُنکا دم پھیر لیتا ہی وے مرجاتے ہیں اور اپنی ماٹی میں پہر مل جاتے ہیں تو اپنا دم بہیجتا ہی وے پیدا ہوتے ہیں اور تو روے زمین کو تر و تازہ کرتا ہی * اور زبور کی باقی آیتیں بہی اُسی مطلب کی گواہ ہیں اور متی کی ۶ فصل کی ۳۱ و ۳۲ آیتوں میں لکہا ہی کہ * فکر نکرو کہ ہم کیا کہائینگے کیا پیئینگے اور کیا پہنینگے کیونکہ اُن سب چیزوں کی تلاش غیر قوم کرتے ہیں اور تمہارا باپ جو آسمان پر ہی جانتا ہی کہ تم اُن سب چیزوں کے محتاج ہو * اور متی کی ۱۰ فصل کی ۲۹ آیت سے ۳۲ تک لکہا ہی کہ * کیا ایک پیسے کو دو گورے نہیں بکتے اور اُن میں سے ایک بہی تمہارے باپ کی بے مرضی زمین پر نہیں گرتا بلکہ تمہارے سر کے بال بہی سب گنے ہیں پس مت ڈرو تم بہت گوروں سے بہتر ہو * اور سلیمان کی امثال کی ۱۶ فصل کی ۹ آیت میں مرقوم ہی کہ * آدمی کا دل اُسکی راہ ٹہہراتا ہی پر خداوند اُسکی چال کو آراستہ کرتا ہی * اور سیموئیل کی پہلی کتاب کی ۲ فصل کی ۷ آیت میں مذکور ہی کہ * خداوند مسکین کرتا ہی اور غنی کرتا ہی پست کرتا ہی اور بلند کرتا ہی *

پس آیات مذکورہ کے مضامین سے صاف ظاہر و ثابت ہی کہ وے فقرے اور وے مطالب جو خدا کی ذات و صفات اور اُسکے ارادے کی بابت

پرانے اور نئے عہد کی کتابوں میں لکھے ہیں کاملاً مقدس و کامل و عادل و رحیم خدا کے لائق اور ایسے اعلیٰ مضمون پر شامل ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو وہ طاقت نہیں کہ ایسے معنی اپنی طبیعت سے پیدا کرکے ظاہر کرے اور مذکورہ آیات کے مضمون ایسے ہیں کہ آدمی کے دل میں خدا کا خوف بھی ڈالیں اور لوگوں کو اُس اصل محبت کا جو خدا کی دوستدار اور فرمان بردار کرکے بدی سے دور اور نیکی و دینداری کی طرف مائل بھی کرتے ہیں کیونکہ کتب مقدسہ خدا کے تئیں آدمیوں پر ایسا ظاہر کرتی ہیں کہ خدا اُن آدمیوں پر جنکے دل میں شکستگی نہیں اور اپنی گمراہی کی راہ میں ثابت قدم ہیں ایک حاکم ہی قادر و عالم اور پاک و عادل اور اُن لوگوں پر جو شکستہ دلی سے اُسکے کلام پر معتقد اور اُسکے تلاشی اور خواہاں ہیں باپ کی مانند مہربان اور رحیم ہی اِس حال میں انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں تیسری اور چوتھی شرطوں کو جو دیباچہ میں حقیقی الہام کی پہچان کے لیئے ہمنے ذکر کی ہیں بالکل پورا کرتی ہیں چنانچہ اِس طریق سے اُن کتابوں کا کلام الہی ہونا صاف ثابت ہوتا ہی * خلاصہ خدا نے اپنی حکمت و معرفت کی راہ سے لازم اور فائدہ مند جانا کہ اپنی لا یُدرک ذات و صفات کو آدمیوں پر اِس سے زیادہ ظاہر و بیان کرے مگر وہ شخص جسنے اِس جہان میں کلام الہی پر معتقد ہوکر خدا کا تقرب حاصل کیا ہی خدا کی پاک ذات کی صفات کو نہایت کمال کے ساتھ اُس جہان میں سمجھیگا لیکن اعتقادمندوں کے لیئے یہی کافی ہی کہ خدا کو دوست رکھکر اُسکے مطیع اور تابع ہوجائیں *

دوسري فصل

اس مطلب در شامل هی که آدمي پہلے کس حال میں تها اور اب
کس حال میں هی اور نیکي و پاکي کے کس حال میں
اُسے پہنچنا چاهیئے

درحالیکه خدا آدمی کي سرشت اور اُسکے سارے خواص و حالات کو دریافت کرنا اور پہچاننا هی یہاں تک که دل کي بات بهی سمجهنا اور جاننا هی تو صرف خدا هي اِس بات پر قادر هی اور بس که آدمی کو اور اُسکے دلی حالات کو خوبی و درستي سے پہچانے لہذا آدمي اپنے باطني حال کی کیفیت سے بخوبی آگاه هونا صرف اُسکے کلام هی سے حاصل کرسکتا هی اور اِسي طرح آدمي کی پیدایش کے اصل مطلب کو بهی صرف خدا کے کلام هی سے سمجهه سکتے اور جو کچهه خدا نے اپنے کلام میں آدمي کی بابت بیان کیا هی اُس سے بہت معتبر هی جو حکما و علما نے آدمي کے باب میں کہا اور لکها هی اِس لیئے که آدم زاد میں سے کسي نے آپ اپنے تئیں تماما نہیں پہچانا اور اپنا احوال بالکل دریافت نہیں کیا بس غور سے لحاظ کریں که خدای تعالی نے کتب مقدسه میں آدم زاد کا احوال اور اُسکی پیدایش کا مطلب کهولکر بیان کیا هی * ای پڑهنیوالے اِس رساله کے خدا کے اِس کلام سے جس کے مضمون کے موافق قیامت کے دن تیری عدالت کی جائیگي بے پروائی مت کر بلکه غور و انصاف سے اُسے پڑهکر خدا سے درخواست اور سوال کر که تیری روحاني آنکهه کهول دے تاکه تو ان باتوں کو سمجهے اور اُنکے مطالب کو پہنچکر اپنے تئیں اور اپنے دلي حال اور اپني پیدایش کے مطلبوں کو تحقیق کرے ۔

انسان کی پیدایش اور اُسکے پہلے احوال کے بیان میں کلام کے موافق اپنے تئیں دو قسم کفایت کرتے هیں جیسا که موسیٰ کی پہلي کتاب کی پہلي

فصل کی ٢٦ آیت سے ٢٨ تک و ٣١ آیت میں تفصیل سے لکھا هی که × خدا
نے کہا که هم آدم کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں که وے سمندر کی
مچھلی پر اور آسمان کے پرندوں پر اور چارپایوں پر اور تمام زمین پر اور سب
کیڑے مکوڑوں پر جو زمین پر رینگتے هیں سرداری کریں اور خدا نے آدم
کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اُسکو پیدا کیا نر و ناری
اُنکو پیدا کیا اور خدا نے اُنکو برکت دی اور خدا نے اُنسے کہا که پھلو اور
بڑھو اور زمین کو معمور کرو اور اُسکو محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور
آسمان کے پرندوں اور سب جانداروں پر جو زمین پر چلتے هیں سرداری
کرو اور خدا نے سب پر جو اُسنے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا که بہت اچھا
هی * اور واعظ نام کتاب کی ٧ فصل کی ٢٩ آیت میں مرقوم هی که ×
دیکھه میں نے یهه پایا که خدا نے انسان کو خالص بنایا پر وے بہت بناوٹیں
نکالتے هیں × اور اعمال کی ١٧ فصل کی ٢٩ آیت میں مذکور هی که * هم
خدا کی نسل هیں × اِن آیتوں سے صاف ظاهر هوتا هی که انسان اپنے
خالق کی قدرت سے پاک اور نیک و بیگناه پیدا هوا هی اور اپنی صورت
جو خداے تعالیٰ نے انسان کے پیدا کرنے وقت اُسے مرحمت فرمائی تھی
اُس صورت کے معنی کا بیان اِس طرح هی که انسان اُس وقت گناه اور
موت اور دلی ناپاکی اور نفسانی خواهش اور بری هوسوں اور روح و جسم
کی سستی سے آزاد و پاک تھا اور خدا کو کمال کے درجے پر جانتا اور
دوست رکھتا اور اپنی خوشی وقتی اور نیکبختی صرف اُسی کی رضامندی
میں سمجھتا تھا ایسا که صرف اُسی کو پہچانتا اور صرف اُسی سے محبت
رکھتا اور اُسی کا طالب تھا اور جس حالت میں که آدمی اپنے خدا کو
ایسا پہچانتا اور اُس سے ایسی محبت رکھتا تھا اور اُس میں صاحب
بخت حقیقی تھا اور اُسکی روح قدرت و معرفت اور پاکیزگی سے ایسی
بھر گئی تھی که گویا خدا کی صفتوں کا نقش و صورت بن گئی تھی تو وه
قدرت رکھتا تھا که تمام جہان کی مخلوقات پر حکومت اور سرداری کرے ×

لیکن ظاہر ہی کہ اب آدمی کا وہ حال نہیں ہی جو شروع میں تھا چنانچہ اِس بات پر ہر ایک کا دل اور انسان کے سلسلہ کی تواریخ اور لوگوں کا حال احوال کافی گواہ ہیں اور اُس احوال کو جس میں انسان اب ہی خدا کا کلام یوں بیان کرتا ہی جیسا کہ موسیٰ کی پہلی کتاب کی ۸ فصل کی ۲۱ آیت میں لکھا ہی کہ خدا نے کہا کہ * آدمی کے دل کا خیال لڑکپن سے برا ہی * اور ۱۴۳ زبور کی ۲ آیت میں لکھا ہی کہ * اپنے بندے سے حساب نہ لے کیونکہ کوئی جاندار تیرے حضور سے گناہ ٹھہر نہیں سکتا * اور پہلے یوحنا کی پہلی فصل کی ۸ آیت میں مذکور ہی کہ * اگر ہم کہیں کہ بے گناہ ہیں تو اپنے تئیں فریب دیتے ہیں اور سچائی ہم میں نہیں * اور رومیوں کی ۳ فصل کی ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۳ آیتوں میں لکھا ہی کہ * کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں کوئی سمجھنے‌والا نہیں کوئی خدا کا ڈھونڈھنے‌والا نہیں سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے ہیں کوئی نیکی کرنیوالا نہیں ایک بھی نہیں اور اُنہوں نے سلامتی کی راہ نہیں پہچانی اُنکی نظروں میں خدا کا خوف نہیں اِس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں * جو شخص کہ اپنے دل کو پہچانتا اور اُسکی حرکتوں پر دھیان لگاتا ہی چاہیئے کہ اقرار کرے کہ آدمی کا احوال اِسی طریق پر ہی جو بیان ہوا اور چاہیئے کہ یہ بھی قبول کرے کہ گناہ اور ناپاکی اُسکے دل میں ایسی پیوست ہوئی ہی اور اُسکا باطن نفسانی خواہش و ہوس سے ایسا بھر گیا ہی کہ اُسکی فکر و ارادہ لڑکپن سے خرابی اور برائی کے درپے ہیں اور ای اِس کتاب کے پڑھنیوالے تو بھی اگر انصاف کی آنکھ سے اپنے دل کو نظر کرے اور اپنے فریب دینے کے درپے نہو تو البتہ اِن باتوں کو سچ اور اپنے دل کو اِسی حال میں پاویگا اور اِسی طرح ہر گروہ کی گذارشات بھی خدا کی اِن باتوں کی سچائی پر بڑی کامل گواہ ہیں کیونکہ ڈھونڈھنیوالا شخص جس طرف نظر کرے ہر جگہہ اور ہر قوم میں خدا سے دوری و مہجوری اور ہر قسم کا گناہ اور ہر نوع کے ناشائستہ

کام دیکھیگا لیکن یہہ بات کہ خدای تعالیٰ نے آدمی کے تئیں اِس حال پر جس میں وہ اب مبتلا ہی نہیں پیدا کیا اور آدمی کا پہلا حال یہہ نہیں تھا اِس سے پہلے ثابت ہوچکی بس سوال لازم آتا ہی کہ آیا یہہ بدی و بد حالی کی صفت آدم اور اُسکی نسل میں کہاں سے آگئی *

یہہ مطلب جو عقل کی دریافت سے باہر ہی کتب مقدسہ میں یوں بیان و عیاں ہوا ہی کہ گناہ اور اُسکے سارے نتیجے شیطان کی دشمنی اور فریب کے سبب آدم اور عالم میں پہنچے کیونکہ آدم نے شیطان سے اِس قدر فریب کھایا کہ اپنے خالق کے حکموں سے عدول کرکے اپنے دل اور خواہش کو خدا کی طرف سے پھیر لیا اور اِس طرح اپنے تئیں خوشحالی و نیکبختی کے سرچشمہ سے دور ڈالا چنانچہ کتب مقدسہ کی اِن آیتوں میں مذکور ہوا ہی جیسا کہ موسیٰ کی پہلی کتاب کی ساری تیسری فصل میں لکھا ہی کہ * سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدا نے بنایا تھا ہوشیار تھا اور اُسنے عورت سے کہا کیا یہہ سچ ہی کہ خدا نے کہا کہ باغ کے ہر درخت سے نکھانا عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل ہم تو کھاتے ہیں مگر اُس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہی خدا نے کہا ہی کہ تم اُس سے نکھانا اور نہ چھونا ایسا نہو کہ مر جاؤ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم نہ مروگے بلکہ خدا جانتا ہی کہ جس دن اِسے کھاؤگے تمھاری آنکھیں کھل جائینگی اور تم خدا کی مانند نیک اور بد کے جاننیوالے ہوگے اور عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہی تو اُسکے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا اور اُسنے کھایا تب اُن دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اُنھیں معلوم ہوا کہ ہم ننگے ہیں اور اُنھوں نے انجیر کے پتّوں کو سیکے اپنے لیئے لُنگیاں بنائیں اور اُنھوں نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا سنی اور آدم اور اُسکی جورو نے

آپ کو خداوند خدا کے سامھنے سے باغ کے درختوں میں چھپایا تب
خداوند خدا نے آدم کو پکارا اور کہا کہ تو کہاں ھی وہ بولا کہ میں نے
باغ میں تیری آواز سنی اور ڈرا کیونکہ میں ننگا ھوں اور آپ کو چھپایا
اور اُسنے کہا تجھے کسنے جتایا کہ تو ننگا ھی کیا تو نے اِس درخت
سے کھایا جسکي بابت میں نے تجھکو حکم کیا تھا کہ اِس سے نہ کھانا
آدم نے کہا کہ اِس عورت نے جسے تو نے میری ساتھی کردي مجھے اِس
درخت سے دیا اور میں نے کھایا تب خداوند خدا نے عورت سے کہا کہ
تو نے یہہ کیا کیا عورت بولي کہ سانپ نے مجھکو بہکایا تو میں نے کھایا
اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا اِس واسطے کہ تو نے یہہ کیا ھی تو
سب چارپایوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ھی تو اپنے پیٹ
کے بل چلیگا اور عمر بھر مٹي کھائیگا اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری
نسل اور اُسکی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا وہ تیرے سر کو کچلیگی
اور تو اُسکي ایڑی کو کاٹیگا اور اُسنے عورت سے کہا کہ میں تیرے حمل
میں درد کو بہت بڑھاؤنگا اور درد سے تو لڑکے جنیگی اور اپنے خصم
کی طرف تیرا شوق ھوگا وہ تجھہ پر حکومت کریگا اور اُسنے آدم سے کہا
اِس واسطے کہ تو نے اپني جورو کي بات سني اور اُس درخت سے کھایا
جسکے واسطے میں نے تجھے حکم کیا کہ اُس سے مت کھا زمین تیرے
سبب سے لعنتی ھوئي سخت محنت کے ساتھہ تو اپنی عمر بھر اُس سے
کھائیگا اور وہ تیرے لیئے کانٹے اور اونٹکٹارے اُگاویگی اور تو کھیت کا
ساگ پات کھائیگا تو اپنے منہہ کے پسینے کي روٹي کھائیگا جب تک کہ
زمین میں پھر نجاوے کہ تو اُس سے نکالا گیا ھی کیونکہ تو خاک ھی اور
پھر خاک میں جائیگا اور آدم نے اپني جورو کا نام حوّا رکھا اِس لیئے کہ
وہ سب زندوں کي ما ھی اور خداوند خدا نے آدم اور اُسکی جورو کے
واسطے چمڑے کی پوشاک بناکے اُنکو پہنائي اور خداوند خدا نے کہا دیکھو
کہ آدم نیک اور بد کی پہچان میں ھم میں سے ایک کی مانند ھوگیا

اور اب ایسا نہو کہ اپنا ہاتھہ بڑھاکے اور حیات کے درخت سے بھی کچھہ لیکے کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اِس لیئے خدا نے اُسکو باغ عدن سے باہر کردیا کہ زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے چنانچہ اُسنے آدم کو نکال دیا اور باغ عدن کی پورب طرف کروبیوں کو چمکتی اور گھومتی تلوار کے ساتھہ مقرر کیا کہ درخت حیات کی راہ کی نگہبانی کریں * اور متی کی ۱۳ فصل کی ۳۶ آیت سے ۳۹ تک مرقوم ہی کہ یسوع کے شاگردوں نے اُس پاس آکے کہا کھیت کے کڑوے دانے کی تمثیل ہمیں سمجھا اُسنے اُنہیں جواب میں کہا کہ اچھے بیج کا بونیوالا ابن آدم ہی کھیت دنیا ہی اچھے بیج اِس بادشاہت کے لڑکے ہیں اور کڑوے دانے شریر کے فرزند وہ دشمن جسنے اُنہیں بویا شیطان ہی کاتنے کا وقت اِس دنیا کا آخر اور کاتنے والے فرشتے ہیں * اور رومیوں کے مکتوب کی ۵ فصل کی ۱۲ آیت میں لکھا ہی کہ * جس طرح ایک شخص کے وسیلے گناہ اور گناہ کے سبب موت دنیا میں آئی اُسی طرح موت سب میں پھیلی اِس لیئے کہ سب نے گناہ کیا * اور یوحنا کی ۸ فصل کی ۴۴ آیت میں مذکور ہی کہ * تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش کے موافق کرو وہ تو شروع سے قاتل تھا اور سچائی پر ثابت نرہا کیونکہ اُس میں سچائی نہیں جب وہ جھوٹھہ کہتا ہی تب اپنی ہی سی کہتا ہی کیونکہ وہ جھوٹھا ہی اور جھوٹھہ کا باپ ہی * اور پہلے پطرس کی ۵ فصل کی ۸ آیت میں لکھا ہی کہ * ہوشیار اور جاگتے رہو کیونکہ تمہارا مخالف شیطان گرجنیوالے ببر کی مانند ڈھونڈھتا پھرتا ہی کہ کس کو پھاڑ کھاوے * اور اگر کوئی کہے کہ خدا نے بدی کو کیوں ظاہر ہونے دیا اور شیطان کو کیوں نہ روکا کہ وہ آدمی پر غالب آیا اور کیوں اب تک خدا نے بدی اور شیطان کے غالب ہونے کو برداشت کیا سو اِس بات کا جواب یہاں نہیں ہو سکتا لیکن کتاب طریق الحیات میں جہاں تک بن پڑا ہی دیا گیا ہی اور اگرچہ آدمی اپنی عقل سے اِس مطلب

کے دریافت کرنے میں لاچار اور اِس سوال کے ٹھیک جواب دینے میں عاجز هی کیونکه خدا نے اپنی مصلحت کے موافق آدمی سے اِس بهید کا بیان کرنا مناسب نجانا تو بهی ایماندار آدمی کے لیئے اِتنا هی جان لینا کفایت کرتا هی که خدا حکیم هی اور حکیم مطلق اپنے کاموں میں غلطی نهیں کرتا اور اگرچه خدا مختار مطلق هی لیکن پهر بهی خارجی فاعل کے فعل کو از روے حکمت و مصلحت هر وقت نهیں روکتا پر اِس حکمت کا جان لینا انسان کی ناقص عقل کے قابو میں نهیں هی *

اور اِن مطلبوں کی بابت اِس بات سے حق ڈهونڈهنیوالے کو دلجمعی بخوبی تمام حاصل هوتی هی که خدا کے کلام سے صاف معلوم هوتا هی که خدا کی خواهش یهه نهیں که آدمی شیطان کے قبضے اور گناه وبدبختی میں رهے بلکه یهه خواهش هی که پهر گناه سے آزاد و پاک هوکر پاکیزگی میں خدا کی مانند بن جاے اور همیشه کی نیکبختی حاصل کرلے اور اُس مرتبه پر بلکه اس سے بهی زیاده رتبه پر پهنچ جاے جو آدم کو بهشت میں حاصل تها جیسا که کتب مقدسه کے اِن مقاموں میں یعنی موسیٰ کی ۳ کتاب کی ۱۱ فصل کی ۴۴ آیت میں لکها هی که * میں خداوند تمهارا خدا هوں چاهیئے که تم اپنے تئیں مقدس کرو تاکه تم مقدس هوؤ اِس لیئے که میں قدوس هوں * اور متی کی ۵ فصل کی ۴۸ آیت میں لکها هی که * کامل هوؤ جیسا تمهارا باپ جو آسمان پر هی کامل هی * اور دوسرے قرنتیوں کی ۶ فصل کی ۱۶ آیت میں لکها هی که * تم تو زنده خدا کی هیکل هو چنانچه خدا نے کها هی که میں اُنمیں رهونگا اور اُنمیں چلونگا اور میں اُنکا خدا هونگا اور وے میرے لوگ هونگے * اور پهلے پطرس کی ۲ فصل کی ۹ آیت میں مذکور هی که * تم چنے هوئے خاندان بادشاهی کاهنوں کی جماعت مقدس قوم اور خاص لوگ هو تاکه تم اُسکی خوبیاں بیان کرو جسنے تمهیں تاریکی سے اپنی عجیب روشنی میں بلایا * اور پهلے یوحنا کی ۳ فصل کی ۲ آیت میں لکها هی که * پیارو اب هم خدا کے

فرزند ہیں اور ہنوز تو ایک ظاہر نہیں ہوتا کہ ہم کیا کچھہ ہونگے پر ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا ہم اُسکی مانند ہونگے کیونکہ ہم اُسے جیسا وہ ہی ویسا دیکھینگے * اِس حال میں انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں خوب کھلا کھلی سمجہاتی ہیں کہ آدمی کی پیدایش کا مطلب مقدور بھر خدا کی مانند پاک و کامل ہونا ہی * پس انجیل اُن شرطوں میں سے جنہیں ہم نے حقیقی الہام کی پہچان کے لیئے دیباچہ میں ذکر کیا تیسری شرط کو نہایت کمال کے ساتھہ پورا کرتی ہی یعنی اُس شرط کے موافق چاهیئے کہ حقیقی الہام خدا کو پاک اور مقدس بیان کرکے آدمی کے واسطے بھی پاک دلی کا مرتبہ بتاوے اور اِس شرط کے پورا ہونے سے انجیل کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہوتا ہی اور سارے مذہبوں کی سب کتابوں سے بھی امتیاز پاکر اُن سے برتر ٹھہرتی ہی کیونکہ وے تمام مذہب آدمی کی پیدایش کے اُس عمدہ مطلب سے کچھہ بھی خبر نہیں رکھتے ہیں اور آدمی کی پاکیزگی کو ایک ظاهری فعل جانکر اُسکے دل کو ناپاکی میں چھوڑتے ہیں پر اِس طرح کی پاکیزگی اگرچہ آدمی کی نظر میں پاک معلوم ہوتی ہی مگر مقدس اور کامل اور عالم خدا کے حضور کچھہ چیز نہ گنی جائیگی *

اور اِس لیئے کہ آدمی اُس عمدہ و عالی مطلب کو پہنچے خدا نے اپنے حکم اسے عنایت کیئے جیسا کہ موسیٰ کی دوسری کتاب کی ۲۰ فصل کی پہلی سے ۱۷ آیت تک بیان ہی کہ * خدا نے یے سب باتیں کہیں کہ خداوند تیرا خدا جو تجھے مصر سے اور غلاموں کے گھر سے نکال لایا میں ہوں میرے حضور تیرے لیئے دوسرے خدا نہونگے اور اپنے لیئے تراش کے مورتیں اور کسی چیز کی صورتیں جو آسمان کے اوپر یا پانی میں زمین کے تلے ہی مت بنائیو تو اُنکے آگے خم مت ہوجیو نہ اُنکی بندگی کیجیو اِس لیئے کہ میں خداوند تیرا خدا غیور ہوں کہ ابا کی بدکاریوں کی سزا اُنکے لڑکوں کو جو میرا کینہ رکھتے ہیں اُنکی تیسری اور چوتھی نسل تک

دینیوالا ہوں اور اُن میں سے ہزاروں پر جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور
میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرنیوالا ہوں تو خداوند اپنے خدا
کا نام بیجا مت لیجیو کیونکہ خداوند اُسے جو اُسکا نام بیجا لیتا ہی بے
سزا نچھوڑیگا روز سبت کو مقدس جان کے یاد رکھیو تو چھہ دن تک محنت
اور اپنے سب کام کاجکیو لیکن ساتواں دن خدا اپنے خداوند کا ہی اُسمیں
کوئی کچھہ کام نکرے نہ تو اور نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا خدمت
کرنیوالا اور نہ تیری خدمت کرنیوالی نہ تیری مواشی اور نہ تیرا مسافر جو
تیرے دروازہ کے اندر ہی اِس لیئے کہ خداوند نے چھہ دن میں آسمان
زمین دریا اور سب کچھہ جو اُن میں ہی بنائے اور ساتویں دن آرام کیا
اِس واسطے خداوند نے روز سبت کو مبارک کیا اور اُسے مقدس ٹھہرایا
تو اپنے باپ اور اپنی ماں کو عزت دے تاکہ تیری عمر زمین پر جو خداوند
تیرا خدا تجھے دیتا ہی دراز ہووے تو خون مت کر تو زنا مت کر تو
چوری مت کر تو اپنے ہمسائے پر جھوٹھی گواہی مت دے تو اپنے ہمسائے
کے گھر کا لالچ مت کر تو اپنے ہمسائے کی جورو اور اُسکے خدمت کرنیوالے
اور اُسکی خدمت کرنیوالی اور اُسکے بیل اور اُسکے گدھے اور کسی چیز کا جو
تیرے ہمسائے کی ہی لالچ مت کر × متی کی انجیل میں ۵ فصل کی
۲۱ آیت سے ۲۸ تک لکہا ہی کہ × تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تو
خون مت کر اور جو کہ خون کرے عدالت میں سزا کے لائق ہوگا پر میں
تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو عدالت
میں سزا کے قابل ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو باولا کہے سینڈرین میں
سزا کے لائق ہوگا اور جو اُسکو کافر کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا پس
اگر تو قربان گاہ میں اپنی نذر لیجاوے اور وہاں تجھے یاد آوے کہ تیرا بھائی
تجھسے کچھہ مخالفت رکھتا ہی تو وہاں اپنی نذر قربان گاہ کے سامہنے چھوڑ
کے چلا جا پہلے اپنے بھائی سے میل کر تب آکے اپنی نذر گذران جب
تک کہ تو اپنے مدعی کے ساتھہ راہ میں ہی جلد اُس سے مل جا تو کہ

مدعی تجھے قاضی کے حوالے کرے اور قاضی تجھے پیادے کے سپرد کرے اور تو قید میں پڑے میں تجھسے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوڑی کوڑی ادا نکرے تو وہاں سے کسی طرح نچھوٹیگا تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تو زنا نکر پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اُسکے ساتھہ زنا کرچکا سو اگر تیری دہنی آنکھہ تیرے ٹھوکر کہانے کا باعث ہو اسے نکال ڈال اور پھینک دے کیونکہ تیرے انگوں میں سے ایک کا نرہنا تیرے لیئے اُس سے بہتر ہی کہ تیرا سارا بدن جہنم میں پڑے یا اگر تیرا دہنا ہاتھہ تیرے لیئے ٹھوکر کھانے کا باعث ہو اُسکو کاٹ ڈال اور پھینک دے کیونکہ تیرے انگوں میں سے ایک کا نرہنا تیرے لیئے اُس سے بہتر ہی کہ تیرا سارا بدن جہنم میں پڑے یہہ بھی کہا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اُسے طلاق نامہ لکھہ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اَور سبب سے چھوڑ دیوے اُس سے زنا کرواتا ہی اور جو کوئی اُس عورت سے جو چھوڑی گئی بیاہ کرے زنا کرتا ہی پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ تو جھوٹھی قسم نکھہ بلکہ اپنی قسموں کو خداوند کے لیئے پورا کر پر میں تمہیں کہتا ہوں ہرگز قسم نکھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہی نہ زمین کی کیونکہ وہ اُسکے پانوں کی چوکی ہی اور نہ یروشالم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہی اور نہ اپنے سر کی قسم کھا کیونکہ تو ایک بال کو سفید یا کالا نہیں کر سکتا ہی پر تمہاری گفتگو میں ہاں کی ہاں اور نہیں کی نہیں ہو کیونکہ جو اِس سے زیادہ ہی سو بُرائی سے ہوتا ہی تم سن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نکرنا بلکہ جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُسکی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ عدالت میں تجھہ پر نالش کرکے تیرا کرتا لے قبا کو بھی اُسے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لیجاوے اُسکے ساتھہ دو کوس چلا جا جو تجھہ سے

کچھہ مانگے اُسے دے اور جو تجھہ سے قرض مانگے اُس سے مُنہہ نہ موڑ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا اپنے پڑوسی سے محبت رکھہ اور اپنے دشمن سے عداوت پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُنکے لیئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں انکا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھہ دیویں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہی فرزند ہوؤ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر اُگاتا ہی اور راستوں اور ناراستوں پر مینہہ برساتا کیونکہ اگر تم اُنہیں کو پیار کرو جو تمہیں پیار کرتے ہیں تو تمہارے لیئے کیا بدلا ہی کیا محصول لینیوالے بھی ایسا نہیں کرتے ہیں اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں کو سلام کرو تو کیا زیادہ کیا کیا محصول لینیوالے ایسا نہیں کرتے پس تم کامل ہوؤ جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہی کامل ہی * اور پھر متی کی ۶ فصل کی پہلی آیت سے ۲۱ تک اور ۳۱ سے آخر تک لکھا ہی کہ * خبردار تم اپنے نیک کام لوگوں کے سامھنے دکھانے کے لیئے نکرو نہیں تو تمہارے باپ سے جو آسمان پر ہی اجر نپاؤگے اسلیئے جب تو خیرات کرے اپنے سامھنے نرسنگا نہ بجا جیسا مکار عبادتخانوں اور رستوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ اُنکی تعریف کریں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا اجر پاچکے پر جب تو خیرات کرے تو چاہیئے کہ تیرا بایاں ہاتھہ نجانے جو تیرا دہنا ہاتھہ کرتا ہی تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے اور تیرا باپ جو پوشیدہ دیکھتا ہی وہ خود ظاہر میں تجھے بدلا دے اور جب تو دعا مانگے مکاروں کی مانند مت ہو کیونکہ وے عبادتخانوں میں اور رستوں کے موڑ پر کھڑے ہوکے دعا مانگنے کو دوست رکھتے ہیں تاکہ لوگ اُنہیں دیکھیں میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلا پاچکے لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہی دعا مانگ اور تیرا باپ جو پوشیدہ دیکھتا ہی ظاہر میں تجھے بدلا دیگا اور جب دعا مانگتے ہو غیر قوموں کی مانند بیفائدہ بک بک

نکرو کیونکہ وے سمجھتے ہیں کہ بہت بکنے سے اُنکی سنی جائیگی بس اُنکی مانند نہو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنا کے پہلے جانتا ہی کہ تمہیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہی اِس واسطے تم اِس طرح دعا مانگو کہ ای ہمارے باپ جو آسمان پر ہی تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے اور تیری مرضی کے موافق جیسا آسمان پر ھی زمین پر بہی ہو ہمارے روز کی روٹی آج ہمیں بخش اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنا قرض ہمکو بخش دے اور ہمیں آزمایش میں نہ ڈال بلکہ بُرے سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہی آمین اس لیئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو تو تمہارا باپ بہی جو آسمان پر ہی تمہارے قصور معاف کریگا پر اگر تم آدمیوں کے قصور نہ معاف کرو تو تمہارا باپ بہی تمہارے قصور نہ معاف کریگا پہر جب تم روزہ رکہو مکاروں کی مانند اپنا چہرہ اُداس نہ بناؤ کیونکہ وے اپنا منہہ بگاڑتے ہیں کہ لوگ اُنہیں روزہدار جانیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلا پاچکے پر جب تو روزہ رکہے اپنا سر چکنا کر اور اپنا منہہ دہو تاکہ تجہے روزے سے آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدہ ہی جانے اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہی ظاہر میں تجہے بدلا دے مال اپنے واسطے زمین پر جمع نکرو جہاں کیڑا اور مورچہ خراب کرتا ہی اور جہاں چور سیندھہ دیکے چوراتے ہیں بلکہ مال اپنے لیئے آسمان پر جمع کرو جہاں نہ کیڑا نہ مورچہ خراب کرتا اور نہ چور سیندھہ دیکے چوراتا ہی کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہی وہیں تمہارا دل بہی لگا رہیگا اور فکر نہ کرو کہ ہم کیا کہائینگے کیا پیئینگے اور کیا پہنینگے کیونکہ اِن سب چیزوں کی تلاش غیر قوم کرتے ہیں اور تمہارا باپ جو آسمان پر ہی جانتا ہی کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو پر تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اُسکی راستبازی ڈھونڈھو تو اُسکے سوا یے سب چیزیں بہی تمہیں ملینگی بس کل کی فکر نکرو کیونکہ کل خود اپنی چیزوں کی آپ ہی

فکر کریگا آپ کا دکھ آپ ہی کے اپنے بس ہی * اور پھر رومیوں کی تمام
۱۲ فصل میں مرقوم ہی کہ * ای بھائیو میں خدا کی رحمتوں کا واسطہ
دیکے تم سے التماس کرتا ہوں کہ تم اپنے بدن خدا کی نذر کرو تاکہ زندہ
قربانی اور مقدس و پسندیدہ ہو کہ یہہ تمہاری عبادت کے موافق ہی اور
اِس جہان کے ہم شکل مت ہو بلکہ اپنے دل کے نئے ہونے سے اپنی شکل
بدل ڈالو تاکہ تم خدا کے اُس ارادے کو جو بہتر اور پسندیدہ اور کامل ہی
بخوبی جانو میں اُس نعمت سے جو مجھے عنایت ہوئی ہی تم میں سے
ہر ایک کو کہتا ہوں کہ اپنے مرتبے سے زیادہ عالی مزاج نہ ہو بلکہ درستی
سے ایسا مزاج رکھو جیسا خدا نے ہر ایک شخص کو اندازے سے ایمان دیا
کیونکہ جیسا ہمارے ایک بدن میں بہت سے انگ ہیں اور ہر انگ کا
ایک ہی کام نہیں ایسے ہی ہم جو بہت سے ہیں ملکے مسیح کا ایک بدن
ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے کے انگ بس ہمنے اُس نعمت کے موافق
جو ہمیں عنایت ہوئی جدا جدا انعام پایا سو اگر وہ نبوت ہی تو ہم
ایمان کے اندازے کے موافق نبوت کریں اور اگر خدمت ہی تو خدمت
میں رہیں اگر کوئی اُستاد ہووے تو تعلیم پر اور نصیحت کرنیوالا نصیحت
میں مشغول رہے اور جو خیرات بانٹنےوالا ہی صاف دلی سے بانٹے اور سردار
کوشش سے سرداری کرے اور رحم کرنیوالا خوشی سے رحم کرے محبت بےریا
ہووے بدی سے نفرت کرو نیکی سے ملے رہو برادرانہ محبت سے ایک دوسرے
کو پیار کرو عزت کی راہ سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو کوشش میں سستی
نہ کرو روح سے سرگرم ہوؤ خداوند کی بندگی میں رہو اُمید میں خوش
تکلیف میں برداشت کرنیوالے دعا مانگنے پر مستعد رہو مقدسوں کی
احتیاج میں شریک ہوؤ مسافرپروری میں مشغول رہو اُنکے لیئے جو تمہیں
ستاتے ہیں برکت چاہو خیر مانگو لعنت نکرو خوش وقتوں کے ساتھہ خوش
رہو اور رونیوالوں کے ساتھہ روؤ آپس میں ایک سا مزاج رکھو بڑے بڑے خیال
مت باندھو بلکہ غریبوں کے ساتھہ غریبی کرو اپنی دانست میں عقلمند

نہ بنو بدی کے عوض میں کسی سے بدی نکرو اُن کاموں پر جو سب لوگوں کے نزدیک بھلے ہیں دوراندیش رہو اگر ہوسکے تو مقدور بھر ہر انسان کے ساتھہ ملے رہو عزیزو اپنا بدلا مت لو بلکہ غصے کی راہ چھوڑ دو کیونکہ یہہ لکھا ہی کہ خداوند کہتا ہی کہ بدلا لینا میرا کام ہی میں ہی بدلا لونگا پس اگر تیرا دشمن بھوکھا ہو اُسکو کھلا اگر پیاسا ہو اُسے پانی دے کیونکہ تو یہہ کرکے اُسکے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگا دیگا بدی کا مغلوب نہو بلکہ بدی پر نیکی سے غالب ہو × پھر اِسی مکتوب کی ۱۳ فصل کی ۱ و ۲ و ۵ آیتوں سے ۹ تک لکھا ہی کہ × ہرایک شخص حاکموں کے تابع رہے کیونکہ ایسی کوئی حکومت نہیں جو خدا کی طرف سے نہو اور جتنی حکومتیں ہیں سو خدا کی طرف سے مقرر ہیں پس جو کوئی حکومت کا سامھنا کرتا ہی سو خدا کی مقرری بات کا مخالف ہی اور وے جو مخالف ہیں سو آپ ہی سزا پاوینگے پس تابع رہنا نہ صرف غضب کے سبب بلکہ نیک نیتی کے واسطے بھی ضرور ہی اِس لیئے تم خراج بھی دو کہ وے خدا کے خادم ہیں تاکہ اُس کام میں مشغول رہیں پس سب کا حق ادا کرو جسکو خراج چاہیئے خراج اور جسکو محصول چاہیئے محصول دو اور جس سے ڈرا چاہیئے ڈرو اور جس کی عزت کیا چاہیئے عزت کرو سوا آپس کی محبت کے کسی کے قرضدار نہو کیونکہ جو اَوروں سے محبت رکھتا ہی اُس نے شریعت کو پورا کیا ہی × پھر پہلے قرنتیوں کی ۱۳ فصل کی پہلی آیت سے ۱۰ تک لکھا ہی کہ × اگر میں آدمی یا فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو میں ٹھنٹھناتا پیتل یا جھنجھناتا جھانجھہ ہوں اور اگر میں نبوت کروں اور اگر میں غیب کی سب باتیں اور سارے علم جانوں اور میرا ایمان پورا ہو یہاں تک کہ پہاڑوں کو چلاؤں پر محبت نہ رکھوں تو میں کچھہ نہیں ہوں اور اگر میں اپنا سارا مال خیرات میں دیڈالوں یا اگر میں اپنا بدن دوں کہ جلایا جاے پر محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھہ فائدہ نہیں محبت صبر اور مہر بخشتی

۱۱ ۱۲

ہی محبت ڈاہ نہیں کرتی محبت شیخی نہیں کرتی پھولتی نہیں بے موقع نہیں کرتی خود غرض نہیں تند مزاج نہیں بدگمان نہیں ناراستی سے خوش نہیں بلکہ راستی سے خوش ہی سب باتوں کو پی جاتی ہی سب کچھہ باور کرتی ہی سب چیز کی اُمید رکھتی ہی سب کی برداشت کرتی ہی محبت کبھی جاتی نہیں رہتی اگر نبوتیں ہیں تو موقوف ہونگی اگر زبانیں ہیں تو بند ہو جائینگی اگر علم ہی تو لا حاصل ہو جائیگا کیونکہ ہمارا علم ناقص ہی اور ہماری نبوت ناتمام پر جب کمال حاصل ہوگا تو ناقص نیست ہو جائیگا * اور پھر افسیوں کی ۵ فصل کی پہلی آیت سے ۲۱ تک لکھا ہی کہ * تم عزیز فرزندوں کی طرح خدا کے پیرو ہو اور محبت کے طور پر چلو جیسے مسیح نے بھی ہم سے محبت کی خوشبو کے لیئے ہمارے عوض میں اپنے تئیں خدا کے آگے نذر اور قربان کیا اور حرامکاری اور ہر طرح کی ناپاکی اور لالچ کا تم میں ذکر تک نہو جیسا مقدس لوگوں کو مناسب ہی اور بے شرمی اور بیہودہ بات یا ٹھٹھے باری جو نا مناسب ہی نہووے بلکہ بیشتر شکر گذاری کیونکہ تم اُس سے واقف ہو کہ کوئی حرامکار یا ناپاک اور لالچی جو بت پرست ہی مسیح اور خدا کی بادشاہت کا وارث نہیں ہی کوئی تمکو بیہودہ باتوں سے بہلاوا ندے کیونکہ ایسی باتوں کے سبب خدا کا غضب نافرمان برداروں پر پڑتا ہی پس تم اُنکے شریک نہو کیونکہ تم آگے تاریکی تھے پر اب خدا میں ہوکے نور ہو تم نور کے فرزندوں کی طرح چلو اِس لیئے کہ نور کا پھل کمال خوبی اور راستبازی اور سچائی ہی اور دریافت کرو کہ خداوند کو کیا خوش آتا ہی اور تاریکی کے لا حاصل کاموں میں شریک مت ہو بلکہ بیشتر اُنکو ملامت کرو کیونکہ اُنکے پوشیدہ کاموں کا ذکر بھی کرنا شرم ہی اور ساری چیزیں جو ملامت کے لایق ہیں روشنی سے ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ ہر ایک چیز جو روشن کرتی روشنی ہی اس لیئے وہ کہتا ہی ارے او تو جو سوتا ہی جاگ اور مردوں میں سے اُٹھہ کہ مسیح تجھے روشن کریگا پس خبردار تم دیکھہ بھال

کے جلو نادانوں کی طرح نہیں بلکہ داناؤں کی مانند وقت کو غنیمت
جانو کیونکہ دن بُرے ہیں اِس واسطے تم بے تمیز نہ رہو بلکہ سمجھو کہ
خداوند کی مرضی کیا ہی اور شراب بپکے متوالے نہو کہ اُس میں خرابی
ہی بلکہ روح سے بھر جاؤ اور آپس میں زبور اور گیت اور روحانی غزلیں
گایا کرو اور اپنے دل میں خداوند کے لیئے گاتے بجاتے رہو اور سب باتوں
میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام سے خدا باپ کے ہمیشہ شکرگذار
رہو اور خدا کے خوف سے ایک دوسرے کی فرمان برداری کرو * اور پھر
کلسیوں کی تمام ۳ فصل میں اور ۱۰ فصل کی پہلی آیت میں لکھا ہی کہ
* اگر تم مسیح کے ساتھہ جی اُٹھے ہو تو آسمانی چیزوں کی تلاش میں رہو
جہاں مسیح خدا کے داہنے بیٹھا ہی آسمانی چیزوں سے دل لگاؤ نہ اُن
چیزوں سے جو زمین پر ہیں کیونکہ تم مر گئے ہو اور تمھاری زندگی مسیح
کے ساتھہ خدا میں پوشیدہ ہی جب مسیح جو ہماری زندگی ہی ظاہر
ہوگا اُسکے ساتھہ تم بھی جلال سے ظاہر ہو جاؤگے اِس واسطے تم اپنے انگوں
کو جو زمین پر ہیں یعنی حرامکاری اور ناپاکی اور شہوت اور بری خواہش
اور لالچ کو جو بت‌پرستی ہی مار ڈالو اِنہیں کے سبب سے خدا کا غضب
نافرمان برداری فرزندوں پر پڑتا ہی اور آگے جب تم اُن کے بیچ جیتے تھے تم
بھی اُنکی راہ پر چلتے تھے پر اب تم اِن سب کو بھی یعنی غصے اور غضب
اور بدی اور بدگوئی اور بد زبانی کو اپنے منہہ سے نکال پھینکو ایک دوسرے
سے جھوٹھہ نبولو کیونکہ تم نے پرانی انسانیت کو اُسکے فعلوں سمیت اُتار
پھینکا اور نئی انسانیت کو جو معرفت میں اپنے پیدا کرنیوالے کی صورت
کے موافق نئی بن رہی ہی پہنا ہی وہاں نہ یونانی ہی نہ یہودی نہ ختنہ
نہ نامختونی نہ بربری نہ اسقوطی نہ غلام نہ آزاد پر مسیح سب کچھہ اور
سب میں ہی بس خدا کے چنے ہوؤں کی مانند جو پاک اور پیارے ہیں
دردمندی اور مہربانی اور فروتنی و خاکساری اور برداشت کا لباس پہنو اور
اگر کوئی کسی پر دعویٰ رکھتا ہو تو ایک دوسرے کی برداشت کرے اور

ایک دوسرے کو بخشے جیسا مسیح نے تمھیں بخشا ویسا ھی تم بھی کرو اور
اِن سب کے اوپر محبت کو پہن لو کہ وہ کمال کا کمربند ھی اور خدا کی
سلامتی جسکی طرف تم ایک تن ھوکر بلائے گئے تمھارے دلوں پر حکومت
کرے اور تم شکرگذار رھو مسیح کا کلام تم میں بہتایت سے رھے اور تم ایک
دوسرے کو کمال دانائی سے تعلیم اور نصیحت کرو اور زبور اور گیت اور
روحانی غزلیں شکرگذاری کے ساتھہ خداوند کے لیئے دلوں سے گاؤ اور جو
کچھہ کرتے ھو کلام اور کام سب کچھہ خداوند یسوع کے نام سے کرو اور اُسکے
وسیلے سے خدا باپ کا شکر بجالاؤ ای عورتو جیسا خداوند میں مناسب
ھی اپنے اپنے خصم کی فرمان برداری کرو ای مردو اپنی جوروؤں کو پیار
کرو اور اُن سے کڑوے نہو ای لڑکو تم اپنے ما باپ کے ھر ایک بات میں
فرمان بردار رھو کہ خداوند کو یہی پسند ھی ای لڑکے بالے والو اپنے لڑکوں
کو دق مت کرو نہووے کہ وے آزردہ ھو جاویں ای نوکرو تم اُنکے جو دنیا
میں تمھارے خاوند ھیں سب باتوں میں فرمان بردار رھو نہ خوشامدی
لوگوں کی مانند دکھانے کو نہیں بلکہ صاف دل سے خدا ترسوں کی طرح
اور جو کچھہ کرو سو جی سے ایسا کرو جیسا خداوند کے لیئے کرتے ھیں نہ
کہ آدمیوں کے لیئے کہ تم جانتے ھو کہ تم خداوند سے بدلے میں میراث
پاؤگے کیونکہ تم خداوند مسیح کی نوکری بجا لاتے ھو پر وہ جو بُرا کرتا ھی
وہ اپنے کیئے کے موافق بُرائی کماویگا اور طرفداری نہیں ھی ای خاوندو
نوکروں کے ساتھہ عدل اور انصاف کرو یہہ جانکر کہ تمھارا بھی ایک خاوند
آسمان پر ھی * * بعضے مسلمان گمان کرتے ھیں کہ گویا انجیل میں کچھہ
امر و نہی نہیں ھی اِس لیئے ھم نے یے آیتیں تفصیلوار بیان کردیں
اِنکے مضامین سے صاف ظاھر ھی کہ بے احکام صرف روحانی اور باطنی
مطالب کو جو بالکلیہ خدائے مقدس کے لائق ھیں بیان کرتے چنانچہ وے
سب حکم آدمی کے دل اور جال چلن کے نیک اور پاک ھونے سے علاقہ
رکھتے ھیں پوشیدہ نرھے کہ اَور مذھبوں کے اکثر احکام صرف ظاھری آداب

سے منسوب هیں اور اِسی واسطے خدا کے نزدیک ناپسند اور آدمي کے
لیئے بیفائدہ هیں اور انجیل کے احکام اِس جهت سے کہ صرف باطنی اور
آدمی کے دل اور چال چلن نیک هونے کے لیئے مخصوص هیں تو سارے
مذهبوں پر فضیلت و برتری رکهتے هیں اور اِس سے بهی ثابت هوتا هی
کہ یے حکم آدمی کے حکم نہیں بلکہ خدا کے حکم هیں * اور یے سب
حکم اِس ایک حکم میں جمع هیں جو متي کی ۲۲ فصل کي ۳۷ اور ۳۹
آیتوں میں لکها هي کہ * خداوند کو جو تیرا خدا هی اپنے سارے دل اور
اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجهہ سے پیار کر اور اپنے پڑوسي کو ایسا
پیار کر جیسا آپ کو * یعني چاهیئے کہ تیرا مطلب اور مقصد و خواهش
همیشہ خدا هو اور اُسی میں جمع هوکے اُس سے ملا رهے اِس طرح پر کہ
تیری عقل اور روح و بدن کي ساري قوتیں عمر بهر هر روز و هر دم اور هر
لحظہ خدا کے ارادے کے موافق مصروف و متحرک رهیں اور پهر یہہ کہ جس
طرح اپنی بهلائي اور خیر و خوشوقتي چاهتے هو ایسے هی اپنے مقدور بهر
اپنے همسائے کي بهي نیکي اور خوشوقتی چاهو خواہ وہ دوست هو خواہ
دشمن تاکہ تم مسیح کے اُس کلام کو پورا کرو جو متی کي ۷ فصل کی ۱۲ آیت
میں لکها هی کہ * جو کچهہ تم چاهتے هو کہ لوگ تمهارے ساتهہ کریں ویساهی
تم بهی اُن سے کرو * اور یے احکام آدمي کو خدا سے ملاکر اور پڑوسی کا
بهی دوست بناکر اُسے حقیقی پاکیزگي اور همیشہ کي خوشحالی کو پہنچاتے
هیں اور خدا اور پڑوسی کو پیار کرنے کا حکم جو خدا نے اپنے کلام میں
بیان کیا هی وهی شریعت و حکم هی جسے خدا نے هر ایک آدمی کے دل
اور انصاف میں بهی مقرر کر دیا هی صرف اِتنا تفاوت هی کہ آدمي کے
دل میں ویسا ظاهر نہیں جیسا کہ انجیل میں هی اِس صورت میں هر
چند آدمي کتب مقدسہ کي شریعت سے خبردار نہو پهر بهي بے شرع
نہیں هی کیونکہ خدا اور همسائے کے پیار کرنے کا حکم و شریعت خدا کي
طرف سے هر ایک آدمي کے دل میں ایسي نقش هی کہ هرگز مٹتی نہیں

چنانچه وه بهي اگر اپنی اُس شریعت دلی پر متوجه هو تو حکم مذکور سے تهوڑا بهت خبردار هو سکتا هی اِس حال میں بت‌پرستوں کے دل میں بهي باوجودیکه اُنکي دینی کتابیں جهوٹهی هیں تو بهي خدا کي طرف سے ایک شریعت هی که خدا اُسپر عمل کرنے اور نه کرنے کے واسطے اُن سے حساب لیگا اور جب وے بهي اپنی دلي شریعت کو پورا نهیں کرتے تو اِس سبب سے خدا کے حضور اپنے تئیں ناکاره اور تقصیروار اور گنهگار اور نجات دینیوالے کا محتاج معلوم کرسکتے هیں *

لیکن تا آدمی اُس پاکي اور اُس عالی مرتبه کو حاصل کرے جو خدا کی طرف سے اُسکے لیئے مقرر هوا ضرور هی که کسی حکم میں قصور نکرے کیونکه یعقوب کے مکتوب کی ۲ فصل کی ۱۰ آیت میں لکها هی که * جو ساري شریعت کو مانتا اور ایک بات کو ٹالتا هی تو وه ساري باتوں کا گنهگار هوا * پهر گلتیوں کي ۳ فصل کی ۱۰ آیت میں مذکور هی که * جو کوئی اِن سب باتوں کے کرنے پر که شریعت کي کتاب میں لکهی هیں قائم نهیں رهتا لعنتی هی * پس خداوند مقدس کے حضور یه مقبول نهوگا که آدمی صرف اُسکے بعضے حکموں کو مانے بلکه ضرور هی که جو شخص خدا کی رضامندی حاصل کرنے کي فکر میں هی اُسکے احکام کو ایسا پورا کرے که اُنمیں سے کسی بات میں کچهه قصور نهو نهیں تو جو شخص که قصور کرتا هی اگرچه اُنمیں سے صرف ایک هی بات میں قصور کیا هو تو بهی ملعون هی یعنی خدا کے غضب میں گرفتار هوگا لیکن درحالیکه خدا کے کلام کے موافق اور انصاف کي گواهی کے بلحاظ سب آدمی گنهگار هیں پس ایسا شخص کهاں پائیے جسنے خداوند کے حکموں کو ایسا پورا کیا هو که کبهی اُنمیں ایک بات کي بهي کوتاهی نهوئی هو اور ایسا شخص کهاں هی جو همیشه اپنے سارے دل اور اپنی ساری قدرت اور اپنے سارے خیال سے خدا کو اور اپنے پڑوسی کو اپنی مانند پیار کرکے اُسکے ساتهه ایسا چال چلن رکهے جو اپنے حق میں آشنا سے اُمید رکهتا هی اور ایسا شخص کهاں هی جسنے

کبھی کوئی بُرا کام نکیا ہو یا ایک ایسی بات جو مقدس خدا کے نزدیک بُری ہی نہ کہی ہو اور ایسا شخص کہاں ہی جسکے دل میں کبھی کوئی بُری اور ناپاک خواهش اور بیجا حرکت نہ سمائی ہو پس اِس حال میں مجھے اور تجھے بلکہ سب لوگوں کو لازم ہی کہ خداوند کے سامھنے اقرار کریں کہ ہم سب قصوروار اور گنہگار ہیں اور وہ نیکی و پاکی کی حالت جو تیرے سامھنے همیں چاهیئے ہم میں نہیں ہی اِس لیئے وے سزائیں جو خدا نے اپنے حکموں کے نماننے والوں کے لیئے مقرر کی ہیں سب لوگوں پر بلکہ میرے اور تیرے واسطے بھی ہونگی کیونکہ یہہ نہیں ہو سکتا کہ خدائے عادل و صادق اپنے کلام کے برخلاف کرے اور اپنا وعدہ و وعید پورا نکرے *

اور وہ سزا جسکا خدا نے گنہگاروں کے لیئے وعدہ کیا ہی خدا کے کلام میں اُسکا اِس طرح پر ذکر ہی جیسا کہ مسیح نے متی کی ۱۲ فصل کی ۳۶ آیت میں کہا ہی کہ * میں تم سے کہتا ہوں کہ لوگ ہر ایک بیہودہ بات جو کہتے ہیں عدالت کے دن اُسکا حساب دینگے * پھر کلسیوں کی ۳ فصل کی ۲۵ آیت میں لکھا ہی کہ * وہ جو بُرا کرتا ہی وہ اپنے کیئے کے موافق بُرائی کماویگا اور طرفداری نہیں ہی * پھر رومیوں کی پہلی فصل کی ۱۸ آیت میں لکھا ہی کہ * آدمی کی تمام بے دینی اور ناراستی پر خدا کا غضب آسمان سے ظاہر ہی * اور اِسی مکتوب کی ۲ فصل کی ۸ و ۹ آیتوں میں مرقوم ہی کہ * اُن پر جو فسادی اور سچائی سے مخالف اور ناراستی کے تابع ہیں قہر اور غضب ہوگا بلکہ ہر ایک آدمی کی جان جو بُرائی کرتا ہی مصیبت اور عذاب میں پڑیگی پہلے یہودی پھر یونانی کی * پھر دوسرے تسلونیقیوں کی پہلی فصل کی ۹ آیت میں لکھا ہی کہ * وے (یعنی وے لوگ جو خدا کو نہیں پہچانتے اور انجیل کو نہیں مانتے) خداوند کے چہرہ سے اور اُسکی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا پاوینگے * اور قیامت کے دن مسیح کے قول کے موافق جو متی کی

۲۵ فصل کی ۴۱ آیت میں لکھا ھی بدکاروں سے کہا جائیگا کہ * ای ملعونو میرے سامھنے سے اُس ھمیشہ کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اُسکے لشکر کے لیئے تیار کي گئي ھی * پس یہہ وہ حصہ ھی جو خدا سے برکنار ھونے اور اُسکے حکموں کے نماننے سے تونے اور میں نے اور سب آدمیوں نے اپنے واسطے حاصل کیا اور ھم اُسکے لائق ھوئے ھیں کیونکہ ھم گنہگاروں اور ناپاکوں سے کس طرح ھو سکتا ھی کہ پاک اور مقدس خدا سے نزدیکی ڈھونڈھیں اور کیونکر ممکن ھی کہ ناپاک و گنہگار آدمی عادل و مقدس خدا کو پسند آوے اور اُسکے حکموں کا نماننا اُسے اچھا معلوم ھو اگرچہ یہہ بات ظاھر ھی کہ خدا کي محبت بے حد و بے شمار اور اُسکي رحمت کا دریا بے کنار ھی لیکن اِسي طرح اُسکی عدالت اور پاکیزگي بھي بیحد ھی اور اُسکے قہر و غضب کا بھي شمار نہیں اِس حال میں محال ھی کہ بدی و بدکاري خدا کو پسند آوے بلکہ لازم ھی کہ پاک اور مقدس خدا گناہ کی ضد ھو اور اپني عدالت کے بموجب گنہگاروں کو سزا دیوے اور گناہ سے اپنی ناخوشی و نفرت ظاھر کرے پس عجب جھوٹھا خیال ھی اگر کوئی ایسا سوچے اور آپ کو اِس دھوکھا دینیوالی اُمید پر تسلی دے کہ خدا اپنی رحمت پر نظر کرکے بے سزا دیئے اور بغیر بدلا لیئے ھمارے گناہ بخش دیگا ای اپنے دل کے فریب دینیوالے خدا ایسا کام ھرگز نکریگا کس طرح ھو سکتا ھی کہ عادل و حکیم خدا اپنی پاکیزگی اور عدالت کے برخلاف کام کرے اور درحالیکہ خدا اپنی شریعت سے عدول کرنیوالے کی سزا نہ کرتا تو البتہ اپنے عہد کا توڑنے والا اور اپنی عدالت کا مخالف ھوتا * * اور خدا کی مہربانی کے تقاضا سے بھي یہی لازم آتا ھی کہ خدائے تعالیٰ گنہگاروں کو بے سزا دیئے نچھوڑے اِس سبب سے کہ آدمی جس وقت جانے کہ خدا نافرمان برداروں کو سزا ندیگا تو پھر اُن حکموں کو جو خدا نے صرف اپنی مہربانی سے آدمی کی نیکبختی کے لیئے عنایت کیئے ھیں نگاہ نرکھیگا بلکہ روز بروز آگے سے اَور زیادہ گناہ کے دریا میں ڈوب کر

دم بدم بدحال و بدبخت ہوتا جائیگا اور دیکھو اگر شریعت سے عدول کرنیوالے کے لیئے کچھہ سزا نہوتی تو وہ شریعت کس مصرف کی ہوتی اور اگر گنہگار دینداروں کی مانند خدا کی درگاہ میں مقبول ہوتا تو نیک و بد میں کیا فرق رہتا بس اِن دلیلوں سے صاف ظاہر ہی اور خدا کے کلام سے بھی بخوبی معلوم ہوتا ہی جیسا کہ بیان ہوا کہ خداے تعالی گنہگاروں کو سزا دیگا اِس حالت میں یا تو ضرور پڑا کہ ہم اپنے گناہوں کی سزا پاکر ہمیشہ ہلاکت میں رہیں یا کوئی ایسی راہ ہمیں ملے جس سے منزل نجات کو پہنچیں *

اِس حال میں یہہ سوال لازم آتا ہی کہ کیا آدمی آپ اپنے تئیں گناہوں کی سزا سے نجات دے سکتا ہی اور ایک ایسی تدبیر و کفارہ پیدا کر سکتا ہی جو مقدس و عادل خدا کے سامھنے مقبول اور گناہوں کی معافی کا سبب ہو اور خدا کی رضامندی اپنے شامل حال کرے پوشیدہ نرہے کہ آدمی کو محال ہی کہ ایسا کوئی کام یا کوئی ثواب حاصل کرے جو گناہوں کا بدلا اور کفارہ ہو کیونکہ "ممکن نہیں ہی کہ آدمی خدا کے حکموں کو جس طرح کہ مقدس کتابوں میں بیان ہوئے ہیں بالکل پورا کرے اور یہہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرکے پھر کسی طرح گناہ میں نپڑے کیونکہ خدا کے کلام بموجب صرف بُرے کام ہی گناہ نہیں ہیں بلکہ نالائق بات بُری فکر بد خواہش بھی گناہ ہیں اور ایسا کون ہی جس کے دل میں نالائق فکر اور بُری خواہش کبھی نہو بس درحالیکہ آدمی واجبات کو پورا نہیں کر سکتا پھر اُس سے کیونکر ہو سکتا ہی کہ واجبات سے زیادہ کام کرکے ایسا ثواب حاصل کرے کہ اُسکے گناہ کا بدلا اور کفارہ ہو اور اگر فرض کریں کہ کسی آدمی نے اپنی تمام عمر کبھی خدا کے حکموں سے تجاوز نکیا ہو تو بھی اُس سے زیادہ جو اُسپر واجب ہی نہیں کیا اِس صورت میں خدا کے حضور سے کچھہ ثواب کا مستحق نہوگا بلکہ مسیح کے قول کے موافق جو لوقا کی ۱۷ فصل کی ۱۰ آیت میں لکھا ہی چاہیئے

که اقرار کرے که هم نالائق بندے هیں کیونکه جو همپر کرنا واجب تها وهي کیا الحاصل واجبات سے زیاده آدمی سے هونا ممکن نهیں کیونکه خدا کے کلام بموجب اُسپر واجب هی که اپني عمر بهر تمام روحاني اور بدني قوتوں سے خدا کی بندگي اور فرمانبرداري هي میں رهے بس اِس صورت میں آدمي کو نه کچهه فرصت و قدرت باقي رهتي هی اور نه کوئی وقت ملتا هی که واجبات سے زیاده عمل میں لاوے اور اپنے لیئے کچهه ثواب حاصل کرے جو اُسکے گناه کا بدلا اور کفاره هو اور اگر کوئي شخص غرور کي راه سے ایسے جهوٹهے خیال میں پڑے که گویا اُس سے زیاده جو خدا نے مجهه پر واجب کیا تها عمل میں لایا هوں تو بهلا ایسا آدمي کیونکر جانیگا که میرا عمل خداوند کے سامهنے میرے گناهوں کے کفارۃ کو کافي اور قبول هوگا یا نهیں بهر صورت اِس بات میں ایسا آدمي همیشه شک اور تردد میں رهیگا پس جو طریق که آدمی نے خود رائي سے اپنے گناهوں کي سزا سے نجات پانے کو پسند و اختیار کیا هی وه هرگز اُسے نجات کي منزل پر نه پهنچائیگا اور اگر کوئي ایسا خیال کرے که توبه گناه کا کفاره هوگا تو پهلے اُسکو یهه جاننا چاهیئے که توبه بهی واجبات کی قسم سے هی اور اِس باعث سے توبه بهي ثواب یا کفاره نهیں هوسکتی دوسرے یهه بهي جان لے که انجیل میں صاف صاف بیان هوا هی که خدا فقط توبه کے وسیله سے گناه کي سزا معاف نهیں کرتا الحاصل اِن دلیلوں کے بموجب هرگز اُمید نهیں هی که انسان اپنے گناهوں کی سزا سے اپنے تئیں چهوڑا سکے پس اگر کوئي ایسا نجات دینیوالا نملے جو آدمی کو گناه کي سزا سے نجات بخشے اور آدمي کے واسطے گناه کا کفاره حاصل کرے تو خدا کا غضب همیشه آدمي پر رهیگا اور وه همیشه خدا سے جدا رهکر ابدی هلاکت میں پڑیگا * * لیکن ایسا نجات دینیوالا جو گنهگاروں کے لیئے ایک ایسا کفاره و فدیه عمل میں لاوے که عادل و مقدس خدا کا مقبول اور سب کی خلاصي اور نجات کا باعث هو چاهیئے که اِس طرح کا نجات دینیوالا

آدمزاد کي قسم سے نہو کیونکہ آدمي سب کے سب گنہگار هیں سو گنہگار گنہگار کو کس طرح سے نجات دے سکیگا اور ۴۹ زبور کي ۷ و ۸ آیت میں بھي صاف بیان هوا هی که * کسي کي محال نہیں که اپنے بھائی کا فدیه یا اُسکا کفارہ خدا کو دیوے که اُن جانوں کا فدیه بھری هی بہه ابد تک ادا نہوگا * بس لازم آیا که وہ نجات دینیوالا بے گناہ و پاک اور کامل و مقدس هو یہاں تک که آدمي سے برتر و اعلیٰ هو اور ایسا نجات دینیوالا جو ایسے مرتبه اور صفتوں میں هو که گناہ کا کفارہ اور نجات حاصل کرنا اُسے ممکن هی انجیل میں بیان هوا اور بتانا گیا اور وہ یسوع مسیح هی اور انجیل میں صاف کہا هی که یسوع مسیح نے اپني نیکی اور کمال و ثواب اور موت کے سبب عادل و مقدس خدا کے سامھنے ایسا کفارہ اور قرباني گذرانی هی که خدا اُسکے سبب بندوں کے تمام گناهوں سے در گذرنا اور اپني رضامندي اُسکے شامل حال کرتا هی * ابدي اور مقدس و رحیم خدا کا همیشه شکر هو جسنے اپني بیحد محبت کے سبب ایسي خلاصي و نجات یسوع مسیح کے واسطه سے گنہگاروں کے لیئے مقرر کي هی *

تیسري فصل

اُس نجات کے بیان میں جو مسیح کے وسیله سے عمل میں آئی

اُس نجات کو انجیل کی آیتوں سے جس طرح پر که اُن میں بیان هوئي هی ویسے هی هم مرقوم کرینگے لیکن ای اِس رساله کے پڑھنیوالے اگر خدا کا یہه عمده کام جو اُسکي حکمت و محبت اور مہرباني و عدالت کو مقدور بھر بیان اور ظاهر کرنا هی تیری انساني عقل میں نه سماوے اور درک و

دریافت میں نہ آسکے تو تعجب مت کر کیونکہ خدا اپنے سب امور اور
اپنی ذات پاک میں بھی آدمیوں کے واسطے ایک پوشیدہ خدا ھی اور
انسان اُسکی ذات پاک اور اُسکے امر سے صرف اُتنا ھی جانتا اور سمجھتا
ھی جتنا خدا نے ظاہر کرنا فایدہ مند جانا اور جس طرح کہ خدا آدمیوں
سے برتر اور اُسکی معرفت و حکمت انسان کی معرفت اور حکمت سے
بلندتر ھی اُسی طرح اُسکے کام بھی میری اور تیری بلکہ سب کی فکر سے
برتر اور عمیق ھیں پس اگر خدا کی الہامی کتابوں میں ایسے مطلب پائے
جاویں جنکے دریافت کرنے میں آدمی عاجز ھو تو کچھہ تعجب نہیں اور
یہہ بات الہامی کتابوں کے نقصان کا سبب نہیں بلکہ ایک نشان ھی لایدرک
خدا کے عمل ھونے کا * اور وہ نجات جسے خدا نے اپنی نہایت حکمت
اور محبت سے گنہگاروں کے واسطے یسوع مسیح کی معرفت موجود کیا ھی
سو مقدس کتابوں میں یوں بیان ھوئی جیسا کہ انجیل میں یوحنا کی
۳ فصل کی ۱۶ آیت میں لکھا ھی کہ * خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ
اُسنے اپنا اِکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لاوے ھلاک نہو بلکہ
ھمیشہ کی زندگی پاوے * اور پہلے یوحنا کی ۴ فصل کی ۹ آیت میں بھی
لکھا ھی کہ * خدا کی محبت جو ھم سے ھی اِس سے ظاھر ھوئی کہ خدا
نے اپنے اِکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تاکہ ھم اُسکے سبب سے زندگی
پاویں * اور پھر لوقا کی ۱۹ فصل کی ۱۰ آیت میں لکھا ھی کہ * آدمی کا
بیٹا آیا ھی کہ کھوئے ھوئے کو ڈھونڈھے اور بچاوے * اور پھر پہلے تیموتیوس
کی پہلی فصل کی ۱۵ آیت میں لکھا ھی کہ * یہہ دیانت کی بات اور
بالکل پسند کے لائق ھی کہ مسیح یسوع گنہگاروں کے بچانے کو دنیا میں آیا
* اور پھر پہلے یوحنا کی ۲ فصل کی ۲ آیت میں مذکور ھی کہ * یسوع
مسیح ھمارے گناھوں کا کفارہ ھی فقط ھمارے گناھوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا
کے * اور پھر دوسرے قرنتیوں کی ۵ فصل کی ۱۹ و ۲۱ آیت میں لکھا ھی
کہ * خدا نے مسیح میں ھوکے دنیا کو اپنے ساتھہ یوں ملالیا کہ اُسنے اُنکی

تقصیروں کو اُن پر حساب نکیا اور میل کا کلام همیں سونپا کیونکہ اُسنے اُسکو جو گناہ سے واقف نہ تھا همارے بدلے گناہ ٹھہرایا تاکہ هم اُسکے سبب راستبازي الهي ٹھہریں * اور پھر پہلے پطرس کي ۲ فصل کي ۲۴ آیت میں مرقوم هي کہ * اُسنے (یعني یسوع مسیح نے) آپ اپنے بدن پر همارے گناهوں کو صلیب پر اُٹھالیا تاکہ هم گناهوں سے چھوٹ کے راستبازي میں گذران کریں اُن کوڑوں کے زخم سے جو اُسپر پڑے تم چنگے هوئے * پھر افسیوں کي پہلی فصل کي ۴ آیت میں هی کہ * اُسنے همکو دنیا کي پیدایش کے پیشتر اِسکے لیئے چن لیا کہ هم اُسکے حضور محبت میں پاک اور بے عیب هووں *

اُس نجات کی بابت جو خدا نے اپني مصلحت اور مہرباني کے سبب ازل سے برقرار کي هی پیغمبروں کي معرفت ابتدا سے خبر دي اور ظاهر کر دیا کہ یہہ نجات دینیوالا کس فرقے اور کس خاندان سے اور کس وقت اور کس طرح آویگا اور اُسکا کیا مرتبہ هوگا اور کس راہ سے نجات کو حاصل کریگا چنانچہ وے لوگ جو یسوع مسیح سے پہلے دنیا میں تھے اور اُن وعدوں سے جو اُسکے حق میں دیئے گئے خبردار تھے اُسکے آنیوالے اور اُس نجات کے واسطے جو اُسکے وسیلے حاصل هوني کو تھي بہت خوش اور اُمیدوار تھے اور همارے پہلے باپ یعني آدم کو اُس نجات دینیوالے کي بابت خدا کي طرف سے اِس طرح خبر دي گئي کہ وہ ایسا شخص هوگا کہ سانپ کے یعنی شیطان کے سرکو کچلیگا حاصل مطلب یہہ هي کہ وہ آنیوالا نجات دهندہ آدمیوں کو شیطان اور گناهوں سے نجات دیگا جیسا کہ موسیٰ کي پہلي کتاب کي ۳ فصل کي ۱۵ آیت میں لکھا هی کہ * میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور اُسکي نسل کے درمیان دشمني ڈالونگا وہ تیرے سر کو کچلیگي اور تو اُسکي ایڑي کو کاٹیگا * اور پھر اُس نجات دینیوالے کي بابت خدا نے ابراهیم سے وعدہ کیا کہ تیری نسل سے ایک ایسا بزرگ شخص پیدا هوگا کہ اُسکے سبب دنیا کي تمام قومیں برکت

اور نجات پاوینگی جیسا کہ موسیٰ کي پہلي کتاب کي ۲۲ فصل کي ۱۸ آیت میں لکھا هی کہ * تیری نسل سے زمین کي ساري امتیں برکت پاوینگي * اور ابراهیم کي اُس نسل سے جسکے سبب زمین کي ساری اُمتیں برکت پاوینگي مسیح مراد هي چنانچہ انجیل سے یعني گلتیوں کي ۳ فصل کي ۱۴ و ۱۶ آیت سے معلوم هوتا هی * * اور پهر خدا نے اِسی نجات دینیوالے کي بابت موسیٰ کو خبر دی هی کہ وہ بڑا پیغمبر هوگا کہ خدا اُسکو بني اسرائیل کے فرقے سے ظاهر کریگا اور وہ خدا کے حکم اور طریق لوگوں کو سکهلاویگا جیسا کہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کي ۱۸ فصل کی ۱۸ و ۱۹ آیتوں میں لکها هی کہ * میں اُنکے لیئے اُنکے بهائیوں میں سے تجهسا ایک نبي قائم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے مُنهہ میں ڈالونگا اور جو کچهہ میں اُسے فرماؤنگا وہ اُنسے کہیگا اور ایسا هوگا کہ جو کوئي میري باتوں کو جنهیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اُس سے مطالبہ کرونگا * * اور پهر خدا نے داؤد پیغمبر کو جتایا هي کہ یہہ نجات دینیوالا تیری اولاد سے ظاهر هوگا اور وہ همیشہ بادشاهی کریگا جیسا کہ دوسرے سموئیل کي ۷ فصل کي ۱۲ و ۱۳ آیتوں میں مرقوم هی کہ * جب تیرے دن پورے هوئے اور تو اپنے باپ دادوں کے ساتهہ سو رهیگا تو میں تیرے بعد تیرے تخم کو جو تیري صلب سے هوگا برپا کرونگا اور اُسکي سلطنت کا بندوبست کرونگا اور وہ میرے نام کا ایک گهر بناویگا اور میں اُسکي سلطنت کا تخت ابد تک قائم کرونگا * اور اِسي کی بابت یرمیا کي ۲۳ فصل کي ۵ و ۶ آیتوں میں بهي ذکر هی کہ * دیکهہ وے دن آتے هیں خداوند کہتا هی کہ میں داؤد کے لیئے صادق شاخ اُٹهاؤنگا اور بادشاہ بادشاهي کریگا اور اقبالمند هوگا اور عدالت و صداقت زمین پر کریگا اُسکے دنوں میں یہوداہ نجات پاویگا اور اسرائیل سلامتي میں سکونت کریگا اور اُسکا نام یہہ رکها جائیگا خداوند هماري صداقت * * اور پهر اُس نجات دینیوالے کے حق میں خدا کي طرف سے یشعیاہ نبي کو الهام هوا جیسا کہ اُسنے ۹ فصل کي ۵ و ۶

آیتوں میں بیان کیا هی که * همارے لیئے ایک فرزند تولد هوتا اور همکو ایک پسر بخشا جاتا اور سلطنت اُسکے کاندھے پر هی اور وہ اِس نام سے کہلاتا هی عجیب مصلح خداے قادر ابّ ابدیّت شاہ سلامت که سلطنت کا اِقبال اور سلامت کا دوام داؤد کے تخت پر اور اُسکی مملکت پر هووے که وہ اُسکا بندوبست کرے اور اب سے ابد تک عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشے رب الافواج کی غیوری یہہ کریگی * * اور پھر یہہ که اُس نجات دہنیوالے کے ظہور کا وقت یعقوب نے توریت میں یعنی موسیٰ کی پہلی کتاب کی ۴۹ فصل کی ۱۰ آیت میں ذکر کیا هی که * نہ حکومت یہودہ سے نہ عصا اُسکے پانو میں سے جاتا رہیگا جب تک سیلا (یعنی مسیح) نہ آوے اور قومیں اُسکی فرمان بردار هونگی * اور اِسی مطلب کی بابت خدا نے دانیال پیغمبر کی کتاب کی ۹ فصل کی ۲۴ آیت سے ۲۷ آیت تک دانیال پیغمبر کو فرمایا هی که * هفتاد هفتے تیری قوم پر اور تیرے مقدس شہر پر شرارت بند کرنے کو اور خطاؤں پر ختم کرنے کو اور گناہ کا کفارہ کرنے کو اور صداقت ابدی پہنچانے کو اور رویات اور انبیا کا ختم کرنے کو اور قدوس القدوسین کا مسح کرنے کو معیّن کیئے گئے هیں سو تو بوجھہ اور سمجھہ که یروشلیم کے پھرانے اور بنانے کا فرمان نکلنے سے المسیح الامیر تلک هفت هفتے هیں اور باسٹھہ هفتے بازار اور چوک پھرایا اور بنایا جائیگا پر تنگی کے دنوں میں اور باسٹھہ هفتے کے بعد مسیح منقطع کیا جائیگا اور اُسکا کچھہ نہیں اور لوگ اُس امیر کے جو چڑھہ آویگا شہر اور مقدس کو غارت کرینگے اور اُسکی اخیر سیلاب میں هوگی اور اخیر تک لڑائی خرابیوں کا حکم هی اور ایک هفتہ عہد بہتیروں سے ثابت کریگا اور اُس هفتے کا آدھا ذبیحہ اور هدیہ موقوف کریگا * * اور اُس نجات دہنیوالے کی پیدایش کا مکان میکا پیغمبر کی پانچویں فصل کی دوسری آیت میں ایسا بیان هوا هی که * ای بیت‌لحم افراتا باوجودیکه تو یہوداہ کے هزاروں میں چھوٹا هی تو بھی تجھہ میں سے میرے لیئے وہ شخص

نکلیگا جو اسرائیل میں حکومت کریگا اور اُس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل
سے هی * * اور پھر وہ نجات دینیوالا ایک کنواری عورت سے پیدا هوگا
چنانچہ اُسکي بابت یشعیاہ پیغمبر نے ۷ فصل کي ۱۴ آیت میں فرمایا
هی کہ * خداوند آپ تمکو ایک نشان دیگا دیکھہ وہ کنواري پیٹ سے
هوگي اور بیٹا جنیگي اور اُسکا نام عمانوئیل رکھیگي * اور عمانوئیل عبراني
لفظ هی اُسکے یہہ معنی هیں کہ خدا همارے ساتھہ * * اور اُس نجات
دینیوالے یعني مسیح کي تعلیم اور فروتني اور رنج و موت کي بابت جو
اُسنے آدمزاد کي نجات کے لیئے اپنے اوپر قبول کیا پیغمبروں نے اپني کتابوں
میں ایسي خبر دي هی چنانچہ یشعیاہ نبي مسیح کی تعلیم کي بابت
اپني کتاب کي ۴۲ فصل کي پہلي آیت سے ۴ تک خدا کي طرف سے کہتا
هی کہ * دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالونگا میرا برگزیدہ جس سے میرا
جي راضي هی میں نے اپني روح اُسپر رکھي وہ قوموں پر راستي ظاهر
کریگا وہ نہ چلّائیگا اور اپني صدا بلند نہ کریگا اور اپني آواز بازاروں میں
نہ سناویگا وہ مسلے هوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا اور سن کو جس سے دھنواں
اُٹھتا هی نہ بجھائیگا جب تک کہ راستي کو امن کے ساتھہ ظاهر نکرے وہ
نہ گھٹیگا اور نہ تھکیگا جب تک کہ راستي کو زمین پر قائم نکرے اور جزیرے
اُسکي شریعت کے منتظر هووں * اور پھر مسیح اور اُسکي تعلیم کي بابت
یشعیاہ نبي نے ۶۱ فصل کي پہلي آیت سے تیسری تک کہا هی کہ * خداوند
خدا کي روح مجھہ پر هی کیونکہ خداوند نے مجھے مسیح کیا تاکہ میں
حلیموں کو بشارتیں دوں اُسنے مجھے بھیجا هی کہ میں دل شکستوں کو
دلاسا دوں اور اسیروں کے لیئے رهائي اور بندهوؤں کے لیئے زندان سے نکلنے
کی منادی کروں کہ خداوند کے مقبول سال کا اور همارے خدا کے انتقام کے
روز کا اشتہار دوں تاکہ وے سب جو غم زدہ هیں تسلي پذیر هووین کہ
صیہون کے غم زدوں کو دوں کہ اُنکو راکھہ کے بدلے جوبن اور نوحے کي جگھہ
خوشي کا روغن اور غمگین طبیعت کے عوض ستائش کا خلعت بخشوں

تاکہ وے صداقت کے شہر خداوند کے مزرع کہلاویں اور مسیح کی فروتنی
اور رنج و موت کی بابت یشعیاہ کی ۵۲ فصل کی ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ آیتوں میں
ذکر ہوا ہی کہ * دیکھہ میرا بندہ دانائی سے کامیاب ہوگا وہ بالا اور
ستودہ اور نہایت بلند ہوگا جس طرح بہتیرے تجھے دیکھہ کے دنگ
ہوگئے اُسکا چہرہ ہر ایک بشر سے زائد اور اُسکی شکر بنی آدم سے زائد بگڑ
گئی اِسی طرح وہ بہت سی قوموں پر چھڑکیگا اور بادشاہ اُسکے آگے اپنا
مُنہہ بند کرینگے کیونکہ وہ کچھہ دیکھینگے جو کہا نہ گیا تھا اور جو کچھہ
اُنھوں نے نہ سنا تھا وے دریافت کرینگے اور یشعیاہ کی ۵۳ فصل کی پہلی
آیت سے دسویں تک ذکر ہوا ہی کہ * ہماری خبر پر کون ایمان لایا اور
خداوند کا ہاتھہ کس پر ظاہر ہوا وہ نہال کی طرح اُسکے آگے بڑھا اور اصل کی
طرح خشک زمین سے اُس میں نہ کچھہ خوبی ہی نہ کچھہ بہار کہ ہم اُسپر
نگاہ کریں اور نہ خوبصورتی کہ ہم اُسکے مشتاق ہوویں وہ متندل اور مخذول
الناس ہوا وہ مرد الم اور آشنای آزار بنا گویا کہ ہم اُس سے روپوش تھے
اُسکی تحقیر کی گئی اور ہم اُسے حساب میں نہ لائے لیکن اُسنے ہمارے
آزار اُٹھائے اور ہمارے الموں کا حامل ہوا اور ہم نے خیال کیا کہ وہ مارا
خدا کا کوٹا اور دُکھایا ہوا ہی پر وہ ہمارے گناہوں کے لیئے گھایل کیا گیا
اور ہماری بدکاریوں کے لیئے کچلا گیا اور ہماری سلامتی کے لیئے اسپر
سیاست ہوئی اور اُسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہوئے ہم سب بھیڑوں کی
مانند بھٹک گئے ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی راہ پر متوجہ ہوا اور خداوند
نے ہم سبھوں کی بدکاری اُسپر لادی وہ مظلوم تھا اور غمزدہ تو بھی اسنے مُنہہ
نکھولا وہ برّے کی مانند ذبح ہونے کو لایا گیا اور جیسا بھیڑ اپنے بال
کترنیوالے کے آگے چپ چاپ ہی ویسا اُسنے اپنا مُنہہ نکھولا وہ تعدی اور
حکم سے لے لیا گیا اور اُسکے دودمان کا تذکرہ کون کریگا کہ وہ زندوں کی
زمین سے کاٹ ڈالا گیا میری گروہ کے گناہوں کے سبب اُسپر مار پڑی اور
اُسکی قبر شریروں کے ساتھہ ٹھہرائی گئی اور اُسکی موت دولتمند کے ساتھہ

ہوئی اگرچہ اسنے ظلم نکیا اور اسکے منہہ میں ہرگز جھل نہ تھا لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے اسنے اسے آزاری کیا جب اسکی جان نام کے لیئے گذران ہوچکی تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا اسکی عمر دراز ہوگی اور خدا کی مرضی اسکے ہاتھہ میں عروج کریگی * اور ۲۲ زبور کی ۷ و ۸ و ۱۶ و ۱۸ آیتوں میں بیان ہوا ہی کہ وے سب جو مجھکو دیکھتے ہیں مجھہ پر ہنستے ہیں وے بولیاں بولتے ہیں وے سر ہلا ہلا کے کہتے ہیں اسنے خدا پر توکل کیا کہ وہ اسے بچاوے اگر وہ اس سے راضی ہی تو وہی اسے چھوڑاوے کیونکہ کتوں نے مجھکو گھیرا ہی شریروں کی گروہ نے میرا احاطہ کیا ہی انھوں نے میرے ہاتھہ اور میرے پانو چھیدے وے میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ہیں * * پھر یہہ کہ یسوع مسیح کے جی اٹھنے اور خدا کے دہنے ہاتھہ بیٹھنے یعنی اسکے اوپر جانے اور اسکے جلال کو پہنچنے اور اسکے خدائی کے مرتبہ میں ہونے کا پیغمبروں کی کتابوں میں ایسا ذکر ہی چنانچہ ۱۶ زبور کی ۱۰ آیت میں کہا ہی کہ * تو میری جان کو پاتال میں رہنے نہ دیگا اور تو اپنے مقدس کو سڑنے نہ دیگا * * اور ۱۱۰ زبور کی پہلی آیت میں لکھا ہی کہ خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا تو میرے دہنے ہاتھہ بیٹھہ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پانو تلے کی چوکی کروں * اور مسیح کی بابت دوسرے زبور کی ۷ آیت میں ذکر ہی کہ * خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو میرا بیٹا میں نے آج کے دن تجھے جنا * اور پھر ۴۵ زبور کی ۶ و ۷ آیتوں میں مذکور ہی کہ * ای خدا تیرا تخت ابدالاباد ہی تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہی تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہی اِسی لیئے خدا نے جو تیرا خدا ہی خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا * اور پھر زکریا پیغمبر کی ۲ فصل کی ۱۰ آیت میں لکھا ہی کہ * ای صیہون کی بیٹی تو گا اور خوشحالی کر کیونکہ دیکھہ میں آؤنگا اور تیرے درمیان سکونت کرونگا خداوند فرماتا ہی * اور پھر

دانیال پیغمبر کي ۷ فصل کی ۱۳ و۱۴ آیتوں میں ذکر ھوا ھی کہ * میں نے رات کے رویتوں میں مشاھدہ کیا اور کیا دیکھتا ھوں کہ انسان کا بیتا سا آسمان کے بادلوں میں آیا اور قدیم الایام تک پہنچا وے اُسے اسکے آگے لائے اور سلطنت اور عظمت اور مملکت اُسے دی گئی کہ سب قومیں اور اُمتیں اور زبانیں اُسکی عبادت کریں اُسکی سلطنت ابدي سلطنت ھی جو جاتی نرھیگی اور اُسکی مملکت کا زوال نہوگا *

اور جس طرح کہ خدا نے اپنے پیغمبروں کے وسیلے پُرانے عہد کي کتابوں میں مسیح کے آنے کي خبر دی تھي اِسی طرح وہ موعودہ نجات دینیوالا یعني مسیح دنیا میں ظاھر ھوا اور اُسکا ظہور دنیا کي پیدایش سے چار ھزار برس بعد تھا اور محمد کي ھجرت سے چھہ سو بیس برس شمسي پہلے اور اُسکے ظاھر ھونے میں وھي ستّر ھفتے کہ چار سو نوّے برس سے غرض ھی پورے ھوئے جو دانیال پیغمبر نے خبر دی تھي کہ جب کہ بني اسرائیل بابل کی قید سے چھوتینگے اُس وقت سے مسیح کے آنے تک اِتنے دن گذرینگے اور اِسي طرح وہ خبر بھي جو یعقوب نے توریت میں دی تھی کہ مسیح کے ظہور کے وقت بني اسرائیل کے فرقے سے حکومت جاتي رھیگي بعینہ پوری ھوئي کیونکہ مسیح کے ظاھر ھونے سے کئی برس پہلے یہودی لوگ روم کے بادشاہ کے تابع تھے اور یسوع مسیح کي پیدایش کے دنوں اُنکے نام شاہ روم کے دفتر میں لکھے گئے اور بالکل اُسکي رعیت ھوئے چنانچہ لوقا کي ۲ فصل کی پہلی آیت سے ۳ تک اگر تو پڑھے تو معلوم ھوتا ھی اور یسوع مسیح کو صلیب دیتے وقت خود یہودیوں نے اقرار کرکے کہا کہ روم کے بادشاہ کے سوا کوئی ھمارا بادشاہ نہیں جیسا کہ یوحنا کي ۱۹ فصل کي ۱۵ آیت میں ذکر ھوا ھی اور اُس وقت سے اب تک یہودیوں کی بادشاھت کا حکم جاتا رھا ھی اور مسیح کے چالیس برس بعد جیسا کہ دانیال پیغمبر نے پانچ سو برس پہلے خبر دی تھی روم کے بادشاہ کي فوج نے یروسلیم پر چڑھائي کرکے اُسکے شہر اور عبادت خانہ اور قربان گاہ ڈھاکر ویران

کردیئے چنانچہ اُس وقت سے اب تک قربانی کرنا اُس جگہہ بالکل موقوف هی اور یہودیوں کی ولایت خراب هوکر یہودی اِدهر اُدهر تتر بتر هوگئے اور اب تک اُسی حال میں هیں چنانچہ یہہ مطلب تواریخ سے بھی معلوم هوتا هی * ۷ اور جیسا کہ خدا نے یشعیاہ پیغمبر کے وسیلہ خبر دی تھی کہ یسوع ایک کنواری سے پیدا هوگا اِسی طرح پورا هوا چنانچہ لوقا کی پہلی فصل کی ۲۶ سے ۳۵ و ۳۷ آیتوں تک ذکر هوا هی کہ ۲ چھٹھے مہینے جبرئیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جسکا نام ناصرہ تھا بھیجا گیا ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گھرانے سے تھا منگنی هوئی تھی اور اُس کنواری کا نام مریم تھا اُس فرشتے نے اُس پاس آکے کہا کہ ای پسندیدہ سلام خداوند تیرے ساتھہ تو عورتوں میں مبارک هی پروہ اُسے دیکھکر اُسکی بات سے گھبرائی اور سوچنے لگی کہ یہہ کیسا سلام هی تب فرشتہ نے اُسے کہا کہ ای مریم مت ڈر کہ تجھپر خدا کا فضل هوا اور دیکھہ تو پیٹ سے هوگی اور بیٹا جنیگی اور اُسکا نام یسوع رکھنا وہ بزرگ هوگا اور خدای تعالی کا بیٹا کہلائیگا اورخداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاهت کریگا اور اُسکی بادشاهت آخر نہوگی تب مریم نے فرشتے سے کہا یہہ کیونکر هوگا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی فرشتے نے جواب میں اُسے کہا کہ روح قدس تجھپر اُتریگا اور خدای تعالی کی قدرت کا تجھپر سایہ هوگا اِس سبب سے وہ پاک لڑکا خدا کا بیٹا کہلائیگا کیونکہ خدا کے آگے کوئی بات اَن هونی نہیں * پھر اُسکی بابت متی کی پہلی فصل کی ۱۸ آیت سے ۲۵ تک کہا هی کہ * یسوع مسیح کی پیدایش یوں هوئی کہ جب اُسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھہ هوئی اُس سے پہلے کہ وے اکٹھے هوں وہ روح قدس سے حاملہ پائی گئی تب اُسکے شوهر یوسف نے جو راستباز تھا اور نہ چاها کہ اُسکی تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے وہ اِن باتوں کے سوچ هی میں تھا کہ

دیکھو خداوند کے فرشتے نے اُسے خواب میں ظاہر ہوکے کہا ای یوسف داؤد کے بیٹے اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لانے سے مت ڈر کیونکہ جو اُسکے پیٹ میں ہی سو روح قدس سے ہی اور وہ بیٹا جنیگی اور تو اُسکا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو اُنکے گناہوں سے بچاویگا یہہ سب کچہ اِس لیئے ہوا کہ جو خداوند نے نبي کی معرفت کہا تھا پورا ہوا کہ دیکھو ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اُسکا نام عمنوائیل رکھینگے جسکا ترجمہ یہہ ہی خدا ہمارے ساتھہ تب یوسف نے نیند سے اُٹھہکر جیسا خداوند کے فرشتے نے اُسے فرمایا تھا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہاں لے آیا اور جب تک کہ وہ اپنا پہلوٹا بیٹا نہ جنی اُس سے واقف نہوا اور اُسکا نام یسوع رکھا ۷ * اور پھر یہہ کہ خدا کے وعدہ کے موافق جو پُرانے عہد کي کتابوں میں ذکر ہوا یسوع داؤد کي نسل سے ظاہر ہوا ہی چنانچہ یہہ بات رومیوں کی پہلی فصل کي ۳ آیت میں اور متی کی پہلي فصل کي پہلی آیت میں لکھی ہی × × پھر جیسا کہ خدا نے میکا پیغمبر کی معرفت خبر دی تھي یسوع بیت لحم کے شہر میں پیدا ہوا چنانچہ لوقا کی ۲ فصل کی ۴ آیت سے ۱۷ تک ذکر ہوا ہی کہ × یوسف گلیل کے شہر ناصرہ سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت لحم کہلاتا ہی گیا اِس لیئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھہ جو پیٹ سے تھي نام لکھاوے اور ایسا ہوا کہ جب وے وہاں تھے اُسکے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹا بیٹا جنی اور اُسکو کپڑے میں لپیٹ کے چرنی میں رکھا کیونکہ اُنکو سرا میں جگہہ نہ تھی اُس ملک میں گڈریے تھے جو میدان میں رہتے اور رات کو باری باری اپنے جُھنڈ کي چوکي کرتے تھے اور دیکھو کہ خداوند کا فرشتہ اُن پر ظاہر ہوا اور خداوند کا نور اُنکے چوگرد چمکا اور وے نہایت ڈر گئے تب فرشتہ نے اُنھیں کہا مت ڈرو کیونکہ دیکھو میں تمھیں بڑی خوشخبری سناتا ہوں جو سب لوگوں کے واسطے ہی کہ داؤد کے شہر میں آج تمھارے لیئے ایک نجات دینیوالا پیدا ہوا وہ مسیح خداوند ہی اور تمھارے لیئے یہي پتا ہی کہ تم

اُس لڑکے کو کپڑے میں لپیٹا چرنی میں رکھا ہوا پاؤگے اور ایکبارگی اُس فرشتے کے ساتھ آسمانی لشکر کی ایک جماعت خدا کی تعریف کرتی اور کہتی ہوئی ظاہر ہوئی کہ خدا کو آسمان پر تعریف اور زمین پر سلامتی اور آدمیوں سے رضامندی ہووے اور ایسا ہوا کہ جب فرشتے اُنکے پاس سے آسمان پر گئے گڈریوں نے آپس میں کہا کہ آؤ اب بیت لحم کو جائیں اور اُس بات کو جو ہوئی ہی جس کی خداوند نے ہمکو خبر دی دیکھیں تب اُنہوں نے جلدی جاکے مریم اور یوسف کو اور اُس لڑکے کو چرنی میں رکھا پایا اور دیکھکے اُس بات کو جو اُس لڑکے کے حق میں اُنسے کہی گئی تھی پھیلایا ×× بعد ازآن جب یسوع تیس برس کا ہوا تو وعظ و تعلیم کرنے لگا اور بہت معجزے اور کراماتیں دکھائیں چنانچہ بیماروں کو تندرستی بخشی اور شیطانوں کو دور کیا اور اندھوں کو آنکھہ اور لنگڑوں کو پیر اور گونگوں کو بولنے اور بہروں کو سننے کی طاقت دی اور مُردوں کو زندہ کیا اور اِسی طرح کے بہت معجزے اُس سے ظاہر ہوئے چنانچہ جس وقت یحییٰ اصطباغ دینیوالے نے اپنے دو شاگرد یسوع پاس بھیجے تاکہ اُس سے پوچھیں کہ وہ نجات دینیوالا جسکا وعدہ پُرانے عہد کی کتابوں میں ہوا ہی آیا ہی یا نہیں اُس وقت جیسا کہ متی کی ۱۱ فصل کی ۴ و ۵ و ۶ آیتوں میں مذکور ہی آپ یسوع مسیح نے اُنہیں جواب دیکر کہا کہ × جو کچھہ تم سنتے اور دیکھتے ہو جاکے یوحنا سے بیان کرو کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے کوڑھی پاک صاف ہوتے اور بہرے سنتے اور مُردے جی اُٹھتے ہیں اور غریبوں کو انجیل سنائی جاتی ہی اور مبارک وہ ہی جو میرے سبب ٹھوکر نکھاوے × اور یوحنا کی ۳ فصل کی ۱ اور ۲ آیت میں لکھا ہی کہ × فروسیوں میں سے ایک شخص نیقودیمس نام یہودیوں کا ایک سردار تہا اُسنے رات کو یسوع پاس آکر کہا کہ ربی ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہوکے آیا کیونکہ کوئی شخص یہ معجزے جو تو دکہاتا ہی جب تک کہ خدا اُسکے ساتھہ نہو نہیں دکہا سکتا × اور خود یسوع نے یوحنا کی ۵ فصل کی ۳۶ آیت میں کہا ہی کہ ×

یہ کام جو میں کرتا ہوں میرے لیئے گواہی دیتے ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہی * لیکن اِن سب فضائل کے ہوتے یسوع مسیح پھر بھی ایک غریب فقیر کی مانند دنیا میں تھا جیسا کہ خود اُسنے متی کی ۸ فصل کی ۲۰ آیت میں کہا ہی کہ * لومڑیوں کے لیئے ماندیں اور پرندوں کے واسطے بسیرے ہیں پر ابن آدم کے لیئے جگہہ نہیں جہاں اپنا سر دھرے * اور یونہیں دنیا کی عزت و حرمت و بزرگی کی بھی کچھہ خواہش نہ کی چنانچہ یوحنا کی ۶ فصل کی ۱۵ آیت میں لکھا ہی کہ * یسوع معلوم کرکے کہ وے چاہتے ہیں کہ آویں اور اُسے زبردستی پکڑکے بادشاہ کریں آپ اکیلا پہاڑ کو پھر گیا * اور یوحنا کی ۴ فصل کی ۳۴ آیت میں لکھا ہی کہ * یسوع نے کہا کہ میرا کھانا یہہ ہی کہ اپنے بھیجنیوالے کی مرضی پر چلوں اور اُسکے کام پورے کروں * اور پھر یہہ کہ یسوع ایسی پاکیزگی کے ساتھہ چلتا تھا کہ اپنے دشمنوں کے سامھنے کہہ سکتا بلکہ کہا کرتا تھا کہ تم میں سے کون مجھے گناہ کا الزام دے سکے چنانچہ یہہ بات یوحنا کی ۸ فصل کی ۴۶ آیت میں لکھی ہی غرض کہ جو کچھہ کہ مسیح کے ظاہر ہونے کے ایام اور اُسکے پیدا ہونے کے مکان اور تعلیم کی بابت پیغمبروں کی معرفت آگے کہا گیا تھا سب کا سب پورا اور کامل ہوا اور اُس زمانے کے آخر وقت کہ مسیح جسم کی رو سے دنیا میں تھا اپنے اُن رنجوں کی بابت جو عنقریب اُسے پہنچنے کو تھے اپنے شاگردوں کو خبر دیکے جیسا کہ لوقا کی ۱۸ فصل کی ۳۱ آیت سے ۳۳ تک لکھا ہی کہا کہ * دیکھو ہم یروشالم کو جاتے ہیں اور سب جو نبیوں کی معرفت آدمی کے بیٹے کے حق میں لکھا ہی پورا ہوگا کیونکہ وہ قوموں کے حوالہ کیا جائیگا وے اُسکو ٹھٹھے میں اُڑاوینگے اور بیعزتی کرینگے اور اُسکے مُنہہ پر تھوکینگے اور اُسکو کوڑے مارکے قتل کرینگے اور وہ تیسرے دن جی اُٹھیگا * اور اُن سب رنجوں کو یسوع مسیح نے اپنی بے نہایت محبت و رحمت سے سہکر اپنے اوپر آپ سے قبول کیا چنانچہ یوحنا کی ۱۰ فصل کی ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ آیتوں میں لکھا ہی کہ *

یسوع مسیح نے فرمایا کہ اچھا گڈریہ میں ہوں اور بھیڑوں کے لیئے اپنی جان دیتا ہوں کوئی شخص اُسے مجھسے نہیں لے سکتا پر میں اُسے آپ سے دیتا ہوں مجھہ میں قدرت ہی کہ اُسے دوں اور مجھہ میں قدرت ہی کہ اُسے پھیر لوں یہہ حکم میں نے اپنے باپ سے پایا ٭ اور جب پطرس نے مسیح کے پکڑنیوالوں پر شمشیر چلائی چاہی مسیح نے اُسے فرمایا اپنی تلوار میان میں کر کیا تو نہیں جانتا کہ میں ابھی اپنے باپ سے مانگ سکتا ہوں وہ فرشتوں کی بارہ فوج سے زیادہ میرے لیئے موجود کر دیگا پھر کتابوں کا لکھا کہ یوں ہی ہونا ضرور ہی تب کیونکر پورا ہوگا چنانچہ یہہ بات متی کے ۲۶ باب کی ۵۲ آیت سے ۵۴ تک موجود ہی پس یسوع نے اپنی کمال محبت کی نسبت جو گنہگاروں کے حق میں رکھتا تھا اور ہمکو گناہ و جہنم سے بچانے کے لیئے منع نکیا بلکہ اپنے تئیں چھوڑ دیا کہ یہودی اُسے پکڑکر بت‌پرستوں کے حاکم پیلاطوس پاس لیجاویں اور اُنھوں نے اُسپر جھوٹ موت کی تہمت لگاکر اُس سے ہنسی ٹھٹھا کیا اور اُسکے مُنہہ پر طمانچہ مارکے اور بت‌پرست حاکم کے اشارہ سے اُسکو کوڑے مارکر صلیب دی اور اِسی طرح جو جو کچھہ اگلے پیغمبروں نے یسوع مسیح کے انواع و اقسام کے رنج و اذیت کی بابت لکھا تھا پورا ہوا چنانچہ متی کی ۲۷ فصل کی ۱۲ آیت سے ۱۴ آیت تک لکھا ہی کہ ٭ جس وقت سردار کاہن اور بزرگ اُسپر فریاد کر رہے تھے وہ کچھہ جواب ندیتا تھا تب پیلاطس نے اُسے کہا تو نہیں سنتا کہ یے تجھہ پر کتنی کتنی گواہی دیتے ہیں پر اُسنے اُسکی ایک بات کا بھی جواب ندیا چنانچہ حاکم نے بہت تعجب کیا ٭ پس اس صورت میں یشعیاہ کا وہ کلام جو پہلے مذکور ہوا تھا پورا ہوا کیونکہ کہا ہی کہ مسیح کو برّے کی مانند ذبح کے مکان میں لائے لیکن اُسنے اپنا مُنہہ نہ کھولا اور جس وقت کہ یسوع کو صلیب دیتے تھے اُسکے ہاتھہ پانو چھیدے اور اُسکی پوشاک بانٹ لی اور اُسکے کپڑوں پر چٹھی ڈالی چنانچہ یہی مطلب متی کی ۲۷ فصل کی ۳۵ آیت میں

لکھا ھی اور پھر اُسی فصل کی ۳۹ و ۴۲ و ۴۳ آیتوں میں ذکر ھوا کہ * وے
جو اِدھر اُدھر سے جاتے سر ھلاکر اُسپر کفر بکتے اور کہتے تھے آوروں کو بچایا
آپ کو نہیں بچا سکتا اگر اسرائیل کا بادشاہ ھی تو اب صلیب پر سے
اُتر آوے تو ھم اِسپر ایمان لاوینگے اُسنے خدا پر بھروسا رکھا اگر وہ اُسکا پیارا
ھی تو وہ اب اُسکو چھوڑادے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ھوں *
اور اِسی طرح وے سب باتیں بھی جو داؤد نے یسوع مسیح کے رنجوں
کی بابت ۲۲ زبور میں کہی تھیں پوری ھوئیں پھر یہہ کہ یہودیوں کا ایسا
دستور تھا کہ جس قصوروار کو صلیب دیتے اُسکی لاش بدکاروں کے قبرستان
میں جو اَور مُردوں کے قبرستان سے الگ تھا دفن کرتے تھے سو یسوع کو
بھی صلیب دینے کے بعد اُنھوں نے چاھا کہ اپنے دستور بموجب بیعزتی
سے بدکاروں کے قبرستان میں دفن کریں لیکن وہ اُنکی خواھش و عادت
کے برخلاف بڑی عزت و حرمت سے دفن ھوا چنانچہ متی کی ۲۷ فصل
کی ۵۷ آیت سے ۶۰ تک خبر دی ھی کہ * جب شام ھوئی یوسف نامی
ارمتیہ کا ایک دولتمند جو یسوع کا شاگرد بھی تھا آیا اُسنے پیلاط پاس جاکے
یسوع کی لاش مانگی تب پیلاط نے حکم دیا کہ لاش اُسے دیں یوسف نے
لاش لیکر سُوتی صاف چادر میں لپیٹی اور قبر میں جو پتھر میں کھدی تھی
رکھی اور ایک بھاری پتھر قبر کے مُنہہ پر ڈھلکاکے چلا گیا * اِس صورت میں
وہ کلام جو یشعیاہ نبی نے یسوع مسیح کی بابت کہا تھا پورا ھوا کہ * اُسکی
قبر شریروں کے ساتھہ ٹھہرائی گئی لیکن مرنے کے بعد دولتمند کے ساتھہ
ھوئی * اور پھر جس طرح کہ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو خبر دی
تھی اُسی طرح مرنے کے بعد تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا اور قبر
سے نکلا جیسا کہ متی کی ۲۸ فصل کی پہلی آیت سے ۶ آیت تک لکھا
ھی کہ * سبت کے بعد جب ھفتہ کے پہلے دن پو پھٹنے لگی مریم مگدلینا
اور دوسری مریم قبر دیکھنے آئیں اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا کیونکہ
خداوند کا فرشتہ آسمان سے اُترکے اُس پتھر کو قبر پر سے ڈھلکاکے اُسپر بیٹھہ گیا

اُسکا چہرہ بجلی سا اور اُسکی پوشاک سفید برف سی تھی اُسکے ڈر سے نگہبان کانپ اُٹھے اور مُردے سے ہو گئے پر فرشتہ نے متوجہ ہوکے اُن عورتوں سے کہا تم مت ڈرو میں جانتا ہوں کہ تم یسوع کو جو صلیب پر کھینچا گیا ڈھونڈھتی ہو وہ یہاں نہیں ہی کیونکہ جیسا اُسنے کہا تھا وہ اُٹھا ہی آؤ یہہ جگہہ جہاں خداوند رکھا گیا تھا دیکھو × اِس واقعہ سے زبور کا کلام پورا ہوا اور اُس قول کی سچائی ظاہر ہو گئی جو مسیح کے قیام کی بابت کہا گیا تھا کہ × تو میری جان کو پاتال میں رہنے نہ دیگا اور تو اپنے مقدس کو سڑنے نہ دیگا × اور قبر سے اُٹھنے کے بعد یسوع مسیح چالیس روز دنیا میں رہا لیکن اپنے تئیں صرف اپنے شاگردوں اور اُن یہودیوں پر ظاہر کیا جو اُسپر ایمان لائے تھے اور اپنی موت و قیام کا مطلب اُنسے بیان و عیان کیا اور یہہ بات بھی اُن پر ثابت کر دی کہ پیغمبروں کے کہے بموجب ضرور تھا کہ یے سب باتیں اِسی طرح پوری ہوں اور چالیس دن بعد شاگردوں کو ایک پہاڑ پر یروشلیم کے نزدیک جمع کرکے اُنکے سامھنے آسمان پر چڑھ گیا اور جاتے وقت یہہ بات جو متی کی ۲۸ فصل کی ۱۸ سے ۲۰ آیت تک لکھی ہی اُن سے فرمائی کہ × آسمان و زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا اِس لیئے تم جاکے سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسما دیکے شاگرد کرو اور اُنھیں سکھلاؤ کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جنکا میں نے تمکو حکم کیا ہی اور دیکھو میں زمانے کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں × اور مرقس کی ۱۶ فصل کی ۱۹ آیت میں لکھا ہی کہ × خداوند اُنھیں یہہ فرماکے آسمان پر جاتا رہا اور خدا کے دہنے ہاتھہ بیٹھا × اِسی طرح وہ بات جو مسیح کے حق میں خدا کے دہنے ہاتھہ بیٹھنے اور زمین و آسمان پر حکومت کرنے کی بابت ۱۱۰ زبور اور دانیال کی ۷ فصل میں کہی ہی پوری ہوئی × اِس حال میں کہ سب وعدے اور نشانیاں جو خدا نے مسیح کے حق میں سیکڑوں برس آگے اپنے پیغمبروں کے وسیلے پرانے عہد کی کتابوں میں دیاں کی تھیں یسوع

مسیح میں پوری هوئیں تو صاف ظاهر هی که انسان کے سلسله کا وه نجات دینیوالا جسکا کتب عهد عتیق میں وعده اور اشاره هوا في الحقیقت یسوع مسیح هی اور وه اپنے رنج و موت کے سبب گناه کا کفاره هوکر نجات کا باعث هوا اور مخفي نرهیے که اُن وعدوں اور پیشین گوئیوں کا پورا هونا جو یسوع مسیح کي بابت کتب عهد عتیق میں واقع هوئي تهیں ایک بڑي واضح دلیل هی که وے کتابیں خدا کا کلام هیں ورنه کسکو اِتنی قدرت هی که وقوع سے سیکڑوں برس پہلے مسیح کي بابت ایسي صریح خبر دے که اُسکے آنے کا وقت اور ولادت کي جگهه اور قدر و مرتبه اور رنج و موت کی کیفیت اور جي اُٹهنے کا حال اور عروج کا معامله مفصل بیان کرے ظاهر هی که آدمي زمانهٔ آینده کا حال نهیں جانتا اور ایسي پیشین گوئیوں کي قدرت نهیں رکهتا هاں مگر جب که خدا نے اُسپر اِلهام کیا هو سو ایسي کتابیں جنمیں اِس طرح کي پیشین گوئیاں لکهی هوں بے شک و شبه اِلهام الهی اور خدا کا کلام هیں *

اور یهه بات که یسوع مسیح آدمي کي جنس اور پیغمبروں سے افضل و اعلی بلکه خدائي کے مرتبه پر هی اگرچه اُن آیات سے جو هم نے اُسکے مرتبه کي بابت کتب عهد عتیقه سے ذکر کیں ظاهر و معلوم هوتي هی مگر انجیل میں یهه عمده مطلب اَور بهي زیاده بیان اور واضح هوا هی پس هم انجیل کی وهی آیتیں جو یسوع مسیح کے اعلی مرتبه اور اُسکي الوهیت کي گواهی دیتي هیں یهاں ذکر کرینگے که اِس طرح انجیل کي یهه عمده تعلیم پڑهنیوالے پر خوب ثابت هو جاے اور پوشیده نرهے که بني آدم کي نجات جو یسوع مسیح کے وسیله سے حاصل هوئي اُسکي الوهیت کے مرتبے بغیر هرگز نهو سکتي اور مسیح کی الوهیت کے مرتبه پر خدا کا کلام یعني انجیل ایک کافي دلیل اور پکي گواهی هی انسان کو مناسب هی که خدا کے کلام کو مانے خواه اُسکے حکم کو عقل دریافت کرے خواه نکرے اور انجیل کي وے آیتیں جنسے یسوع مسیح کي الوهیت

ظاهر و ثابت هونی هی یے هیں اول وے آیات جنسے مسیح کی اِبنیت ثابت هی ذکر کرینگے مثلت مثلا جس وقت که یسوع رود اردن میں یحیی سے بپتسما پاتا تها اُس وقت کا واقعه متی کی ۳ فصل کی ۱۷ آیت میں بدین طریق لکها هی که ٭ آسمان سے ایک آواز آئی که یهه میرا پیارا بیتا هی جس سے میں خوش هوں ٭ پهر اِسی مطلب کی بابت متی کی ۱۷ فصل کی ۱ و ۲ و ۳ و ۵ آیتوں میں یوں لکها هی که ٭ چهه دن بعد یسوع پطرس اور یعقوب اور اُسکے بهائی یوحنا کو الگ ایک اونچے پہاڑ پر لیگیا اور اُنکے سامهنے اُسکی صورت اَور هی هو گئی اور اُسکا چہره آفتاب سا چمکا اور اُسکی پوشاک نور کی مانند سفید هو گئی اور دیکهو موسی اور الیاس اُس سے باتیں کرتے اُنهیں دکهائی دیئے اور ایک نورانی بدلی نے اُسپر سایه کیا اور دیکهو اُس بادل سے آواز آئی که یهه میرا پیارا بیتا هی جس سے میں خوش هوں تم اِسکی سنو ٭ اور خود یسوع مسیح نے بهی اپنی اِبنیت اور الوهیت کا اقرار کیا هی جیسا که یوحنا کی ۹ فصل کی ۳۵ سے ۳۷ آیت تک لکها هی که ٭ یسوع مسیح نے ایک اندهے آدمی سے جسکو اُسنے آنکهه بخشی تهی کہا که تو خدا کے بیتے پر ایمان لاتا هی اُسنے جواب میں کہا ای خداوند وه کون هی که میں اُسپر ایمان لاؤں یسوع نے اُسے کہا تو نے اُسے دیکها هی اور وه جو تجهه سے بولتا هی وهی هی ٭ اور متی کی ۱۶ فصل کی ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ آیت میں لکها هی که ٭ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا که تم کیا کہتے هو میں کون هوں شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو مسیح زنده خدا کا بیتا هی یسوع نے جواب میں اُسے کہا ای شمعون بریونا مبارک تو کیونکه جسم اور خون نے نہیں بلکه میرے باپ نے جو آسمان پر هی تجهپر یهه ظاهر کیا ٭ اور لوقا کے ۲۲ باب کی ۷۰ آیت میں مذکور هی که یهودیوں کے سرداروں نے مسیح سے کہا پس کیا تو خدا کا بیتا هی اُسنے اُنسے کہا تم ٹهیک کہتے هو میں هوں ٭ اور یوحنا کی ۱۰ فصل کی ۳۶ آیت میں لکها هی که مسیح نے یهودیوں

سے کہا کہ تم پستي سے ہو میں بلندي سے ہوں تم اِس جہان کے ہو میں اِس جہان کا نہیں * اور اُسي فصل کي ۵۸ آیت میں کہا ہی کہ * بیشتر اِس سے کہ ابیراہام ہو میں ہوں * پھر یوحنا کی ۱۷ فصل کي ۵ آیت میں مسیح نے کہا ہی کہ * ای باپ اب تو مجھے اپنے ساتھہ اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدایش سے پہلے تیرے ساتھہ رکھتا تھا بزرگي دے * پھر یوحنا کي ۱۴ فصل کي ۹ آیت میں یسوع مسیح فرماتا ہی کہ * جس نے مجھے دیکھا ہی باپ کو دیکھا ہی * اور ۱۰ فصل کی ۳۰ آیت میں کہا ہی کہ * میں اور باپ ایک ہیں * اور یوحنا کی ۵ فصل کی ۲۶ آیت میں کہا ہی کہ * جس طرح باپ آپ میں زندگي رکھتا ہی اُسی طرح اُسنے بیٹے کو دی ہی کہ آپ میں زندگی رکھے * اور مکاشفات کي پہلی فصل کی ۱۱ آیت اور ۲۲ فصل کی ۱۳ آیت میں مرقوم ہی کہ * میں الفا اور اُمگا اول و آخر ہوں * اور یوحنا کی ۵ فصل کي ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ آیتوں میں لکھا ہی کہ * مسیح نے یہودیوں سے کہا کہ میرا باپ ابتک کام کرتا ہی اور میں بھی کام کرتا ہوں تب یہودیوں نے اَور بھي زیادہ اُسکا قتل کرنا چاہا کیونکہ اُسنے نہ فقط سبت ھي کو نمانا بلکہ خدا کو اپنا باپ کہکے اپنے تئیں خدا کے برابر کیا تب یسوع نے جواب میں کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھہ نہیں کر سکتا مگر جو کچھہ کہ وہ باپ کو کرتے دیکھتا ہی کیونکہ جو کام کہ وہ کرتا ہی بیٹا بھي اُسی طرح وھي کرتا ہی اِس لیئے جس طرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا ھي اور جلاتا ہی بیٹا بھي جنھیں چاھتا ہی جلاتا ہی کہ باپ کسي شخص کي عدالت نہیں کرتا بلکہ اُسنے ساري عدالت بیٹے کو سونپ دي تاکہ سب جس طرح سے کہ باپ کي عزت کرتے ہیں بیٹے کي عزت کریں وہ جو بیٹے کي عزت نہیں کرتا باپ کی جسنے اُسے بھیجا ہی عزت نہیں کرتا * اور یہہ جو انجیل میں یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ہی اُسکے ایسے معنی نہیں ہیں جیسے لوگ اپني بول چال

میں اپنے جنے ہوئے بیٹے کو کہتے ہیں بلکہ اُسکے معنی اسی طرز پر سمجھنا چاہیئے جیسے کہ انجیل میں بیان ہوئے ہیں چنانچہ کلسیوں کی پہلی فصل کی ۱۵ آیت سے ۱۷ تک ذکر ہوا ہی کہ * وہ (یعنی خدا کا بیٹا) اَن دیکھے خدا کی صورت ہی اور وہ ساری خلقت میں پہلوٹا ہی کیونکہ اُس سے ساری چیزیں جو آسمان اور زمین پر ہیں دیکھی اور اَن دیکھی کیا تخت کیا خاوندیاں کیا ریاست کیا مختاریاں پیدا کی گئیں ساری چیزیں اُس سے اور اُسکے لیئے پیدا ہوئیں اور وہ سب سے آگے ہی اور اُس سے ساری چیزیں بحال رہتی ہیں * پھر عبرانیوں کی پہلی فصل کی ۱ و ۲ و ۳ آیتوں میں لکھا ہی کہ * خدا جو اگلے زمانہ میں نبیوں کے وسیلہ باپ دادوں سے بار بار اور طرح طرح بولا اِس آخری زمانہ میں ہم سے بیٹے کے وسیلے بولا جسکو اُسنے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جسکے وسیلے اُسنے عالم بنائے وہ اُسکے جلال کی رونق اور اُسکی ماہیت کا نقش ہوکے سب کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہی وہ آپ سے ہمارے گناہوں کو پاک کرکے بلند آسمان پر جناب اعلیٰ کے دہنے جا بیٹھا * پھر یوحنا کی پہلی فصل کی پہلی آیت سے ۳ تک اور ۱۴ میں مرقوم ہی کہ * ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھہ تھا اور کلمہ خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھہ تھا سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور موجودات میں بغیر اُسکے کوئی چیز موجود نہیں ہوئی زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی اور کلمہ مجسم ہوا اور وہ فضل و راستی سے بھرپور ہوکے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُسکا ایسا جلال دیکھا جیسے باپ کے اِکلوتے کا جلال * پھر امثال سلیمان کی ۸ فصل کی بارہویں آیت سے آخر تک یہی مطلب بیان ہوا ہی * * اور اِسکے سوا انجیل میں یسوع مسیح کا نام خدا کے لفظ سے بھی بولا گیا ہی چنانچہ رومیوں کی ۹ فصل کی ۵ آیت میں کہا ہی * باپ دادے اُنہیں میں کے ہیں اور جسم کی نسبت مسیح بھی اُن ہی میں سے ہوا جو سبھوں کا خدا ہمیشہ مبارک ہی آمین * پھر پہلے یوحنا کی ۵ فصل

کی ۲۰ آیت میں لکھا ھی کہ × ھم جانتے ھیں کہ خدا کا بیٹا آیا اور ھمیں یہہ سمجھہ بخشی کہ اُسکو جو حق ھی جانیں اور ھم اُسمیں جو حق ھی رھتے ھیں یعنی یسوع مسیح میں جو اُسکا بیٹا ھی خداے برحق اور ھمیشہ کی زندگی یہہ ھی * پھر پہلے تیموتیوس کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں مرقوم ھی کہ بالاتفاق دینداری کا بڑا بھید ھی خدا جسم میں ظاھر ھوا روح سے راست ٹھہرا × پھر عبرانیوں کی پہلی فصل کی ۸ آیت میں لکھا ھی کہ × زبور میں بیٹے کی بابت ایسا کہا ھی کہ ای خدا تیرا تخت ابد تک ھی راستی کا عصا تیری بادشاھت کا عصا ھی * اور پھر یہہ کہ یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے ایک توما نے یسوع کے مصلوب ھونے کے بعد اُسکے جی اُٹھنے پر یقین نکیا اور بولا جب تک آنکھوں نہ دیکھہ لونگا نمانونگا پھر جب کہ مسیح آپ اُسپر ظاھر ھوا تو اُسنے مانا جیسا کہ یوحنا کی ۲۰ فصل کی ۲۸ و ۲۹ آیتوں میں لکھا ھی کہ × توما نے یسوع مسیح سے کہا ای میرے خداوند ای میرے خدا یسوع نے اُسے کہا توما اِس لیئے کہ تو نے مجھے دیکھا ھی تو ایمان لایا مبارک وے ھیں جنھوں نے نہیں دیکھا اور ایمان لائے × انجیل کے اِن مقاموں سے صاف ظاھر و یقین ھی کہ یسوع مسیح صرف تعظیم کی راہ سے خدا کا بیٹا نہیں کہلاتا بلکہ فی الحقیقت الوھیت کے مرتبہ میں ھی اور صفات الوھیت اُس میں پائی جاتیں اور وہ خدا کے ساتھہ ایک ھی اور خود خدا ھی ×

اور اگر کوئی پوچھے کہ خدا کی یکتائی کے سامھنے یسوع مسیح کے ساتھہ الوھیت کی نسبت کیونکر ھوسکتی ھی تو ھمارا یہہ جواب ھی کہ انجیل کے بموجب مسیح کی الوھیت سے خدا کی توحید میں کچھہ نقصان نہیں آتا بلکہ حقیقت میں صرف ایک خداے واحد ھی اور بس لیکن اِس بات کی کیفیت ھم سے تشخیص نہ کی جائیگی بلکہ کسی آدمی کی طاقت نہیں کیونکہ یہہ ایک ایسی بات ھی جو خدا کی پاک ذات کے بھیدوں سے علاقہ رکھتی ھی اور ظاھر ھی کہ خدا کی ذات کے

بھیدوں کو آدمي خاک‌زاد اپنی عقل میں نہیں لاسکتا اور اسکی کیا جرأت
کہ اپنی کوتاہ عقل سے خدا کی بیحد ذات کی تھاہ لیکے اُسکے لیئے کوئي
حد مقرر کرسکے یا دعوی کرنے لگے کہ خدا کي ذات پاک اور اُسکی صفات
ایسی نہیں ہوسکتی جیسی اُسنے اپنے کلام میں بیان کی ہی بلکہ چاہیئے
کہ اُسکا بیان ہماری عقل و خیال کے موافق ہو ایسا خیال و گمان تو سراسر
غرور اور بالکل کفر ہی اور درحالیکہ عقل انسانی یسوع مسیح کي الوہیت
کا مرتبہ دریافت کرنے اور پہچاننے میں عاجز و قاصر ہی تو ہر آدمی کا
اپنے خیال کے موافق یہہ کہنا کہ مسیح نہ خدا کا بیٹا ہی نہ الوہیت
کے مرتبہ میں ہی اور نہ خدا ہی اُسي کفر و مغروری میں گرفتار ہونا ہی
کیونکہ سابقا ہم نے ذکر کیا کہ کلام الہی میں کھلاکھلی سے سے بیان ہوا ہی
کہ یسوع مسیح کے یے مراتب ہیں پس اي بیچارہ آدمی تو اِس امر
میں کیا کہہ سکتا ہی کیا تجھہ میں اِتني طاقت ہی کہ اِس عمدہ
مطلب کي بابت خدا کے ساتھہ بحث کرکے اُسکے کلام کو جھٹلائے صاف
ظاہر ہی کہ ایسا ہنر تو تجھہ میں نہیں ہی اور اگر غرور کی راہ سے ایسے
ہنر کا کوئي دعوی بھي کرے تو اول اُسے لازم ہی کہ ذات الہي کو جیسي
کہ ہی کما ینبغي دریافت کرے کیونکہ جبتک اِس درجے پر نہ پہنچا ہو
ذات الہی کی کیفیت کي بابت عقل کی راہ سے بحث کرنا نہایت
نادانی ہی اور حال آنکہ درک و دریافت کا ایسا مرتبہ حاصل کرنا انسان
کي طاقت سے باہر بلکہ محال ہی پس اِس مقام میں سب پر واجب
ہی کہ سکوت اختیار کرکے خدا کے کلام پر اعتقاد رکھیں * * پوشیدہ نرہے
کہ خدا کی پاک ذات میں ایسے خواص ہونا لازم ہی جو مخلوقات میں
نہوں اور اِسي سبب سے انسان کی عقل اُن تک نہیں پہنچ سکتي مگر
ایماندار کو صرف اِتنا جان لینا کافی ہی کہ خدا نے اپنی پاک ذات کي
مشکل باتیں اپنے کلام میں جس طرح سے کہ مذکور ہوئیں ہم سے بیان
کردیں اور اُسکے مضمون کے بموجب اپنے اِکلوتے بیٹے کو گنہگاروں کی

نجات کے لیئے ارزانی فرمایا ھی اور ایماندار اگرچہ اِس بات کو نہ سمجھہ سکے کہ خدا نے کس طرح یہہ بخشش اُسکے لیئے موجود کی لیکن پھر بھی اِس بڑی بخشش کے لیئے جس کے وسیلے ھمیشہ کی دولت اور سدا کی نیکبختی کو پہنچیگا خوش وخرم ھی * الحاصل اِس بات کے لیئے کلام الٰہی کی دلائل کے سوا کوئی اَوْر دلیل لازم نہیں ھی کیونکہ خدا کا کلام ساری عقلی دلیلوں سے زیادہ معتبر ھی اور جب کہ آدمی نے اِس بات کو خوب جان لیا کہ انجیل اور عہد عتیق کی کتابیں کلام‌الله ھیں اور اِس بات کے لیئے طالب حقیقت خصوصا محمدی شخص اگر اُن دلیلوں کی طرف متوجہ ھو جو ھم نے کتب مقدسہ کے تحریف اور منسوخ نہونے اور خدا کی طرف سے ھونے کی بابت ان اوراق میں ذکر کی ھیں خوب متوجہ ھو تو پھر کبھی اُسکا منکر نہوگا اِس صورت میں اُس پر واجب و لازم ھی کہ جو کچھہ کتب مقدسہ میں لکھا ھی خواہ اُسکی عقل میں آوے خواہ نہ آوے خدا کی طرف سے جانکے قبول کرلے اور کیا خدا کا یہہ اختیار نہوگا کہ ایسے مطالب بیان فرماوے جنکے سمجھنے میں عقل عاجز ھو اور پھر اُنکے مان لینے کو بندوں پر لازم کرے دیکھو ظاھری اور دنیوی کاموں میں بھی ایسا ھی ھوتا ھی کہ لڑکے ھر وقت اور سیانے اکثر اوقات بہلے بن سمجھے چیزوں کو قبول کرلیتے ھیں اور اعتقاد کرنے کے بعد سمجھتے ھیں پس نیکبخت وہ آدمی ھی جو خدا کے کلام پر اعتقاد لایا اگرچہ درک نکیا اور مسیح کے عالی مرتبہ کو دل سے مانا کیونکہ اِس وسیلہ سے نجات پاکر عالم بالا میں ابدی نیکبختی اور معرفت الٰہی کے اعلیٰ رتبہ پر پہنچیگا ×

اور وہ کلمہ جو ابتدا میں خدا کے پاس تھا جس سے خدا نے ازل سے اپنے تئیں پیغمبروں پر بیان کیا اور اُسی کے وسیلے سے سب چیزیں پیدا ھوئیں یعنی ذات الٰہی کی وہ خصوصیت جو انجیل کی آیتوں کے مطابق خدا کے بیتے کے لفظ سے بیان کی گئی مجسم ھوا اور بشریت کو

گویا لباس کی طرح اپنے اوپر قبول کرکے آدمیوں میں رہا چنانچہ یوحنا کی پہلي فصل کی ١٤ آیت میں ذکر ہوا ہی کہ * کلمہ مجسم ہوا اور وہ فضل و راستي سے بھرپور ہوکے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُسکا ایسا جلال دیکھا جیسے باپ کے اِکلوتے کا جلال * پھر فلپیوں کي ٢ فصل کی ٦ آیت سے ١٢ تک لکھا ہی * کہ اُسنے خدا کی صورت میں ہوکے خدا کے برابر ہونا غنیمت نجانا بلکہ اسنے آپکو عاجز بنایا اور خادم کی صورت پکڑ کے آدمی کي شکل بنا اور آدمی کی صورت میں ظاہر ہوکے آپکو فروتن کیا اور مرنے تک بلکہ صلیبی موت تک فرمان بردار رہا اِس واسطے خدا نے اُسے بہت سرفراز کیا اور اُسکو ایسا نام جو سب ناموں سے بزرگ ہی بخشا تاکہ یسوع کے نام پر کیا آسماني کیا زمیني اور کیا جو زمین کے تلے ہیں ہر ایک گھٹنا ٹیکے اور ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہی تاکہ خدا باپ کا جلال ہووے * پس جسم کي رو سے مسیح کھانے اور پینے اور سونے اور جاگنے اور خوشي و غم میں ہم سب آدمیوں کي طرح ہوکر انسان کي مانند تھا لیکن گناہ سے مبّرا تھا اور کوئی گناہ اس سے سرزد نہوا جیسا کہ پہلے پطرس کي ٢ فصل کی ٢٢ آیت میں ذکر ہوا ہی * کہ اُسنے گناہ نکیا اور اسکي زبان میں چھل بل نپایا گیا * اور عبرانیوں کي ٧ فصل کي ٢٦ آیت میں مرقوم ہی کہ * وہ پاک اور بے بد اور بے عیب گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند ہی * * اور یہہ جو انجیل میں کہا گیا ہی کہ باپ نے بیٹے کو بھیجا اور یسوع مسیح کا لقب انسان کا بیٹا بھی ہوا اور لکھا ہی کہ دکھہ سہکے صلیب پر مرا اور دفن ہوا پھر جی اُٹھا اور خود یسوع مسیح اقرار کرتا ہی کہ باپ مجھسے بڑا ہی اور میں اِس لیئے نہیں آیا کہ اپنی خواہش پوری کروں بلکہ اُسکي خواہش جسنے مجھے بھیجا ہی اور چونکہ وہ سلسلۂ انسانی کا واسطہ اور شافع ہی لہذا اُسنے خدا سے دعا و مناجات اور شفاعت کی پس اِس قسم کے جتنے افعال کہ مسیح سے سرزد ہوئے بشریت کے تقاضا سے تھے نہ تقاضاے

الوهیت سے * اور اگر تو سوال کرے کہ آیا کیونکر هو سکتا هی کہ الوهیت اور بشریت دونوں مل جائیں تو هم بهي تجهسے سوال کرتے هیں کہ بهلا یہہ کیونکر هوا کہ روح و جسم دونوں باهم مل گئے جیسا کہ انسان کے وجود میں ملے هیں سو ایسے سوالوں کا جواب اِتنا هی کافي هی کہ حکیم مطلق هر بات پر قادر هی اور وہ جو کچهہ کرتا هی اپنی عین حکمت سے کرتا هی اور خداوند تعالیٰ کی حکمت میں بحث کرنا بڑی کم خردی اور غرور هی اور آدمي کو صرف اِتنا هی جان لینا کافي هی کہ یہہ مطلب کلام الٰهی میں واضح و ثابت هوا هی * اور خدا کے کلام سے یہہ بهي واضح هوتا هی کہ مسیح میں الوهیت و بشریت کا ملجانا خدا کے ایک ارادہء عظیم پورا هونے کے لیئے واقع هوا هی اور وہ یہہ هی کہ اِسی وسیلہ سے آدمي هلاکت ابدی سے بچیں اور خدا کے مقرب هوکر نیکبختي ابدی کے مالک بنیں اور پهر یہہ کہ مسیح بشریت کی حالت میں اپنے چال چلن سے آدمیوں کو ایک نمونہء کامل دکهاوے تاکہ سب آدمي اخلاق حسنہ میں ویسے هی چال چلن اختیار کریں پس درحالیکہ خدای تعالیٰ اپني محبت و حکمت کے تقاضا سے جس چیز کو کہ آدمزاد کي نجات کے لیئے بہتر سمجها اُسي کو عمل میں لایا تو کس کو دم مارنے کي طاقت هی جو کہے کہ ایسا کام کرنا خدا کو لائق نہ تها اور حال آنکہ خدا نے اِسی کام میں اپنی مہربانی و محبت اور تقدس و عدالت سارے آدمیوں پر بدرجہء کمال روشن اور ظاهر کي هی * اور اگر تو سوال کرے کہ درحالیکہ خدا سب چیز پر قادر هی تو کیا یہہ نکر سکتا تها کہ انسان کو کسی اَور طرح گناہ اور دوزخ سے چهڑاوے اِسکا جواب یہہ هی کہ ایسی طاقت تو کسي کو نہیں جو خدا کی قدرت و معرفت کي حدّ و اِنتہا ٹهہرائے لیکن اِس بات سے کہ خدا نے آدمیوں کي نجات کے واسطے یہي راہ بہتر جانی هی صاف ظاهر و ثابت هوتا هی کہ مطلب حاصل کرنے کے لیئے سب راهوں سے یہي راہ بہتر هی الحاصل گنہگاروں کي نجات حاصل کرنے پر صرف یسوع مسیح قدرت

رکھتا تھا اور بس سو اُسنے اپنے دکھہ اور موت کے وسیلہ سے انسان کے لیئے نجات موجود کردی *

اب اِس فصل کا باقی مطلب یہہ ہی کہ اُس نجات کے نتیجے اور فائدے جو یسوع مسیح نے اپنے دکھہ اور موت سے انسان کے واسطے حاصل کی ہی ہم انجیل کی آیتوں سے بیان اور ذکر کرینگے اور اُسکے مضمون کے موافق نجات کا پہلا نتیجہ اور پھل یہہ ہی کہ خدای تعالی یسوع مسیح کی خاطر سب ایمانداروں کو بیگناہ ٹھہرانا اور اُنکے گناہوں کی سزا سے در گذرنا ہی چنانچہ رومیوں کی ۵ فصل کی ۱۸ و ۱۹ آیتوں میں لکھا ہی کہ * جیسا ایک خطا کے سبب سب آدمیوں پر سزا کا حکم ہوا ویسا ہی ایک راستبازی کے سبب سب آدمیوں کے لیئے زندگی کی راستبازی ٹھہری کیونکہ جیسے ایک شخص کی (یعنی آدم کی) نافرمان برداری سے بہت لوگ گنہگار ٹھہرے ویسے ہی ایک کی (یعنی مسیح کی) فرمان برداری کے سبب بہت لوگ راستباز ٹھہرینگے * پھر پہلے یوحنا کی پہلی فصل کی ۷ آیت میں لکھا ہی کہ * خدا کے بیٹے یسوع مسیح کا لہو ہمکو سارے گناہ سے پاک کرتا ہی * پھر عبرانیوں کی ۱۰ فصل کی ۱۴ آیت میں لکھا ہی کہ * یسوع مسیح نے ایک ہی نذر گذراننے سے مقدسوں کو ہمیشہ کے لیئے کامل کیا * پھر افسیوں کی پہلی فصل کی ۶ و ۷ آیتوں میں ذکر ہوا ہی کہ * خدا نے ہمیں اُس پیارے میں (یعنی مسیح) میں قبولیت بخشی ہم اُس میں ہوکے اُسکے خون کی بدولت چھٹکارا یعنی گناہوں کی معافی اسکے نہایت فضل سے پاتے ہیں * بس اِن آیتوں کے بموجب اللہ تعالی مسیح کے سبب اُن لوگوں کے گناہ جو مسیح پر سچا ایمان لائے ہیں معاف کرکے اپنی رضامندی اُنکے شامل حال کرتا ہی * پھر ایک اَور فیض و فائدہ جو یسوع مسیح کی نجات سے نکلتا ہی یہہ ہی کہ ایمانداروں کے دل منور اور صاف و پاک ہوتے ہیں یعنی خدا یسوع مسیح کے وسیلہ سے اپنی توفیق اور نور ایماندار آدمی کو بخشتا اور اُسکی عقل و دل ایسے روشن

کرنا هی که اپنے باطنی احوال پہچاننے اور معرفت الہی میں خوب دانائی
حاصل کرتا اور اُسکا دل خدا کی توفیق و محبت سے بھر جاتا هی اور اُسکو
ایسی طاقت عطا کی جاتی هی که خدا کے احکام کے بجالانے پر قادر هوتا اور
دلی پاکیزگی اور حقیقی معرفت میں کمال کے مرتبه پر پہنچتا هی جیسا
که دوسرے قرنتس کی ۴ فصل کی ۶ آیت میں مذکور هوا هی که * خدا
هی نے جس کے حکم سے تاریکی سے روشنی چمکی همارے دلوں کو روشن
کیا تاکه خدا کے جلال کی پہچان یسوع مسیح کے چہرے سے ظاهر هووے *
پھر کلسیوں کی ۲ فصل کی ۳ آیت میں لکھا هی * که مسیح میں
حکمت اور دانائی کے سارے خزانے چھپے هیں * پھر پہلے قرنتس کی
پہلی فصل کی ۴ و ۵ آیتوں میں لکھا هی که * میں تمھارے لیئے همیشه
اپنے خدا کا شکر کرتا هوں که اُسکے سبب تم هرطرح سارے کلام اور ساری
پہچان سے غنی هو * پھر رومیوں کی ۵ فصل کی ۵ آیت میں مرقوم هی
که * روح قدس کے وسیله سے جو همیں ملا خدا کی محبت همارے دل
میں جاری هوئی * پھر فیلپیوں کی ۴ فصل کی ۱۳ آیت میں پولس حواری
کے قول سے ذکر هوا هی که * مسیح سے جو مجھے طاقت بخشتا هی میں
سب کچھ کرسکتا هوں * پھر طیطس کی ۲ فصل کی ۱۴ آیت میں لکھا
هی که * یسوع مسیح نے آپ کو همارے بدلے دیا تاکه وہ همیں سب
طرح کی شرارت سے چھڑاوے اور ایک خاص اُمت کو جو نیک کاموں میں
سرگرم هووں اپنے لیئے پاک کرے * اور رومیوں کی ۸ فصل کی ۱۵ آیت
اور عبرانیوں کی ۹ فصل کی ۱۴ آیت اور طیطس کی ۲ فصل کی ۱۱ و ۱۲
آیت اور افسیوں کی پہلی فصل کی ۱۶ آیت سے ۱۹ تک اور یوحنا کی ۸
فصل کی ۳۱ و ۳۲ آیتوں سے بھی اِس مطلب کی طرف اشارہ هی * * پھر
یسوع مسیح کی نجات کا ایک اَور فائده و نتیجه یہه هی که مسیح نے اپنے
سب ایمانداروں کو شیطان کے حکم اور موت کے ڈر سے چھڑایا اور همیشه
کی زندگی اور ابدی جلال کا اُمیدوار کیا یعنی شر سے بچاکر اُنھیں جاودانی

نیکبختی کا مالک کیا ھی جیسا کہ عبرانیوں کی ۲ فصل کی ۱۴ و ۱۵ آیتوں میں لکھا ھی کہ * جس حالت میں لڑکے گوشت اور خون میں شریک ھیں ویساھي وہ بھي اُن میں شریک ھوا تاکہ موت کے وسیلے اُسکو جس کے پاس موت کا زور تھا یعنی شیطان کو برباد کرے اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامي میں گرفتار تھے اُنھیں چھڑاوے * اور دوسرے تیموتیوس کی پہلی فصل کي ۱۰ آیت میں لکھا ھی کہ * ھمارے بچانے والے یسوع مسیح نے موت کو نیست کیا اور زندگي اور بقا کو انجیل سے روشن کر دیا * اور پہلے پطرس کی پہلي فصل کی ۳ و ۴ آیتوں میں ذکر ھی کہ * ھمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ مبارک ھو جس نے ھمکو اپنی بڑي رحمت سے یسوع مسیح کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث زندہ اُمید کے لیئے سرنو پیدا کیا تاکہ ھم وہ میراث پاویں جو بیزوال ھی اور آلودہ و پژمردہ نہیں جو ھمارے لیئے آسمان پر رکھي گئي * اور رومیوں کي ۸ فصل کي ۱۷ آیت میں لکھا ھی کہ * جب ھم خدا کے فرزند ھوئے تو وارث بھی یعنی خدا کے وارث اور میراث میں مسیح کے شریک ھیں * پس نجات جو یسوع مسیح نے اپنی موت اور دکھہ سے گنہگاروں کے لیئے تیار کي ھی اُسکے نتیجے اور ثمرے ایسے عظیم و مبارک ھیں کہ انسان گناہ سے پاک ھوکر خدا کا مقرب بننا اور توفیق الٰہی کے خزانہ کا دروازہ ایمانداروں کے لیئے کھولا جانا اور اُنکے دل و روح پاک اور روشن ھوکر حقیقي و جاودانی نیکبختي میں پہنچتے ھیں اِس صورت میں انجیل کی تعلیمیں انسان کی روح کے تقاضا کو جیسا کہ اِس کتاب کے شروع میں اسکی تفصیل ذکر ھوئي بالکل رفع کرکے ساکت کرتی ھیں کیونکہ خدا کی طرف سے یسوع مسیح ھمارے لیئے معرفت و عدالت اور پاکی و نجات کا سبب ھوا ھی جیسا کہ پہلے قرنتیوں کی پہلی فصل کی ۳۰ آیت میں ذکر ھوا ھی اور بھي روح کا تقاضا پورا ھونے سے صاف ثابت ھوتا ھی کہ انجیل

خدا کا کلام ھی بس اب بھلا ایسا کون ھی جو اِس نجات کے لیئے خدا
کا شکر نکرے اور دونوں ھاتھہ سے یہہ خزانہ نہ لے *

اور وہ نجات جو یسوع مسیح کے وسیلے عمل میں آئی پھر خدا کا ایک
ایسا کام ھی جسکے کم و کیف کے دریافت میں آدمی کی عقل عاجز ھی
مگر اِس باب میں بھی خدا کا کلام دلیل کافی ھی اور جیسا کہ ذکر ھوا
خدا کے کلام سے مدال و ثابت ھی کہ یسوع مسیح سب کی نجات کا واسطہ
اور سبب ھی اور اُسکے دکھہ اور صلیبی موت جو اسنے ھمارے لیئے اپنے
اوپر قبول کیئے وھی اِس بات کے باعث ھوئے کہ خدا اُسکی خاطر اُن
لوگوں کے گناہ کی سزا سے جو یسوع مسیح پر ایمان لائے درگذرنا اور اُنھیں
ھمیشہ کی نیکبختی اور نجات کو پہنچانا ھی * اور یہہ بات کہ نجات
کی تعلیم انجیل میں اِس سے زیادہ بیان نہیں ھوئی جو کہ ھم نے ذکر
کیا خالی از حکمت نہیں بہر حال نجات کی یہہ تعلیم ایک ایسی
کسوٹی ھی جس سے صاف معلوم ھو جاتا کہ آیا آدمی اپنے دل کا احوال
پہچاننے اور معرفت الٰہی میں اُس مرتبہ پر جو خدا کی توفیق پانے کے
لیئے لازم ھی پہنچا ھی یا نہیں پس اگر کسی شخص نے نجات کی تعلیم
سنی یا پڑھی اور اُسے نا پسند کرکے شک و انکار میں پڑا تو یہی دلیل ھی
کہ اُس شخص نے ھنوز اپنے دل کا احوال بخوبی نہیں جانا اور ابھی تک
اپنے گناھوں سے خبردار ھوکر شرمندہ و پشیمان نہیں ھوا ھی پس ایسا
شخص اپنے خطرناک احوال کو نہیں سمجھا اور اپنی روح کی بیماری سے
بے خبر ھی جو گناہ کے سبب اُسکے دل میں سما گئی اور اُسے ابدی
ھلاکت میں ڈالیگی اور ایسی غفلت کے سبب وہ کسی چھڑانیوالے اور
حکیم علاج کرنیوالے کی تلاش میں نہیں ھی سو ایسے شخص کی نظر میں
مسیح کی نجات بیفائدہ اور بے مطلب معلوم دیتی ھی لیکن وہ شخص
جسنے اپنے دل کا احوال بخوبی جانا اور پہچانا ھو کہ اُسکا گناہ پروردگار کے
سامھنے کس مقدار اور کہاں تک برا اور زبون ھی اور اُسے اسکے سبب

هلاکت ابدی میں پڑنا ہوگا اور یہہ بھی معلوم کیا ہو کہ اپنے گناہ کی سزا سے کسی طرح اپنے تئیں نہیں چھڑا سکتا سو ایسے شخص کے لیئے یسوع مسیح کی نجات کی خبر ایک خوشخبری ہی جو اُسے ہر چیز سے زیادہ میٹھی لگتی ہی اور اُسکے دل کے لیئے جو گناہ کے بھاری بوجھہ سے زخمی ہو رہا ہی ایک صحت بخش مرہم ہی پس نجات کی تعلیم ایسے شخص کو جو ابھی تک اِس حال کو نہیں پہنچا اگر بے مطلب اور نکمّی لگے تو کچھہ تعجب نہیں کیونکہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جو شخص اپنی ہوا وہوس کے دریا میں ڈوبا اور دنیوی جھگڑوں گناہوں میں پھنسا ہو وہ اپنی عقل ناقص سے خداوند کے مطالب اور روحانی امور کو سمجھے اور اُنکی کُنہ کو پہنچ جائے چنانچہ انجیل میں بھی پہلے قرنتس کی ۲ فصل کی ۱۴ آیت میں ایسے آدمی کی نسبت یوں لکھا ہی کہ « نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتوں کو نہیں قبول کرتا کہ وے اُسکے آگے بیوقوفیاں ہیں اور نہ وہ اُنکو جان سکتا ہی کیونکہ وے روحانی طور پر بوجھی جاتی ہیں » اور اُسی مکتوب کی پہلی فصل کی ۱۸ آیت سے ۲۴ تک لکھا ہی کہ « صلیب کی بات ہلاک ہونیوالوں کے نزدیک بیوقوفی ہی پر ہم نجات پانیوالوں کے لیئے خدا کی قدرت ہی کیونکہ لکھا ہی کہ میں حکیموں کی حکمت کو نیست اور سمجھہ داروں کی سمجھہ کو ناپیدا کرونگا کہاں حکیم کہاں فقیہہ کہاں اِس جہان کا بحث کرنیوالا کیا خدا نے اِس دنیا کی حکمت کو بیوقوفی نہیں ٹھہرایا اِس لیئے کہ جب حکمت الہی سے یوں ہوا کہ دنیا نے حکمت سے خدا کو نہ پہچانا تو خدا کی یہہ مرضی ہوئی کہ منادی کی بیوقوفی سے ایمان والوں کو بچاوے چنانچہ یہودی کوئی نشان چاہتے اور یونانی حکمت کی تلاش میں ہیں پر ہم مسیح کی جو مصلوب ہوا منادی کرتے ہیں وہ تو یہودیوں کے لیئے ٹھوکر کھلانیوالا پتھر اور یونانیوں کے لیئے بیوقوفی ہی لیکن مسیح اُنکے لیئے جو بُلائے گئے ہیں کیا یہودی کیا یونانی خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہی کیونکہ

خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت پر غالب هی اور خدا کی کمزوری آدمیوں سے زورآور هی ٭ بس جس حالت میں چمگیدڑ آفتاب کی روشنی کو مکروه اور اپنی خاصیت کے تقاضا سے اُسکو بُرا جانکر دهوپ میں اُتر نهیں سکتی تو آفتاب کو کیا عیب لگ جائیگا اور اُسکے جلال میں کیا نقصان آجائیگا کیونکه اُسکا نور اور جلال تو سارے جهان میں روشن و ظاهر هی سو اسی صورت میں تو یهی طرح دیجانا که ایسا هی هو که مسیح کی نجات اُس شخص کو جس کا دل مغرور اور جس کی روحانی آنکهه اندهی اور چمگیدڑ کی سی خاصیت هی ناپسند آوے لیکن ایماندار روشن ضمیر کے لیئے مسیح کی نجات کی تعلیم معرفت حقیقی اور سعادت ابدی کا سبب هوگی ٭

قطع نظر اِن سب باتوں سے مسیح کی نجات کے وسیله سے خدا کی عدالت اور قدوسیت آدمیوں پر ایسی ظاهر و عیان هوئی هی که خدا کے اَور کاموں سے ویسی نهیں هوئی کیونکه اِس حالت میں که خدا نے آدمی کا گناه کسی اَور طریقه سے معاف نهیں فرمایا مگر اِسی طریق سے که یسوع مسیح جو بے گناه اور پاک و کامل تها گنهگاروں کی عوض دکهه اُٹهاکر مرگیا اور پهر جی اُٹها سو اِس بات سے سارے بنی آدم بلکه فرشتوں پر بهی بخوبی ظاهر و آشکار هو گیا که خداے مقدس کو گناه کس قدر ناپسند اور بد و زبون معلوم هوتا هی چنانچه جب تک گنهگار آدمی نجات دینیوالے سے نه ملا اور اُسکے وسیلے اپنے گناه سے خلاصی نپائی خدا کی رحمت اُس تک نهیں پهنچتی هی ۔ اور اِسکے سوا خدا نے یسوع مسیح کی نجات کے وسیله اپنی رحمت و محبت کو بهی آدمیوں پر بحد کمال ظاهر و بیان کیا کیونکه اُسی نجات سے بندوں پر اظهر من الشمس هو گیا که خدا نے آدمی کو ایسا پیار کیا که اُسنے چاها که گناه میں رهکر هلاکت ابدی میں پڑے بلکه اپنی بے پایان رحمت سے اپنے اِکلوتے بیٹے کو جو اُسکے جلال کا شعله اور اُسکے وجود کا سکه هی نجات کے واسطے آسمان سے زمین

پر پہنچا اور اُسنے اپنے دکھہ اور موت سے ایمان لانیوالوں کو گناہ سے چھڑاکر ہمیشہ کی زندگی کو پہنچایا اِس صورت میں مسیح کی نجات کی تعلیم بالکل اِس بات سے مطابق ہی کہ آدمی کو گناہ کی بُرائی سمجھاکر اُسکو گناہ سے برکنار رکھے اور احکام الٰہی کی متابعت پر مائل کرکے خدا کی محبت اور ایمان کی راہ میں مضبوط بناوے ٭

پوشیدہ نرہے کہ خدای تعالیٰ نے ساری مخلوقات کی طبیعت میں ایسا ٹھہرا دیا ہی کہ ایک شی کی موت اور تحلیل ہونا دوسری شی کی معاش و زندگی کا باعث ہوا کرے مثلاً چاروں عناصر کا تحلیل ہونا جمادات و نباتات اور حیوانات کے موجود ہونے اور بڑھہ جانے اور قوت پانے کا سبب ہی اور نباتات کا خرچ ہونا اور کھایا جانا بعضے حیوانات کی معاش اور قوت کا سبب اور بعض حیوانات کا مرنا بعض حیوانات کی معاش و زندگی کا باعث ہی اور اِسی طرح نباتات کا تحلیل ہونا اور حیوانات کا مرنا انسان کے بدن کے زندہ و بحال رہنے کا سبب ہی اور آدمیوں میں بھی اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ بعضوں کے نیک اعمال بعضوں کے فائدہ اور بھلائی کا سبب ہو جاتے ہیں پس درحالیکہ خدا نے انسان اور ساری موجودات کے درمیان یہہ قاعدہ مقرر کر دیا ہی تو آدمی اِسپر کیوں تعجب کرتا کہ یسوع مسیح کی موت اور اُسکے نیک اعمال و ثواب نجات کا سبب اور سعادت و حیات کا باعث ہوا ہی اور جس صورت میں کہ آدمی اُس قاعدہ کو جو خدا نے موجودات میں ٹھہرایا ہی دریافت نہیں کر سکتا تو اگر نجات مسیح کی باطنی کیفیت بھی نجان سکے تو کیا تعجب ہی ٭ اور اگر کوئی غرور و پندار کی راہ سے صرف اُتنی ہی بات کو مانے جتنی اُسکی عقل میں آئی تو ایسے آدمی کو چاہیئے کہ خدا کا اور اپنا اور سب اشیا کا انکار کرے کیونکہ آدمی میں اِتنی طاقت نہیں جو اپنی عقل ناقص سے خدا کو اور اپنے تئیں اور ہزارہا موجودات کے وجود کی باطنی کیفیت کو جان سکے حال آنکہ ان سب کا موجود

هونا ظاهري آثار سے ثابت هی اور ایساهي خدا کے کلام کے آثار سے واضح و آشکار هی که مسیح کے وسیلے سے آدمي کے لیئے گناه کا کفاره اور نجات ابدی حاصل هوئی * اور هرچند که نجات کی باطنی کیفیت کو عقل دریافت نهیں کرسکتی لیکن ایماندار آدمی اپنے دل میں مسیح کی نجات کي قوت و قدرت سے خبردار هو سکتا هی اِس سبب سے که مسیح کی نجات ایک ایسی دوا هی جو حکیم مطلق نے گناه کي بیماری سے شفا پانے کے لیئے هر آدمي کے واسطے طیّار کی هی پس اگر آدمی اپنے اُس طبیب یعنی خدا پر بهروسا کرکے اِس دوا کو پی لے تو ضرور اپنی باطنی بیماری سے شفا پاکے آرام دلی حاصل کریگا اور حقیقی نیکبختی کو پهنچ جائیگا پس جیسے که کوئی بیمار کسي طبیب کی دوا سے اچها هوکے یقین کرتا هی که طبیب نے اُسے خوب دوا دی ایسے هی ایماندار بهي مسیح کے وسیله گناه کي بیماری سے شفا پانے کے سبب یقین کلّی جانتا هی که یهه دوا جو آدمی کی روح کی شفا کے لیئے انجیل میں مقرر هوئی هی اچهي اور خدا کی طرف سے هی پس یهه شفا مسیح کي نجات کی حقیقت پر ایک روشن دلیل هی اور مسیح کی نجات جس کیفیت سے که انجیل میں بیان هوئی هی انجیل کے من جانب الله هونے پر ایک کامل دست آویز هی کیونکه ایسی نجات کے موجود کرنے پر صرف خدا هي قادر هی اور بس *

چوتهي فصل

اِس بات کے بیان میں که آدمي یسوع مسیح کی نجات کے فیض کو کیونکر پهنچ سکتا هی

اب ای مطالعه کرنیوالے هم اِس فصل میں تجهپر خدا کے کلام سے یهه مطلب بیان و ثابت کرینگے که یسوع مسیح کي نجات کے میوے تو کس

طرح جکھہ سکیگا اور اُسکے وسیلے حیات جاودانی تک کیونکر پہنچ جائیگا اور خدا کی اُس نعمت و بخشش میں جو مسیح نے آدمی کے لیئے طیّار و موجود کی ھی کس طریق سے تو شریک ھوسکیگا ×

وہ وسیلہ جس سے آدمی مسیح کی نجات کی ساری نعمتوں سے فیضیاب ھو جاتا ھی انجیل کے بموجب یسوع مسیح پر ایمان لانا ھی جیسا کہ اعمال کی ۱۶ فصل کی ۳۱ آیت میں ذکر ھوا ھی کہ پاؤل اور سیلاس نے قیدخانہ کے داروغہ سے کہا کہ ٭ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا کہ تو اور تیرا گھرانا نجات پاویگا × اور پھر پہلے یوحنا کی ۳ فصل کی ۲۳ آیت میں مذکور ھی کہ × اُسکا (یعنی خدا کا) حکم یہہ ھی کہ ھم اُسکے بیٹے یسوع مسیح کے نام پر ایمان لاویں × اور پھر مرقس کی ۱۶ فصل کی ۱۶ آیت میں لکھا ھی کہ × جو کہ ایمان لاتا اور بپتسما پاتا ھی نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اُسپر سزا کا حکم کیا جائیگا × لیکن مسیح پر ایمان لانا صرف یہی نہیں ھی کہ تو خدا کے کلام یعنی کتب عہد عتیق و جدید کو برحق جانے اور اُنکے امر و نہی اور تعلیمات اور تہدیدوں سے آگاہ ھو جاوے اور بس بلکہ ایمان یہہ ھی کہ تو اِس کلام پر متوجہ ھوکر بخوبی تمام اِس بات کو سمجھے کہ خدا کے حضور تو کس قدر گنہگار ھی اور اپنے گناھوں سے پشیمان ھو اور بالیقین جانے کہ تیرا اور کل عالم کا شفیع وھی یسوع مسیح ھی اور بس اور خداے تعالیٰ اُسی کی خاطر تیرے سارے گناہ معاف کرکے سعادت ابدی کو تجھے پہنچائیگا اور تیرا قصد و کوشش یہہ ھو کہ گناہ سے کنارہ کرکے سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھے اور اُسکے حکم پر چلے پس جب کہ تیرا حال اِس طریق پر ھوگا تو تو نے وہ ایمان جو انجیل کے موافق نجات کا سبب ھی حاصل کرلیا ... مگر آدمی اِس ایمان کو اپنے بل بوتے سے حاصل نہیں کر سکتا بلکہ خدا اُسے عنایت فرماتا ھی جیسا کہ انجیل میں یوحنا کی ۶ فصل کی ۲۹ آیت میں اِسی امر کی بابت لکھا ھی کہ × یسوع نے جواب میں

اُنہیں (یعنی یہودیوں کو) کہا خدا کا کام یہہ ہی کہ تم اُسپر جسے اُسنے بھیجا ایمان لاؤ * پھر پہلے قرنتس کی ۱۲ فصل کی ۳ آیت میں لکھا ہی کہ * کوئی بغیر روح قدس کے یسوع کو خداوند کہہ نہیں سکتا ہی * یعنی کوئی آدمی یسوع مسیح پر ایمان نہیں لا سکتا مگر روح القدس کی مدد سے اور پھر یوحنا کی ۱۶ فصل کی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ آیتوں میں مسطور ہی کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ * ہنوز بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم اُنہیں برداشت نہیں کرسکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاویگا اِس لیئے کہ وہ اپنی نہ کہیگا لیکن جو کچھہ وہ سنیگا سو کہیگا اور تمہیں آیندہ کی خبر دیگا میری ستایش کریگا اِس لیئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگا اور تمہیں دکھائیگا * اِس صورت میں خدا نے اپنی بےپایان محبت سے گنہگاروں کے لیئے نہ صرف نجات کو موجود کیا ہی اور بس بلکہ اِس نجات کے حاصل کرنے کو روح القدس کی مدد بھی دی ہی کیونکہ جس وقت کوئی شخص مسیح کی خبر اور اُسکی نجات کی بات کو سنتا یا پڑھتا اور دل سے اُسکی طرف متوجّہ ہوتا ہی اُس وقت اگر وہ خود نہیں روکتا تو روح القدس مسیح کا ایمان اُسکے دل میں ڈالدیتا ہی سو اِس حال میں جس قدر کہ آدمی مسیح کی نجات کا محتاج ہی اُسی قدر اُس نجات کے حاصل کرنے کے لیئے روح القدس کی مدد کا بھی محتاج ہی *

اگر تو سوال کرے کہ یہہ مدد کرنیوالا جو روح القدس کہلاتا اور یسوع مسیح کو آدمی کے دل میں بیان و عیان کرتا اور اُسکو ایمان پر پہنچاتا ہی کون اور کس مرتبہ میں ہی تو اِس سوال کا جواب انجیل کی آیتوں کے موافق یہہ ہی کہ روح القدس کی بابت اعمال کی ۲ فصل میں جو کچھہ مذکور ہی اُسکو تو پڑھکر خبردار ہو جائیگا اور مسیح نے بھی متی کی ۲۸ فصل کی ۱۹ آیت میں خود حواریوں سے فرمایا ہی کہ * تم جاکے

سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دیکے شاگرد کرو ۔ اِس آیت کے موافق اُن شخصوں کو جو انجیل کے معتقد ہیں لازم ہی کہ جیسا باپ اور بیٹے کے نام سے ویسا ہی روح قدس کے نام سے بھی بپتسما پاویں اور جیسے کہ باپ بیٹے کی اِطاعت قبول کی ہی ایسا ہی روح القدس کی اِطاعت بھی قبول کریں اور اُس آیت میں روح القدس باپ اور بیٹے کے ساتھہ ایسا برابر ٹھہرایا گیا ہی کہ ذرا بھی تفاوت نہیں رہا پھر اعمال کی ۵ فصل کی ۳ و ۴ آیتوں میں پطرس حواری نے حنانیا نامی ایک شخص سے کہا کہ ۔ اے حنانیا کیوں شیطان تیرے دل میں سمایا کہ روح القدس سے جھوٹھہ بولے اور زمین کی قیمت میں سے کچھہ رکھہ چھوڑے کیا یہہ جب تک تیرے پاس تھی تیری نہ تھی اور جب بیچی گئی تیرے اختیار میں نہ تھی تو نے کیوں اِس بات کو اپنے دل میں جگہہ دی تو آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹھہ بولا ۔ پس اِن آیتوں میں روح القدس خدا کہا گیا اِس تفصیل سے کہ پطرس حواری نے روح قدس کی بابت حنانیا سے کہا کہ تو آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹھہ بولا اور پہلے قرنتس کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں روح القدس سے مراد رکھکر کہا گیا ہی کہ ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کے ہیکل ہو اور خدا کا روح تم میں بستا ہی ۔ پس درحالیکہ خدا کا روح یعنی روح القدس ایمانداروں کے دل میں رہتا ہی اور اِسی جہت سے وے لوگ خدا کے ہیکل کہلاتے ہیں تو ظاہر ہی کہ روح القدس خدائی کے مرتبہ میں ہی اور اِسی مکتوب کی ۲ فصل کے ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں روح القدس کی بابت کہا ہی کہ ۔ روح ساری چیزوں کو بلکہ خدا کی عمیق باتوں کو بھی دریافت کرلیتا ہی کہ آدمیوں میں سے کون آدمی کی باتیں جانتا ہی مگر آدمی کی روح جو اُس میں ہی اِسی طرح خدا کے روح کے سوا خدا کی باتیں کوئی نہیں جانتا ۔ پس اِن آیتوں سے ظاہر ہی کہ جس طرح اِن ایسے ہی روح القدس بھی انجیل میں خدا کہا گیا اور الوہیت

کے مرتبہ میں گنا گیا ھی چنانچہ دوسرے قرنتیس کی ۱۳ فصل کی ۱۴ آیت میں بھی اِسی مطلب کا اشارہ ہوا اور لکھا ھی کہ * خداوند یسوع مسیح کا فضل اور خدا کی محبت اور روح القدس کی رفاقت تم سبھوں کے ساتھہ ہووے آمین * دیکھو اِس آیت میں بھی روح القدس اب و اِبن کی طرح فضل و نعمت کا سرچشمہ ٹھہرکر اب و اِبن کے ساتھہ برابر و متساوی ہو گیا ھی *

اِس صورت میں خدا نے اپنے کلام میں ہم گنہگاروں سے جو رحمت و نجات اور روح کی مدد کے محتاج ہیں اپنی ذات پاک کو مقدس و مہربان باپ کے نام پر بیان فرمایا ھی اور اگرچہ خدا اپنی پاکیزگی کے سبب گناہ سے نفرت کرتا اور گنہگار کو قبول نہیں فرماتا لیکن اپنی بڑی محبت و مہربانی کے سبب ازل سے انسان کی نجات کو مصلحت جانا اور مقرر فرمایا ھی اور پھر خدا نے اپنے تئیں نجات دینیوالے بیٹے کے نام سے بیان کیا ھی جسنے معین وقت میں انسانیت اپنے اوپر قبول کی اور اذیّت اور موت کے دکھہ اُوٹھاکے گنہگاروں کے لیئے نجات کو موجود کیا اور پھر آپ کو مدد کرنیوالے اور تقدس کو پہنچانیوالے روح القدس کے نام پر بیان کیا ھی کہ وہ آدمی کو جو گناہ کے سبب خدا کے کاموں میں اندھا ہو رہا اور حقیقت پانے کی طاقت نہیں رکھتا اُبھارکے کلام انجیل کے ذریعہ سے اُس مرتبہ پر پہنچاتا ھی کہ ایمان لاکر خدا کو اور یسوع مسیح کو بخوبی پہچانے اور ہمیشہ کی نیکبختی کو پہنچے اور مسیحیوں کے عقیدہ میں اِس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں اور انجیل کی تعلیم کے بموجب ذات الٰہی کے اِس باریک بھید کی بابت جو کہہ سکتے ہیں سو یہہ ھی کہ اب و اِبن و روح القدس یعنی باپ بیٹا اور روح قدس ایک ذات واحد ھی نہ ایسا کہ تین بلکہ حقیقت میں صرف ایک ھی خدا ھی اور اب و ابن و روح القدس میں فرق و امتیاز ھی مگر نہ ایسا کہ وحدانیت میں کچھہ نقص و خلل آ جائے اور اگر تو کہے کہ اِن مطالب

کا اِس طور پر ہونا کیونکر ممکن ہی تو ہمارا جواب یہہ ہی کہ خدا نے اپنے کلام میں اپنے تثلیث کو یوںہیں بیان کیا ہی سو آدمی کو بے مطالب جیسے کہ لکھے ہیں مان لینا واجب ہی پس درحالیکہ صورت یہہ ہی تو آدمی کی کیا طاقت جو خدا کے ساتھہ بحث کرے * اور جس حالت میں کہ خدا نے اپنی ذات پاک کے جلال کو زیادہ اُس سے جو مذکور ہوا اپنے کلام میں بیان کرنا لازم نہیں جانا اور اُس علاقہ کو جو اب و اِبن و روح القدس میں باہم ہی زیادہ بیان اور تفصیل نہیں کیا بس ہمیں بھی جرأت نہیں کہ ذات الہی کے اُس باریک بھید کو تفصیل دیں مگر انجیل کے موافق اُسکی بابت اِتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ بیٹے کی ہستی و وجود باپ میں مخفی اور پوشیدہ ہی اور روح القدس کی ہستی و وجود باپ اور بیٹے دونوں میں مخفی و مستور ہی جیسا کہ خود مسیح نے یوحنا کی ٥ فصل کی ۲۶ آیت میں فرمایا ہی کہ * جس طرح باپ آپ میں زندگی رکھتا ہی اُسی طرح اُسنے بیٹے کو دی ہی کہ آپ میں زندگی رکھے * اور یوحنا کی پہلی فصل کی پہلی آیت میں بیٹے کو کلمۃ اللہ کہا ہی جیسا کہ مرقوم ہی کہ * ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھہ تھا اور کلمہ خدا تھا * پس ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ بیٹے کی ذات باپ کی ذات میں مخفی اور پوشیدہ ہی اور وہ ازلی علاقہ جو بیٹے کو باپ کے ساتھہ ہی سو ایک ایسے علاقہ اور رابطہ کی مانند ہی جو کلمہ فکر کے ساتھہ اور فکر اِنسان کی روح کے ساتھہ رکھتی ہی یعنی جیسے کہ کلمہ فکر میں اور فکر روح میں مخفی ہی اور اِسی سے ظاہر ہوتی دراصل کی نسبت روح کے مانند ایک ہی یوںہیں بیٹا بھی باپ میں ہی اور ازل سے اُسی سے مولد و ظاہر ہوا لیکن درحقیقت میں باپ کے ساتھہ ایک ہی اور جیسے کہ آدمی کی روح جو نادیدنی ہی اپنے تئیں فکر و کلمہ میں صورت اور شکل میں لاتی ہی اور اسی وسیلہ سے اپنے تئیں ظاہر و بیان کرتی ہی اِسی طرح خدائے لایدرک و نادیدنی نے بھی اپنے تئیں بیٹے میں یعنی اپنے

ازلی کلمه میں تعبیر اور تصویر کرکے ظاهر و بیان کیا هی تاکه اِس کلمه کے
وسیله سے ماسوا یعني ساری مخلوقات کو پیدا کرکے اپنے نئیں خلقت میں
ظاهر و عیان کرے اور بیٹے یعنی اُسی کلمه کے وسیله سے لوگوں کی فهم و
خیال کے قریب و نزدیک هو جائے اور اِنهیں باتوں کي رو سے یسوع مسیح
جیسا که انجیل میں بیان هوا خدا کے جلال کی رونق اور اُسکی ماهیت کا
نقش اور اندیکهه خدا کي صورت هی اور الوهیت کا سارا کمال اُس
میں مجسم هو رها اور ساری مخلوقات سے پهلے متولد هوا یعنی خدا کي
ذات پاک سے ظهور کیا چنانچه یهه مطلب عبرانیوں کي پهلی فصل کي
۳ آیت میں اور کلسیوں کي پهلی فصل کي ۱۵ آیت اور ۲ فصل کي ۹
آیت میں لکها هی اور اِسی سبب سے خود مسیح نے بهی فرمایا هی که
باپ کو کوئي نهیں جانتا مگر بیٹا اور وه جس پر بیٹا اُسے ظاهر کیا چاهتا
اور پهر که کوئی بغیر میرے وسیلے کے باپ پاس آ نهیں سکتا هی یعني
بیٹا وسیله هی خدا کو پهچاننے کا اور قرب الهی حاصل کرنے کا جیسا که یے
باتیں متي کي ۱۱ فصل کي ۲۷ آیت اور یوحنا کی ۱۴ فصل کي ۷ آیت
میں لکهي هیں لیکن اِس لیئے که لوگ گمان نکریں که شاید باپ اور
بیٹا دونوں الگ الگ خدا هوں پس ایسے باطل گمان کو دور کرنے کے واسطے
مسیح نے خود فرمایا هي که میں اور باپ ایک هیں جسنے مجهے دیکها
باپ کو دیکها هی اور اے باپ سب چیزیں میري تیري اور تیري میری
هیں تاکه سب جس طرح سے که باپ کی عزت کرتے هیں بیٹے کي عزت
کریں چنانچه یے باتیں یوحنا کي ۱۰ فصل کي ۳۰ آیت میں اور ۱۴ فصل
کی ۹ آیت میں اور ۱۷ فصل کي ۱۰ آیت میں اور ۵ فصل کی ۲۳ آیت
میں لکهي هیں پس مذکوره آیتوں کے بموجب خدا کي چهپي اور پوشیده
ذات کا کاشف یعني ذات کا ظاهر کرنیوالا بیٹا هی اور وه ساری قدرت
و کمال اور حکمت و جلال میں باپ کے ساتهه ایک اور برابر هی اور باپ

اور روح القدس سمیت وهي خداے واحد و حقیقی هی که اُسے همیشه شکر و تعریف هوجیو ×

پوشیده نرهے که انسان کی ناقص عقل قیاس و گمان کے زور سے ذات الهي کے کم و کیف کو نهیں پهنچ سکتي اور اُسے کما حقهٗ دریافت نهیں کر سکتي کیونکه اُس پاک ذات کي مثل و مانند اِس خاکي عالم میں نهیں پائي جاتی هی مگر ذات الهي کی وه خصوصیت جسے تثلیث کهتے هیں اُسکي ناقص سی تشبیه البته موجودات میں بیان هوتي هی اور آدمي بهي اِس تثلیث کا ایک قسم کا نمونه اپنے وجود میں رکهتا هی چنانچه اُسکا وجود مبنی هی اول روح پر جس سے وجود باطنی مراد هی اور جسکی نسبت آدمي تکلیف کا محتاج و قابل هی دوسرے جان پر جو روح و بدن کے درمیان اور نفس ناطقه سے مراد هی اور تیسرے بدن پر اور باوجود اِسکے پهر آدمي ایک هي شخص هی اور اِسي طرح نور و نار وغیره میں بهي تثلیث کي ایک قسم کي تشبیه و نمونه دیکهنے میں آتا هی سو اگرچه یے سب مثالیں تثلیث کی تفصیل کے لیئے کافي نهیں پهر اِتنا هی که فکر کرنیوالا انهیں کي رو سے تثلیث في التوحید کا ممکن هونا خیال میں لاسکتا هی لهذا نور کی مشابهت کو جو خدا کی ذات کے ساتهه هی اِس مقام پر بیان کرنیکے اِس تفصیل سے که کتب مقدسه میں بهی نور کے ساتهه خدا کی تشبیه هوئی هی جیسا که پهلے یوحنا کی پهلی فصل کي ۵ آیت میں مذکور هی که × خدا نور هی اور اُس میں تاریکي ذره بهي نهیں × اور ۱۰۴ زبور کی ۲ آیت میں مرقوم هی که × وه نور کو پوشاک کي مانند پهنتا هی اور آسمان کو پردے کی مانند پهیلاتا هی × الحاصل نور اور نار کو جو سب عناصر سے پاک و خالص هیں اور هر ایک چیز میں اُنکي تاثیر جاری هی خدا کے حضور و تقدس کے ساتهه ایک واضح و آشکارا تشبیه هی اور هرچند که نور و نار اور اُسکي تاثیر کی قوت هر ایک چیز کے اجزا میں ظاهر و روشن هوتی هی تو بهي اُسکی اصل ذات کي

ماهیت انسان کی عقل میں نہیں آتی مگر اپنی چمک اور گرمی کے سبب سے انسان پر ظاہر و معلوم ہوتی ہی چنانچہ اُسکی چمک اور گرمی انسان میں اثر کرکے وہ اِس طرح سے نور و نار کے وجود سے جو چمک اور گرمی میں پوشیدہ هی آگاہ ہو جاتا هی اور پھر وهی چمک و تپش نور و نار کی ذات کی تشبیه اور تصویر هی جسکے وسیلہ سے آگ اور نور کا هونا هم دریافت کرلیتے هیں اور نہیں کہہ سکتے کہ آگ کی چمک و تپش میں جو آگ کو ظاہر کرتی هی اور خود آگ میں جس سے چمک و تپش ظاہر هوتی کچھہ فرق و تفاوت نہیں هوتا مگر تسپر بھی وے دونوں باهم مساوی اور ایک هیں یہاں تک کہ چمک آگ میں هی اور آگ چمک میں اور غور کی بات هی کہ اگرچہ چمک آگ سے ظہور و خروج کرتی هی تو بھی وقت میں کچھہ ایسا فرق و تفاوت نہیں کہ آگ چمک سے پہلے اور چمک آگ سے پیچھے هوتی هو کیونکہ آگ کسی وقت بغیر چمک اور تپش نہیں اور هرچند کہ آگ کی تپش هر وقت نظر نہیں پڑتی تو بھی آگ یا گرمی بے چمک و تپش نہیں هی کس واسطے کہ آگ یا گرمی کا ظہور و تاثیر چمک و تپش هی سے هیٓ اور پھر آگ کی چمک سے وہ قوت جو نور بخشتی اور گرمی دیتی هی الگ هی اور یہہ بھی آگ کی ذات میں هی اور چمک و تپش کے وسیلہ سے ظاہر هوتی اور اگر یہہ قوت نار اور نور میں نہوتی اور آدمی پر اثر نکرتی تو چمک کا دیکھنا اور آگ کے وجود سے خبردار هونا آدمی کو محال هوتا الحاصل اِن مجازی علاقوں کو جو آگ اور چمک اور گرمی کی قوت میں هیں اُس روحانی علاقہ کے ساتھہ جو اب و اِبن و روح القدس کے درمیان هی ایک تشبیه اور تمثیل کر سکتے هیں اِس طور سے کہ جیسا آگ کے وجود میں آگ کی ذات اور اُسکی چمک اور گرمی میں ایک اصلی تفاوت و فرق هی مگر اُس فرق و تفاوت سے عنصر مذکور کا اِتحاد باطل نہیں هوتا اِسی طرح ذات الہی کو اب و اِبن و روح القدس کے ساتھہ تعبیر و بیان کرنے

سے وحدت ذات باطل نہیں ہوتی اور نہ اُس میں کچھ قصور پڑتا ہی پھر جیسے کہ آگ اور نور صرف چمک و تپش سے اپنے تئیں ظاہر کرتی اور تاثیر دکھلاتی ہی اِسی طرح اب بھی صرف اِن میں اور اِن کے وسیلے سے اپنے تئیں ظاہر و بیان کرتا اور فاعل ہوتا ہی اور جیسے کہ نور و گرمی کی قوت سے جو چمک و تپش میں ہی آنکھ چمک کو قبول کرتی اور دیکھتی ہی اور اِس طرح آدمی آگ کے وجود سے خبردار ہوتا ہی یونہیں انسان روح القدس کی تاثیر سے جو منور کرنیوالا اور حیات کو پہنچانیوالا ہی بیٹے کو اور بیٹے میں باپ کو پہچان اور پا سکتا ہی * لیکن یہ تشبیہ اور تمثیلیں اگرچہ خیال کو خدا کی ذات پاک میں کچھ دخل دیتی اور وحدت میں تثلیث کا اِمکان خیال میں لاتی ہیں تو بھی ناقص ہیں اور ممکن نہیں کہ آدمی اُنکی مدد سے ذات پاک کے باریک بھیدوں کو کاملاً تفصیل و بیان کرے پس اُس بندہ کو جو غور و فکر کرکے خدا کی ذات پاک کے دریا میں ڈوب رہا ہی لازم ہوگا کہ سکوت کا شیوہ اِختیار کرے سو ہم بھی سکوت اِختیار کرکے اپنے اُس خداوند کی بندگی کرتے ہیں جو تمامی اشیا کو دریافت کرتا اور آپ کسی کی دریافت میں نہیں آتا اور سارے ذرّات کو دیکھتا اور آپ نہیں دیکھا جاتا اور کل موجودات پر قادر اور خود کسی کی قدرت اور بس میں نہیں لیکن اِس سبب سے کہ اُسنے ہم گنہگاروں پر نہایت رحم کرکے ہمیں نجات دینے اور نیکبخت کرنے کے لیئے اپنے تئیں اپنے کلام میں خدا باپ کے نام سے عادل و رحیم اور نجات مقرر کرنیوالا اور بیٹے کے نام سے گناہ اور شیطان سے چھڑانیوالا اور روح القدس کے نام سے مقدس اور کامل کرنیوالا بیان کیا ہی پس اِس جہت سے ہم نہایت خوشی اور کمال عاجزی سے اُس واحد و قدیم اور عادل و رحیم کی بندگی اور شکرگذاری کرتے ہیں اس حالت میں اگرچہ ہم اس بھید کے دریافت کی طاقت نہیں رکھتے لیکن بن دیکھے ایمان لاتے اور اسکو قبول کرتے پر راضی ہیں کیونکہ ہم خدا

کی ذات پاک کے اِسی بیان سے اُسکی رحمت و محبت دریافت کرتے ہیں اور اِس محبت کے مزہ‌دار میوے چکھہ سکتے اور خوشحال و نیکبخت ہو سکتے ہیں اور اگر اِسی طور پر جو مذکور ہوا ہم ایمان لاویں تو نجات اور خدا کا تقرب حاصل کرکے اُن چیزوں کو جو دنیا میں ہم سے چھپی ہیں عقبیٰ میں کُھلا کُھلی دیکھکر دریافت کرلینگے ۔

لیکن ہرچند کہ انسان اپنی عقل سے روح‌القدس کی ذات کی کیفیت دریافت نہیں کر سکتا تو بھی جیسے حواری اور آوٗر ہزاروں لاکھوں آدمی نے انجیل پر ایمان لاکر روح‌القدس کی تاثیرات کو اپنے دل میں دیکھا اِسی طرح ہم بھی اور ہر ایمان لانیوالا اپنے دل میں جان لیگا کہ روح‌القدس یسوع مسیح پر ایمان لانیکے لیئے اِعانت و اِمداد کرتا ہی اور اِس بات کے بیان میں کہ روح‌القدس کیونکر آدمی کے تئیں ایمان کو پہنچاتا ہی خود یسوع مسیح نے یوحنا کی ۱۶ فصل کی ۸ آیت سے ۱۱ تک اِس طرح فرمایا ہی کہ ؎ وہ (یعنی روح‌القدس تسلی دینےوالا) جب آویگا تو جہان کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے ملزم ٹھہرائیگا گناہ سے اِس لیئے کہ وے مجھہ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اِس لیئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر ندیکھوگے عدالت سے اِس لیئے کہ اِس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہی ؎ پس جو کوئی انجیل کا کلام بغور سنیگا یا پڑھیگا روح‌القدس اُسکے باطنی حال و احوال کو جیسا کہ ہی اور انجیل میں مرقوم ہوا ہی اُسپر معلوم و بیان کردیتا اور آدمی کو اِس بات پر اِلزام دیتا ہی کہ خدا کے حکموں کو پورا نکیا اور خدا کے سامھنے کس قدر گنہگار ہی اور پھر یہہ بھی اُس پر ظاہر کردیتا ہی کہ عادل و مقدس خدا گنہگاروں کے حق میں محض یسوع مسیح کے سبب غفور و رحیم ہی اور جب تک آدمی یسوع مسیح پر ایمان نہیں لاتا خدا اُسکو نہیں بخشتا اور اُس سے خوشنود ہوکر قبول نہیں کرتا بلکہ ایسا آدمی اپنے گناہوں کے عذاب میں گرفتار ہوگا علاوہ اِسکے روح‌القدس اِس بات پر

بھی آدمی کو اِلزام دیتا ھی کہ یسوع مسیح پر ایمان نہ لانیکے سبب گمراہ رھا اور اسکو اِسي بے ایمانی اور گنہگاری سے قلباً نادم و پشیمان کرکے مسیح کي نجات کی طرف کھینچتا ھی اور خدا کے حکم پورے کرنے کا شوق دلاتا ھی پس اِسي طرح روح القدس آدمي میں دلی احوال پہچاننے اور حقیقی پشیمان ہونے کو عمل میں لاتا ھی جیسا کہ اعمال کي ۲ فصل کی ۳۷ آیت میں لکھا ھی کہ ٭ جب انہوں نے (یعنی یہودیوں نے) یہہ سنا (یعنی یسوع مسیح کي خوشخبري کو سنا) تو اُنکے دل چھد گئے اور پطرس اور باقی رسولوں سے کہا کہ ای بھائیو ہم کیا کریں (یعنی نجات پانے کے لیئے ہم کیا کریں) ٭ اور پھر لوقا کی ۱۸ فصل کي ۱۳ آیت میں ذکر ھوا ھی کہ ٭ اُس محصول لینے والے نے دور سے کھڑا ھوکے اِتنا بھی نچاھا کہ آسمان کي طرف آنکھ اٹھاوے بلکہ چھاتی پیٹتا اور کہتا تھا کہ ای خداوند مجھہ گنہگار پر رحم کر ٭ پس ایسي توبہ جو خدا کي درگاہ میں مقبول ھو سو یہہ ھی کہ آدمي اپنے گناھوں کو سمجھکر اور نادم و پشیمان ھوکر اُنسے خلاصی پانے کي فکر میں رہے اور کامل یقین سے اپنے دل میں اقرار کرے کہ سوائے یسوع مسیح کے کسی میں ایسی قدرت نہیں جو مجھے میرے گناھوں کے عذاب سے چھڑا سکے ٭ ٭ اور یہہ توبہ جو روح القدس کی تاثیر سے عمل میں آتی ھی آدمي کو یسوع مسیح پر ایمان لانیکی طرف کھینچتی ھی اور اِسی ایمان سے آدمي اُس نیکبختي کا شریک ھوتا ھی جو یسوع مسیح کی نجات میں موجود ھی جیسا کہ یوحنا کی ۳ فصل کی ۱۴ و ۱۵ آیتوں میں مذکور ھی کہ ٭ جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں بلندی پر رکھا اُسي طرح سے ضرور ھی کہ ابن آدم بھي اُٹھایا جاے تاکہ جو کوئي اُسپر ایمان لاوے ھلاک نہووے بلکہ ھمیشہ کی زندگي پاوے ٭ پھر رومیوں کی تیسري فصل کی ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں مرقوم ھی کہ ٭ یہہ خدا کي وہ راستبازی ھی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب کے لیئے ھی اور سب ایمان لانیوالوں کو ملتی کیونکہ کچھہ فرق

نہیں اِس لیئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں سو وے اُسکے فضل سے اُس مخلصی کے سبب جو مسیح یسوع سے ہی مفت راستباز گنے جاتے ہیں * پس جس شخص میں کہ ایسا ایمان ہو ظاہر ہی کہ اُسنے گناہوں کی معافی اور راستبازی الہی اور خدا کی قبولیت حاصل کی یعنی خدای تعالی مسیح کی خاطر اُسکے گناہ بالکل معاف کرکے اُسے ایسا گنتا ہی کہ گویا اُس سے کوئی گناہ نہیں ہوا اور احکام الہی اُسنے سب کے سب پورے کیئے اور اِسی جہت سے خدا اپنی رضامندی اُسکے شامل حال کرتا ہی اور وہی شخص ابدی نیکبختی اور جلال کا وارث ہوگا اور وہ وہم اور ڈر جو پہلے اپنے گناہوں کی سزا کے سبب اپنے دل میں رکھتا تھا اور کبھی کبھی ایک بڑے بوجھہ کی طرح اسے بھاری لگتے تھے دور ہوکر اسکے دل کی سیاہی نور سے بدل گئی ہی اور آرام و راحت نے اُسکے دل میں ایسی جگہہ پکڑی ہی کہ پھر خدا سے وحشت نکریگا بلکہ یقین کے ساتھہ جان لیگا کہ خدای تعالی مسیح کے وسیلہ باپ کی مانند اُسپر مہربان ہی اور گناہ جو پہلے اُسے پیارا تھا اب بُرا اور دشمن جانکر صرف اِس فکر میں ہی کہ خدا کے حکم بجالاوے اور اِس بات پر حد سے زیادہ خوش و خرّم ہی اور اِسی راہ سے اُسنے جان لیا کہ جو کچھہ انجیل میں یسوع مسیح کی نجات کے نتیجوں اور پھلوں کے واسطے ذکر ہوا ہی سب حق ہی جیسا کہ اِس مطلب کی بابت رومیوں کے ۵ باب کی پہلی اور دوسری آیتوں میں لکھا ہی کہ * جب ہم ایمان کے سبب راستباز ٹھہرے تو ہم میں اور خدا میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے میل ہوا اور اُسی کے وسیلے سے ہم اُس فضل میں جسپر قائم ہیں ایمان کے سبب دخل پاتے اور خدا کے جلال کی اُمید پر گھمنڈ کرتے ہیں " پھر اُسی مکتوب کی ۸ فصل کی ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ آیتوں میں لکھا ہی کہ * تم نے غلامی کا روح نہیں پایا کہ پھر ڈرو بلکہ لیپالک ہونے کا روح پایا جس سے ہم آبا یعنی ای باپ پکار پکار کہتے ہیں وہی روح ہماری روح کے ساتھہ

گواهی دیتا که هم خدا کے فرزند هیں اور جب فرزند هوئے تو وارث بهی یعنی خدا کے وارث اور میراث میں مسیح کے شریک بشرطیکه هم اُسکے ساتهه دکهه اُٹهاویں تاکه اُسکے ساتهه جلال بهی پاویں کیونکه میری سمجهه میں اِس وقت کے دکهه درد اِس لائق نهیں که اُس جلال کے جو هم پر ظاهر هونیوالا هی مقابل هوں « + بس وہ تغئیر و تبدیل جو روح القدس ایماندار کے دل میں عمل میں لاتا هی وهی رجوع اور توجه خدا کی طرف هی جسکے سبب آدمی گناه کی پیروی سے دست بردار هوکر اور خدا سے نزدیک پاکر دل سے اُسکے حکموں کا تابعدار هونا هی یعنی روحانی زندگانی کی ابتدا اور نئی پیدایش پاتا هی اور یهه نئی پیدایش یسوع مسیح کے قول کے بموجب ضرور هی که هر شخص میں واقع هو تاکه خدا کی رضامندی اور آسمان کی بادشاهت کو پهنچ سکے جیسا که یوحنا کی ۳ فصل کی ۳ آیت میں خود مسیح نے نیقودیمس نامے ایک شخص سے خطاب کرکے فرمایا که « میں تجهه سے سچ کهتا هوں اگر کوئی سر نو پیدا نهو تو وہ خدا کی بادشاهت کو دیکهه نهیں سکتا ۔ « لیکن اِس طرح گناه سے پهرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا که نئی پیدایش بهی اِسی کا نام هی آدمی خود اپنی طاقت سے عمل میں نهیں لا سکتا بلکه یهه بهی یسوع مسیح پر ایمان لانیکی مانند خدا کا کام هی جو روح القدس کے وسیله سے آدمی میں عمل میں آتا هی جیسا که یرمیا پیغمبر کی ۳۱ فصل کی ۱۸ آیت میں ذکر هوا هی که ۔ اے خداوند تو مجهے پهرا تو میں پهرایا جاؤنگا کیونکه تو خداوند میرا خدا هی ۔ پهر یوحنا کی ۶ فصل کی ۴۴ آیت میں مسیح نے فرمایا هی که « کوئی شخص مجهه پاس آنهیں سکتا مگر یهه که باپ جسنے مجهے بهیجا هی اُسے کهینچ لاوے « اور افسیوں کی ۲ فصل کی ۸ و ۹ آیتوں میں مرقوم هی که ۔ تم فضل کے سبب ایمان لاکے بچ گئے هو اور یهه تمسے نهیں خدا کی بخشش هی یهه اعمال کے سبب سے نهیں هو که کوئی بڑائی کرے « « لیکن خدا کا اِراده یهه هی که هر

کوئی اُس ایمان اور توجه کو پہنچے جیسا که پہلے تیموتیوس کی ۲ فصل کی ۴ آیت میں لکھا هی که * خدا چاهتا هی که سارے آدمی نجات پاویں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں * اور دوسرے بطرس کی ۳ فصل کی ۹ آیت میں ذکر هی که * خداوند کسی کی هلاکت نہیں چاهتا بلکه چاهتا هی که سب توبه کریں * اور حزقئیل پیغمبر کی کتاب کے ۳۳ باب کی ۱۱ آیت میں مرقوم هی که * تو اُن سے کہه که خداوند خدا فرماتا هی که میری حیات کی قسم هی که میں شریر کی موت نہیں چاهتا بلکه یہه که شریر اپنی راه سے پھرے اور جیئے * اِس صورت میں کوئی آدمی نجات سے خارج و محروم نہیں هی یعنی جو شخص که فی الحقیقت مسیح کی نجات کا خواهشمند هی نجات پاسکتا هی صرف وه آدمی اُس سے محروم و مہجور رهیگا جو اپنے تئیں نه پہچانے اور دل کے غرور سے ایسا گمان کرے که گویا اِس نجات کی اُسے کچھه حاجت نہیں اور اِسی لیئے خدا کی درگاه میں ایمان و نجات ملنے کی دعا نہیں مانگتا بلکه روح القدس کی تحریکات کو بھی روک کر نہیں چھوڑتا که ایمان حقیقی تک اُسے پہنچاوے یعنی چونکه خدای تعالیٰ نے آدمی کو فاعل مختار پیدا کیا هی اِس جہت سے ایمان و نجات مذکوره کا چاهنا اور نچاهنا اُسکے اختیار میں اور روح القدس کی تحریکات و تاثیرات کو دل میں جگهه دینا اور ندینا اُسکے بس میں هی جیسا که لوقا کی ۱۱ فصل کی ۹ و ۱۰ آیتوں میں مرقوم هی که * یسوع مسیح نے کہا که مانگو تو تمھیں دیا جائیگا ڈھونڈھو تو پاؤگے کھٹکھٹاؤ تو تمھارے لیئے کھولا جائیگا کیونکه هر ایک جو مانگتا هی لیتا هی اور ڈھونڈھتا هی پاتا هی اور جو کھٹکھٹاتا هی اُسکے لیئے کھولا جائیگا * پھر یوحنا کی ۱۶ فصل کی ۲۳ آیت میں مذکور هی که مسیح نے فرمایا * که میں تم سے سچ سچ کہتا هوں تم میرا نام لیکے جو کچھه باپ سے مانگوگے وه تمکو دیگا * پھر اعمال کی ۷ فصل کی ۵۱ آیت میں یہودیوں کی نسبت لکھا هی * که ای سرکشو اور دل اور کان کے نامختونو تم هر

قوت روح قدس کا سامہنا کرتے ہو جیسے تمہارے باپ دادے تھے ویسے هی تم بهی هو * پھر یوحنا کی ۵ فصل کی ۴۰ آیت میں مذکور هی که * مسیح نے یہودیوں سے کہا که ، تم نہیں چاهتے که مجهه پاس آؤ تاکه زندگی پاؤ * اور وه توجه قلبی اور دل کا بدل جانا جسکا ذکر هوا خود نہیں چھوڑتا که آدمی اپنی پاک دلی اور نیکو رفتاری کی طرف سے بے فکر رہ سکے چنانچه ممکن نہیں که ایماندار آدمی اِس حالت میں که جان چکا هی که مسیح نے اسکو گناه اور دوزخ سے چھڑایا هی پھر بهی نفسانی فکر و خواهش میں غافل پڑا رهے کیونکه یسوع مسیح پر ایمان لانا آور مذهبوں کے ایمان کی طرح نہیں هی جو مرده سا اور بے قوت هو بلکه وه ایک زنده اور پر قوت ایمان هی اور آدمی کو هر نیک کام پر ابھارتا هی چنانچه ایماندار آدمی خدا کی توفیق اور روح القدس کے ابھارنے اور قوت دینے سے گناه اور نفسانی خواهش اور نالائق فکر پر غالب آتا هی اور نیک اعمال میں بڑی کوشش کرتا هی کیونکه جانتا اور سمجھتا هی که مسیح کے وسیله سے خدا تعالی اسپر نہایت مهربان هی اور ایمان کے سبب کس مرتبه آسوده و خوشحال هوا هی پس اِن باتوں کے سبب رات دن اِسی تلاش و سعی میں هی که ساری نالائق خواهش و عمل سے کناره کش هو اور احکام الہی کو پورا کرے جیسا که فصل آینده میں هم مفصلا ذکر کرینگے *

پانچویں فصل

اُس شخص کی چال چلن کے بیان میں جو یسوع مسیح پر ایمان لایا

اب هم ظاهر و بیان کرتے هیں که جس شخص نے که روح القدس کی مدد سے یسوع مسیح پر ایمان لانے کے وسیلے نئی پیدایش پائی وه شخص

خدا کی بابت اور اپنے پڑوسي کے ساتهه اور اپني ذات خاص کے معامله میں کیسي چال چلن رکهتا هی تاکه اُس چال چلن کے بیان سے اِس رساله کے مطالعه کرنیوالے کو مسیح کي نجات کے نتیجے اور بهل زیاده تر ظاهر و معلوم هوں *

سابقا جو هم نے احکام کی بابت گفتگو کی اُس میں بیان کر دیا هی که خدا کے سارے احکام اُس ایک حکم میں که خدا سے محبت رکهو داخل هیں اور شریعت کا پورا کرنا بس یہی هی اور اِسی طریقه سے سچے مسیحي کا دل و طبیعت اور عمل خدا کي دوستی میں اِس مرتبه پر هی که اپنے سارے دل و خواهش و قوت سے خدا کو دوست رکهتا هی اور ایسی دوستي کرنے پر قادر بهي هی جیسا که رومیوں کی ٥ فصل کی ٥ آیت میں مرقوم هی که * روح القدس کے وسیله سے جو همیں ملا خدا کی محبت همارے دل میں جاري هوئي * اور جب که مسیحي حقیقي نے جان لیا که خدا نے اُسے مسیح میں کس قدر دوست رکها هی تو وه بهي سب چیز سے زیاده خدا کو دوست رکهتا هي اور پهر دنیا اور اُسکي لذت کا طالب نرهیگا جیسا که پہلے یوحنا کي ٤ فصل کی ١٩ آیت میں مذکور هی که * هم اُس سے محبت رکهتے هیں کیونکه پهلے اُسنے هم سے محبت رکهي * اور اُسي مکتوب کي ٢ فصل کي ١٥ آیت سے ١٧ تک لکها هی که * دنیا اور دنیا کی چیزوں کي محبت نرکهو جو کوئي دنیا کی محبت رکهتا هی اُس میں باپ کي محبت نهیں کیونکه هر ایک چیز جو دنیا میں هی یعنی جسم کی خواهش اور آنکهه کي خواهش اور زندگي کا غرور باپ سے نهیں دنیا سے هی اور دنیا اور اُسکي خواهش گذر جاتي هی لیکن جو خدا کي مرضی پر چلتا وه ابد تک رهتا هی * * اِسي محبت کے سبب مسیحي دل سے خدا کی تعظیم کرتا هی یعني جیسے که فرزند اپنے باپ کي حرمت و عزت کرتا هی ویسے هي وه بهي خدا کي اُس مرتبه پر عزت و حرمت کرتا هی که اُسکا دل همیشه خدا هي

میں لگا رہتا ہی جیسا کہ داؤد نے ۶۳ زبور کی ۶ آیت میں کہا ہی کہ * جب کہ میں تجھے اپنے بستر پر یاد کرتا ہوں تو رات کے پہروں میں تیرا دھیان کرتا ہوں * اور جس وقت مسیحی حقیقی امتحان میں پڑتا ہی تو ویسا ہی کہتا ہی جیسا کہ موسیٰ کی پہلی کتاب کی ۳۹ فصل کی ۹ آیت میں یوسف نے کہا ہی کہ * میں ایسی بڑی بد ذاتی کیوں کروں اور خدا کا گنہگار ہوں * اور سچے مسیحی کی ایک اور صفت یہہ ہی کہ تنگی و دشواری کے وقت خلق کا یا اپنی دولت یا عقل کا بھروسا نہیں کرتا بلکہ صرف خدا کی طرف رجوع کرتا ہی اور اپنی معاش کی فکر میں اِتنا غلطاں و پیچان اور آلودہ نہیں ہوتا بلکہ بخیلی اور دولت جمع کرنے کی فکر بھی اپنے دل سے دور رکھکر صرف اِس بات پر قناعت کرتا ہی کہ خدای تعالیٰ اُسکے پیشہ میں اپنی برکت دے کہ اپنا لباس و خوراک حاصل کرلے اور درحالیکہ آسمانی باپ نے یسوع مسیح کے وسیلہ آخرت کے خزانوں کا دروازہ اُسکے لیئے کھول دیا ہی تو دنیوی معاش کی طرف سے اُسکی خاطر جمع ہی کہ گذران کے موافق اُسے پہنچاویگا جیسا کہ ۲۸ زبور کی ۷ آیت میں مذکور ہی کہ * خداوند میرا زور اور میری سپر ہی میرے دل نے اُسپر توکل کیا اور مجھے اُسکی پشتی ہوئی سو میرا دل شدت سے خوش ہوا میں گاکے اُسکی مدح کرونگا * اور پہلے تیموتیوس کی ۶ فصل کی ۶ آیت سے ۱۱ تک مرقوم ہی کہ * دینداری تو قناعت کے ساتھہ بڑا نفع ہی کیونکہ ہم دنیا میں کچھہ نلائے اور ظاہر ہی کہ کچھہ لیجا نہیں سکتے بس اگر ہم نے کھانا کپڑا پایا ہمارے لیئے بس ہی کہ وے جو دولتمند ہوا چاہتے ہیں سو اِمتحان اور پھندے میں اور بہت سے بیہودہ اور بُری خواہشوں میں پڑتے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں ڈوبا دیتی ہیں کیونکہ زر کی دوستی ساری بُرائیوں کی جڑ ہی جسکے بعضے آرزومند ہوکے ایمان کی راہ سے بہنک گئے اور آپ کو طرح طرح کے غموں سے چھیدا پر تو ای مرد خدا ان چیزوں سے بھاگ اور راستبازی

دینداری ایمان محبت صبر اور فروتنی کا پیچھا کر * اور پہلے پطرس کي
۵ فصل کي ۷ آیت میں لکھا هی که * اپني ساري فکر اُس پر ڈال دو
کیونکه اُسکو تمهاری فکر هی * پهر متّي کي ۶ فصل کی ۱۹ آیت سے آخر
تک اِسي مطلب پر گواه هی * * اور سچے مسیحی کو خدا جس راه
میں ڈالے وه راضي هی خواه وه راه مشکل هو خواه آسان اور تنگی و دشواری
میں صبر کرنا هی کیونکه اُسنے جان لیا هی که اِن راهوں اور سختیوں کا
مطلب جنمیں خود اُسکے آسمانی باپ نے اُسے ڈالا هی یہي هی که اُسکا
دل زیاده تر خدا کا مقرب اور آخرت کے جلال کے لائق هو جاے اور اِسي
لیئے رنج میں بهی خوش هی اور جیسا که سموئیل کی پهلی کتاب کے
۳ باب کي ۱۸ آیت میں لکھا هی سچا مسیحي بهي یہی کهتا هی که *
وه خداوند هی جو بهلا جانے سو کرے * اور پهر جیسا که ۳۷ زبور کی ۵ آیت
میں مرقوم هی که * اپنی راه خداوند پر چهوڑ دے اُسپر توکل کر وه سب
بنا لیگا * اور پهر جیسا که عبرانیوں کے ۱۲ باب کی ۵ و ۶ آیت میں لکھا
هی که * میرے بیٹے خداوند کی تنبیه کو ناچیز مت جان اور جب
وه تجهے ملامت کرے شکسته دل مت هو که خداوند جسے پیار کرتا هی
اُسے تنبیه کرتا هی اور هر ایک بیٹے کو جسے وه قبول کرتا هی بیتتا هی *
پهر جیسا که دوسرے قرنتیوں کے ۴ باب کي ۱۷ و ۱۸ آیتوں میں ذکر هوا
هی که * هماري پل بهر کي هلکي مصیبت کیا هي بے نهایت اور ابدی
بهاری جلال همارے لیئے پیدا کرتي رهتي هی که هم نه اُن چیزوں پر جو
دیکھنے میں آتي هیں بلکه اُن چیزوں پر جو دیکھنے میں نهیں آتیں نظر
کرتے هیں * اور جیسا که رومیوں کے ۵ باب کي ۳ و ۴ و ۵ آیتوں میں
مرقوم هی که * هم مصیبتوں میں بهي بڑائي کرتے هیں یه جانکر که
مصیبت سے صبر پیدا هوتا اور صبر سے تجربه اور تجربه سے اُمید اور یه
اُمید شرمنده نهیں کرتی * * اور سچے مسیحی کي دعا و عبادت صرف
صفائي اور سچائي کي راه سے هی چنانچه کمال خواهش اور خوشی سے اِس

کام میں مشغول ہوتا ہی اور یہہ کام اُسے ایسا میٹھا اور مزہ دار لگتا ہی
کہ اِس کام بغیر وہ کسی وقت نہیں رہ سکتا بلکہ اُسکا دل ہمیشہ یاد
و دعا میں رہتا ہی اور اپنا ہر ایک درد دکھہ دعا مانگتے وقت اپنے خدا
سے ظاہر کرتا ہی اور جیسے کہ بیٹا اپنے باپ پر بھروسا رکھتا ہی وہ بھی
دعا مانگنے وقت خدا کے ساتھہ جسے اُسنے یسوع مسیح کے وسیلہ سے اپنا
آسمانی باپ جانا ہی بڑے بھروسے سے باتیں کرتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایسے
راز و نیاز اور دعا کے واسطے کوئی قاعدہ اور خاص خاص باتیں اور معین
وقت ضرور نہیں کیونکہ خدائے عالم القلوب اور دل کی بات جاننیوالے
کے روبرو ایک ٹھہرائی ہوئی عادت اور بندھی ہوئی باتیں اور مقرر وقت
کچھہ ضروری امر نہیں ہی جیسے کہ باپ بیٹے میں راز و نیاز کے وقت
خاص خاص لفظ اور یاد کی ہوئی باتیں ضرور نہیں ہیں بلکہ سچا مسیحی
اُن باتوں سے جو اُسکی حاجت اور درد دلی اُسے تعلیم کرتا ہی اپنی دعا
میں مشغول ہوتا ہی اور جب کبھی اُسکے دل میں لہر اور اُمنگ آجاتی
ہی اُسی وقت دعا کرنے لگتا ہی الحاصل نئے دل کا احوال ایسا ہی ہی
کہ ایک دن کیا ایک ساعت بھی بے یاد نہیں رہ سکتا بلکہ ہمیشہ خدا
کی یاد اور دعا میں لگا رہتا ہی لیکن یہہ ضرور نہیں ہی کہ اُسکی یاد
ہمیشہ زبانی سربسر ہو بلکہ اپنے دل میں بھی یاد کر سکتا ہی کیونکہ
خدا دل کی بات بھی جانتا ہی اور پورے اعتماد سے اپنے ہر امر کو اپنے
اُسی آسمانی باپ یعنی خدا پر چھوڑ دیتا ہی کہ جس طرح چاہے اور
جس وقت مناسب جانے اُسکی دعا قبول کرے اور اجابت فرماوے اور
ایسی دعا کے قبول کرنے کا خدا نے اپنے کلام میں وعدہ کیا ہی جیسا کہ
فلپیوں کے ۴ باب کی ۶ آیت میں مرقوم ہی کہ * کسی بات کا اندیشہ
نکرو بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری عرض دعا اور منت سے شکر گذاری
کے ساتھہ خدا سے کی جاے * اور پہلے تسلونیکیوں کے ۵ باب کی ۱۷ آیت
میں مذکور ہی کہ * دست دعا مانگو * اور پہلے یوحنا کے ۵ باب کی ۱۴

آیت میں لکھا ھی کہ × ھماری دلیری جو اُسکے آگے ھی سو یہی ھی کہ اگر ھم اُسکی مرضی کے موافق کچھہ مانگیں وہ ھماری سنتا ھی × اور یوحنا کے ۱۶ باب کی ۲۳ آیت میں مسیح نے فرمایا ھی کہ × میں تم سے سچ سچ کہتا ھوں تم میرا نام لیکے جو کچھہ باپ سے مانگوگے وہ تم کو دیگا * اور یعقوب کے پہلے باب کی ۵ و ۶ و ۷ اور لوقا کے ۱۸ باب کی پہلی آیت سے ۸ تک اور متی کے ۶ باب کی ۵ آیت سے ۱۵ تک اِسی مطلب کی شاھد حال ھیں × × لیکن باطنی دعا کے سوا ظاھری دعائیں بھی ھیں جیسا کہ مسیحیوں کی عادت ھی کہ کلیسیا میں جمع ھونے کے واسطے ایک وقت ٹھہراتے اور جمع ھوکر خاص اور معلوم لفظوں کے ساتھہ دعا مانگتے ھیں اور یہہ جماعتی نماز ھی مگر یہہ جمع ھونا صرف دعا مانگنے ھی کے لیئے نہیں بلکہ انجیل کے کلام اور وعظ و نصیحت سننے کے لیئے بھی ھی اور جماعتی و خلوتی نماز کے سوا گھر کی نماز بھی ھی اِس راہ سے کہ صاحب خانہ ایک دفعہ روز یا دونوں وقت فجر و شام گھر کے لوگ جمع کرکے اُنکے ساتھہ خدا کے کلام سے ایک باب پڑھتا اور دعا و نماز کرتا ھی اور اگرچہ مسیحی لوگ جماعتی نماز و ظاھری دعا کو سب ایک ھی طریق اور ایک ھی وقت پر نکریں تو اِس میں کچھہ عیب و نقص نہیں کیونکہ انجیل میں کسی جگہہ حکم نہیں ھوا ھی کہ نماز و دعا کس وقت اور کس طور پر کرنا چاھیئے لہذا مسیحیوں کا اِس بات میں اختیار ھی *

اور وہ چال چلن جو حقیقی مسیحی اپنے پڑوسی کے حق میں رکھتا ھی اِس طور پر ھی کہ جس طرح اپنے تئیں پیار کرنا اور اپنی حقیقی اور آخرت کی بھلائی چاھتا ھی ایسے ھی اپنے بھائی کو بھی پیار کرتا اور اُسکی حقیقی اور عاقبت کی بھلائی چاھتا ھی اِس بات کے بموجب جو یسوع مسیح نے متی کے ۲۲ باب کی ۳۹ آیت میں فرمائی ھی کہ × تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو × اور پھر متی کے ۷ باب کی

۱۲ آیت میں مسیح سے حکم ہوا ہی کہ * جو کچھہ تم چاہتے ہو کہ لوگ
تمہارے ساتھہ کریں ویسا ہی تم بھی اُن سے کرو * بس سچا مسیحی اِن
حکموں کے بموجب خلق‌الله کے ساتھہ وہی سلوک کرتا ہی جو اَوروں سے
اپنی نسبت توقع رکھتا ہی خصوصا اُن اشخاص کو تو کمال ہی پیار کرتا
ہی جو اُسکی طرح یسوع مسیح پر دل سے ایمان لائے ہیں اور اُنہیں بھائی
کی جگہہ بلکہ اُس سے سوا سمجھتا ہی جیسا کہ متی کے ۲۳ باب کی ۸
آیت میں مرقوم ہی کہ * تمہارا ہادی ایک ہی یعنی مسیح اور تم سب
بھائی ہو * پھر یوحنا کے ۱۳ باب کی ۳۴ و ۳۵ آیتوں میں لکھا ہی کہ مسیح
نے فرمایا کہ * میں تمہیں نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت
کرو اِس سے سب جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو اگر تم آپس میں محبت
رکھو * * اور بھی نہیں کہ سچا مسیحی صرف اپنے روحانی بھائیوں کو
پیار کرتا ہی بلکہ سب کو حتی کہ اپنے دشمنوں کو بھی پیار کرتا ہی
جیسا کہ پہلے تسلونیقیوں کے ۳ باب کی ۱۲ آیت میں مذکور ہی کہ *
خداوند ایسا کرے کہ تمہاری محبت کیا آپس میں اور کیا ہر ایک کے
ساتھہ بڑھے اور زیادہ ہووے * اور دوسرے پطرس کے پہلے باب کی ۵ آیت
سے ۷ تک اِسی مطلب کی شاہد حال ہی پھر متی کے ۵ باب کی ۴۴
آیت میں مسیح نے فرمایا ہی * کہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں
کو پیار کرو اور جو تمپر لعنت کریں اُنکے لیئے برکت چاہو جو تمسے کینہ
رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھہ دیویں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو
تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہی فرزند ہوؤ * اِس لیئے سچے
مسیحی کی کوشش نہ صرف یہی ہی کہ کسی کے ساتھہ بدی نکرے بلکہ
اُسکا یہہ بھی ارادہ رہتا ہی کہ ہر ایک کے ساتھہ نیکی کرے اور جہاں تک
اُس سے ہوسکے سب کی روحانی و جسمانی خیر و سلامتی کا باعث ہو
جیسا کہ پہلے قرنتیوں کے ۱۰ باب کی ۲۴ آیت میں لکھا ہی کہ * کوئی
اپنی بہتری نڈھونڈے بلکہ ہر ایک دوسرے کی بہتری چاہے * اور رومیوں

کے ۱۳ باب کي ۱۰ آیت میں مرقوم هی کہ * محبت وہ هی جو ادمی
پڑوسی سے بدی نہیں کرتي * پهر گلتیوں کے ٦ باب کی ۱۰ آیت میں
لکها هی کہ * جہاں تک همکو فرصت ملے سب سے نیکی کریں خاص کر
ان سے جو ایمان کے گهر کے هیں * * اور سچا مسیحی همیشہ بہہ احتیاط
بهی کرتا هی کہ مبادا بدی کا نمونہ بن جائے بلکہ هر ایک کام میں یہی
چاهتا هی کہ نیکي کا نمونہ بنے جیسا کہ متي کے ۵ باب کی ۱٦ آیت
میں مذکور هی کہ * تمهاری روشنی آدمیوں کے سامهنے چمکے تاکہ وے
تمهارے اچهے کاموں کو دیکهیں اور تمهارے باپ کي جو آسمان پر هی
تعریف کریں * * اور سچا اور حقیقي مسیحی بات چیت میں بهی
سب کے ساتهہ سچي راہ پر چلتا هی جیسا کہ افسیوں کے ۴ باب کي ۲۵
آیت میں لکها هی کہ * جهوتهہ چهوڑ کے هر ایک شخص اپنے پڑوسی سے
سچ بولے کہ هم تو آپس میں ایک دوسرے کے انگ هیں * پهر جیسا کہ
متي کے ۵ باب کي ۳۷ آیت میں مرقوم هی کہ * تمهاری گفتگو میں هاں
کي هاں اور نہیں کي نہیں هو کیونکہ جو اِس سے زیادہ هی سو برائی سے
هوتا هی * اور یعقوب کے ۴ باب کي ۱۱ آیت بهي اِسی مطلب کي
شاهد حال هی * * اور جو آدمي کہ سچا ایماندار مسیحي هوتا هی جهگڑے
اور تکرار کا خواهان نہیں بلکہ دوستي اور آرام اور صلح کا طالب هوتا هی
جیسا کہ رومیوں کے ۱۲ باب کی ۱۸ آیت میں لکها هی کہ * اگر هوسکے
تو مقدور بهر هر انسان کے ساتهہ ملے رهو * اور متی کے ۵ باب کی ۹ آیت
و ۳۹ سے ۴۱ آیت تک جنکا پہلے ذکر هوا اِس بات کی بهي شاهد حال
هیں * * اور سچا مسیحي هر درد مند کا درد شریک اور هر ایک پر رحم
اور محتاجوں کے ساتهہ احسان کرنیوالا هوتا هی جیسا کہ رومیوں کے ۱۲ باب
کي ۱۵ آیت میں لکها هی کہ * خوش وقتوں کے ساتهہ خوش رهو اور
رونے والوں کے ساتهہ روؤ (یعني خوشي اور غم میں ایک دوسرے کے شریک
رهو) * پهر عبرانیوں کے ۱۳ باب کي ۱٦ آیت میں مرقوم هی کہ * بهلائی

اور سخاوت کرنا نہ بھولو اِس لیئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش ہوتا ہی * * اور سچے مسیحی کا دل صبر کرنیوالا اور بردبار اور حلیم اور مسکین ہی اور جو برائی کہ لوگوں سے اُسکو پہنچتی ہی دل سے اُسے بخش دیتا ہی جیسا کہ متی کے ۱۱ باب کی ۲۹ آیت میں مسیح نے فرمایا ہی کہ * میرا جوا اپنے اوپر لو اور مجھسے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے فروتن ہوں تو تم اپنے جی میں آرام پاؤگے * اور فلپیوں کے ۲ باب کی ۳ آیت میں لکھا ہی کہ * جھگڑے اور جھوٹھی شیخی سے کچھہ نکرو پر خاکساری سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر جانو * اور افسیوں کے ۴ باب کی ۳۲ آیت میں مرقوم ہی کہ * تم ایک دوسرے پر مہربان ہوؤ اور دردمند اور ایک دوسرے کو بخشا کرو چنانچہ خدا نے بھی مسیح کے لیئے تمہیں بخشا ہی * * اور ایسا شخص صرف اپنے ہی واسطے نہیں بلکہ ہر شخص کے واسطے حتّٰی کہ اپنے دشمنوں کے لیئے بھی دعا مانگتا ہی جیسا کہ افسیوں کے ۶ باب کی ۱۸ آیت میں لکھا ہی کہ * کمال آرزو و منت کے ساتھہ ہر وقت روح سے دعا مانگو اور اُسکے لیئے سب مقدسوں کے واسطے نہایت مستعد ہوکے اور منت کرکے جاگتے رہو * اور پہلے تیموتیوس کے ۲ باب کی ۱ و ۲ آیتوں میں مذکور ہی کہ * سب سے پہلے میں اِلتماس کرتا ہوں کہ مناجاتیں اور دعائیں اور سفارشیں اور شکرگذاریاں سارے آدمیوں کے لیئے کی جاویں بادشاہوں اور مرتبہ والوں کے لیئے تاکہ ہم کمال دینداری اور مناسب طور سے چین اور آرام کے ساتھہ زندگانی گذرانیں * اور متی کے ۵ باب کی ۴۴ و ۴۵ آیت میں مرقوم ہی کہ * جو تمہیں دکھہ دیویں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہی فرزند ہوؤ * پھر جیسا کہ یعقوب کے ۵ باب کی ۱۱ آیت میں مذکور ہی کہ * راستباز کی دعا جو تاثیر سے ہی بڑا کام کرتی *

اور جیسے مسیحی جیسے کہ خدا شناس آدمی کی طرح اپنے بھائی اور خدا کی بابت چلتا ہی ویسے ہی اپنی بابت بھی خدا کے حکموں

کے موافق جلنا هی یعنی درحالیکه أسنے جان لیا هی که أسکا بدن اور جان
خدا کی هی اور خدا نے جان و بدن اِس واسطے دیا هی که آدمی خدا
کي بندگي اور أسکی تعظیم کرے پس بڑی خبرداري سے همیشه لحاظ رکهنا
هی که اپنے بدن اور جان کو کهیل کود اور شهوت پرستي میں گندہ اور
خراب نکرے بلکه اِس طرح کی سب چیزوں سے پرهیز کرتا هی جیسا که
انجیل میں پہلے تیموتاوس کے ۴ باب کی ۴ و ۵ آیت میں مرقوم هی که
، خدا کی پیدا کي هوئی هر ایک چیز اچهی هی اور اِنکار کے لائق نہیں
اگر شکر کرکے کهاویں اِس واسطے که وہ خدا کے کلام اور دعا سے پاک هوتی
هی ، اگرچه اِس کلام کے موافق هر ایک چیز کا کهانا پینا مسیحی پر حلال
هی اور کسی چیز کا کهانا پینا أسے منع نہیں هاں مگر زیادتی اور اِسراف
حرام هی پهر بهی مسیحی حقیقي زیادہ کها نے پینے سے همیشه پرهیز کرتا
هی اور بے ادب بات چیت اور ناشایسته فعل و عمل سے هاتهه أٹهاکر
أن سارے کاموں سے جو خدا کو ناپسند هیں اپنے تئیں بچاتا هی اور اپنے
نفس کي خواهش کا اِنکار کرکے صرف خداي تعالی کي خواهش عمل میں
لاتا هی جیسا که پہلے قرنتس کے ۶ باب کي ۲۰ آیت میں لکها هی که *
تم داموں سے خریدے گئے پس تم اپنے تن سے اور اپني روح سے جو خدا
کے هیں خدا کی بزرگي کرو * اور لوقا کے ۲۱ باب کي ۳۴ آیت میں مرقوم
هی که * خبردار ایسا نہو که تمهارا دل بہت کهانے اور متوالا هونے اور زندگي
کی فکروں سے بهاري هو * پهر افسیوں کے ۵ باب کي ۱۸ آیت میں لکها هی
که * شراب پیکے متوالے نہوؤ که اِس میں خرابی هی بلکه روح سے بهر جاؤ
* پهر پہلے تسلونیقیوں کے ۴ باب کي ۴ و ۵ آیتوں میں لکها هی که * هر
ایک تم میں سے اپنے بدن کو پاکیزگي اور عزت کے ساتهه رکهنا جانے نه
شهوت کي بدمستی میں غیر قوموں کی مانند جو خدا کو پہچانتے نہیں
* اور متي کے ۱۶ باب کی ۲۴ آیت میں لکها هی که * یسوع نے اپنے
شاگردوں سے کہا اگر کوئي چاهے که میرے پیچهے آوے تو اپنا اِنکار کرے اور

اپنی صلیب اُٹھاکے میری پیروی کرے * اور رومیوں کے ۶ باب کی ۱۱ آیت سے آخر تک اِسی مطلب کی گواہ ہیں * * اور سچا مسیحی سب چیز سے زیادہ اِس فکر میں ہی کہ اپنی حقیقی سلامتی حاصل کرے اور درحالیکہ یہہ بات اُسے معلوم ہو گئی ہی کہ روح کی سلامتی بدن کی صحت سے بہت بہتر ہی تو اِس جہت سے وہ کوشش کرتا ہی کہ روز بروز اُسکی خواہش اور دل و عقل پاک و روشن ہووے اور ہرچند کہ اُسے خداوند کے ارادہ و راے کو اپنے حق میں جان لیا ہی پھر بھی نہایت طالب و راغب ہی کہ اِس حیات بخش علم میں کمال حاصل کرے جیسا کہ متی کے ۱۶ باب کی ۲۶ آیت میں مرقوم ہی کہ * آدمی کو کیا فائدہ اگر تمام جہان حاصل کرے اور اپنی جان کھودے پھر آدمی اپنی جان کے بدلے کیا دے سکتا ہی * اور فلپیوں کے ۳ باب کی ۸ آیت میں لکھا ہی کہ * میں اپنے خداوند مسیح یسوع کی پہچان کی خوبی کے سبب سب کچھہ نقصان سمجھتا ہوں جسکی خاطر ہر چیز کا نقصان اُٹھایا اور اُنہیں گندگی جانتا ہوں تاکہ میں مسیح کو نفع میں پاؤں * اور پھر افسیوں کے پہلے باب کی ۱۷ و ۱۸ آیتوں میں مذکور ہی کہ * ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا جو جلال کا باپ ہی تمہیں حکمت اور کشف کی روح بخشے تاکہ تم اُسکو پہچانو اور تمہارے دل کی آنکھیں روشن ہو جاویں کہ تم سمجھو کہ اسکے بُلانے میں کیا ہی امید ہی اور اسکی جلال والی میراث جو مقدسوں کے لیئے ہی کیا ہی دولت ہی * * اور سچا مسیحی اپنے ہر کام اور ہر پیشہ میں امانت‌دار اور محنت کش ہی نہ یہہ کہ اپنی شہرت اور دولت حاصل کرنے کے لیئے محنت کرتا ہو تاکہ جو کچھہ اپنا خداوند کی حکموں کے موافق اور اُسے رضامند رکھنے کو کرتا ہی جیسا کہ پہلے تسلونیکیوں کے ۴ باب کی ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں لکھا ہی کہ * جس طرح ہم نے تمہیں حکم کیا تم غریبی کے ساتھہ رہنے اور آپ اپنے کاروبار کرنے اور اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کی عزت کے جاننے والے ہو تاکہ تم اُنکے

آگے جو باھر ھیں درستی سے چلو اور کسی چیز کی احتیاج نرکھو × اور دوسرے تسلونیقیوں کے ۳ باب کی ۱۰ آیت میں مرقوم ھی کہ × جو کوئی کام نکرے وہ کھانے کو نہ پاوے × پھر کلسیوں کے ۳ باب کی ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں مسطور ھی کہ × جو کچھہ کرو سو جی سے ایسا کرو جیسا خداوند کے لیئے کرتے ھیں نہ کہ آدمیوں کے لیئے کہ تم جانتے ھو کہ تم خداوند سے بدلے میں میراث پاوگے * * خلاصہ مسیحی حقیقی ھر طرح سے اپنے دل کی پاکی اور روحانی سمجھہ اور کمال کے لیئے سعی و تلاش کرتا اور اِس فکر میں رھتا ھی کہ وے باتیں جو خدا کی درگاہ میں مقبول اور خوب و مفید ھیں سب کی سب پوری کرے اور اُسکے دل میں خدا کی محبت اور اپنے نجات دینیوالے یسوع مسیح کی دوستی نے ایسی جگہہ پکڑی ھی کہ دکھہ اور موت بھی خدا سے اُسے جدا نہیں کر سکتی جیسا کہ رومیوں کے ۸ باب کی ۳۵ و ۳۷ آیتوں میں مرقوم ھی کہ × کون ھمکو مسیح کی محبت سے جدا کریگا مصیبت یا تنگی یا ستایا جانا یا کال یا ننگا رھنا یا خطرہ یا تلوار بلکہ ھم اِن سب چیزوں پر اُسکے وسیلے جس نے ھم سے محبت کی نہایت غالب ھوتے ھیں * پس سچا مسیحی اِس طور سے وہ حکم جو خدا اور اپنے پڑوسی سے محبت رکھنے کے واسطے جاری ھوا ھی پورا کرکے اُس درجہ کو پہنچتا ھی جہاں خداوند کے ارادہ و حکم کے موافق پہنچنا چاھیئے اور خدا کی سی صفتیں جس نے اُسے تاریکی سے اپنے نادر نور کی طرف بلایا ھی اُس میں پیدا ھوتی ھیں جیسا کہ یہہ مطلب پہلے پطرس کے ۲ باب کی ۹ آیت میں اور دوسرے قرنتیوں کے ۳ باب کی ۱۸ آیت میں مذکور ھوا ھی * * اور سچا مسیحی خدا سے ملا رھتا اور اُسکی خواھش و ارادہ خدا کے ارادہ و خواھش سے موافقت رکھتا ھی اور اِس علاقہ سے جو یسوع مسیح کے سبب خدا کے ساتھہ اُسے حاصل ھوا ھی اِس قدر خوشحال اور بختیار ھی کہ اِس جہان میں اُس جہان کے پھل کا مزا چکھتا اور وہ سعادت جو ابوالبشر آدم نے گناہ کے سبب گم کر

دی تھی سچا مسیحی اپنے ایمان کی بدولت اُس سے زیادہ حاصل کرتا اور ایسے مرتبہ پر پہنچتا ہی کہ گویا کھوئے ہوئے آسمان و بہشت کو اُسنے اپنے دل میں اُتار لیا ہی ہاں مسیح پر ایمان لانے میں ایسی قوت و قدرت ہی کہ ایماندار کو یہہ سب باتیں حاصل ہو جاتی ہیں اور ہرچند کہ وہ جانتا ہی کہ مجھہ میں خداوند کے حکم پورے کرنے کی طاقت نہیں لیکن اُس قوت و طاقت کے بھروسے پر جو ایمان کے سبب اُسے ملتی ہی کہہ سکتا ہی کہ * مسیح سے جو مجھے طاقت بخشتا ہی میں سب کچھہ کر سکتا ہوں * چنانچہ یہی بات فلپیوں کے ۴ باب کی ۱۳ آیت میں مرقوم ہی *

اور ہرچند کہ سچے مسیحی کو ایسا مرتبہ حاصل ہوا ہی تسپر بھی کمال کے درجہ پر نہیں پہنچا کیونکہ ہنوز گناہ و شیطان اُسکا امتحان لے رہے ہیں مگر اُسپر غالب نہیں ہو سکتے اور اگرچہ جسمانی دکھہ درد اُٹھاتا اور ہر ایک طرف سے اُسے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی تک اِس فانی و بے ثبات عالم اور ایسی جگہہ اور ایسے لوگوں میں رہتا ہی جو گناہ کے سبب بگڑے ہوئے اور شیطان کے بس میں ہیں پھر بھی جانتا ہی کہ ہمیشہ ایسا نہوگا اور سدا اِس جہان اور اِس حالت میں نرہیگا بلکہ اُمیدوار رہتا ہی کہ خدا اپنی معرفت و مصلحت کے موافق خواہ جلدی خواہ دیر کر اُسے اِس جہان کے درد دکھہ اور رنج و تکلیف سے چھڑا دیگا اور موت اُسکو اِن سب جھگڑوں سے چھڑاکر اصلی وطن اور کامل نیکبختی کے مکان پر پہنچائیگی اور اِسی واسطے بخوشی دلی تمام اِس جہان فانی سے کوچ کے وقت کی راہ تکتا ہی جیسا کہ فلپیوں کے پہلے باب کی ۲۳ آیت میں ذکر ہی * اور اس بات کو بھی خوب جانتا ہی کہ قیامت کے دن یسوع مسیح اُسکے بدن کو تازہ اور جلال والا بناکر قبر سے اُٹھائیگا جیسا کہ فلپیوں کے ۳ باب کی ۲۱ آیت میں لکھا ہی کہ * وہ (یعنی یسوع مسیح) اپنی قدرت کی تاثیر کے مطابق جس سے وہ سب کو اپنے تابع

کر سکتا هی همارے خاکي بدن کی صورت کو بدل کر اپنے جلالي جسم کی
مانند بنائیگا × پهر پہلے قرنتیوں کے ۱۵ باب کي ۴۲ آیت سے ۴۴ تک مرقوم
هی کہ × مُردوں کی قیامت بهي ایسي هی وہ فنا میں بویا جانا اور بقا
میں اُٹهیگا بےحرمتی میں بویا جاتا هی اور جلال میں اٹهیگا کمزوری
میں بویا جاتا هی قدرت میں اُٹهیگا حیوانی بدن بویا جاتا هی اور روحانی
بدن اٹهیگا × اور ساری فصل مذکور اور یوحنا کے ۶ باب کی ۴۰ آیت میں
بهي یہی مطلب هی اُسے پڑهنا چاهیئے اور قیامت کے دن کا حاکم بهي
یسوع مسیح هوگا جیسا کہ یوحنا کے ۵ باب کی ۲۲ آیت میں مرقوم هی
کہ * باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُسنے ساری عدالت
بیٹے کو سونپ دی × * اور اُس عالم میں یعني جس صورت میں
ایماندار ابدي عالم میں پہنچا تو وهاں سب دکهہ درد و نقص دور هوکر
کمال و تکمیل کے ساتهہ بدل جائیگا اور وہ مقدور بهر خدا کو پہچانیگا اور
اُسے دیکهیگا اور اُسکا تقرب حاصل کریگا اور همیشہ یسوع مسیح کے پاس
رهیگا چنانچہ یہہ مطلب پہلے قرنتس کے ۱۳ باب کي ۱۲ آیت میں اور
متي کے ۵ باب کي ۸ آیت میں اور مکاشفات کے ۲۲ باب کي ۳ و ۴ آیتوں
میں اور پہلے تسلونیقیوں کے ۴ باب کي ۱۷ آیت میں اور مکاشفات کے
۷ باب کي ۱۴ سے ۱۷ آیت تک لکها هی اگر کوئی اِن آیتوں پر رجوع کرے
تو اِس مطلب سے آگاہ هو جائیگا اور پهر پہلے قرنتس کے ۲ باب کي ۹
آیت میں مرقوم هی کہ * خدا نے اپنے چاهنےوالوں کے لیئے وے چیزیں
تیار کیں جنهیں نہ آنکهوں نے دیکها نہ کانوں نے سنا اور نہ آدمي کے دل
میں آئیں * بس اِن باتوں کے مطابق ایماندار آدمي خدا کے حضور ایسي
نیکبختی اور جلال پائیگا جو فہم و بیان سے باهر هی اور مقدس لوگوں کی
بے نہایت نیکبختي خدا سے نزدیک هونے اور کمال کے ساتهہ اُسے پہچاننے
اور اُسکي بندگي کرنے میں هی نہ جسماني لذت اور کهانے پینے میں
پس اُن مطالب کي بابت جو مسیح کي نجات کے باب میں یہانتک

بیان ہوئے آدمی سوچ کر اور حیرت زدہ ہوکر کہیگا چنانچہ رومیوں کے
١١ باب کی ٣٣ آیت سے ٣٦ آیت تک مرقوم ہی کہ * واہ خدا کی دولت
و حکمت اور دانائی کیا ہی عمیق اور اُسکے حکم دریافت سے کیا ہی
پرے اور اُسکی راہیں پتا ءِ اُنے سے کیا ہی دور ہیں کہ کس نے خداوند کے
ارادہ کو جانا ہی یا کون اُسکا صلاح کار رہا یا کسنے پہلے اُسے کچھہ دیا ہی
کہ اُسے پھر دیا جاویگا کیونکہ اُسی سے اور اُسی کے سبب اور اُسی کے لیئے
ساری چیزیں ہوئی ہیں ابدتک اُسی کی بزرگی ہو *
مگر ای محمدی اور اِس رسالہ کے پڑھنیوالے اگر کبہی تو ایسا دیکھے کہ
اکثر وے مسیحی جو تیرے پاس پروس رہتے ہیں یا وے جن سے تونے
کبہی ملاقات کی ہی اِس طرح کا چال چلن رکھتے ہوں جیسا ہم نے ذکر
کیا تو تو یہہ خیال مت کر کہ ایسی بات کے سبب انجیل پر عیب
لگ گیا بلکہ اگر کوئی انجیل کے اعتقاد کا دعویٰ کرے اور پھر بُرے چال
چلن میں بھی گرفتار ہو تو یہی ایک دلیل ہی کہ وہ شخص انجیل کے
حکموں پر متوجہ نہیں اور اُنکے موافق نہیں چلتا ہی یا اگر تو مسیحیوں
میں سے بعض ایسے دیکھے کہ مسیح کے سوا کسی اَور کو بھی خدا اور خلق
کے درمیان شفاعت اور نجات کا وسیلہ جانتے اور اپنے کلیسیاؤں میں
طرح طرح کی تصویریں بناکر اُنہیں سجدہ کرتے ہیں تو جان لے کہ یہہ
بات جھوٹھہ اور انجیل کے خلاف ہی جیسا کہ پہلے تِموتیوس کے دوسرے
باب کی ٥ آیت میں لکھا ہی کہ * خدا ایک ہی اور خدا اور آدمیوں کے
بیچ ایک آدمی درمیانی ہی وہ مسیح یسوع ہی * اور یوحنا کے ١٤ باب
کی ٦ آیت میں مسیح نے فرمایا ہی کہ * کوئی بغیر میرے وسیلے باپ
کے پاس آ نہیں سکتا ہی * لیکن تصویروں سے اگر صرف یہی مطلب ہو
کہ ایک یادگار رہے تو کچھہ عیب نہیں ہی ورنہ اُس حکم بموجب جو
موسیٰ کی دوسری کتاب کے ٢٠ باب کی ٢ آیت سے ٥ تک لکھا ہی تصویروں
کو سجدہ کرنا بالکل منع ہی سمجھی نرہے کہ اس طرح کی برچلاویاں انجیل

کے بڑھنے اور اُسکی تعلیموں سے واقف نہونے یا اُسکے حکم اور نصیحتوں کے
یاد نرکھنے کے سبب پڑ گئي ھیں اور اِسي سبب سے ھی که ایسے لوگ
اگرچه مسیحي کہلاتے لیکن حقیقت میں سچے مسیحي نہیں ھیں کیونکه
دنیا کي محبت کے سبب غفلت اور بے ایماني کي راہ سے انجیل کے
حکم نہیں مانتے پس ایسے لوگ اُن تلخ دانوں کی مانند ھیں جو کھیت
میں گیہوں کي طرح نکلکر دکھلائي دیتے یعني جھوٹھے مسیحي اُن تلخ
دانوں کی مانند مسیحی کلیسیا کے کھیت میں اُگے ھیں اور خدا نے اپني
رحمت و معرفت کے موافق یہي مصلحت جاني ھی که وے کاٹنے کے وقت
یعني قیامت کے دن تک یوں ھي رھیں پر اُس وقت ھمیشه کی جدائي
کے واسطے تلخ دانوں کو گیہوں سے الگ کریگا اور اُنکا بدله عذاب اور اِنکا
بدله رحمت و جلال ھوگا چنانچه یہه تمثیل متي کے ۱۳ باب کي ۲۴ آیت
سے ۳۰ تک اور ۳٦ سے ۴۳ تک مفصل بیان ھوئی ھی *

چھٹي فصل

اُن دلیلوں کے بیان میں جن سے ثابت و یقین ھوتا ھی
که انجیل خدا کا کلام ھی

اگرچه محمدي لوگ اُن دلیلوں کے موافق جو ھم نے اِس رساله کی پہلي
فصل میں بیان کیں انجیل کے من جانب الله ھونے کي بابت شک و
اِنکار نہیں کر سکتے لیکن پھر بھي چند دلیلیں جن سے انجیل کا کلام الٰہي
ھونا ثابت ھوتا ھی اِس فصل میں مختصرا ذکر کرینگے اور اُن میں سے
پہلي دلیل یہه ھی که اُن مطالب سے جو ھم نے انجیل کي تعلیمات
کي بابت ذکر کیئے ظاهر ھی که انجیل ایماندار کے تقاضاے روح اور تمناے

دلی کو بالکل پورا اور ساکت کرتی هی اور دیباچه میں مذکور هوا که روح کا تقاضه حقیقت کو پانا اور خدا کے روبرو بیگناه ٹهیرنا اور دل کی پاکي حاصل کرنا اور همیشه کی نیکبختی کو پهنچنا هی یعني اولا یهه که انجیل خدای تعالی کے اُس ارادہ و خواهش کو جو وہ آدمي کے حق میں رکهتا هی آدمي کو بالکل سمجهاتی هی اور اُسکے پیدا هونے کا مطلب اور اُسکے دل کا حال اُسپر ظاهر و بیان کرتی هی اور وے وسیلے بهی اُسپر آشکار کرتی هی جنکے سبب آدمی دل کی پاکیزگی اور اپنی پیدائش کے مطلب کو پهنچ سکے جیسا که یهه سب اِس باب کے پہلے اور ۱ و ۳ و ۴ فصل میں مفصل لکها گیا ثانیا انجیل نجات کي تعلیم کے وسیله سے ایماندار کو گناهوں کی معافي کے مقام پر پهنچاتی اور سارے گناهوں کی سزا سے آزاد کرکے خدا کا مقبول کرتی هی چنانچه یهه مطلب اِس باب کی تیسري فصل میں ذکر هوا هی ثالثا انجیل کي تعلیموں سے آدمی دل کی پاکی و صفائي کو پهنچتا هی کیونکه اُسکا دل یسوع مسیح پر ایمان لانیکے سبب گناه کی ناپاکی سے پاک هوتا هی اور روح القدس سے اُسے ایسی طاقت ملتی هی که گناه سے الگ هوکر دم بدم خدا سے زیادہتر محبت کرتا جاتا اور اُسکے حکم بجالاتا هی اور ایسی صورت میں ایماندار پاک و مقدس هوتا اور دلی پاکي و صفائي میں روز بروز ترقی کرتا هی جیسا که اِس باب کی ۳ و ۵ فصل میں هم نے بیان کیا رابعا جب که ایماندارنے یسوع مسیح کے وسیله سے خدا کے ساتهه علاقه پایا اور خدا کي مهربانی اور اسکے نور و فضل نے اُس میں اثر کیا اور خدا کو اُسنے اپنا آسماني باپ جان لیا تو وہ نهایت شاد و خوشحال هی اور یهه بات بهی اُسے یقین هو جاتی هی که اُس عالم میں پهنچکر خدا سے نزدیک هوونگا اور اُس نیکبختی کو جسکا اب مزا چکهتا هی اُس وقت پورا کمال سے چکهونگا چنانچه یهه مطلب بهی اِسی باب کي ۱ و ۵ فصل میں مفصل لکها گیا هی پس انجیل کی تعلیم آدمي کي روح کا تقاضا جو حقیقت کا پانا اور گناهوں کی معافی حاصل کرنا اور

مقدس ہونا اور ابدی نجات کو پیدا کرنا ہی بالکل پورا کرتی ہی * *
مخفي نرہے کہ آؤر دینوں کي کتابیں روح کا تقاضا پورا نہیں کرتیں کیونکہ
خدا اور اُسکے اِرادہ سے جو آدمي کے حق میں رکھتا ہی باتحقا خبریں
دیتی ہیں اور آدمی کو ایسی راہ نہیں بتاتیں جس سے عادل و مقدس
خدا کے حضور اپنے گناہوں کی معافي اور دلی پاکی حاصل کرسکے اور اِسی
سبب آدمی اُنکی تعلیم سے نیکبختی ابدی کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ وے
مذہب صرف جھوٹھی نقلوں اور باطل باتوں اور بت‌پرستي کي تعلیموں
اور درشنوں اور منتروں اور بل داں سے جو بتوں کے واسطے کرتے ہیں روح کے
تقاضا پر ایک پردہ ڈالکر اُس پر ظاہری مرہم رکھتے ہیں ایکن انجیل جیسا
کہ مذکور ہوا آدمي کو پورے یقین سے نجات کے مقصد کو پہنچاتي ہی اور
اُس خواہش و تقاضا کو جو خدا کي طرف سے آدمي کے دل میں دیا گیا
بخوبي تسکین بخشتي ہی پس انجیل کي تعلیمیں اُس پہلي شرط کو جو
سچے اِلہام کی لازم نشانیوں کے واسطے دیباچہ میں ہم نے ذکر کي بالکل پورا
کرتي ہیں اور بھي ایک بات کہ انجیل کي تعلیم روح کے تقاضا کو پورا
کرتي ہی ایک ایسي پکي دلیل ہی جس سے بی شک و شبہ ثابت ہوتا
ہی کہ انجیل خدا کا کلام ہی کیونکہ روح کے تقاضا کو صرف خدا پورا اور
رفع کر سکتا ہی اور بس *

دوسري دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہی ایماندار آدمي کے دل اور چال
کا بدلنا اور خدا کي طرف متوجہ ہونا ہی جیسا کہ اِس باب کي ۴ و ۵
فصل میں ہم نے ذکر کیا اور دل کا یہہ بدلنا اور خدا کی طرف متوجہ
ہونا ایسا نہیں ہی کہ آدمی صرف بُری عادت اور ظاہري گناہوں سے کنارہ
کرکے لوگوں کے سامھنے اپنے تئیں با ادب دکھلاوے حال آنکہ اُسکا دل ویسا
ہي نفساني خواہشوں سے بھرا ہی ایسي تبدیل خدا کي جانب اور تائید
الہي سے نہیں بہہ تو آدمي خود بھي کر سکتا ہی مگر وہ تبدیل و توجہ
جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے حاصل ہوتا ہی اور جسکا ذکر ہم نے سابقا

کر دیا ایسا ہی کہ آدمی کے ظاہر و باطن سب کو بدل دیتا یعنی پہلے تو آدمی کے دل کو پاک صاف بنانا پھر اُسکا چال چلن بھی درست کرنا ہی اور جبکہ یہہ تبدیل دل کی مراد اور خواہش کو پاک کرنا اور آدمی کے خیال کو بُرائی سے بھلائی پر پھیرکر خدا کی طرف رجوع کروانا ہی تو اُسکا چال چلن بھی پاک اور درست ہوتا ہی اور ظاہر و باطن کا ایسا بدلنا نہ خود آدمی آپ سے نہ دوسرے کی مدد سے کر سکتا بلکہ یہہ طاقت تو صرف اُسی قادر مطلق کے دست قدرت میں ہی اور وے کتابیں جنکے وسیلہ خدا آدمی سے ایسا کام کرواتا ہی چاہیئے کہ خدا کا کلام ہوں * * مخفی نرہے کہ ایسے ظاہر و باطن بدلنے کے واسطے سوا پُرانے اور نئے عہد کی کتب مقدسہ کے آؤر دینوں کی کتابوں میں کچھہ نہیں پایا جاتا وے کتابیں ایسے تغیر و تبدیل پر دلالت ہی نہیں کرتیں بلکہ صرف ظاہری آداب و عبادت کی تعلیم دیتی ہیں اور اکثر اوقات اُنکے ظاہری دستوروں سے کچھہ معنی مطلب بھی نہیں نکلتا ہی اور اُنکی تعلیمات میں ایسی قوت و تاثیر نہیں کہ آدمی کے دل اور چال چلن کو پاک و درست کریں چنانچہ اُن کتابوں کے ماننے والوں کا حال ہماری اس بات کا گواہ ہی *

تیسری دلیل کہ پُرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کا کلام ہیں خدا کی صفتوں کا بیان ہی جیسا اُنکی آیتوں میں مذکور ہوا ہی اور اِس باب کی پہلی فصل میں بھی لکھا گیا پوشیدہ نرہے کہ کتب مقدسہ خاص اُن باتوں اور اُن صفتوں کو بیان کرتی ہیں جنکا جاننا نجات اور دل کی پاکیزگی اور نیک چال چلن کے لیئے آدمی کو ضرور اور فائدہ مند ہی اِسی جہت سے اخلاقی صفتوں کو تفصیلوار ظاہر کرتی ہیں اور ذاتی صفتوں میں سے جتنے دریافت میں عقل عاجز ہی صرف اُتنی ہی بیان ہوئیں جو اوپر کے مطلب حاصل کرنے سے علاقہ رکھتی ہیں اسکے ما سواے اؤر مطلب جو ہیں سب پوشیدہ ہیں اور نجات کے لیئے خدا کی ذات

پاک کا کماھی دریافت کرنا ضرور نہیں مگر آدمی کو اپنے دل کا احوال پہچاننے کی فکر اور نجات کی تلاش ضرور ھی اِسی واسطے کتب مقدسہ خدا کو اِن صفتوں کے ساتھہ بیان کرتی ھیں کہ واحد و قدیم اور بے تغیر و تبدیل اور قادر و حکیم اور خالق آسمان و زمین اور عالم و رحیم اور رازق و کریم اور عادل و مقدس اور نیکوں کو اجر بخشنے والا اور بدوں کو سزا دینےوالا ھی اور یسوع مسیح میں بخشنےوالا اور رحم کرنیوالا باپ ھی اور جیسی کہ اسکی محبت اور رحمت بے نہایت ھی ویسا ھی اُسکے تقدس و عدالت کی بھی حد نہیں اور اِن صفتوں کی نظر سے گناہ اور ناپاکی خدا کے ہاں کبھی قبول نہیں اور آدمی کے حق میں اُسکا حکم و ارادہ یہہ ھی کہ آدمی کا ظاہر و باطن گناہ کی ناپاکی سے پاک و صاف ھوکر وہ ابدی نیکبختی اور ھمیشہ کے جلال کو پہنچے اور اِن صفتوں کا بیان بالکل اِس مطلب سے نسبت رکھتا ھی کہ آدمی اُنکو سمجھہ بوجھہ کر گناہ سے دور بھاگے اور خدا کی نزدیکی حاصل کرکے اُسکا دوست بنے * *

اور درحالیکہ آدمی اپنی عقل سے اُن صفات کے بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جیسا کہ تواریخ سے معلوم ھوتا ھی کہ کسی شخص نے بلکہ حکیموں اور فاضلوں میں سے ایک نے بھی جب تک مقدس کتابوں سے تعلیم نہیں پائی خدا کو اُن صفات میں جو مذکور ھوئیں نہیں جانا پس خدا کی صفات کا بیان جس طرز پر کہ کتب مقدسہ میں لکھا گیا ھی ایک ظاہر اور روشن دلیل ھی کہ یے کتابیں خدا کی طرف سے ھیں * *

پوشیدہ نرھے کہ اگر کوئی اَور دینوں کی کتابیں پڑھے تو جان لیگا کہ اِن لوگوں نے خدا کو اُن صفات کے ساتھہ جو کتب مقدسہ میں بیان ھوئی ھیں نہیں جانا اور بعضے دینوں کی کتابوں میں جو خدا کی صفات کچھہ کچھہ بیان ھوئی ھیں سو یا تو صرف وے صفتیں ھیں جو موجودات سے جانی اور عقل کی قوت سے سمجھی جاتی ھیں یا یہہ کہ کتب مقدسہ سے نکال لی ھیں اور جس شخص نے کہ سب دینوں کی کتابیں پڑھی ھونگی ۔

اُسے یہہ بھي معلوم ہو گیا ہوگا کہ اِن کتاب والوں نے صفات ذات کے بیان کو عمدہ مطلب ٹھہرایا اور اِن اخلاقي صفتوں کو کہ خدا پاک اور مقدس و عادل ہی اور گنہگار شخص کو جب تک کہ دل کي پاکیزگي اُس نے حاصل نہیں کی قبول نہیں کرتا بالکل چھوڑ دیا یا یہہ کہ یک لخت اُن سے آگاہ ھي نہیں ہوئے اور اِس سبب سے اُن مذہبوں کے امر و نہي میں بھي باطني پاکي نہیں بلکہ صرف ظاہری عبادت کي ترتیب و درستي ہی *

چوتھي دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہی اُسکے عالی معانی اور پاک حکم و نصیحت ہیں اگر کوئی انجیل کی اُن آیتوں کو جنہیں ہم نے اِس باب کي دوسری فصل کے درمیان اُن مقاموں میں ذکر کیا ہی جہاں خدا کے احکام کي بابت گفتگو ہوئي مطالعہ کرے اور اُن آیتوں کو جنہیں ہم نے سچے مسیحي کي چال چلن کي بابت مسطور کیا ہی غور سے پڑھے اور طرفداری کو چھوڑکر اُنکي حقیقت کو پہنچے تو اُن آیتوں کے اعلیٰ اور روحاني معاني سے تعجب کریگا اور آساني سے جان لیگا کہ وے سب پاک اور مقدس خدا کے لائق اور دل کا حال تغییر و درست کرنے کے لیئے بالکل مناسب ہیں اور اگر وہ شخص روحانی عقل کے مرتبہ کو پہنچا ہوگا تو اِسکا بھی اِقرار کریگا کہ یے حکم آدمي کے حکم نہیں بلکہ حقیقت میں خدا کے حکم اور اِلہامی کلام ہیں کیونکہ آدمی اپنی عقل سے ایسی نصیحتیں اور ایسے عالی احکام ظاہر و بیان نہیں کر سکتا بلکہ انجیل کے اکثر احکام اور نصیحتیں ایسي بھي ہیں کہ آدمی کي عقل سے جو خدا کے نور سے منور نہیں ہوئي اور ایسے دل سے جو ہنوز پاک نہیں ہوا برخلاف و ناپسند ہیں چنانچہ یے احکام کہ اپنے دشمنوں کو دل سے پیار کرنا اور جو کوئي بدی کرے اُسکے ساتھہ نیکي کرنا اور شہوت کي نگاہ سے بیگانی عورت پر نظر نکرنا کہ زنا کے حکم میں ہی اور آدمیوں پر غصہ کرنا قتل کے حکم میں ہی اور بُري فکر اور بد خواہش گناہ ہی اور ہر ایک نالائق بات کي خدا

سزا دیگا اور آدمی اگرچہ خدا کے سب حکم بجالائے پھر بھی یہی کہتا رہے که میں ناکارہ بندہ هوں اور کچھہ خوبی مجھہ میں نہیں که میں نے صرف اُتنا هي کیا جو مجھپر واجب تھا اور ایسے حکم اور نصیحتیں انجیل میں بہت هیں جنکے عالی معاني آدمی کي عقل سے باهر هیں یہاں تک که آدمی اپنی طرف سے ایسے حکم بیان نہیں کرسکتا هی * * پوشیدہ نرهے که اگر انجیل کو اَوْر دینوں کی کتابوں کے ساتھہ مقابله کریں تو معلوم هوگا که انجیل کی سی نصیحت اور احکام اُن میں نہیں هیں اور جو شاید هوں بھی تو یقین هی که کتب مقدسه هي سے نقل کرلی هیں پھر یہه که اَوْر دینوں کی کتابوں کے اکثر حکم و نصیحت ظاهري آداب سے نسبت رکھتے هیں اور دلی پاکیزگي کي طرف کچھہ رجوع نہیں کرتے لیکن انجیل کے حکم ایسے هیں که صرف دل کي صفائي اور آدمي کے نیک چال چلن کي طرف منسوب هیں پس جیسا که انجیل کي تعلیموں اور حکموں کو اَوْر دینوں کی کتابوں کے ساتھہ مقابله کرنے سے واضح هوتا هی که انجیل کتنے درجے اُن سے افضل اور یقینا خدا کا کلام هی اِسي طرح یہه بھي معلوم هوتا هی که وے سب کي سب صرف آدمی کي بنائي هوئي کتابیں هیں اور بس *

پانچویں دلیل که کتب مقدسه خدا کا کلام هیں وے پیشین گوئیاں هیں جو قبل از وقوع واقعه بیان هوکر اُن کتابوں میں لکھي گئیں اور اکثر وے پیشینگوئیاں جو مسیح کي بابت پُرانے عہد کي کتابوں میں مندرج هوئی هیں اِس باب کي تیسري فصل میں هم نے ذکر کرکے اُنکا پورا هونا ثابت کیا هی اور اُن پیشینگوئیوں کے سوا جو یسوع مسیح کي طرف اِشارہ هیں اَوْر پیشینگوئیاں بھي کتب مقدسه میں بہت هیں جو بني اسرائیل کے آیندہ احوال کو قبل از وقوع بیان کرتی اور خبر دیتي هیں که نزدیک و دور کے ملکوں میں تتر بتر هووینگے اور لوگوں کي نظروں میں ذلیل و خوار رهینگے اور پھر اُن کتابوں میں ایسی پیشینگوئیاں بھی پائی جاتي هیں ۔

جو قدیم بت‌پرستوں کی مشہور قوموں کے چھوٹے بڑے ہونے کو بیان کرتی
ہیں اور شہر یروشلیم یعنی بیت المقدس اور شہر بابل اور شہر نینوی
اور اور شہروں کے ویران و خراب ہونے کی خبر کتنے ہی برس قبل از وقوع
اُن میں دی گئی ہی اور اُنہیں پیشینگوئیوں میں سے ایک یہہ بھی ہی
کہ سکندر رومی شام و ایران کے ملکوں پر عمل کریگا جو وقوع سے دو سو
برس پہلے توریت کے اندر دانیال کی کتاب میں بیان ہوئی ہی اور
تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ یے سب پیشینگوئیاں جیسے کہ اُن میں
بیان ہوئی تہیں اُسی طور سے پوری ہوئیں اور یوں ہی وے پیشینگوئیاں
بھی پوری ہوئیں اور روز بروز پوری ہوتی جاتی ہیں جنمیں مسیحی دین
کے مشہور ہونے اور پھیلنے اور حواریوں اور اگلے مسیحیوں کے رنج اُٹھانے اور
جھوٹھے پیغمبروں کے ظاہر ہونے اور آخر زمانہ کی بے ایمانی کی خبر دی
گئی ہی اور اگر کوئی شخص چاہے کہ اُن پیشینگوئیوں سے واقف ہووے
تو اِن مقاموں پر رجوع کرکے سب کو سمجھہ بوجھہ لے یعنی لوقا کے ۲۱
باب کی ۲۴ آیت اور موسیٰ کی ۳ کتاب کے ۲۶ باب کی ۳۱ سے ۳۳ آیت
تک اور پھر دانیال کا تمام ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ باب اور یرمیا کے ۴۶ باب سے
۴۹ باب تک اور موسیٰ کی ۴ کتاب کے ۲۴ باب کی ۱۵ آیت سے آخر تک
اور لوقا کے ۱۹ باب کی ۱۴ آیت سے ۴۴ تک اور یرمیا کا سارا ۵۰ باب اور
ناحوم کا سارا ۳ باب اور دانیال کے ۸ باب کی ۵ آیت سے ۸ تک اور ۲۰
سے ۲۲ تک اور یشعیاہ کے ۱۳ باب سے ۲۳ تک اور متی کے ۱۳ باب کی ۳۱
آیت سے ۳۳ تک اور پھر متی کے ۲۴ باب کی ۱۴ آیت اور یوحنا کی
۱۰ باب کی ۱۶ آیت اور فلپیوں کے ۲ باب کی ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں اور متی
کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت سے ۲۲ تک اور پھر متی کے ۲۴ باب کی ۲۴ آیت
میں اور پہلے تیموتیوس کے ۴ باب کی پہلی آیت سے ۳ تک اور دوسرے
تیموتیوس کے ۳ باب کی پہلی آیت سے ۷ تک × × اور وے احوال جو
سو برس یا کئی سو برس بعد واقع ہوئے اور ہونگے ظاہر ہی کہ ایسے احوالوں

کے قبل از وقوع جاننے اور بیان کرنے کي قدرت صرف خدا هي کو هی اور بس اور وے کتابیں جنمیں ایسے احوال اور خبریں قبل از وقوع لکھي گئي هوں اور پھر ویسے هی وقوع میں بھی آئي هوں تو صاف ظاهر هی که ایسي کتابیں خدا کا کلام هیں ٭

چھٹي دلیل که پُرانے اور نئے عہد کي کتابیں خدا کا کلام هیں وے مشہور و معروف معجزے هیں جو یسوع مسیح اور اُسکے حواریوں سے ظاهر هوئے لیکن جس حال میں که یسوع مسیح کے معجزے هر ایک محمدی کو معلوم اور وے اُنکے قائل بھي هیں اور هم نے تیسري فصل میں اُنکا تھوڑا سا ذکر بھي کیا هی تو اب اِس مقام میں اُنکے بیان سے هاتھه کھینچکر اگلے فصل میں وے کرامتیں جو حواریوں سے ظاهر هوئیں ذکر کرینگے ٭

ساتویں دلیل که انجیل خدا سے هی اور مسیحي دین برحق اور سچّا هی مسیح کا قیام و عروج هی اِس تفصیل سے که یسوع مسیح اپني جان کو هم گنہگاروں کے بدلے کفارہ اور فدیه دیکر صلیب پر مر گیا اور تیسرے دن پھر قبر سے جي اُٹھا چنانچه خود اُسنے آگے هي سے اپنے شاگردوں کو کہا اور بتایا تھا (متی کے ۲۰ باب کي ۱۸ اور ۱۹ آیت) که دیکھو هم یروشالم کو جاتے هیں اور ابن آدم سردار کاهن اور فقیهوں کے هاتھه میں سونپا جائیگا اور وے اُسکے قتل کا حکم دیںگے اور اُسے غیر قوموں کے حوالے کرینگے که ٹھٹھوں میں اُڑاویں اور کوڑے ماریں اور صلیب پر کھینچیں پر وہ تیسرے دن پھر جي اُٹھیگا اور قیام کرنے کے بعد مسیح چالیس دن اَور دنیا میں رها اور اپنے تئیں اپنے شاگردوں پر اور اَور ایمان لانیوالوں پر ظاهر کیا اور اُنکو تعلیم دي اور اُسکے بعد اُنکے روبرو ایک ابر پر سوار هو کرکے آسمان کو عروج فرمایا اب یه ایک خاص معجزہ هی که اَور کسي سے عمل میں نہیں آیا هاں حنوک اور الیاہ پیغمبر نے اَور لوگوں کي مانند وفات نہیں پائي بلکه ایک خاص طور پر اِس دنیا سے رحلت کي هی مگر مسیح کے سوائے کوئی مر کرکے پھر قبر سے جي نہیں اُٹھا اور قیام نہیں کیا هی اور ظاهر هی که

اگر مسیح حق اور سچّا نہوتا تو قیام اور عروج بھی نہیں کرتا پس مسیح کا قیام اور عروج ایک پکّی اور قوی دلیل ہی کہ وہ برحق ہی اور انجیل و مسیحی دین سچّا اور خدا سے ہی *

آٹھویں دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہی اُسکی تعلیم کا مشہور ہونا اور پھیلنا ہی اِس طرح پر کہ اگرچہ انجیل کی عمدہ تعلیم اُس عقل کے نزدیک جو خدا کے نور سے منور نہیں ہوئی ناپسند اور اجنبي ہی اور اُس دل کو جو نفسانی آلایش سے پاک نہیں ہوا ناموافق اور برخلاف معلوم دیتي ہی اور علاوہ بریں انجیل اُن لوگوں کے مذہب سے برخلاف بھی تھی جنکے درمیان مشہور ہوئی اور اُسکے تعلیم کرنیوالے لوگ بھی بے علم اور غیر مشہور اور بے دولت و بے حکومت تھے اور انجیل پر ایمان لانیوالوں کو لوگ ایذا بھي بہت کرتے تھے یہاں تک کہ مال و متاع چھین لیتے بلکہ جان سے بھي ہلاک کرتے تھے تو بھي بہتیرے لوگوں نے انجیل کي تعلیم کو قبول کیا اور تھوڑے دنوں میں اکثر نامي شہر و دیار میں مثل شام و مصر و یونان و اطالیہ وغیرہ کے مسیحی دین نے ایسی شہرت پائی کہ ہزاروں لاکھوں اپنا قدیم مذہب چھوڑکر مسیح پر ایمان لائے اور آخر دین مسیحي بت‌پرستوں کے مذہب پر غالب ہو گیا اور یہہ غلبہ کچھہ زبردستي یا تلوار کے زور سے نہیں ہوا بلکہ صرف انجیل کے وعظ و نصیحت سے اور ظاہر ہی کہ اگر خدای تعالیٰ باطن کی راہ سے انجیل سننےوالوں کے دل کو توفیق اور ہدایت کا نور نہ بخشتا اور ظاہر میں برملا نشانیوں اور کرامتوں اور معجزوں سے انجیل کے وعظ کو قوت ندیتا تو دین مسیحي اُس زمانہ کے مذہبوں پر کیونکر غالب آتا پس یہي صریح مددگاری جو خدا نے انجیل کے وعظ سے کي ہی ایک ظاہر اور یقینی دلیل ہی کہ انجیل خدا کا کلام ہی کیونکہ خدا جھوٹھي وعظ اور تعلیم سے ایسي مددگاری کبھی نکریگا اور آیندہ فصل میں ہم فرصت پاکر اِسی مطلب کي زیادہ گفتگو کرینگے *

خلاصہ اُن مطالب سے جو اب تک کتب مقدسہ کي تعليمات کي بابت مذکور هوئے صاف ظاهر هی کہ انجيل کی تعليميں اُن شرطوں کو پورا کرني هيں جنکو همنے حقيقي الہام ثابت کرنے کے ليئے ديباجے ميں ذکر کيا اور اِسکے سوا اُن دليلوں سے جو انجيل کے عالي مضمون اور کتب مقدسہ کي پيشينگوئيوں اور مسيح و حواريوں کے معجزوں اور انجيل کے مشہور هو جانے سے نکلني هيں اِن سب باتوں سے بخوبی ثابت و يقين هوتا هی کہ انجيل خدا کي طرف سے هی بس ای محمدی شخص اور اِس رسالہ کے پڑهنيوالے اگر تيرا دل خدا کے سامهنے صاف اور درست هو اور تو اپنے باطن کا احوال دريافت کرکے اور اپنے گناهوں سے نااُميد هوکر نجات کا طالب هو تو ممکن نہيں کہ انجيل کا کلام تجهے پسند نہ آوے کيونکہ انجيل صرف نجات هي کی راه تجهے نہيں جتلاني بلکہ نجات کي راه چلنے کی قوت بهی بخشتي اور بلاشک تجهے نيکبختي ابدی کو پہنچاتي هی بس اپنے دل کا دروازه بند مت کر بلکہ کهول دے کہ توفيق کی باتيں اور يسوع مسيح کی نجات تيرے دل ميں داخل هوں اور خدا سے دعا مانگ کہ روح القدس کے وسيلے سے اُنکو تيرے دل ميں مضبوط کر دے تاکہ تو بهي ايمان لاکر مسيح کي نجات اور نعمت ميں شريک هو اور جو شايد انجيل کي تعليمات سے مخالفت کرکے يسوع مسيح کی اُس نجات کو جو گنہگاروں کے ليئے حاصل هوئي هی تو ردّ کرے تو جان لے کہ تو کسي طرح نجات نپائيگا کيونکہ خدا کے کلام بموجب گنہگاروں کا شفيع صرف مسيح هی اور بس اور اگر تو نچاهے کہ اب يسوع مسيح کو اپنا نجات دينيوالا جانے تو ضرور قيامت کے دن تو اُسے اپني عدالت کرنيوالا پاويگا چنانچہ خود يسوع مسيح نے يوحنا کے ۱۴ باب کي ۶ آيت ميں فرمايا هی کہ * راه اور سچائي اور زندگی ميں هوں کوئی بغير ميرے وسيلے کے باپ کے پاس نہيں آ سکتا هی * اور پهر اعمال کے ۴ باب کي ۱۲ آيت ميں لکها هی کہ * کسی دوسرے سے نجات نہيں کيونکہ آسمان کے تلے آدميوں کو

کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پا سکیں * پھر یوحنا کے ۳ باب کی ۳۶ آیت میں لکھا ہی کہ * جو بیٹے پر ایمان لاتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہی اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا قہر اُسپر رہتا ہی * پھر دوسرے تسلونیقیوں کے پہلے باب کی ۶ آیت سے ۹ تک لکھا ہی کہ * خدا کے نزدیک انصاف یہہ ہی کہ جو تمہیں اذیّت دیتے ہیں اُنہیں اذیّت اور تمہیں جو اذیّت پاتے ہو ہمارے ساتھہ آرام دے اُس وقت کہ خداوند یسوع آسمان سے اپنے زبردست فرشتوں کے ساتھہ بھڑکتی آگ میں ظاہر ہوگا اور اُن سے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نہیں مانتے بدلا لیگا وے خداوند کے چہرے سے اور اُسکی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا پاوینگے * اور خدا کی درگاہ سے ہماری یہہ درخواست و دعا ہی کہ اِس رسالا کا پڑھنیوالا بے ایمانی اور اُسکے خوفناک عذاب سے بچے اور مسیح پر ایمان لاکر نجات حاصل کرے *

ساتویں فصل

اِس بات کے بیان میں کہ انجیل کی تعلیم شروع میں کس طرح مشہور ہوئی اور کیونکر پھیلی

اگرچہ ہمنے اِس باب کے مطلب کے موافق ابتک انجیل کی عمدہ تعلیمیں بیان کیں پر اب اِس فصل میں انجیل کے مشہور ہونے کا حال بیان کرکے اول اُسکے پہلے واعظوں کا ذکر کرینگے جو مسیح کے حواری تھے ہرچند اِن مطالب کا ذکر اِس باب سے کماحقہ مناسبت نہیں رکھتا لیکن بایں لحاظ کہ معمولی لوگ حواریوں کے حال احوال سے واقفیت نہیں

رکھتے لہذا ہمنے اِس فصل کو اِس باب کے ساتھہ ملا دیا ہی * اور حواریوں کا حال اِس منوال پر ہی کہ جب یسوع مسیح نے تعلیم دینا اور معجزے دکھانا شروع کیا تو عوام الناس میں سے بارہ آدمی چُن لیئے تاکہ گویا وے اُسکی منہہ بولتی کتابیں ہوں یعنی اُسکے آسمان پر جانے کے بعد اُسکی بابت گواہی دیکر اُسکے اعمال و تعلیمات کو تمام دنیا میں بیان و وعظ کریں اِسی واسطے اُن بارہ شخصوں کو جو شاگرد اور حواری کہلاتے ہیں ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا کہ اُسکے عمل اور معجزوں اور تعلیموں پر گواہ رہیں لہذا اُسنے اپنی سب بات اور تعلیم اُنہیں خوب سمجھا دی اور جب کہ اُسکے دنیا میں رہنے کا وقت پورا ہوچکا تب اُسنے فرمایا کہ تم میرے حق میں گواہی دینا اور میری تعلیم تمام دنیا میں پھیلانا جیسا کہ یوحنا کے ۱۵ باب کی ۲۷ آیت میں لکھا ہی کہ * تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھہ ہو * اور جی اُٹھنے کے بعد جب مسیح نے اپنے شاگردوں کے سامھنے آسمان پر عروج کیا تو اِسی حکم کو مکرر اُسنے فرمایا جیسا کہ متی کے ۲۸ باب کی ۱۸ آیت میں اور مرقس کے ۱۶ باب کی ۱۵ و ۱۶ آیتوں میں اور متی کے ۲۸ باب کی ۲۰ آیت میں لکھا ہی کہ اُسکی آخری بات اور وصیت یہہ تھی * کہ آسمان و زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا پس تم تمام دنیا میں جاکے ہر ایک مخلوق کے سامھنے انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لاتا اور بپتسما پاتا ہی نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اُسپر سزا کا حکم کیا جائیگا اور اُنہیں سکھلاؤ کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جنکا میں نے تمکو حکم کیا ہی اور دیکھو میں زمانے کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھہ ہوں * * اور اِس لیئے کہ اِن احکام پر عمل کرنیکی اُنہیں طاقت اور قدرت ہو یسوع مسیح نے تسلی دینیوالے یعنی روح القدس کا وعدہ کیا کہ وہ تمہارے پاس آکر تمہیں سچائی پر لاویگا اور اگر تم میرے باتوں اور تعلیموں میں سے کچھہ بھول گئے ہوگے تو تمہارے ذہن نشین کرکے یاد دلاویگا اور میری بات اور میری تعلیم تمسے عیان و

بیان کریگا اور آیندہ حال کی خبر اور معجزوں کی طاقت تمھیں دیگا
جیسا کہ یوحنا کے ۱۶ باب کی ۷ و ۱۳ آیتوں میں لکھا ہی کہ مسیح نے
حواریوں سے فرمایا کہ * میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ تمھارے لیئے میرا
جانا ہی فائدہ ہی کیونکہ اگر میں نجاؤں تو تسلی دینیوالا تمھارے پاس
نہ آئیگا پر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تمھارے پاس بھیج دونگا جب وہ
یعنی روح القدس آوے تو وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتاویگا اِس لیئے
کہ وہ اپنی نہ کہیگا لیکن جو کچھہ وہ سنیگا سو کہیگا اور تمھیں آیندہ
کی خبر دیگا * اور یوحنا کے ۱۴ باب کی ۲۶ آیت میں بھی ذکر ہی کہ
یسوع نے کہا * وہ تسلی دینیوالا روح القدس جسے باپ میرے نام سے
بھیجیگا وہی تمھیں سب چیزیں سکھلائیگا اور سب باتیں جو کچھہ کہ
میں نے تمھیں کہی ہیں یاد دلاویگا * پھر متی کے ۱۰ باب کی ۲۰ آیت
میں لکھا ہی کہ * کہنے والے تم نہیں ہو بلکہ تمھارے باپ کا روح تم میں
بولیگا * اور اِسی باب کی ۸ آیت میں لکھا ہی کہ مسیح نے حواریوں کو
حکم دیا کہ * بیماروں کو چنگا کرو کوڑھیوں کو پاک صاف کرو مُردوں کو
جلاؤ دیوؤں کو نکالو تم نے مفت پایا مفت دو * خلاصہ اِن باتوں سے صاف
معلوم ہوتا ہی کہ روح القدس جسکا مسیح نے عروج سے پہلے حواریوں سے
وعدہ کیا تھا اُنھیں رسالت کے مرتبہ پر پہنچائیگا اور معجزہ کی طاقت
بھی دیگا تاکہ اِن نشانوں سے معلوم دے کہ حواری خدا کے رسول ہیں * *
اور حواری یسوع مسیح کے عروج کے بعد اُس حکم کے بموجب جو لوقا
کے ۲۴ باب کی ۴۹ آیت اور اعمال کے پہلے باب کی ۴ آیت میں مرقوم
ہی روح القدس کے انتظار میں شہر اورشلیم میں رہے سو ایسا ہوا کہ مسیح
کے جی اُٹھنے کے پچاسویں دن اور عروج کے دسویں دن جس وقت کہ
سب حواری دعا مانگنے کو جمع ہوئے تھے روح القدس جسکا وعدہ ہوا
تھا ایک عجیب طور سے یکایک اُن پر آن پہنچا چنانچہ اعمال کے ۲ باب
کی پہلی آیت سے ۴ تک مرقوم ہی کہ * جب پنتکوس کا دن آیا وے

سب ایک دل ہوکے اکٹھے ہوئے یکبارگی آسمان سے ایک آواز آئی جیسے
بڑی آندھی چلے اور اُس سے سارا گھر جہاں وے بیٹھے تھے بھر گیا اور
اُنھیں جدا جدا آگ کیسی زبانیں دکھائی دیں اور انمیں سے ہر ایک
پر بیٹھیں تب وے سب روح قدس سے بھر گئے اور طرح طرح کی زبانیں
جیسی روح نے اُنھیں بولنے کی قدرت بخشی بولنے لگے * * پھر روح القدس
کی طاقت و مدد سے جیسا کہ مسیح نے وعدہ کیا تھا حواریوں نے بہت
سے معجزے دکھائے یعنی بیماروں کو تندرستی اور لنگڑوں کو چلنے کی طاقت
اور مُردوں کو زندگانی بخشی چنانچہ اعمال کے ۳ باب کی پہلی آیت سے
۱۱ تک لکھا ہی کہ پطرس حواری نے یسوع مسیح کے نام سے ایک لنگڑے
کو چلنے کی طاقت دی پھر ۹ باب کی ۳۲ آیت سے ۴۳ تک ذکر ہوا ہی
کہ اُسی حواری نے اینیاس نامی ایک شخص کو جو بہت دن کا بیمار
تھا تندرستی بخشی اور ایک مری ہوئی بیوہ عورت اُسکی دعا سے جی
اُٹھی پھر اعمال کے ۵ باب کی ۱۲ آیت سے ۱۶ تک مذکور ہی کہ پطرس
حواری نے بہت بیماروں کو شفا دی اور لوگ گلی کوچوں میں اپنے اپنے
بیماروں کو لا بٹھاتے کہ پطرس کے نکلتے وقت اُسکا سایہ اُن پر پڑے اور اچھے
ہو جائیں چنانچہ جس پر پطرس کا سایہ پڑا اچھا ہو گیا اور پولس حواری
کے حق میں اعمال کے ۱۴ باب کی ۸ آیت سے ۱۰ تک لکھا ہی کہ اُسنے
ایک مادرزاد لنگڑے کو ایک بات میں اچھا کر دیا اور ۲۸ باب کی ۸ و ۹
آیتوں میں مرقوم ہی کہ پولس نے اپنے ہاتھ اور دعا کی برکت سے ایک
جزیرہ میں بہت سے بیمار اچھے کئے اور ۱۹ باب کی ۱۱ و ۱۲ آیتوں
میں مذکور ہی کہ خدا نے پولس کے ہاتھ سے بڑے بڑے معجزے ظاہر کیئے
یہاں تک کہ لوگ اُسکے رومال اور لنگی کو لاکر بیماروں پر ڈالتے اور بیماریاں
دور ہو جاتیں اور بد روحیں (یعنی جن) اُن سے نکل جاتے اور ۲۰ باب
کی ۹ و ۱۰ آیتوں میں لکھا ہی کہ پولس حواری نے شہر طرواس میں ایک
مُردے کو جلایا اور جیسا کہ پطرس اور پولس کے معجزوں کا یہاں ذکر ہوا

ایسا هي اور سب حواریوں کا بھي حال هی کیونکه روح‌القدس اُن سب کو برابر ملا تھا اور اعمال کے ۲ باب کي ۴۳ آیت اور ۵ باب کي ۱۲ آیت میں سب حواریوں کی بابت کہا گیا هی که اُن سے بہت معجزے اور نشانیاں ظاهر هوئیں * اور روح‌القدس حواریوں کو اِس درجه پر ملا اور معجزه کي اِتني طاقت انکو دي گئي که حواری لوگ اور ایمانداروں پر اپنا هاتھه رکھکر روح‌القدس کی قوت اور معجزه کي طاقت اُنھیں دے سکتے تھے جیسا که اعمال کے ۸ باب کي ۱۷ آیت میں مرقوم هی که * اُنھوں نے (یعنی پطرس اور یوحنا حواری نے) ان پر (یعني ایمانداروں پر) هاتھه رکھے اور اُنھوں نے روح‌القدس پایا * اور پھر اعمال کے ۱۹ باب کي ۶ آیت میں لکھا هی که * جب پولس نے اُن پر (یعني ایمانداروں پر) هاتھه رکھا ان پر روح‌القدس آیا اور وے طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے * خلاصه اِن آیتوں سے بخوبی ظاهر و ثابت هوتا هی که حواری صاحب معجزه تھے اور رسالت کا مرتبه اُنھیں حاصل تھا *

اور روح‌القدس نے حواریوں کو مسیح کي تعلیم کا وعظ کہتے وقت اسی مدد کی که روح‌القدس هی اُنھیں بات کرواتا تھا اور جو کچھه وه اُنھیں الہام کی راه سے سمجھا دیتا تھا وهي کہتے اور وهی لکھتے تھے چنانچه وے خود بھی اِس بات کا اقرار کرتے هیں جیسا که پہلے قرنتیوں کے ۲ باب کي ۱۲ و ۱۳ آیتوں میں مسطور هی که * هم نے نه دنیا کی روح کو بلکه وه روح جو خدا کی طرف سے هی پایا تاکه هم اُن چیزوں کو جو خدا نے همیں بخشی هیں جانیں اور هم روحانی چیزوں کو روحانی باتوں سے بیان کرنے کو آدمی کي حکمت کی سکھائي هوئي باتیں نہیں بلکه روح‌القدس کي سکھائی هوئي باتیں بولتے هیں * پھر رومیوں کے ۱۵ باب کی ۱۸ آیت میں پولس حواری نے کہا هی که * میں یہه جرأت نہیں رکھتا که ان کاموں کے سوا کچھه اور بیان کروں جو مسیح نے میرے وسیلے قول اور فعل سے اور کرامانوں اور معجزوں کي قوت اور خدا کے روح کي قدرت سے غیر

قوموں کے فرمان بردار ہونے کو گئے * پھر پہلے تسلونیقیوں کے ۲ باب کی ۱۳ آیت میں مذکور ہی کہ پولس نے کہا کہ * ہمیشہ خدا کے ہم شکرگذار ہیں کہ جب وہ کلام جو خدا کا ہی جیسے ہم سناتے ہیں تمکو ملا تمنے اُسے آدمیوں کا کلام نہیں بلکہ خدا کا کلام جانکر کہ وہ حقیقت میں ایسا ہی ہی قبول کیا اور وہ تم ایمانداروں میں اثر کرتا ہی * پس حواریوں نے تعلیم دینے وقت اپنے دل سے باتیں نہیں کہیں بلکہ حقیقت میں مسیح کی تعلیم اور حکم ظاہر و بیان کیئے اِس جہت سے وے باتیں جو اُنھوں نے کہی ہیں اور وے کتابیں جو تصنیف کی ہیں اور اُنمیں یعنی انجیل میں یسوع مسیح کی تعلیم و احکام لکھے ہیں سو بعینہ مسیح کی تعلیم اور خدا کا کلام ہی اور اِسی واسطے آپ مسیح لوقا کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت میں فرماتا ہی کہ * جو تمھاری سنتا میری سنتا ہی اور جو تمھیں ناچیز جانتا مجھے ناچیز جانتا ہی اور جو مجھے ناچیز جانتا اُسے جسنے مجھکو بھیجا ناچیز جانتا ہی * اِسی لیئے حواری اپنے تئیں مسیح کے اور خدا کے رسول کہتے ہیں جیسا کہ پہلے قرنتیوں کے اول باب کی پہلی آیت اور گلتیوں کے اول باب کی پہلی آیت اور پطرس کے اول باب کی پہلی آیت اور یعقوب کے اول باب کی پہلی آیت میں مذکور ہوا ہی پس اِن آیات سے اور اُن بے شمار معجزوں سے جو اُن سے صادر ہوئے بلاشک و شبہہ معلوم و یقین ہوتا ہی کہ حواری خدا کے رسول اور پیغمبری کے مرتبہ میں بلکہ اُس سے بھی بالاتر تھے اِس دلیل سے کہ اگرچہ اگلے پیغمبروں میں بھی روح القدس کی قوت اور معجزوں کی قدرت تھی لیکن اِیسی نہ تھی کہ کسی دوسرے کو بھی روح القدس کی قوت دے سکیں یہہ رتبہ صرف حواریوں ہی کو ملا تھا جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا پھر حواریوں کی بات اور اعمال و معجزات سے خدا کی قدرت اِس قدر ظاہر ہوئی کہ اُنکی وعظ و نصیحت نے سننے والوں کے دلوں میں ایسا اثر کیا کہ چند روز میں ہزاروں لاکھوں آدمی گناہ سے پھرکر خدا کی طرف رجوع لے آئے اور

بت‌برستي سے هانهه اُٹهاکر خداے واحد کي عبادت میں لگ گئے چنانچه ایسے کام اگلے پیغمبروں کے وسیله سے خدا نے ظاهر نہیں کیئے تهے * * اور حواریوں کی ایسي کرامتوں اور کاموں کي بابت مسیحیوں کے اگلے عالموں نے بهي اپني کتابوں میں خبردي هی اور یہودیوں نے بهي اپني مشہور کتاب میں جسکا نام تلمود هی اور بت‌پرستوں کے بعضے عالموں نے بهي جو حواریوں کے زمانه میں اور اُنکے بعد تهے مثلا سلسوس اور بولیان اور پلینیوس اور تاظیتوس نے اپني کتابوں میں مسیح اور حواریوں کے معجزوں اور گذارشوں اور مسیحي دین کے پهیلنے کی خبر دی هی اور قران میں بهی مسیح کے حواري خدا کے رسول کہلائے هیں جیسا که سورۀ الصف میں لکها هی که * * قال عیسی بن مریم للحواریین من انصاری الي الله قال الحواریون نحن انصار الله * * یعني عیسی مریم کے بیتے نے حواریوں سے کہا که خدا کے کاموں میں میرے مدد کرنیوالے کون هیں حواري بولے که خدا کے مدد کرنیوالے هم هیں * پهر سورۀ یس میں لکها هی که * * و اضرب لهم مثلا اصحاب القریة اذ جاءها المرسلون اذ ارسلنا الیهم اثنین فکذبو هما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون قالوا ما انتم الا بشر مثلنا و ما انزل الرحمن من شي ان انتم الا تکذبون قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون * ایضا * و جاء من اقصی المدینة رجل یسعی قال یا قوم اتبعوا المرسلین * و ایضا * و هم مهتدون * * یعني اس شہر کے لوگوں کا احوال جس وقت که رسول وهاں آئے اِنهیں سمجهادے که جب هم نے دو شخص کو اُنکے پاس بهیجا اور اُنکو اُنهوں نے جهوتها جانا هم نے اُنکو تیسرے سے مضبوطي دی اور اُنهوں نے کہا که هم حقیقت میں تمهارے پاس بهیجے گئے هیں اُنهوں نے کہا که تم کچهه بهي نہیں هو مگر آدمي هو جیسے هم اور خدا نے کوئي چیز تمپر نہیں اتاري تم نرے فریبي هو اُنهوں نے کہا همارا پروردگار جانتا هی که هم حقیقت میں تمهاري طرف بهیجے گئے هیں اور شہر کے پرے سے کوئی دوڑا آیا اور کہا اي لوگو رسولوں کي تابعداري کرو که اُنهوں نے هدایت پائي هی * اِس

آیت کي تفسیر میں مفسرین قران مثل قاضي بیضاوي وغیرہ کے ایسا کہتے هیں که یے رسول مسیح کے حواری هیں اور وہ شہر جہاں وے بهیجے گئے تهے انطاکیه شہر هی وهاں اُن سے کرامتیں هوئیں یہانتک که مُردے کو بهي جلایا اور کہتے هیں که اُن دو شخصوں کے نام یوحنا اور پولس اور تیسرے کا نام شمعون پطرس تها اب اگرچه قران کے اِن مقاموں میں کئے ایک خلاف باتیں هیں پهر بهی اِتنا ظاهر هی که اُسمیں حواري خدا کے رسول کہلاتے هیں اِس صورت میں محمدیوں کو لازم هي که حواریوں کو حق جانیں اور اُنکي رسالت پر قائل هوں خلاصه ان آیتوں سے اور اِن دلیلوں سے جو هم نے حواریوں کي رسالت کی بابت ذکر کیں صاف ثابت هوا که وے في الحقیقت خدا کے رسول هیں *

اب که حواریوں کی رسالت ثابت کرنے سے فراغت حاصل هوئي تو هم انجیل کے وعظ اور اُسکے پهیلنے کي کیفیت ذکر کرتے هیں اِس طرح پر که مسیح کی تعلیم کا وعظ کرنے وقت حواریوں کا مقصد یهه نه تها که هماری شہرت اور ناموري هو یا هم بزرگي و ریاست حاصل کریں اور ایمان لانیوالوں پر جہاد کا حکم بهی نہیں کرتے تهے که بزور شمشیر انجیل کي تعلیم پهیلاویں بلکه جبر و ظلم کا تحمل کرتے تهے اور وعظ کي راہ میں بے شمار دکهه اور سختی اُٹهاتے تهے چنانچه اکثر حواري وعظ هي کے کام میں شہید هوئے اور ایمان لانیوالوں کو بهي بڑی تاکید سے بهي نصیحت دیتے تهے که دیکهو ایسا نهو جو دکهه اور مصیبت میں تم مخالفوں کا سامهنا کرو بلکه مسیح کي خاطر صبر اور خوشي سے سب دکهه درد حتیٰ موت کو بهی اُٹها لو * * اور انجیل کے وعظ میں حواریوں کا یهه مطلب بهي نه تها که رنگین عبارت اور شیرین کلام سے سننیوالوں پر غالب هوویں اور اُنهیں کلام کے معني کي تحقیق سے باز رکهکر حقیقي معني کي بابت شبه میں ڈال دیں بلکه اُنکا مطلب یهه تها که عبارت بنانے اور سخن سازی سے هاتهه کهینچکر انجیل کي تعلیم کو صاف بولي اور آسان لفظوں میں بیان کریں تاکه ادنیٰ

اعلی سب اُسکے معنی سمجھیں اور انجیل کی تعلیم سننیوالوں کے دل
میں تاثیر کرے جیسا کہ اِسی معاملہ کی بابت پولس حواری نے پہلے
قرنتیوں کے ۲ باب کی پہلی آیت سے ۵ تک لکھا هی کہ * ای بھائیو جب
میں خدا کی گواهي کی خبر دینے تمہارے پاس آیا تب کلام کی فصاحت
اور حکمت کے ساتھہ نہیں آیا کیونکہ میں نے یہہ ٹھانا کہ یسوع مسیح اور
اُسکے مصلوب هونے کے سوا اَور کچھہ تمہارے پاس آکے نجانوں اور میں کمزور
اور ڈرتا اور نہایت کانپتا تمہارے درمیان رہا اور میرا کلام اور میری منادی
آدمی کی حکمت کی لبھانیوالی باتوں سے نہیں بلکہ روح اور قدرت کی
پکي دلیل تھي تاکہ تمہارا ایمان آدمی کی حکمت پر نہیں بلکہ خدا کی
قدرت پر موقوف هو * اِس لیئے حواریوں نے روح القدس کے بتانے بموجب
انجیل کو ایسي صاف عام فہم عبارت میں لکھا هی کہ کلام کی تمام
حقیقت اور قدرت مطالعہ کرنیوالوں کو معلوم هوکر دل میں بیٹھہ جاوے * *
پھر حواریوں نے ایسی باتیں نہیں کیں جو آدمی کی نفساني خواهش کے
موافق و مطابق هوں اور دولت و بزرگي کي اُمید بھي نہیں دلائی کہ
اِس طرح لوگ انجیل کی طرف میل کریں بلکہ یسوع مسیح کے ایسے احکام
و تعلیم جو نفسانی آدمی کي فکر و خواهش سے بالکل برخلاف هیں لوگوں
کو صاف صاف سنائے اور حکم دیا کہ اگر مسیح کي تعلیم قبول کریں تو
ضرور هی کہ ساری نفساني خواهشوں اور دل کي خراب هوسوں کو ترک
کرکے اور عیش و آرام سے دست بردار هوکر انجیل پر ایمان لانے کے سبب
اگر مال و اسباب ضائع هو یا رسوائي و اذیت درپیش آوے تو اُس پر راضی
رهیں یہاں تک کہ قتل هونے کو بھي قبول کر لیں اور اُنھوں نے ایمان
لانیوالوں کو صرف یہہ خوشخبري دی کہ یسوع مسیح پر ایمان لانے کے سبب
نجات پاکر همیشہ کی سعادت کو پہنچوگے اور روح القدس تمہاری مدد
کرکے ایذائیں اُٹھانے کی تمھیں قوت و قدرت بخشیگا * * اور قطع نظر اِس
سے حواری صاحب حکومت و ریاست اور دولتمند اور نامور بھي نہ تھے

اور اُن میں سے ایک کے سوا علم بھي کسي کو نہ تھا تسپر یہہ حال تھا کہ انجیل کا وعظ صرف نادان و عوام قوموں ھی میں نہیں بلکہ ایسے ایسے ملک اور شہروں میں کرتے تھے جہاں کے لوگ اُس زمانہ کي ساری قوموں سے علم و کمال میں بڑھکر تھے اِس صورت میں کسي کي عقل میں نہیں آتا تھا کہ حواري لوگ انجیل کی تعلیم کو جو آدمي کے دل کي خواهش سے برخلاف اور اُس زمانہ کے لوگوں کے سارے مذھبوں اور عادتوں سے مخالف تھی دنیا میں پھیلا سکینگے اور آدمیوں کو مسیحي دین کي طرف لاوینگے مگر حواریوں نے خدا کي مدد کا بھروسا کرکے اُسي شہر یروشلیم میں جہاں مسیح کو صلیب دیا تھا اور سب لوگ دشمن ہو رہے تھے انجیل کا وعظ شروع کیا اور پہلے ھي وعظ میں اُنکي باتوں نے لوگوں کے دل میں ایسا اثر کیا کہ یہودیوں میں سے تین ہزار آدمي مسیح پر ایمان لائے اور اِن ایمان لانیوالوں میں بعضے وے لوگ بھي تھے جنھوں نے مسیح کے مصلوب کرنے میں سعي و کوشش کي تھي اُسکے بعد بھي بہت ایسا ہوتا رہا کہ حواریوں کے وعظ سے بہتیرے یہودیوں نے توبہ کي اور ایمان لائے یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں ہزاروں لاکھوں یہودي انجیل پر ایمان لاکر گناہ سے بچے اور نجات کي راہ میں ثابت قدم ہوئے اور یہودیہ کے سارے ملکوں میں مسیحي جماعتیں قائم ہوئیں چنانچہ وے لوگ جو سب سے پہلے مسیح پر ایمان لائے اکثر یہودیوں میں سے تھے * * پھر تو ایسا ہوا کہ حواری لوگ مسیح کے حکم بموجب انجیل کا وعظ کرنے کو سارے گرد و نواح کے ملکوں میں پھیل پڑے اور ہر ایک قوم کو انجیل کا وعظ سنایا اور بہت لوگ انجیل پر ایمان لائے یہاں تک کہ خاص و عام اور عالم و فاضل لاکھوں آدمي بخوشي تمام انجیل کي تعلیم قبول کرکے مسیحي ہوگئے اور حواریوں کے اُسي زمانہ میں شام اور روم اور مصر اور اِتیلیا کے شہروں اور گانوؤں میں مسیحی جماعت اور ملت قائم ہوئي اور حواریوں کي وفات کے بعد اُنھیں ملکوں میں اور اُنکے اطراف و اکناف میں انجیل کي تعلیم

بھیلي اور مسیحي اِتنے بڑھے کہ اُس وقت کا بڑا بادشاہ یعني شہنشاہ روم جو اتیلیا میں رہتا تھا اِس غم میں پڑا کہ ایسا نہو رفتہ رفتہ مسیحي دین زور پکڑکر بت‌پرستوں کے مذهب کو باطل و بر طرف کردے سو اُسنے مسیحیوں پر ظلم کرنا شروع کرکے اُنکا مال و اسباب ضبط کیا قیدخانوں میں ڈالا اور ہرطرح کي ایذا دي درندہ جانوروں کے آگے ڈالا جیتے جی جلایا قتل کیا چنانچہ ان طرح طرح کی اذیتوں سے لاکھوں مسیحی مارے گئے اوردین کي راہ میں شہید ہوئے * اور یہہ ایذائیں کچھہ تھوڑے روز یا ایک هی بادشاہ کے عہد میں نہیں بلکہ تین سو برس تک مسیحیوں کو اُٹھانی پڑیں اور اِس مدت درازمیں بت‌پرست حاکموں نے دین مسیحی کے بگاڑنے اور نیست و نابود کرنے میں بڑي بڑي کوششیں کیں لیکن هرچند کہ اُنھوں نے دین مسیحي میں رخنہ ڈالنے اور میٹنے کے لیئے مسیحیوں کو طرح طرح کي سزائیں دیں تو بھي مسیحي ایک مضبوط قلعہ کي مانند جو کسي کا کھولا نکھلے اِن مصیبتوں کے محاصرہ میں همیشہ اپنے تئیں سنبھالے رہے چنانچہ مسیح کا قول یوں پورا هوا جو اُسنے متی کی ۱۶ فصل کي ۱۸ آیت میں فرمایا هی کہ * دوزخ کے دروازے (یعني شیطان کي قوت و قدرت) اُسپر (یعني مسیحي جماعت پر) فتح نہ پاوینگے * اور جتنا کہ مسیحیوں کو ایذا دیتے اور قتل کرتے تھے اُتنا هي بت‌پرستوں میں سے زیادہ‌تر لوگ دین مسیحي کو قبول کرتے تھے چنانچہ باوجود ایسي مصیبتوں کے روز بروز بڑھتے هي جاتے تھے اورمسیحي اِن دکھہ اور تکلیفوں کو بڑے صبر و تحمل سے اُٹھاتے تھے اور کسي وقت اپنے ستانیوالوں پر بلوہ نکیا اور بت‌پرست حاکموں سے جو اُنھیں ستاتے تھے کبھی نلڑے حال‌آنکہ یہہ بات مسیحیوں کے لیئے کچھہ مشکل نہ تھی کیونکہ اُن دنوں روم کي ولایتوں میں مسیحي لوگ زور و قدرت اور گنتي میں بت‌پرستوں کي برابر تھے بلکہ بعضے شہروں میں تو مسیحی اُن سے زیادہ بھي تھے خلاصہ اِسي طرح رنج و عذاب اُٹھاتے اُٹھاتے اور جور و ظلم سہتے سہتے مسیحي

دین بت‌پرستی کے مذھبوں پر غالب ھو گیا اور ایک فتح عظیم اور غلبۂ کامل حاصل کرلیا اور آخر یہہ حال ھوا کہ اُس زمانہ کے شاھنشاہ قسطنطین نے بھی مسیحی دین قبول کیا اور اکثر بت‌خانے کلیسیاؤں سے بدل گئے اور بت‌پرستی کا بازار ٹھنڈا ھوکر بادشاہ مذکور کی ساری ولایتوں میں مسیحی مذھب کا رواج ھو گیا *

پوشیدہ نرھے کہ یہہ بات کچھہ ایسی نہیں ھی جو آدمی کی قدرت و قابو میں ھو بلکہ ایسی بات کا مقرر ھونا اور رواج پانا صرف خداے قادر مطلق کی طرف سے ھو سکتا ھی اور بس پس دین مسیحی کا اِس طریق سے مشہور و قائم ھونا ایک بڑی معتبر دلیل ھی کہ انجیل خدا کا کلام ھی اور انجیل کے پہلے وعظ یعنی حواری بیشک خدا کے رسول تھے کیونکہ اگر وے فی الحقیقت خدا کے رسول نہوتے اور اُنکی تعلیم بھی خدا کا کلام اور اُسکا حکم نہوتا تو خداے تعالیٰ ایسی بات اُنکے وسیلہ سے عمل میں نلاتا اور وعظ کرنے وقت اِس طرح پر کہ مذکور ھوا اُنکی مدد نکرتا اور جیسا کہ مسیحی دین تعلیم کی رو سے سب دینوں میں اعلیٰ ھی ایسا ھی اُسکے مشہور و منتشر ھونے کا طریقہ بھی سب دینوں کے مشہور ھونے کے طریقہ سے اعلیٰ و برتر ھی اور یہہ بات کہ دین محمدی ایک اَور ھی طریق و طرز سے دنیا میں مشہور و قائم ھوا ھی آیندہ باب میں ھم ظاھر کرینگے *

زمانۂ مذکورہ کے بعد دین مسیحی اَور بھی زیادہ‌تر مشہور و منتشر ھوا لیکن اِس جہت سے کہ بادشاہ خود بھی مسیحی ھو گیا تھا بت‌پرستوں میں سے بہتوں نے اُوپر کے دل سے صرف بادشاہ کی خاطر کو یا اپنے دنیوی مطلب کے لیئے مسیحی دین قبول کرلیا اور مسیحیوں میں سے بھی بعضے لوگ جو تنگی و رنج سے چھوٹ کر آرام میں پڑ گئے تھے خدا کی محبت اور ایمان میں ٹھنڈے ھوکر دنیا کی دوستی کا دم بھرنے لگے اور صرف ظاھر ھی کی دینداری کافی جانی پھر تو رفتہ رفتہ ایسا ھو گیا

که مسیحیوں میں سے بہت لوگوں نے انجیل کے احکام کی متابعت چھوڑ دی اور آپس میں ایسا اختلاف پڑا که انجیل کی بعض آیتوں کی تفسیر اور ظاهری عبادت کی بعض عادت کی بابت باهم بحث اور جھگڑا کرتے تھے اور وہ محبت جو پہلے آپس میں رکھتے تھے اب اُسکی جگہه دشمنی پڑ گئی لیکن باوجود اِس ظاهری اختلاف کے جو اُن میں پڑ گیا پھر اصل بات میں جو ایمان و کتاب سے مراد هی ایک کے ایک هیں اور هر وقت ایک کے ایک تھے چنانچه مسیحیوں کی ساری ملتوں میں وهی ایک انجیل هی اور بس اور سب کے سب اسی ایک یسوع مسیح کو نجات دینیوالا اور اپنا خداوند جانتے هیں اور محمد کے زمانه میں بھی عربستان اور شام کے مسیحیوں میں ظاهری اختلاف کا یہی حال تھا اور اگرچه اُن میں سچے مسیحی بھی تھے جو انجیل کو مانتے اور اُسکے احکام کی متابعت کرتے تھے لیکن ایسے مسیحی بھی اُس ملک میں بہت تھے جو صرف نام هی کے مسیحی تھے مگر باطن میں انجیل کو نہیں مانتے اور اُسکے حکم پر عمل نه کرتے تھے * * خلاصه جو کچھه اب تک هم نے انجیل کی تعلیم اور اُسکے مشہور هونے کی بابت ذکر کیا اگر خورده بینی اور عقل روحانی کے ساتھه سوچا اور سمجھا جائے تو صاف معلوم هوتا هی که انجیل از روے تعلیمات کے اور مشہور و منتشر هو جانے کی جہت سے بلا شک خدا کا کلام هی *

تیسرا باب

محمد کے احوال اور قران کی کیفیت کے بیان میں

اور اِس میں پانچ فصل ہیں پہلی فصل میں ہم اُس دعوی کی کیفیت دریافت کرینگے جو کہتے ہیں کہ محمد کی خبر کتب عہد عتیق و جدید میں مرقوم ہی دوسری فصل میں تحقیق کرینگے کہ آیا قران کی عبارت اُسکے من جانب الله ہونے کی دلیل ہو سکتی ہی یا نہیں تیسری فصل میں چند باتیں قران کے معنی کے بیان میں ذکر کرینگے چوتھی فصل میں محمد کی صفات اور حال چلن کو بیان کرینگے پانچویں فصل میں اسلام کے پھیلانے اور مشہور ہونے کی کیفیت کا ذکر کرینگے *

مسیح کے چھه سو دس برس بعد جس زمانه میں که مسیحی دین سارے جہان میں پھیل پڑا تھا عربستان میں شہر مکه کے اندر محمد نے ظاهر ہوکے دعویٰ کیا که میں خدا کا رسول ہوں اور قرآن میری کتاب ہی جو لوگوں کی ہدایت کے لیئے خدا کے ہاں سے مجھه پر اُتری ہی پس ضرور ہی که ہم اچھی طرح سے متوجه ہوکر دیکھیں که آیا محمد نے اپنے دعوی کو ایسی دلیلوں سے ثابت کیا ہی جنسے ظاهر و یقین ہوجاے که اُسکا دعویٰ سچا اور وہ حق نبی ہی کیونکه ایسے عمدہ مطلب کی بابت دعوی پر اعتبار نہیں کر سکتے اور نبوت کی دلیل صرف دعویٰ ہی دعویٰ نہیں ہی کس واسطے که دنیا میں جھوٹھے پیغمبر بہت ہوئے اور ہر ایک نے یہی دعویٰ کیا که میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں پس اِس صورت میں قبل اُسکے که ہم کسی شخص کو پیغمبر جانیں اور اُس درجه پر اُسے مانیں چاہیئے که اُسکے پیغمبر ہونے کی کوئی دلیل بھی ٹھہرا لیں اور جب که انصاف سے تلاش کرکے ایسی دلیلیں ڈھونڈھه نکالیں جنسے یقین ہو جاے

که اِس شخص کا دعویٰ درست هی اور وہ فی الحقیقت خدا کا رسول هی تو اُسکے دعوی کو یقین جانکر اُسکي بات اور اُسکي کتاب کو خدا کا کلام جانینگے نہیں تو نہیں اب هم تعصب اور طرفداری کو چهوڑکر انصاف کي رو سے اُس دعوی اور اُن دلیلوں کو جو محمد نے اپنی رسالت کے لیئے ظاهرکي هیں تحقیق کرکے دیکهیں که آیا في الحقیقت قران خدا کا کلام اور محمد خدا کا رسول هی یا نہیں اور جاننا چاهیئے جو شخص که الهام و رسالت کا دعویٰ کرے ضرور هی که اُسکي تعلیم میں وے پانچوں شرطیں جو الهام الهي کي علامت کے لیئے دیباچه میں هم نے ذکرکی هیں پائی جاویں اور اُنکي سوا یے شرطیں بهي اُس شخص میں هونا چاهئیں اولاً یہه که اُسکي تعلیم اُن پیغمبروں کے ساتهه جو اُس سے پہلے تهے برخلاف نهو اور عمده مطالب و تعلیمات میں اُنکے ساتهه موافق و مطابق آوے کیونکه ممکن نہیں که خدا کي کتابوں میں اختلاف هو ثانیاً جو شخص که پیغمبري کا دعویٰ کرے چاهیئے که ظاهری دلیل بهی رکهتا هو اِس طرح پر که یا پیشینگوئیاں اُسکے کلام میں ذکر هوئي هوں یا اُس سے معجزے هوئے هوں ثالثاً چاهیئے که اُسکے اعمال اور چال چلن پیغمبري کے لائق هوں اِس نہج پر که اُسکا مطلب و مقصد خدا کا حکم پورا کرنا اور اُسکا جلال و بزرگی بڑهانا هو چوتهے چاهیئے که جبراً اپني تعلیم خلق کو قبول نکراوے کیونکه خدا پر ایمان لانا اور اُس سے محبت رکهنا اور دل سے اُسکے حکموں کی تابعداري کرنا جبر و زور سے حاصل نہیں هوتا بلکه جبر تو اور اُلٹا اثر کرتا اور دلي ایمان کو روکتا هی * پس اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اور خود اُس میں اور اُسکي تعلیم میں وے نشانیاں اور شرطیں جو هم نے یہاں اور دیباچه میں ذکرکي هیں پائي جائیں تو یقین هوگا که اُسکا دعویٰ صحیح اور وہ في الحقیقت خدا کا نبي هی *

پہلي فصل

اِس دعوی کي تحقیق میں جو کہتے هیں که محمد کي خبر کتب عهد عتیق و جدید میں هی *

اِن دلیلوں میں سے که محمد خدا کي طرف سے آیا هی ایک دلیل تو قران کے موافق یہه هی که مسیح نے انجیل میں اُسکے آنے کی خبر دي هی جیسا که قران میں سورهٔ صف کے درمیان لکھا هی که * * مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد * * یعنی یسوع نے بني اسرائیل سے کہا که میں خوشخبری دینیوالا هوں ایک رسول کي جسکا نام احمد هی جو میرے بعد آئیگا * ظاهر هی که اگر مسیح کے بعد ایک سچے اور خاص رسول کا آنا ضرور هوتا تو اُسکي خبر انجیل میں دي جاتي تاکه اِس طریق پر جھوتھے پیغمبروں سے اُسے الگ کر لیں اور سچا جانکر مانیں کیونکه مسیح نے انجیل میں خبر دی هی که میرے بعد جھوتھے پیغمبر نکلینگے اور مسیحیوں کو بڑي تاکید کے ساتھه حکم دیا هی که ایسے پیغمبروں سے بچے رهو چنانچه یہه بات متي کے ۲۴ باب کي ۲۴ آیت سے ۲۶ تک اور ۷ باب کی ۱۵ آیت میں لکھي گئی هی مگر وہ شخص جسنے انجیل دیکھي هي یا اُسکا ترجمه یا خود اصل انجیل یونانی زبان میں اول سے آخر تک پڑھي هو اُسے معلوم هوگا که انجیل کے کسي صفحه اور کسي سطر میں ایسي کوئي بات اور کوئي آیت جو قران کي اُس آیت کے مطابق هو نہیں پائي جاتي اور کسي جگہه احمد کا لفظ یا محمد کے آنے کي خبر دیکھنے میں نہیں آتي هی بس وہ دعویٰ بے اصل تھہرا * * اور اگر کوئي کہے که ایسا کیونکر هو سکتا تھا که احمد کا لفظ انجیل میں نپایا جاتا اور پھر محمد ایسا دعویٰ کرتا اِسکا جواب یہه هی که محمد نے یا تو سہو سے یا دیدہ و دانسته ایسا خلاف دعویٰ کیا هی محمد اُمّي تھا اور یوناني و عبراني بولیاں جو انجیل و توریت

کي بولي هی نجاننا تها اور اِسی سبب سے انجیل بهی اُسنے نہیں پڑهی تهي بس کوئي جو یونانی بولي جانتا تها اور انجیل کو دیکهے هوئے تها اگر اُسنے محمد کي خاطرداری سے یا کسی اَور سبب سے کہا هو که انجیل میں تمهاری خبر موجود هی اور مسیح نے تمهارے حق میں ایسا کہا هی که میرے بعد احمد نامی ایک پیغمبر آئیگا بس اُسنے دهوکا کهاکے اُس آدمي کی بات یقین کرلی اور خوش هو گیا که اب اِس طریق سے قادر هاکر مسیح کي بات کو اپنے دعوی کی دلیل بنا لویگا یا شاید قصدا ایسا خلاف دعوی کیا هو تاکه عرب کے لوگ اور ناواقف مسیحی آسانی سے اُس پر ایمان لے آویں اور اُسکی رسالت قبول کر لیں کیونکه یسوع مسیح کا نام اس زمانه میں عربوں کے بیچ بہت مشہور اور عزیز تها بعد اُسکے اگر کوئی انجیل پڑهنےوالا کہتا که احمد کا نام تو انجیل کے کسی مقام میں نہیں پایا جاتا تو محمد اور اُسکے اصحاب انجیل کی تحریف کا دعوی کرکے کہتے تهے که تمهاری انجیل کے نسخے تحریف هو گئے هیں اِس جهت سے احمد کا لفظ اُن میں نہیں رها اصل نسخوں میں تها * اور هرچند که قران میں ذکر نہیں هوا که وه آیت انجیل کے کونسے باب میں هی اور مفسرین نے بهی ابتک اُسکا پتا نہیں دیا پهر بهي محمدی علما نے توریت و انجیل کي چند آیتیں اپنی کتابوں میں ذکر کي هیں جن میں اُنکے گمان کے موافق محمد کے آنے کی خبر آئي هی بس هم بهی اُن آیات کو ذکر کرکے تحقیق و دریافت کرینگے که آیا فی الحقیقت اُن آیتوں کے مضمون سے محمد کے آنے اور حق هونے کی خبر سمجهي جاتي هی یا نہیں *

پہلي آیت جو علمائے اسلام محمد کی خبر بتاکر ذکر کرتے هیں اور اُسے عمده آیت جانتے هیں موسی کی ۵ کتاب کے ۱۸ باب کي ۱۵ آیت هی جو موسی نے خدا کے کہنے بموجب بنی اسرائیل سے یوں فرمایا هی که * خداوند تیرا خدا تیرے لیئے تیرے هي درمیان سے تیرے هی بهائیوں میں سے میری مانند ایک نبي قائم کریگا تم اُسکی طرف کان دهرو *

پھر ۱۸ آیت میں کہا ہی کہ * میں اُنکے لئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھہ سا ایک نبی قائم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہہ میں ڈالونگا اور جو کچھہ میں اُسے فرماؤنگا وہ اُن سے کہیگا * اِس آیت کی بابت محمدی دعویٰ کرتے ہیں کہ تیرے بھائیوں میں سے عرب کی طرف اشارہ و نسبت ہی کیونکہ عرب کی بعضی قومیں اسماعیل ابن ابراہیم کی نسل سے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی موعود محمد سے مراد ہی لیکن جو کوئی اِن آیتوں کو فکر و غور سے پڑھکر تعصب کو چھوڑ دیگا وہ جلد دریافت کر لیگا کہ آیت کے معنی وہ نہیں ہیں جو محمدی لوگ کہتے ہیں کیونکہ ۱۵ آیت میں حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے صاف کہا ہی کہ خداوند تیرے ہی درمیان سے ایک پیغمبر مبعوث کریگا پس ظاہر ہی کہ تیرے بھائیوں میں سے کے الفاظ بھی بنی اسرائیل ہی سے نسبت رکھتے ہیں نہ اسماعیل کی نسل سے جس سے عرب کی بعض قومیں ہوئیں مگر محمدی یا تو سہو سے یا دانستہ و دانستہ تیرے ہی درمیان سے کے الفاظ نظر سے ڈالتے ہیں تاکہ اِس آیت کو اپنے مطلب کے موافق کر لیں سو اگر فرض کیا جائے کہ یہ الفاظ آیت میں داخل نہوتے تو بھی محمدیوں کا مطلب حاصل نہوتا کیونکہ پہلے تو الفاظ تیرے بھائیوں میں سے اور تمہارے بھائیوں میں سے توریت کی ایک مشہور اصطلاح اور عام محاورہ ہی جسکے معنی و مصداق بنی اسرائیل کی قوم ہیں جیسا کہ توریت کی بہت آیتوں سے معلوم و ثابت ہوتا ہی مثلاً موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۵ باب کی ۷ آیت میں مرقوم ہی کہ * اگر تمہارے بیچ تمہارے بھائیوں میں سے تیری سرحد میں تیری اُس سرزمین پر جسے خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہی کوئی مفلس ہوئے تو اُس سے سخت دلی مت کیجیو اور اپنے مفلس بھائی کی طرف سے اپنا ہاتھہ مت کھینچیو * پھر ۱۷ باب کی ۱۵ آیت میں لکھا ہی کہ * تو تو اُسکو اپنا بادشاہ کیجیو جسے خداوند تیرا خدا پسند فرماوے تو اپنے بھائیوں میں سے ایک کو اپنا

بادشاہ کیجیو اور کسي اجنبي کو جو تیرا بھائی نہیں اپنا بادشاہ نکر سکیگا × پھر ۲۴ باب کي ۱۴ آیت میں مذکور ھی کہ × تو اپنے غریب و محتاج چاکر پر ظلم نکرنا خواہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ھو خواہ مسافر جو تیری زمین پر تیرے پھاٹکوں کے اندر رہتا ھو × اب اِن آیتوں سے صاف ظاھر ھی کہ تیرے بھائیوں میں سے کے الفاظ کا مصداق خود بنی اسرائیل ھي کي قوم ھي پس اِس قرینہ سے بھی ثابت ھوتا ھی کہ آیت متنازعہ فیہ میں بھي اُن الفاظ سے قوم بنی اسرائیل ھی مراد ھی اِس تقریر سے کہ خدا اُس نبی کو تجھہ سے تیرے بھائیوں میں سے یعنی تیري ھي قوم سے نہ کہ اَوْر قوم سے مبعوث کریگا پس تیرے بھائیوں کا لفظ تاکید کے لیئے بڑھا دیا گیا ھی * ثانیاً توریت کي آیتوں سے ثابت ھوتا ھی کہ وہ پیغمبر جسکا بني اسرائیل سے وعدہ ھوا تھا یعني وہ ذرّیت جسکا ابراھیم کو وعدہ دیا گیا تھا کہ اُسکے سبب سے جہان کي سب قومیں برکت پاوینگي اسحاق و یعقوب کي نسل سے مبعوث ھوگا نہ یہہ کہ اسماعیل کي نسل سے جیسا کہ اِن آیتوں سے ظاھر ھی یعني موسیٰ کي پہلي کتاب کے ۲۱ باب کي ۱۰ آیت سے ۱۲ تک مرقوم ھی کہ * سارہ نے ابراھیم سے کہا کہ اِس لونڈي (یعني ھاجرہ) اور اُسکے بیٹے (یعني اسماعیل) کو نکال دے کیونکہ یہہ لونڈي بچہ میرے بیٹے اسحاق کے ساتھہ وارث نہوگا * اور ۱۲ آیت میں خدای تعالیٰ ابراھیم سے فرماتا ھی کہ * وہ بات اِس لڑکے اور تیری لونڈي کي بابت تیري نظر میں بُری نہ معلوم ھو سب کچھہ جو سارہ نے تجھہ سے کہا مان کیونکہ تیری نسل اسحاق سے کہلائیگي * اور اُسي کتاب کے ۲۲ باب کی ۱۸ آیت میں مرقوم ھی کہ خدا نے ابراھیم سے کہا کہ * تیری نسل سے زمین کی ساري اُمتیں برکت پاوینگی کیونکہ تو نے میری بات مانی × پھر اُسي کتاب کے ۱۷ باب کي ۱۹ آیت سے ۲۱ تک لکھا ھی کہ * خدا نے ابراھیم سے کہا کہ میں اسحاق اور اُسکی اولاد سے اپنا عہد جو همیشہ

کا عہد ھی کرونگا * یعني وہ بڑا پیغمبر اور موعودہ نجات دینیوالا اسحاق
کي اولاد سے ھوگا نہ اسماعیل کي اولاد سے * پھر اُسي کتاب کے ۲۶ باب
کي ۳ و ۴ آیت میں خدا اپنے اِس وعدہ کي تکرار کرکے اسحاق سے
کہتا ھی کہ * زمین کي سب قومیں تیری نسل سے برکت پاوینگی *
پھر اُسي کتاب کے ۲۸ باب کي ۱۰ آیت سے ۱۵ تک خدا نے اسحاق کے
بیٹے یعقوب سے بھی یہي وعدہ کیا اور انجیل میں یعنی گلتیوں کے ۳
باب کي ۱۶ آیت میں مذکور ھی کہ وہ نسل جسکا ابراھیم اور اسحاق
و یعقوب سے وعدہ ھوا ھی اور دنیا کي سب قومیں اُس سے برکت
پاوینگی مسیح ھی چنانچہ لکھا ھی کہ * ابیرھام اور اُسکی نسل سے وعدے
کیئے گئے سو وہ اُسے نہیں کہتا کہ تیری نسلوں کو جیسا بہتوں کے واسطے
بلکہ جیسا ایک کے واسطے کہتا ھی کہ تیری نسل کو سو وہ مسیح ھی خلاصہ
اِن آیتوں کے مضمون سے صاف معلوم ھوا کہ وہ بڑا شخص اور نبي جو
توریت میں ابراھیم اور اسحاق اور یعقوب اور موسیٰ کو وعدہ دیا گیا تھا
کوئي اَور نہیں ھی مگر یسوع مسیح * ثالثاً خود مسیح نے یوحنّا کے ۵ باب
کی ۴۶ آیت میں کہا ھی کہ * اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھہ پر بھي
ایمان لاتے اِس لیئے کہ اُسنے میرے حق میں لکھا ھی * پس درحالیکہ
آپ مسیح نے اپنے تئیں موسیٰ کی خبر کا مصداق ٹھہرایا ھی تو بخوبی
ظاھر ھو گیا کہ محمدیوں کا دعویٰ باطل ھی * * ایک اَور آیت جو محمدي
توریت سے ذکر کرکے محمد کي طرف منسوب کرتے ھیں یہہ ھی کہ ۴۵
زبور کي ۳ و ۴ آیتوں میں مرقوم ھی کہ * ای پہلوانؔ تو جاہ و جلال سے
اپني تلوار حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر
اپني بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ھو کہ تیرا دھنا ھاتھہ تجھے ھیبتناک
کام دکھائیگا * محمد نے جو اپنا دین جاري کرنے کے لیئے شمشیرزني کي
اور تلوار کے زور سے اپنا کام بنایا اِس لیئے محمدی اِس آیت کو یوں
تاویل کرتے ھیں کہ گویا محمد سے منسوب ھی لیکن وے خلاف سمجھے

ھیں کیونکہ اِسی زبور کی اگلی پچھلی آیتوں سے بخوبی ظاھر ھی کہ ممکن ھی نہیں کہ یہہ آیت محمد سے نسبت رکھتی ھو کس واسطے جس شخص کی طرف ۳ آیت میں یہہ خطاب ھی کہ اپنی تلوار حمائل کر اُسی کو ۶ و ۷ آیتوں میں خدا کہا ھی اور انجیل میں یعنی عبرانیوں کے پہلے باب کی ۸ و ۹ آیتوں میں کُھلاکُھلی بیان ھوا ھی کہ توریت کی یہہ آیت مسیح سے منسوب ھی مخفی نرھے کہ عہد عتیق کی کتابوں میں مسیح کے حق میں دو قسم کی پیشینگوئیاں مرقوم ھیں ایک قسم میں تو اُسکی فروتنی و خاکساری کا بیان ھی اور دوسری قسم میں اُسکی بزرگی و جلال اور اُسکی الوھیت کا ذکر ھی اور بعضی جگہہ ایسا اتفاق ھوا ھی کہ دونوں امر کُھلے ملے بیان ھوئے ھیں اور زبور کی وے آیات جو ذکر ھوئیں دوسری قسم کی پیشینگوئیوں میں سے ھیں اور مسیح کی بزرگی اور حکمرانی و قدرت بیان کرتی ھیں جنکے موافق آسمان و زمین کا حکم اُسکے ھاتھہ ھی اور اب غیرمرئی طور سے جہان پر حکمرانی کرنا اور دنیا کے کاموں کو پھیرنا بدلتا ھی چنانچہ خود اُسنے بھی متی کے ۲۸ باب کی ۱۸ آیت میں کہا ھی کہ × آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا × اورجب کہ مسیح دوسری بار زمین پر اُتریگا تو مرئی طور پر سلطنت کریگا اور آخرت کے روز حکومت و عدالت اُسی کے ھاتھہ ھوگی جیسا کہ یوحنا کے ۵ باب کی ۲۲ آیت میں مرقوم ھی کہ مسیح نے فرمایا ھی کہ × باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُسنے ساری عدالت بیتے کو سونپ دی تاکہ سب جس طرح سے کہ باپ کی عزت کرتے ھیں بیتے کی عزت کریں × اور دوسرے تسلونیقیوں کے پہلے باب کی ۷ و ۸ آیتوں میں مذکور ھی کہ × خداوند یسوع آسمان سے اپنے زبردست فرشتوں کے ساتھہ بھڑکتی آگ میں ظاھر ھوگا اور اُن سے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ھمارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نہیں مانتے بدلا لیگا × اور مسیح کے آسمان سے اُترنے کی بابت جو آخر روز

بدلا لینے اور انصاف کرنے کے واسطے وقوع میں آئیگا مکاشفات کے ۱۹ باب کی ۱۱ آیت سے ۱۶ تک ایسا لکھا ہی کہ * میں نے آسمان کو کھلا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا اور اُسکا سوار امانت‌دار اور سچا کہلاتا ہی اور وہ راستی سے عدالت کرتا اور لڑتا ہی اور اُسکی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند اور اُسکے سر پر بہت سے تاج اور اُسکا ایک نام لکھا ہوا ہی جسے اُسکے سوا کسی نے نجانا اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا اور اُسکا نام خدا کا کلام ہی (کہ مسیح کا ایک نام ہی) اور آسمانی فوجیں صاف اور سفید اور مہین لباس پہنے ہوئے سفید گھوڑوں پر اُسکے پیچھے ہو لیں اُسکے منہہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہی کہ وہ اُس سے قوموں کو مارے اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکمرانی کریگا اور وہ قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کے وین کے کولھو میں روندھتا ہی اور اُسکے لباس اور ران پر یہہ نام لکھا ہی بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند * * پھر ایک اَور آیت جسے محمدیوں نے توریت سے لیکر محمد پر منسوب کی ہی یہہ ہی کہ یسعیاہ پیغمبر کے ۴۲ باب کی پہلی آیت سے ۴ تک لکھا ہی کہ * دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالونگا میرا

برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہی میں نے اپنی روح اُسپر رکھی وہ قوموں پر راستی ظاہر کریگا وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نکریگا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سناویگا وہ مسلے ہوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا اور سن کو جس سے دھواں اُٹھتا ہی نہ بُجھائیگا جب تک کہ راستی کو امن کے ساتھہ ظاہر نکرے وہ نہ گھٹیگا اور نہ تھکیگا جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نکرے اور جزیرے اُسکی شریعت کے منتظر ہوویں * اب دیکھو کہ خود آیت کے لفظوں سے بخوبی واضح و یقین ہوتا ہی کہ یے آیات محمد سے کچھہ نسبت نہیں رکھتیں کیونکہ محمد میں ایسی خاکساری و تحمل اور ایسی اعلیٰ تعلیم نہ تھی وہ تو اپنی قوم اور لشکر کا سردار بنکر اپنے نمانےوالوں سے لڑا اور اکثر اوقات لڑائی اور جہاد ہی میں

مصروف رہا بلکہ یے آیتیں مسیح سے منسوب ہیں اور اُسی پر صادق آئیں جیسا کہ انجیل میں متی کے ۱۲ باب کی ۱۵ آیت سے ۲۱ تک بیان ہوئی ہیں اور وے کلمات مسیح کے حلم اور فروتنی ظاہر کرتی ہیں کہ جب تک دنیا میں تھا اِسی طریق پر چلا اور ظالم اور جبر کا متحمل رہا اور ماوراے اِسکے اِن آیات میں مسیح کی تعلیم کا تمام عالم میں منتشر اور مشہور ہونا بھی بیان ہوا ہی جیسا کہ اب تک پورا ہوتا چلا آتا اور روز بروز پورا ہوتا جائیگا کیونکہ بالفعل مسیحی لوگ محمدیوں سے دوگونہ ہیں اور روز بروز بڑھتے جاتے ہیں چنانچہ اِن دنوں فی زماننا مسیحی ملت عالم کے اکثر جزیروں اور ولایتوں میں مشہور و قائم ہوئی ہی خلاصہ ظاہر و ثابت ہوا کہ آیات مذکورہ مسیح پر منسوب ہیں محمد سے اُنہیں کچھہ علاقہ نہیں * * اب ہم اُس اعتراض پر بھی متوجہہ ہوتے ہیں جو بعض محمدی کیا کرتے ہیں کہ درحالیکہ باب مذکورہ کی پہلی اور چھٹی آیت میں یشعیاہ نبی نے کہا ہی کہ وہ بندہ یعنی وہ نبی موعودہ قوموں پر راستی ظاہر کریگا اور اُنکا نور ہوگا تو ظاہر ہی کہ اُسکی رسالت عام ہوگی اور حالانکہ مسیح کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیئے تھی کیونکہ متی کے ۱۵ باب کی ۲۴ آیت میں اُسنے خود کہا ہی کہ * میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا * پھر اُسی باب کی ۱۱ آیت میں یشعیاہ نبی نے کہا ہی کہ * بیابان اور اُسکی بستیاں کیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں سنگلاخ کے بسنےوالے سرود گائیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں * لفظ کیدار جو اِس آیت میں ہی عرب کی ایک قوم کا نام اور اہل عرب کے ساتھہ منسوب ہی پس اِس خیال پر محمدی کہتے ہیں کہ یہہ لفظ محمد سے مراد اور اُسی کی خبر ہی سو اِسکا جواب یہہ ہی کہ لفظ کیدار نہ مسیح سے مراد ہی نہ محمد سے بلکہ صرف عرب کی قوموں سے یعنی یشعیاہ نبی نے ۱۰ آیت سے ۱۲ تک پیشینگوئی کی راہ سے مسیحی دین کا سارے جہان

میں بیدل جانا بیان کرکے ۱۱ آیت میں کہا ھی کہ کیدار کی بستیاں بھی
یعنی عرب کے لوگ بھی آخر وقت میں مسیح پر ایمان لائینگے اور اُسکے
نام پر سرود گائینگے جیسا کہ اِسی امر کی بابت یشعیاہ نے ۶۰ باب کی
۶ و ۷ آیتوں میں کہا ھی کہ * اونٹوں کی قطاریں اور مدیان اور ایفہ کی
سانڈنیاں تیرے پاس جمع ھونگی وے صبا سے آوینگے سونا اور لوبان لاوینگے
اور خداوند کی تعریفوں کی بشارتیں سناوینگے کیدار کے سارے گلّے تیرے
پاس جمع ھونگے نبایط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ھونگے
وے مقبولیت کو میرے مذبح پر چڑھینگے اور میں اپنی شوکت کے
گھر کو سنوارونگی خشبویا * اب باقی رھی مسیح کی رسالت کی بابت سو
وہ خاص بھی ھی اور عام بھی ھی اِس معنی سے کہ پہلے تو مسیح بنی
اسرائیل کے لئے آیا تھا جب اُن میں رسالت کا پیغام پہنچا چکا اور جو
مطلب کہ اُسے اُنکے ساتھہ تھا تمام ھوا تب اپنے شاگردوں کو جو اُسکے
قائم مقام تھے حکم دیا کہ * تمام دنیا میں جاکے ھر ایک مخلوق کے سامھنے
انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لایا اور بپتسما پایا ھی نجات پائیگا
اور جو ایمان نہیں لایا اُس پر سزا کا حکم کیا جائیگا * جیسا کہ مرقس کے
۱۶ باب کی ۱۵ و ۱۶ آیت میں لکھا ھی مخفی نرھے کہ مسیح کی رسالت
اور اُسکے معاملے اَور پیغمبروں کے سے نہیں ھیں کیونکہ اَور پیغمبروں کی
رسالت اُنکے مرنے ھی تمام ھو گئی مگر مسیح کے معاملے لوگوں کی نجات
کی بابت جو تھے اُسکے عروج سے تمام نہیں ھو گئے بلکہ آخرت تک ویسے
ھی جاری رھینگے اور سوا اِس آیت کے اَور آیتوں میں بھی مسیح نے اپنی
رسالت و نجات کی عمومیت صاف صاف بیان کی ھی مثلاً یوحنا کے ۸
باب کی ۱۲ آیت میں مسیح نے کہا ھی کہ * جہان کا نور میں ھوں جو
میری پیروی کرتا ھی اندھیرے میں نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نور پائیگا * پھر
یوحنا کے ۶ باب کی ۵۱ آیت میں کہا ھی کہ * میں ھوں وہ جیتی روٹی
جو آسمان سے اُتری اگر کوئی شخص اُس روٹی کو کھائے تو ابد تک جیتا رھیگا
اور روٹی جو میں دونگا میرا گوشت ھی جو میں جہان کی زندگی کے

لیئے دونگا * پھر یوحنا کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت میں کہا ھی کہ * میری اَوْر بھی بھیڑیں ھیں جو اِس گلّہ کی (یعنی بنی اسرائیل سے) نہیں ضرور ھی کہ میں اُنھیں بھی لاؤں اور وے میری آواز سنینگی اور گلّہ ایک اور گڈریا ایک ھوگا * پھر متی کے ۱۸ باب کی ۱۱ آیت میں مسیح نے کہا ھی کہ، ابن آدم (جو خود اُس سے مراد ھی) آیا ھی کہ کھوئے ھوؤں کو ڈھونڈھکے بچاوے * درحالیکہ کھوئے ھوؤں کا لفظ بلا تخصیص عام معنی سے آیا ھی تو مسیح نے اِس آیت میں بھی اپنے نجات کے عام ھونے کا اقرار کیا ھی اور یحییٰ نے جس وقت مسیح کو اپنے پاس آتے دیکھا یوں کہا کہ * دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لے جاتا ھی * جیسا کہ یوحنا کے پہلے باب کی ۲۹ آیت میں مرقوم ھی پھر پہلے یوحنا کے ۲ باب کی ۲ آیت میں لکھا ھی کہ * یسوع مسیح ھمارے گناھوں کا کفارہ ھی فقط ھمارے گناھوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا کے * پھر فیلپیوں کے ۲ باب کی ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں مذکور ھی کہ * یسوع کے نام پر کیا آسمانی کیا زمینی اور کیا جو زمین کے تلے ھیں ھر ایک گھٹنا ٹیکے اور ھر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ھی تاکہ خدا باپ کا جلال ھووے * خلاصہ اِن آیتوں سے صاف ثابت و ظاھر ھو گیا کہ مسیح کی رسالت اور نجات عام ھی پس محمدیوں کا دعویٰ بالکل باطل ٹھہرا اور انکا ایسا دعویٰ یا تو تعصب کے سبب یا انجیل کے مطالب سے بے خبر ھونے کی جہت سے صادر ھوا ھی اور بس * * پھر توریت کی ایک اَوْر آیت جو بعضے علمائے محمدی محمد سے منسوب کرتے ھیں یشعیاہ کے ۲۱ باب کی ۷ آیت ھی جہاں یوں مرقوم ھی کہ * اُسنے سوار دیکھے فارس دو دو سوار گدھے پر اور سوار اونٹ پر * گدھے اور اونٹ پر نظر کرکے کہتے ھیں کہ حمار کا سوار یسوع مسیح سے اشارہ ھی کیونکہ وہ ایک دفعہ حمار پر سوار ھوا تھا اور شتر کے سوار سے محمد مراد ھی کہ وہ اکثر اوقات شتر پر سوار ھوا ھی مگر محمدیوں کی ایسی تاویل محض اِس جہت سے ھی کہ کتب مقدسہ کے مضمون و مطالب سے اُنھیں خبر نہیں اگر ایک تھوڑی سی تکلیف کرکے وہ باب سارا پڑھے تو صحیح معنی دریافت کرکے

پھر اُس آیت کو محمد سے نسبت ندیتے کیونکہ اگلی پچھلی آیتوں سے
ظاہر و آشکار ہی کہ وہ آیت نہ مسیح سے کچھہ علاقہ رکھتی ہی نہ محمد
سے بلکہ اُس میں شہر بابل کے محاصرہ کا اِشارہ و بیان ہی یعنی اِس باب
کی پہلی آیت سے ۱۰ آیت تک کا مطلب ایک پیشینگوئی ہی جو
یشعیاہ پیغمبر نے وقوع سے دو سو برس پہلے اِلہام سے آگاہ ہوکر اُس میں
فارس و مادای کی سپاہ کے بابل پر چڑھہ آنے کا حال اور اُسکے زیر و زبر کر ڈالنے
کا احوال بیان کیا ہی چنانچہ ۲ آیت میں لکھا ہی کہ ؛ ای ایلام
چڑھائی کر ای مادہ محاصرہ کر * اور ۹ آیت میں مرقوم ہی کہ * گر پڑی
بابل گر پڑی ہی اور اُسکے اِلاہوں کی ساری مُورتیاں زمین پر توڑی گئیں *
پوشیدہ نرہے کہ کتب مقدسہ میں اور یہودیوں کی قدیم قدیم کتابوں میں
بھی ایران کے دکھن طرف کے نواح کو مثل ولایت شوشتر و شیراز و غیرہ
کے عیلام کہتے ہیں اور اُسکے اُتّر طرف کو کہ ہمدان اور آذربایجان وغیرہ
ہیں مادای یا مادایں بولتے ہیں چنانچہ یہہ بات کتب مقدسہ کے
پڑھنیوالوں اور اگلے زمانہ کی تواریخ دیکھنے والوں کو خوب معلوم ہی پس
وہ دو سوار اور وہ حمار و مرکب جو پیغمبر مذکور نے نبوت کے رویا میں
دیکھا اور بیان کیا فارس کی سپاہ کے چڑھہ آنے سے مراد ہی نہ محمد کے
آنے سے اور وہ سپاہ فورس کے جھنڈے تلے جسے کیخسرو کہتے ہیں جمع
ہوکر بابل پر چڑھہ آئی اور اُسکا محاصرہ کرکے ضبط کر لیا پس محمدیوں کے
ایسے خیالات کہ گویا یہہ آیت محمد کی طرف رجوع کرتی ہی باطل ہیں
کتاب اِستفسار کے مصنف نے بھی الفاظ عرب و قیدار کے سبب جو اِس
باب کی اخیر آیتوں میں لکھے ہیں اور ایک عربی ترجمہ میں ۱۱ آیت
میں جو لفظ النبوت فی ادوم اور ۱۳ آیت میں النبوت في العرب واقع
ہوئے ہیں اور اُنکے معنی یے ہیں کہ ادوم پر یا ادوم کی نسبت نبوت
کرنا اور عرب پر یا عرب کی نسبت نبوت کرنا سو مصنف موصوف نے
اِن الفاظ پر خیال کرکے یوں کہا ہی کہ وے الفاظ تو یسوع مسیح کے ساتھہ

اور یے الفاظ محمد کے ساتھہ منسوب ہیں اور اِس معنی سے اُن آیات کو ایک دلیل ٹھہرایا ہی کہ وہ شتر سوار محمد سے مراد ہی لیکن یہہ ایک عجیب دعوی ہی کیونکہ جو شخص اِس باب کو ذرا فکر و غور سے پڑھیگا تو اُسے فی الفور معلوم ہو جائیگا کہ پچھلی آیتوں کو اگلی آیتوں سے کچھہ علاقہ نہیں پوشیدہ نرھے کہ یسعیاہ پیغمبر نے اِس باب میں تین نبوتیں بیان کی ہیں پہلی نبوت تو اول آیت سے ۱۰ تک شہر بابل سے متعلق ہی اور لشکر ایران سے اُسکا مغلوب ہونا بیان کرتی ہی دوسری نبوت ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں ہی اور وہ دوما یعنی ادوم کے لوگوں سے منسوب ہی جو سعیر کے کوہستان میں رہتے تھے اور بنی عیص تھے تیسری نبوت ۱۳ آیت سے آخر تک اہل عرب سے نسبت رکھتی ہی اور یے دونوں پچھلی نبوتیں بعض مفسرین کے قول کی نسبت کیخسرو اور بعض کے قول کی نسبت بخت نصر کے لشکر سے اشارہ ہی جسنے بنی عیص کو اور عربوں کو مغلوب کرکے اُنکی ولایتیں چھین لیں اور اُن پر بڑا ظلم کیا چنانچہ اُسی باب کی اخیر آیتوں میں نبی نے کہا ہی کہ * خداوند نے مجھکو یوں فرمایا کہ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کا سا ایک ٹھیک برس باقی ہی کہ کیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور بنی کیدار کے باقی بہادر تیراندازوں کا شمار کم ہوگا * پس ظاہر و یقین ہی کہ دوسری اور تیسری نبوت میں بھی نہ مسیح کا اِشارہ ہی نہ محمد کا اور اَلنبوت کا جو لفظ ہی اُسکو بعض مترجمین نے وحی اور بعض نے نقل اور بعض نے بار اور بعض نے منشا ترجمہ کیا ہی مگر اِس بات سے تحریف یا عبرانی نسخہ کا فرق ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ استفسار کے مصنف نے دعوی کیا ہی کیونکہ عبرانی لفظ اِن سب معنیوں سے آیا ہی اور عبرانی لفظ مسا ہی اسم مصدر اُسکے معنی بوجھہ اُٹھانا ہی اور قول و حکم الہی اور وحی و نبوت کے معنی میں بھی مستعمل ہی پس اگر مصنف عبرانی زبان جانتا ہوتا تو ایسا بیجا دعوی نکرتا اور ظاہر ہی کہ جبتک آدمی اصل زبان نہ سیکھہ لے ترجمہ

کی صحت اور غیر صحت یا اصل زبان کی تحریف کی بابت کچھہ گفتگو نہیں کر سکتا ×

محمدی علما نے توریت کی اُن آیتوں کے سوا چند آیتیں انجیل کی بھی اپنی کتابوں میں ذکر کرکے محمد کی خبر بتائی ھی مثلا یوحنا کے ۱۴ باب کی ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ آیتیں جن میں مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا ھی کہ × میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمھیں دوسرا تسلّی دینیوالا بخشیگا کہ ھمیشہ تمھارے ساتھہ رھے یعنی روح حق جسے دنیا قبول نہیں کر سکتی کیونکہ اُسے نہ دیکھتی ھی اور نہ اُسے جانتی ھی لیکن تم اُسے جانتے ھو کیونکہ وہ تمھارے ساتھہ رھتا ھی اور تم میں ھوویگا اور وہ تسلّی دینیوالا روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وھی تمھیں سب چیزیں سکھلائیگا اور سب باتیں جو کچھہ کہ میں نے تمھیں کہی ھیں تمھیں یاد دلائیگا × اور یوحنا کے ۱۶ باب کی ۸ آیت سے ۱۴ تک بھی اِسی معنی پر آئی ھیں اب محمدی کہتے ھیں کہ یے آیتیں محمد ھی سے نسبت رکھتی ھیں اور تسلّی دینیوالا جسکا اِن آیتوں میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا ھی محمد ھی لیکن قطع نظر اِس سے کہ لفظ پاراقلیت یا فارقلیط کو جو جو یونانی لفظ ھی اور اُسکے معنی مدد کرنیوالا اور تسلّی دینیوالا ھی برخلاف تفسیر کرنے اور خلاف واقع کہتے ھیں کہ اُسکے معنی محمود اور احمد ھیں علماے محمدی آیات کے باقی کلمات اور مطالب پر کچھہ متوجہ نہیں ھوتے حال آنکہ اُسی ۱۴ باب کی ۲۶ آیت میں بھی موعودہ تسلّی دینیوالا روح القدس کہلایا ھی اور اُسکے حق میں کہا گیا ھی کہ وہ سب چیزیں حواریوں کو سکھائیگا اور مسیح کی بات اُنھیں یاد دلائیگا اور پھر ۱۶ و ۱۷ آیت میں مسیح حواریوں سے کہتا ھی کہ وہ ھمیشہ تمھارے ساتھہ رھیگا اور تم میں ھوویگا اور دنیا اُسے نہیں دیکھتی الحاصل ظاھر و آشکار ھی کہ محمد کسی مقام پر روح القدس اور روح حق نہیں کہلایا اور کیونکر ھو سکتا تھا کہ محمد

جسکا خروج حواریوں سے پانسو برس بعد ہوا پھر وہ مسیح کی بات اُنھیں یاد دلاے اور اُنھیں سکھاے اور ہمیشہ اُنکے پاس اور اُنمیں رہے ظاہر ہی کہ ایسی بات تو کوئی عقلمند نکہیگا اور محمد کو تو سب لوگوں نے آنکھوں دیکھا مگر فارقلیط کے حق میں مسیح نے کہا ہی کہ دنیا اُسے نہیں دیکھہ سکتی ہی اور اگر تو کوئی اور بھی دلیل چاہتا ہی جس سے بخوبی ظاہر ہوجاے کہ وہ تسلی دینیوالا جسکا حواریوں سے وعدہ ہوا تہا محمد نہیں ہی تو یہہ بات بھی سُن لے جو اعمال کے پہلے باب کی ۴ و ۵ آیتوں میں مذکور ہی کہ مسیح نے اپنے صعود سے پہلے اپنے شاگردوں سے ملاقات کرکے بڑی تاکید سے کہا کہ * یروشلیم سے باہر نجاو بلکہ باپ کے اُس وعدہ کی جسکا ذکر تم مجھسے سُن چکے ہو راہ دیکھو کہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسما دیا پر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے بپتسما پاوگے * اور مسیح کا یہی حکم لوقا کے آخر باب کی ۴۹ آیت میں بھی مرقوم ہی اور درحالیکہ مسیح نے حواریوں کو یہہ حکم دیا تہا کہ جبتک وہ مدد کرنیوالا موعودہ یعنی روح القدس تمھارے پاس نہ آلے یروشلیم سے الگ مت ہونا سو اگر وہ مدد کرنیوالا محمد ہوتا جیسا کہ محمدی لوگ کہتے ہیں تو ضرور ہوتا کہ حواری بھی مسیح کی عدول حکمی نکرکے نہ صرف چند روز بلکہ چہہ سو برس تک اُسی یروشلیم میں زندہ رہکر محمد کا انتظار کرتے کیونکہ محمد نے تو مسیح کے چھہ سو دس برس بعد خروج کیا خلاصہ ظاہر ہی کہ ایسی باتیں باطل ہیں اور اِن آیات کو محمد سے منسوب کرنا عقل و انصاف سے باہر ہی پوشیدہ نرہے کہ مدد کرنیوالا جسکا مسیح نے حواریوں کو وعدہ دیا تہا روح القدس تہا چنانچہ مسطورہ آیتوں سے صاف آشکار و یقین ہوتا ہی اور روح القدس جو انجیل کی تعلیم کے موافق اقنوم ثالث سے مراد ہی مسیح کے وعدہ بموجب مسیح کے عروج سے دس دن بعد حواریوں پر نازل ہوا جیسا کہ اعمال کے ۲ باب میں مفصل بیان ہوا ہی اور جبکہ روح القدس حواریوں پر نازل ہوچکا اور رسالت کا مرتبہ

اور معجزہ کي قوت اُنھیں دے چکا تو اُنھوں نے یروشلیم سے نکلکر سارے جہان میں انجیل کا وعظ کیا چنانچہ اِن مطالب کا ذکر اِس کتاب کے دوسرے باب کے آخر میں ہوچکا ھی * × بعضے محمدي اعتراض کرکے کہتے ھیں کہ روح القدس تو حواریوں سے پہلے نبیوں کو بھی دیا گیا تھا اور دنیا میں موجود تھا لیکن مسیح نے پارافلت کے حق میں فرمایا ھی کہ میرے جانے کے بعد آئیگا اور مسیحي دین کے اصول بموجب روح القدس قدیم اور غیر مخلوق ھی مکان اور زمان کي قیدیں اُسکے ساتھہ کیونکر منسوب ھوسکتی ھیں اور کس طرح کہہ سکتے ھیں کہ وہ آئیگا اور پھر جس صورت میں کہ مسیح نے فرمایا ھی کہ سچائي کي روح میرے حق میں گواھی دیگي اور حواریوں سے کہا کہ تم بھی گواھی دوگے اور پھر کہا کہ جب وہ تسلّي دینیوالا آئیگا تو جہان کے لوگوں کو گناہ اور سچائي اور انصاف سے الزام دیگا اور حال آنکہ روح القدس صرف ایمانداروں پر نازل ھوتا ھی تو اِن سب باتوں کے رو سے صاف ثابت ھوتا ھی کہ پارافلت کوئي اَور ھی اور روح القدس کوئي اَور ھی اور روح القدس وہ ایک وحي کي روح ھی جسنے حواریوں میں حلول کیا اور پارافلت محمد سے مراد ھی جو مسیح کے کہنے بموجب مسیح کے بعد بلاشک آنیوالا تھا * فاما الجواب * پہلے تو اِن سب اعتراضوں کا جواب شافی یہہ ھی کہ خود مسیح نے اُنھیں مذکورہ آیات میں پارافلت کے لفظ کو روح القدس اور روح راستي کے لفظ سے بیان کرکے حواریوں سے کہا ھی کہ وہ پارافلت یعنی تسلّی دینیوالا تمھارے پاس آئیگا اور تمکو تعلیم دیگا اور تم جب تک وہ تمھارے پاس آئے یروشلیم سے جدا مت ھونا پس اظہر من الشمس ھی کہ پارافلت اور روح القدس دو نہیں ھیں بلکہ ایک ھی اور پارافلت یعني تسلّي دینیوالا روح القدس کا ایک نام اور اُسکی صفتوں میں سے ایک صفت ھی کیونکہ وہ روحاني تسلّي اور روحانی مدد کرتا ھی پس محمدیوں کا یہہ دعوئ باطل و بیجا ھی کہ پارافلت اَور ھی اور روح القدس اَور دوسرے اگرچہ روح القدس

مسیح کے عروج سے پہلے بھي جہان میں تھا اور اگلے نبیوں کو بھی دیا گیا تھا مگر وہ اُترنا جسکا مسیح نے حواریوں کو وعدہ دیکر کہا تھا کہ میرے عروج کے بعد تمھارے پاس آئیگا اور پھر ویسا ھی ھوا کہ دسویں دن آیا ایک خاص طور کا آنا اور اُترنا تھا اور ایسا کمال کے ساتھہ تھا کہ اگلے پیغمبروں میں سے کسی پر ایسے کامل طور پر نازل نہوا تھا اور اِس جہت سے اَوْر سب پیغمبروں کي نسبت حواریوں کي رسالت کا مرتبہ بھي اعلیٰ ھی چنانچہ اِس کتاب کے دوسرے باب کي ۷ فصل میں بیان و ثابت ھوچکا پس آویگا کا لفظ اِس خاص اُترنے کے معني بخشتا ھی نہ یہہ کہ گویا روح‌القدس پہلے نہ تھا یا کسي مکان و زمان میں مقید ھی چنانچہ مشہور ھی کہ خدا کي نسبت یہي کہا گیا ھی کہ کوہ سینا پر اُترا تو اِس سے یہہ بات ثابت نہیں ھوتی کہ گویا خدا مقام پر مقید ھی اور اِس سے آگے بني اسرائیل کے ساتھہ نہ تھا بلکہ اُس خاص ظہور و بیان سے مراد ھی جس سے خدا نے اپنے تئیں کوہ سینا پر موسیٰ اور بني اسرائیل سے بیان فرمایا ھی تیسرے ظاھر ھی کہ روح‌القدس جہان کے عام لوگوں اور بے ایمانوں پر نازل نہیں ھوتا جیسا کہ پیغمبروں اور ایمانداروں پر نازل ھوتا ھی اور نہ مسیح کے قول سے یہہ بات نکلتي ھی یہہ تو صرف محمدیوں نے اپنے مفاد کے لیئے بنالي ھی بلکہ مسیح نے تو یوں کہا ھی کہ جس وقت وہ تسلّي دینیوالا آئیگا جہان کے لوگوں کو گناہ اور راستي اور عدالت سے الزام دیگا یعني انجیل کے وعظ کي رو سے جو حواریوں کي معرفت ھوگا روح‌القدس وعظ سننےوالوں کو اُنکے گناھوں پر اور خدا کي سچائی اور عدالت پر اور نجات پر جو مسیح کے سبب حاصل اور موجود ھوئي ھی خبردار اور ملزم کریگا اور اُنھیں توبہ و ایمان کي طرف کھینچ لائیگا جاننا چاھیئے کہ انجیل کي تعلیم کے موافق توبہ اور بازگشت اور ایمان اور نیک نیتي اور نیک کام کي طاقت اور روحانی درک و دریافت یہ سب باتیں روح‌القدس کی تاثیر سے انسان میں ھوتي ھیں چنانچہ اِس کتاب کے

دوسرے باب میں مفصل بیان ہو چکا ہی ہر روح القدس کی یہ تاثیریں
اَور چیزہیں اور پیغمبروں اور حواریوں پر اُسکا اترنا اور چیز ہی * * پھر
ایک اَور آیت جو بعض علماے محمدی نے انجیل سے نقل کرکے محمد کی
خبر بتائی ہی یوحنا کے ۱۴ باب کی ۳۰ آیت ہی اِس مضمون سے کہ *
اِس جہان کا سردار آتا ہی اور مجھہ میں اُسکی کوئی چیز نہیں * محمدی
کہتے ہیں کہ اِس جہان کے سردار سے محمد مراد ہی اور بڑے تعجب کی
بات ہی کہ مصنف استفسار نے بھی ایسا بیجا دعوی کیا ہی اور یہہ ایک واضح
دلیل ہی کہ علماے محمدی انجیل کے مطالب و مضمون سے کتنے بے خبر
ہیں اور تعصب نے اُنہیں کیسا گھبراہٹ میں ڈالا ہی کہ اِس آیت کو
محمد سے نسبت دیتے ہیں حال آنکہ الفاظ اِس جہان کا سردار جو اِس
آیت میں مذکور ہیں اُن سے شیطان مراد ہی چنانچہ انجیل کی اَور آیتوں
سے صاف معلوم و یقین ہوتا ہی اور سارے مفسرین نے بھی یہی تفسیر کی
ہی جاننا چاہیئے کہ انجیل کے مضمون بموجب وے لوگ جو گناہ کرتے
ہیں گناہ ہی کے بندہ ہو جاتے ہیں اور گناہ اُنکا مالک بن جاتا ہی
(رومیوں کے ۶ باب کی ۱۶ آیت) اور گناہ اور جھوٹھہ کا باپ شیطان ہی
یعنی گناہ اور شر اُسی سے ہی (یوحنا کے ۸ باب کی ۴۴ آیت) اور ہوا کا
سردار یعنی شیطان گناہ کے سبب نافرمانبردار لوگوں میں تاثیر و حکم کرتا
ہی چنانچہ افسیوں کے ۲ باب کی پہلی اور دوسری آیتوں میں مرقوم ہی
کہ * اُسنے تمہیں بھی جو خطاؤں اور گناہوں کے سبب مردہ تھے زندہ کیا
جن میں تم آگے اِس جہان کے طور پر ہوا کی حکومت کے سردار کی طرح
جو روح ہی کہ اب نافرمانبردار لوگوں میں تاثیر کرتی چلتے تھے * اور
اِسی لیئے انجیل میں کہا گیا کہ تمام دنیا شریر ، گناہ کے حکم میں ہی
جیسا کہ پہلے یوحنا کے ۵ باب کی ۱۸ و ۱۹ آیتوں میں لکھا ہی کہ * جو
کوئی خدا سے پیدا ہوا ہی گناہ نہیں کرتا بلکہ وہ جو خدا سے پیدا ہوا
ہی اپنی حفاظت کرتا ہی اور وہ شریر (یعنی شیطان) اُسکو نہیں چھوتا

هم جانتے هیں که هم خدا سے هیں اور ساری دُنیا بُرائی میں پڑی رهتي هی * پوشیده نرهے که اصل یونانی میں لفظ پُونرُس جو ۱۸ آیت میں آیا اور اُسکا شریر ترجمه هوا هی وهي لفظ هي جو ۱۹ آیت میں بُرائي کے لفظ سے بیان هوا هی یعنی پہلے مقام میں وہ لفظ فاعلیت کي حالت سے آیا هی یعنی هُو پُونِرُس جسکے معنی الشّریر یعنی شیطان هیں اور دوسرے مقام میں مفعولیت کي حالت سے واقع هوا هی یعنی تُو پُونِرُو مگر یہه لفظ مفعولیت کي حالت میں یونانی زبان کے قاعده بموجب مذکر اور مستوي دونوں هو سکتا هی پس اگر مذکر هو تو اُسکے یے معنی هونگے که ساري دنیا شریر میں پڑی هی یعنی شیطان کے حکم میں هی اِسي لیئے بعض مترجم نے اِس آیت کو اِسی مضمون پر ترجمه کیا هی اور بعض نے شرارت سے مگر حقیقت میں شریر و شرارت دونوں لفظ اُسی ایک مطلب کو بیان کرتے هیں کیونکه وہ جو گناه اور شرارت میں پڑا هی شیطان کے حکم میں هی اِس جہت سے که گناه و شرارت شیطان هي سے هی پھر انجیل کے ایک اَور مقام میں شیطان اور شیاطین کو اِس جہان کے رئیس اور شاهنشاه کہا هی جیسا که افسیوں کے ۶ باب کي ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں لکھا هی که * خدا کے سارے هتھیار باندهو تاکه تم شیطان کے منصوبوں کے مقابل قائم رہ سکو کیونکه همیں خون و جسم سے کُشتي کرنا نہیں بلکه سرداروں سے اور اختیاروالوں سے اور اِس دنیا کي تاریکی کے قدرت والوں سے اور شریر روحوں سے بھی جو بلند مکان میں هیں * خلاصه اِن آیتوں سے بخوبی ثابت هو گیا که اِس جہان کے سردار کے لفظ سے انجیل میں شیطان مراد هی اور خدا تو درحقیقت سردار و مالک هی مگر گناه کے سبب گنہگاروں کا سردار و مخدوم شیطان هي بن گیا هی اور جس حالت میں که سارے آدمي گناه میں گرفتار هیں پس شیطان سب کا سردار هوا اب مسیح جو آیا سو اِسي لیئے آیا که شیطان کو مغلوب اور اُسکي حکمت کو نیست و نابود کرے چنانچه پہلے یوحنا کے ۳ باب کي ۸ آیت

میں لکھا ھی کہ * جو کوئی گناہ کیا کرتا ھی سو شیطان کا ھی کہ شیطان شروع سے گنہگار ھی خدا کا بیٹا اِس لیئے ظاھر ھوا کہ شیطان کے کاموں کو مٹاوے * اور مسیح نے اطاعت اور دکھہ اور اپنی صلیبی موت سے شیطان کو مغلوب کیا اور اُن لوگوں پر سے جو مسیح پر ایمان لائے شیطان کی حکومت مٹادی اور شیطان کے قبضہ سے اُنھیں چھڑا دیا چنانچہ قلسیوں کے پہلے باب کی ۱۳ آیت میں لکھا ھی کہ * خدا نے ھمکو (مسیح کے وسیلے) تاریکی کے قبضہ سے چھڑایا اور اپنے پیارے بیٹے کی بادشاھت میں داخل کیا * پھر عبرانیوں کے ۲ باب کی ۱۴ و ۱۵ آیتوں میں لکھا ھی کہ * وہ موت کے وسیلے اُسکو جسکے پاس موت کا زور تھا یعنی شیطان کو برباد کرے اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار تھے اُنھیں چھڑاوے * پھر افسیوں کے ۴ باب کی ۸ آیت میں مذکور ھی کہ * مسیح نے اُونچے پر چڑھکے قید کو قید کیا اور آدمیوں کو انعام دیئے * پھر قلسیوں کے ۲ باب کی ۱۵ آیت میں مسطور ھی کہ * سرداروں اور اختیاروالوں کی (یعنی شیطان کی) قدرت چھین لی اور اُنھیں برملا رسوا کرکے اُنپر شادیانے بجائے * اور اُن لڑائیوں کا جو مسیح نے غیر مرئی عالم میں شیطان اور شیاطین کے ساتھہ کرکے اُنھیں مغلوب کیا ھی مکاشفات کے ۱۲ باب کی ۹ آیت میں بھی اشارہ ھی اِس مضمون سے کہ * بڑا اژدھا نکالا گیا وھی پُرانا سانپ جسکا نام ابلیس اور شیطان ھی جو سارے جہان کو دغا دیتا ھی وہ زمین پر گرایا گیا اور اُسکے فرشتے بھی اُسکے ساتھہ گرائے گئے * اب دیکھو اُس آخری حملہ کی نسبت جو اِس روحانی لڑائی میں شیطان نے مسیح پر اُسکے دکھہ اور موت کے وقت کیا تھا مسیح نے آیت مذکورہ میں کہا ھی کہ اِس جہان کا سردار یعنی شیطان آتا ھی کہ میرے ساتھہ آخری لڑائی کرے لیکن مجھہ میں اُس کی کوئی چیز نہیں یعنی گناہ و شر جو اُس کی چیز ھی اور جسکے سبب لوگوں پر حکم و سلطنت پاتا ھی مجھہ میں نپائیگا اور اِس لیئے مجھہ پر غالب نہوگا اور یوحنا کے ۱۲

باب کی ۳۱ آیت میں فرمایا ہی کہ * اب اِس جہان پر حکم ہونا ہی
اب اِس جہان کا سردار نکال دیا جائیگا * یعنی اب میں اپنی موت
اور دکھہ کے وسیلے سے شیطان کو مغلوب کرونگا اور اُسے سزا دی جائیگی
اور میرے ایمانداروں پر حکومت کرنے سے گرا دیا جائیگا اور یوحنا کے ۱۹
باب کی ۳۰ آیت میں مرقوم ہی کہ * یسوع نے کہا پورا ہوا اور سر جھکاکے
جان دی * پورا ہوا سے مراد یہہ ہی کہ اب شیطان کے ساتھہ میری
لڑائی تمام ہوئی اور وہ مغلوب ہو گیا اور ایمانداروں کے لیئے نجات مہیا
ہو گئی اور یوحنا کے ۱۶ باب کی ۱۱ آیت میں مسیح نے اُسی مطلب
کی بابت یوں فرمایا ہی کہ * روح القدس عدالت سے اِس لیئے ملزم
کریگا کہ اِس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہی * یعنی روح القدس
لوگوں کو ملزم کریگا اور اُنہیں سمجھائیگا کہ شیطان پر حکم کیا گیا اور وہ
مسیح سے ایسا مغلوب ہوا کہ پھر ایمانداروں پر حکومت نکرسکیگا اور آخر
کار شیطان آگ کے دریا میں ڈالا جائیگا جیسا کہ مکاشفات کے ۲۰ باب
کی ۱۰ آیت میں بیان ہوا ہی کہ * شیطان جسنے اُنہیں فریب دیا تھا
آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالا گیا جہاں وہ حیوان اور جھوٹھا نبی
ہی اور رات دن ہمیشہ کو عذاب میں رہینگے * پوشیدہ نرہے کہ شیطان
اور شیاطین اب بھی دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہیں لیکن آخری روز
اَوْر بھی سخت عذاب میں پڑینگے * * پھر ایک اَوْر آیت جسے بعضے
محمدیوں نے انجیل سے مذکور کرکے محمد کی خبر بتایا ہی یہہ ہی کہ
مرقس کے پہلے باب کی ۷ آیت میں مذکور ہی کہ * میرے پیچھے
مجھسے ایک قدرت والا آتا ہی میں لائق نہیں کہ جھک کے اُسکی جوتیوں
کا تسمہ کھولوں * اب کہتے ہیں کہ مسیح نے یہہ آیت محمد کے آنے کی
بابت بیان کی ہی لیکن محمدیوں نے یہاں بھی غلطی کی کیونکہ پہلے تو
یہہ آیت مسیح کا قول نہیں بلکہ یحییٰ نبی کا قول ہی چنانچہ اگلی
پچھلی آیتوں سے ظاہر و ثابت ہوتا ہی دوسرے یحییٰ نے یہہ خبر مسیح

کے حق میں کہی هی نه محمد کے حق میں چنانچه یوحنا کے پہلے باب کي ۲۹ و ۳۰ آیتوں میں یحیی نے مسیح کے حق میں یوں کہا که * دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھالیجاتا هی یہه وهي هی جسکے حق میں میں نے کہا که ایک مرد میرے پیچھے آتا هی جو مجھسے مقدم ہوا کیونکه وہ مجھسے پہلے تھا * اور اگر کوئي کہے که درحالیکه مسیح اُس زمانه میں موجود تھا تو اُسکے حق میں یحیی یہه بات کیونکر کہه سکتا تھا که میرے بعد آئیگا اِسکا جواب یہه هي که یحیی نے یہه بات مسیح کے خروج اور تعلیم دینے کي نسبت کہی هی سو ایسا هي هوا که جب یحیی اپنی رسالت تمام کرچکا مسیح نے خروج کرکے تعلیم اور معجزے کرنے شروع کیئے * * بعضے محمدیوں نے اپنے معاد کے واسطے اِن مذکورہ آیتوں کے سوا اَوْر آیتیں بھي کتب عہد عتیق و جدید سے نکالکر اپني کتابوں میں لکھی هیں جیسا که روضۃالصفا کے مصنف نے جلد ثانی کے اوائل میں اور حاجي ملا محمد رضاے همداني نے اپنے رساله میں اور کتاب استفسار وغیرہ کے مصنف نے لکھا هی لیکن اُن آیتوں میں سے بعضي تو ایسي هیں کے توریت و انجیل میں اُنکا پتا بھی نہیں ملتا اور بعضي جو ملتي بھي هیں سو اِس کیفیت کي هیں که اکثر لفظا اور تفسیرا مسیح سے منسوب هیں اور بعض کے کچھه اَوْر معنی هیں نه وہ معني جو محمدیوں نے تعصب کي راہ سے اپنے مطلب کے موافق بیان کیئے هیں چنانچه جو شخص اُن آیات کو پڑھیگا اور آیات کی سلسله بندي پر خیال کریگا وہ بخوبي سمجھه لیگا که اُنکے وہ معني نہیں جو محمدي بیان کرتے هیں یہاں اُن آیات کے ذکر کرنے سے طول کلامي هو جاتی اِس جہت سے هم اُنکے ذکر سے باز رہے اور صرف اُنھیں آیتوں کے بیان پر کفایت کي جنھیں محمدیوں نے اپنا عمدہ دلیل بنایا هی اب بھي اگر محمدي ذرا دقّت کرکے توریت و انجیل کو پڑھیں اور اُنکے مطلب سے اچھي طرح مطلع هو جائیں تو اُنکی بڑی خوش نصیبی هی کیونکه اُس وقت پھر ایسي نا موافق و نا مناسب تاویلیں

نکرینگے اور اگر انصاف پر آئینگے تو خوب سمجھہ جائینگے کہ توریت و انجیل میں اصلا محمد کي خبر نہیں هی * خلاصہ اِس فصل کے مطالب سے خوب ظاهر و ثابت هو گیا کہ محمد کي رسالت کے واسطے کتب عہد عتیق و جدید میں کوئي بات بلکہ کوئی اشارہ بھي نہیں هی بس محمدیوں کا یہہ دعوی کہ گویا محمد کي خبر توریت و انجیل میں ذکر هوئي هی باطل اور بے جا هی *

دوسري فصل

اِس بات کی تحقیق میں کہ قران کي عبارت اُسکے من جانب الله هونے کي دلیل هو سکتی هی یا نہیں

ایک اَور دلیل جو محمد کي رسالت کے ثبوت کے لیئے قران میں ذکر هوئي هی سو وہ قران کي عبارت هی جیسا کہ سورہ بقر میں لکھا هی * * و اِن کنتم في ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتو بسورہ من مثلہ و ادعوا شہدا ئکم من دون الله اِن کنتم صادقین * - یعني اگر تم اُس چیز کي بابت جو هم نے اپنے بندہ پر اُتاري هی شک کرتے هو تو تم بھي ایک ویسي هي سورہ بنا لاؤ اور اپنے گواهوں کو جو خدا کے ماسوا هوں بُلاؤ اگر تم سچّے هو * علمای محمدي اِس آیت کے بھروسے پر قران کی عبارت کے بے مثل و بے نظیر هونے کا همیشہ دعوی کیا کرتے هیں اور چاهتے هیں کہ قران کی عبارت ایک بڑا معجزہ ٹھہرے یہاں تک کہ موسی بلکہ مسیح کے معجزوں پر بھي فوقیت رکھتا هو اور ایسے هی خیالات سے قران کي عبارت کو اُسکي حقیت اور محمد کی رسالت کے لیئے ایک بڑی دلیل بناتے هیں لیکن اگر کوئی اِس امر میں ذرا فکر کرے اور قران کي عبارت کو انصاف سے جانچے تو سمجھہ جائیگا کہ قران کي عبارت اُسکے حق هونے کے لیئے دلیل

نہیں ہوسکتی ھی کیونکہ اولا اگر بالفرض ہم قبول کریں کہ قرآن کی عبارت اُسکے من جانب اللہ ہونے کی دلیل بھی ہو تو پھر ایک ناقص دلیل ھی اِس جہت سے کہ اِس دلیل کو صرف وھی لوگ سمجھہ سکتے ھیں جو عربی زبان میں خوب واقفیت رکھتے ھیں اور اَور لوگوں کو لازم پڑیگا کہ علما کے کہنے بموجب مان لیں کہ قران کی عبارت کی افضلیت نہایت کے مرتبہ پر ھی اور اِسی سبب وہ خدا کا کلام ھی لیکن جو شخص غور کریگا وہ پھر بھی اِس شبہہ میں رھیگا کہ شاید عرب کے علما سہو سے ایسے خیالوں میں پڑے ھیں کیونکہ بنی آدم کیا عالم کیا جاھل سہو و خطا سے مبّرا نہیں ھیں اور پھر وہ یہہ بھی سوچیگا کہ علما لوگ جو ایسا دعوی کرتے ھیں شاید اِس جہت سے کرتے ہوں کہ یے قرآن کے مطیع ھیں اور منظور اُنہیں یہہ ھی کہ لوگ قرآن کے مطیع و معتقد ہو جائیں تو اِس سبب سے ہماری ریاست و عزت بڑھہ جائیگی اور اِسی سبب سے وے علما ابتک اپنے دنیوی فواید کے لیئے اِس بات میں متفق رھے ھیں جیسا کہ بت پرستوں کے علما باوجود اِسکے کہ وے خود جہالت میں پڑے ھیں لیکن اَوروں کے فریب دینے کو ایک مدت دراز سے ابتک آپس میں ایک زبان ہوکر اپنی جھوٹھی کتاب کے لیئے دعوی کرتے ھیں کہ ہماری یہہ کتاب خدا کی طرف سے ھی اور حال آنکہ بت پرستوں کے علما گنتی میں اسلام کے علما سے زیادہ ھیں چنانچہ سیّاح اور تواریخ‌دان لوگ اِس بات کو خوب جانتے ھیں پس قران کی عبارت اگر بالفرض دلیل ہو بھی سکے تو بھی ظاھر ھی کہ طالبان حقیقت کو دلی سکوت و یقین ندے سکیگی بلکہ اُنہیں ہمیشہ ایک تردد اور تذبذب میں چھوڑدیگی اور یہہ بات کہ انجیل کے واسطے ایسی دلیلیں ھیں جنہیں سارے خاص و عام آسانی سے سمجھہ لیتے ھیں اور ایمان لانیوالا انجیل کی حقیقت کی نسبت یقین کلی حاصل کرتا ھی پچھلے باب میں ذکر ہوئی ھی ×

اور اگر کوئی کہے کہ موسی وغیرہ کے معجزوں کو بھی سب لوگوں نے

نہیں دیکھا اور نہ دیکھہ سکتے ہیں تو معجزہ کی دلیل بھی قرآن کی عبارت
کی طرح ناقص دلیل ہی اِسکا جواب یہہ ہی کہ اِس میں اُس میں
بڑا فرق ہی کلام کی فصاحت اور لطافت کا دریافت کرنا اِس جہان کے
علوم میں سے ایک علم ہی اور ایسی دلیل کو صرف وہی شخص سمجھیگا
جو صاحب علم ہوگا جیسا کہ علم ریاضی ونجوم کی دلیل صرف اُسی کو
معلوم ہوگی جو اِن علموں میں دخل رکھتا ہی لیکن معجزہ کی دلیل
دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی چنانچہ موسیٰ ومسیح اور حواریوں کے معجزے
جن جنھنے دیکھے اُنکی رسالت پر اُنھیں یقین حاصل ہوا پس اِس
دلیل کے دریافت کرنے کو علم کی کچھہ ضرورت نہیں ہی اور اُن لوگوں
کے لیئے جو بعد ہوئے اور ہوتے آئینگے مسیح اور حواریوں اور موسیٰ کے
معجزے توریت وانجیل میں مفصل موجود ہیں پس درحالیکہ مسیح پر
ایمان لانیوالے نے اپنے دل کی تبدیلی اور باطنی بیماری کے شفا پانے اور
حقیقی آرام و تسلّی حاصل کرنے سے اپنے دل میں یقین حاصل کرلیا ہی
کہ توریت وانجیل خدا کا کلام ہی تو وے معجزے جو اُن کتابوں میں بیان
ہوئے ہیں اُسکے لیئے ویسی ہی قوی دلیل ہی جیسی دیکھنے والوں کے
لیئے تھی اور اِس تبدیل دلی اور آرام باطنی کے حاصل کرنے کو کچھہ
علم و فضیلت ضرور نہیں ہی صرف مسیح پر سچا ایمان درکار ہی اور
پس جیسا کہ پچھلے باب میں مفصل بیان ہوا اور اُسی باب میں وے
اَور دلیلیں بھی مذکور ہوئی ہیں جن سے انجیل و توریت کا حق ہونا
ثابت ہوتا ہی *

ثانیاً اگر بالفرض اِس بات کو ہم قبول کرلیں کہ اب تک عربی زبان
میں عبارت کی رو سے قران کی مانند کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تو
اِس سے صرف یہہ بات پائی جائیگی کہ قران عربی زبان میں عرب کی
ساری کتابوں سے عبارت میں افضل ہی نہ یہہ کہ قران کی عبارت
جہان کی ساری کتابوں سے افضل اور خدا کا کلام ہو پوشیدہ نرہے کہ یونانی

اور لاطینی اور انگلش اور نمسه وغیره زبانوں میں ایسی ایسی کتابیں تصنیف هوئی هیں که عبارت میں قران سے کہیں افضل هیں چنانچه یهه بات فرنگستان کے عالموں میں مشهور و معروف هی اور بعض اُن میں جنهوں نے عربی زبان سیکهی اور عربی علم میں کمال مداخلت پیدا کی اور عربی کتابیں خوب دیکهی بهالی هیں کہتے هیں که عربی کی بعضی کتاب مثل مقامات حریری و مقامات همدانی کی عبارت میں قران کے برابر بلکه اُس سے بهتر و افضل هیں اور هرچند که اِن علماؤں کی بات محمدیوں کے نزدیک معتبر نہیں هی اور تعصب کی راه سے اُنکی بات قبول نہیں کرتے اُنکی ایسی جانبداری کے سبب سے محمدیوں کی گواهی قران کی عبارت کی بابت اَور قوم و ملت کے آگے معتبر نہوگی اور مخفی نرهے که عرب کے بهی بعضے علما نے اقرار کیا هی که قران کی عبارت اعجاز اور لاثانی نہیں هی چنانچه شاه اسمعیل نے اپنی تواریخ کے باب فی امة المسلمین میں فرقه مرداریه کی بابت ایسا لکها هی * * المرداریة اصحاب عیسی بن صبیح المکنی بابی موسی الملقب بالمزدار و یسمی راهب المعتزلة لانه تزهد و انفرد عن اصحابه بمسائل قبیحة جدا منها ان الناس قادرون علی مثل هذا القران فصاحة و نظما و بلاغة و هو الذی بالغ فی القول بخلق القران * * یعنی مرداریه عیسی بن صبیح کے اصحاب تهے جسکی کنیت ابی موسی اور مزدار لقب تها اور فرقه معتزله کا راهب کہلاتا تها کیونکه اُسنے زهد اختیار کیا اور مسائل قبیحه کے سبب اپنے اصحاب سے الگ هو گیا اُن قبیح مسئلوں میں سے بعضے یے هیں که فصاحت و بلاغت میں قران کی مثل بنانے پر آدمی قادر هی اور اُسنے اِس بات پر بڑا مبالغه کیا هی که قران مخلوق هی * اور شرح المواقف کے مصنف نے مزدار کی نسبت کہا هی که اُسنے دعوی کرکے یهه بات کہی که عرب ایک ایسی کتاب جو قران سے بهتر هو تصنیف کر سکتے هیں پهر شهرستانی نے اپنی کتاب میں مردار کی نسبت

اِس معاملہ میں ایسا لکھا ھی کہ * * ابطالہ اعجاز القران من جھۃ الفصاحۃ و البلاغۃ * * یعنی اُسنے اِس بات کو باطل ٹھہرایا ھی کہ قران فصاحت و بلاغت کی رو سے معجزہ گنا جاے * اور نظام نے کہا ھی کہ * * من حیث الاخبار عن الامور الماضیۃ و الاتیۃ و من جھۃ صرف الدواعی عن المعارضۃ و منع العرب عن الاھتمام بہ جبرا و تعجیزا اذا لو خلاھم لکانوا قادرین علی ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ و فصاحۃ و نظما * * یعنی گذشتہ اور آیندہ زمانہ کے اخبار کی رو سے اور بحث و معارضہ کے دعوی سے بھی باز رھنے کی راہ سے اور ایک اِس راہ سے کہ خدای تعالی عرب کو اھتمام کے وقت سراسیمگی اور عاجزی سے بچاے تو جس وقت کہ وہ (یعنی عرب) مسلمانوں سے الگ ھونے تو بے شک اِس بات کی قدرت رکھتے تھے کہ بلاغت و فصاحت میں قران کی مانند سورہ بنا لائیں * اب اگرچہ اھل شرع اِن لوگوں کی بات قبول نہیں کرتے بلکہ کفر جانتے ھیں پھر اِن مقاموں سے اتنا معلوم و یقین ھوتا ھی کہ عرب کے علما قران کی عبارت کی بابت متفق نہیں ھیں بلکہ بعضے ایسے بھی ھیں جو قران کی عبارت کو فصاحت و بلاغت میں افضل و لاثانی نہیں جانتے *

ثالثا اگر ھم فرض کریں کہ قران کی عبارت عربی زبان میں بے مثل و بے مانند ھی اور خدا کا کلام ھونے کے لیئے عبارت ھی کافی دلیل ھو جاے تو اِس صورت میں یہہ بات لازم آتی ھی کہ وے ساری کتابیں جو اگلے زمانہ میں یونانی اور لاطینی زبان میں لکھی گئی ھیں اور وے مشہور کتابیں بھی جو اب پچھلے زمانہ میں انگلشی اور نمسہ اور فارسی وغیرہ زبانوں میں مرقوم ھوئی ھیں جنکی مثل اب تک کوئی کتاب اِن زبانوں میں نہیں ھوئی چاھیئے کہ وے سب کتابیں خدا کا کلام ٹھہرائی جائیں اور ایسی ھی وید کی کتاب جو ھندوؤں کے دین کی کتاب ھی اور وے لوگ اُسکے بے مثل و مانند اور من جانب اللہ ھونے کا دعول کرتے ھیں اگرچہ اِس میں بت پرستی کی تعلیمیں ھیں مگر چاھیئے کہ عبارت

کی خوبی سے وہ بھی خدا کا کلام ہو جاے اور اگر قران کي عبارت کے واسطے اسلام کے علما کا یہہ دعویٰ ہو کہ اُسکي عبارت جہان کي ساري کتابوں کي عبارت سے افضل ہی تو ایسے دعوی کرنے سے پہلے اُنکو لازم ہوگا کہ اول زبانیں سیکھیں اور اُن کتابوں کو جو اَوْر اَوْر زبانوں میں لکھی گئي ہیں پڑھیں کیونکہ ظاہر ہی کہ جب تک عبراني اور یوناني اور لاطیني اور نمسہ اور انگلش اور فرانس اور ہند و چین وغیرہ زبانیں نہ سیکھہ لینگے اور اِن زبانوں کي کتابیں نہ پڑھہ لینگے تب تک یہہ ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے اور نہیں کہہ سکتے کہ قران کی عبارت جہان کی سب کتابوں کی عبارت سے بہتر و افضل ہی اور اِس صورت میں کہ علماے اسلام نے آج تک اِس امر کي تعدیم نہیں کي اور اَوْر قوم کی کتب و علوم کي جستجو نہیں کي پس اُنھیں یہہ مرتبہ نہیں ہوگا کہ ایسے ایسے دعوی کریں *

رابعاً ممکن ہی کہ ناحق مطلب اور بُرے معانی اور کفر آمیز باتیں ایسي رنگیني عبارت اور شیریں لفظوں میں لکھي جائیں جو انتہا کے مرتبہ پر ہوں چنانچہ یہہ بات بت‌پرستوں میں اور اَوْر فرقوں میں بھی ہوئی ہی اور ایسی میٹھی باتوں اور رنگینی عبارتوں پر بہت آدمی فریفتہ و گرویدہ ہو گئے ہیں پس مسلمانوں کے دعوی کے بموجب چاہیئے کہ ایسی ناحق اور کفر انگیز باتیں عبارت کی فضلیت کے سبب خدا کا کلام ہو جائیں *

خلاصہ اُن دلیلوں سے جو قران کي عبارت کی بابت مذکور ہوئیں بخوبي ظاہر و معلوم ہو گیا کہ قران کي عبارت خواہ بے مثل و بے مانند ہو خواہ نہو پھر اسکے حق اور من جانب الله ہونے اور محمد کي رسالت کے لیئے ہرگز دلیل نہیں ہو سکتي *

تیسري فصل

چند کلمے معني قران کے بیان میں

اب کہ قرآن کی عبارت سے اُسکے من جانب اللہ ہونے کے لیئے کوئی دلیل نہ نکلی تو ہم اُسکے مضمون کی طرف رجوع کرکے دیکھینگے کہ آیا اُسکے مضمون سے اُسکي حقیقت کے لیئے کوئی دلیل مل سکتی ہی یا نہیں سو جو کوئي طرفداري کو ترکنار رکھکر قرآن کو مطالعہ کرلیگا وہ قبول کریگا کہ قران اپني باتوں میں خدا کو حق حق اور راست راست بیان کرتا ہی چنانچہ خدا کی صفات کی نسبت اُس میں ذکر ہوا ہی کہ خدا واحد وقدیم و علیم وحکیم و رحیم و رؤف و غفور وکریم ہی اور اُس میں یہہ بھی بیان ہوا ہی کہ مرنے کے بعد انسان کي روح ابدا باقی رہیگي اور بدن پھر اُٹھیگا اور انصاف کے دن نیک کار اور بدکار سب اپنا اجر پائینگے اور اِنکے سوا چند احکام ایسے بھي ہیں جو کتب عہد عتیق و جدید کے احکام سے موافق ہیں جیسے بت‌پرستي نکریں اور خدا کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اُسکي تصویر نہ کھینچیں اور اُسکا نام بےحرمتي سے نہ لیں چوري چھنالا خون نکریں جھوٹھہ نبولیں خدا کے ساتھہ محبت رکھیں بھائي برادر پر احسان اور غریب وفقیر پر رحم کریں لیکن جو شخص کہ کتب عہد عتیق و جدید سے خبر رکھتا ہوگا اُسے فورا معلوم ہو جائیگا کہ محمد نے یے باتیں اور یے حکم کہاں سے حاصل کیئے ہیں یعنی اُسپر کُھل جائیگا کہ کتب مقدسہ سے نقل کر لیئے ہیں اور ہرچند کہ خود محمد توریت و انجیل نہیں پڑھا تھا لیکن اُسکے زمانہ میں عربستان کے درمیان مسیحي اور یہودی بہت تھے اور کتاب سیرت‌الرسل اور انسان‌العیون سے معلوم ہوتا ہی کہ ورقہ بھي جو خدیجہ کا چچیرا بھائي تھا پہلے اُسنے یہودی مذہب قبول کیا پھر مسیحي ہو گیا اور وہ محمد کے دعوی رسالت کرنے

سے چند روز پہلے مرگیا اور پھر شام کی ولایت کے لوگ بالکل مسیحی
تھے اور محمد بھی اِدعاے نبوت سے پہلے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھہ
اور پھر آپ اکیلا کئی بار تجارت کے ارادہ سے ولایت شام کو گیا تھا پس
محمد کو ہر ایک طرح سے فرصت اور موقع تھا کہ چلتے پھرتے وقت
مسیحیوں اور یہودیوں کے ساتھہ اُنکی کتب اور اُنکے مذہب کی بابت
بات چیت کرے سو اِس ذریعہ سے محمد کو اُن لوگوں کے مذہب اور
کتب کے مضامین سے اُسی قدر آگاہی ہوئی جتنا انہوں نے محمد کے آگے
نقل اور بیان کیا۔ اور جب کہ محمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہی کچھہ
جو سنا تھا اور اپنی طبیعت کے موافق پسند کیا اور یاد رکھا تھا قرآن
میں داخل کردیا پس انجیل کی وے تعلیمات جسے اُسنے اپنی عقل
و طبیعت کے موافق نہ دیکھا قران میں بیان نکیا چنانچہ خبر نہ دی کہ مسیح
خدا کا بیٹا اور الوہیت کے مرتبہ میں ہی اور ایسے ہی انجیل کی وے
تعلیمات بھی بیان نکیں کہ آدمی کا دل ایسا خراب ہی کہ ثواب کا
کوئی کام نہیں کر سکتا اور خدا کے حضور ایسا گنہگار ہی کہ صرف یسوع
مسیح گناہ کی سزا سے اُسے بچا سکتا ہی اور یہہ کہ تمام عالم کا نجات
دہندہ اور شافی وہی ہی اور بس اور انجیل کی وے نصیحتیں اور وے
احکام بھی جو آدمی کے دل کی تازگی اور فکر و خواہش کی پاکی سے
نسبت رکھتے ہیں قرآن میں بیان نہیں کیئے اور ازآنجا کہ یہودیوں اور
مسیحیوں نے انجیل و توریت کی بعضی حکایتیں محمد سے صحت کے
ساتھہ نقل نکی تھیں یا اگر صحت سے نقل کی تھیں تو محمد کو صحیح
یاد نرہی تھیں اِس سبب سے سہو میں پڑگیا اور وے حکایتیں بعینہ اور
صحیح صحیح طور پر قرآن میں نقل نہوئیں اور قرآن میں ایسی حکایتیں
بھی بیان ہوئی ہیں جو اُس زمانہ میں جعلی حدیثوں کے طور پر یہودیوں
اور مسیحیوں کے درمیان مشہور ہو رہی تھیں لیکن توریت و انجیل میں
کہیں بھی نہ تھیں چنانچہ آگے چلکر ہم بیان کرینگے * * اب اُن سہو اور

بهول چوک سے جو اِس امر میں قرآن کے درمیان پائی جاتی هیں کئی ایک بطریق نمونه کے هم یہاں ذکر کرینگے مثلاً وہ جو سورهٔ بقر کے اوائل میں لکها هی که فرشتوں نے آدم کے پیدا کرنے کی بابت خدا سے گفتگو اور مباحثه کیا اور خدا نے اُسے سجدہ کرنے کا حکم اُنهیں دیا مگر ابلیس منکر هوا سو یے سب توریت کے خلاف هی بلکه توریت سے معلوم هوتا هی که خدا نے ایسا حکم نہیں دیا اور ابلیس اِس عالم کی پیدایش سے پہلے نافرمانی کرکے شیطان هو گیا تها پهر سورهٔ عنکبوت کے اوائل میں کہا گیا هی که جب طوفان آیا تو نوح نو سو پچاس برس کا تها چنانچه مرقوم هی * * و لقد ارسلنا نوحا اِلیٰ قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاما فاخذ هم الطوفان و هم ظالمون * * یعنی نوح کو هم نے اُسکی قوم کی طرف بهیجا سو وہ نو سو پچاس برس اپنی قوم میں رہا پس اسکی قوم میں طوفان آیا اور وے گنہگار تهے * مگر موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۷ باب کی ۱۱ آیت میں لکها هی که جس وقت که طوفان آیا نوح چهه سو برس کا تها اور ۹ باب کی ۲۸ آیت میں مرقوم هی که نوح طوفان کے بعد تین سو پچاس برس زنده رہا پس نوح کی ساری عمر نو سو پچاس برس کی تهی نه یهه که طوفان آنے کے وقت اِتنی عمر رکهتا هو پهر سورهٔ هود کے اوائل میں بیان هوا هی که نوح کے بیٹوں میں سے ایک نے کشتی میں بیٹهنے سے انکار کیا سو وہ طوفان میں ڈوب مرا چنانچه لکها هی * * و نادی نوح ابنه و کان فی معزل یا بنی ارکب معنا و لا تکن مع الکافرین * * اور پهر لکها هی که * * فکان من المغرقین * * یعنی نوح نے اپنے بیٹے کو بلایا درحالیکه وہ ایک گوشه میں تها که ای میرے بیٹے تو میرے ساتهه سوار هو اور منکروں میں مت رہ پهر هو گیا وہ ڈوبنے والوں میں سے * لیکن توریت میں موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۷ و ۸ و ۹ باب میں صاف لکها هی که نوح کے سب بیٹے کشتی میں تهے اور سب نے طوفان سے نجات پائی پهر سورهٔ یوسف میں بیان هوا هی که گویا یوسف نے اپنے مالک کی جورو

کی خواہش کی تھی جیسا کہ مذکور ہی * * ولقد همت به وهم بها * *
یعنی عورت نے اُسکی فکر کی اور اُسنے عورت کی فکر کی * مگر موسی
کی پہلی کتاب کے ۳۹ باب میں کھلا کھلی بیان ہوا ہی کہ یوسف نے بالکل
اُس سے انکار کیا اور بُری فکر کو اپنے دل میں بھی جگہہ دی نہی پھر
سورۂ قصص کے اوائل میں لکھا ہی کہ فرعون کی عورت نے موسی کو پالا
اور بجاے فرزند کے قبول کیا چنانچہ مرقوم ہی کہ * * فالتقطه آل فرعون * *
یعنی فرعون کے گھر والوں نے اُسے اُٹھالیا * اور پھر کہا ہی کہ * * وقالت
امرأة فرعون قرة عين لي ولك لا تقتلوه عسى ان ينفعنا او نتخذه ولدا وهم
لا يشعرون * * یعنی فرعون کی عورت نے کہا کہ میرے اور تیرے لیئے
قرة العین ہی اِسے قتل مت کر شاید ہمارے کام آوے یا ہم اِسے اپنا بیٹا
بنالیں اور انہیں خبر نتھی * مگر توریت میں موسی کی دوسری کتاب
کے دوسرے باب میں صاف کہا ہی کہ فرعون کی بیٹی نے موسی کو پرورش
کرکے بجاے فرزند کے اُسے قبول کیا تھا پھر سورۂ مریم کے شروع میں مذکور
ہی کہ مریم ایک دور و دراز جگہہ چلی گئی تھی اور یسوع خرما کے درخت
تلے پیدا ہوا تھا چنانچہ لکھا ہی * * فانتبذت به مكانا قصيا فاجاء
ها المخاض الى جذع النخلة * * یعنی اُسے لیکر ایک دور مکان میں علاحدہ
چلی گئی پھر اُسے درد لگے اور ایک خرما کے درخت تلے آئی * لیکن لوقا
کی انجیل کے دوسرے باب میں مفصل بیان ہوا ہی کہ مسیح شہر
بیت اللحم میں اصطبل کے درمیان پیدا ہوا اور بیت اللحم یہودیہ ملک
میں مریم کے باپ دادے کا شہر تھا اب دیکھو اِن مقاموں میں اور اِنکی
مانند اَور مقاموں میں بھی محمد نے سہو کی راہ سے توریت و انجیل کے
خلاف بیان کیا ہی سو یہہ خلاف یا تو اِس سبب سے ہوا کہ محمد کو
یاد نہیں رہا تھا یا یہود و نصاری ہی نے اُس سے خلاف بیان کیا تھا ورنہ
اِن گزارشات کو محمد بیشک صحیح صحیح نقل کرتا *
القصہ انصاف و آسانی سے ثابت و مدلل کرسکتے ہیں کہ قرآن کتب

عہد عتیق و جدید کي تعلیمات و حکایات سے اور یہودیوں اور مسیحیوں کی اُن احادیث سے جو محمد کے زمانہ میں مشہور تھیں اور عربوں اور مجوسوں کی عادتوں کے قصوں سے جمع ہوکر تالیف ہوا ہی یعنی اِس بات میں شبہہ نہیں کہ محمد نے اپنے دل میں سوچا تھا کہ میں اِن تینوں مذہب یعنی یہودیوں اور مسیحیوں اور عربوں کے مذہب سے ایک علاحدہ مذہب نکالکر قائم کروں اور اِس طریق سے لوگ باسانی میرا مذہب قبول کرینگے اِسی لیئے اِن تینوں مذہب میں سے جس جیز کو اُسکی عقل نے قبول کیا اور اپنے مطلب کے موافق جانا اُسے جمع کرکے ایک نیا مذہب بنایا اور قران میں لکھ دیا چنانچہ خدا کی صفات اور قیامت کی خبر اور انصاف کا دن اور نہی کے احکام قتل و زنا اور چوری اور جھوٹھہ کی قسم سے اور امر کے احکام جیسے خدا کي اطاعت و محبت اور ہمسایہ و اقربا کا دوست رکھنا یہ سب توریت و انجیل سے لے لیئے گئے ہیں جسنے کتب مقدسہ پڑھي ہونگی اگر قران کے مطالب کو کتب مقدسہ کي تعلیمات سے مقابلہ کریگا باسانی تمام دریافت کرلیگا کہ یے باتیں کتب مقدسہ سے نقل کي گئي ہیں ۔ پھر قرآن میں بہت حکایتیں بھي مرقوم ہیں جو کتب عہد عتیق و جدید سے لے لي گئی ہیں جیسے لوط کا قصہ جو سورۂ ہود کے اواخر میں مذکور ہوا ہی موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۱۹ باب میں مفصّل لکھا ہی اور موسیٰ و فرعون کا حال جو سورۂ اعراف میں بیان ہوا ہی موسيٰ کي ۲ کتاب کے ۳ باب سے ۱۴ تک بالتفصیل مرقوم ہی اور یوسف کي گزارشات جو سورۂ یوسف میں ہیں موسیٰ کي پہلي کتاب کے ۳۷ و ۳۹ سے ۴۷ باب تک صحیح صحیح صاف صاف مندرج ہیں اور مریم کا مقدمہ جو سورۂ مریم کے اوائل میں لکھا ہی سو اظہر من الشمس ہی کہ وہ گزارش لوقا کی انجیل کے پہلے باب سے نکال لي گئي ہی اور ایسي اَوْر حکایتیں بھي قرآن میں پائی جاتی ہیں جو کتب عہد عتیق و جدید سے اخذ کي گئی ہیں لیکن اِتنا فرق ہی کہ قرآن میں

یا تو کم و بیش بیان ہوئی ہیں یا کچھہ تغیر و تبدیل سے لکھی گئی ہیں
اور اِس تغیر و تبدیل کا سبب ہم نے اوپر ذکر کر دیا * اور یہودیوں کی
حدیثوں سے بھی محمد نے کئی ایک حکایتیں قرآن میں لکھ دی ہیں چنانچہ
آدم کا پیدا ہونا اور فرشتوں کا اُسے سجدہ کرنا اور شیطان کا خدا سے برگشتہ
ہونا اور آدم کا بہشت سے نکالا جانا جو سورۂ بقر میں اور سورۂ اعراف
کے اوائل میں مرقوم ہی اُنہیں حکایتوں میں سے ہی اور اِسی طرح ابراہیم
اور داؤد و سلیمان کے حالات کہ سورۂ انبیا اور سورۂ نمل میں ذکر ہوئے
ہیں کہ ابراہیم نے اپنے باپ کے بتوں کو توڑ ڈالا اور اُسکی قوم نے اُسے آگ
میں ڈال دینے کا قصد کیا اور پہاڑوں اور پرند جانوروں نے داؤد کے ساتھہ
حمد و ثنا بیان کی اور ہوا و جن وغیرہ سلیمان کے حکم میں تھے اور پھر
بہشت کی کیفیت اور فرشتوں کا ذکر اور سوال قبر اور جہنم کا سات
حصوں پر تقسیم ہونا اور اعراف کی خبر اور یہہ نقل کہ قیامت کے دن
زبان اور پانو اور ہاتھہ وغیرہ گنہگاروں کے گناہ پر گواہی دینگے چنانچہ سورۂ
یاسین کے آخر میں بیان ہوا ہی پھر غسل و طہارت اور تیمم کا حکم کہ
اگر پانی نملے تو خاک سے تیمم کریں اور روزہ کھولتے وقت خیط ابیض اور
خیط اسود کے درمیان اِمتیاز ہونا اور نماز وغیرہ کے قاعدے یہ سب
یہودیوں کی حدیثوں اور تواتر سے لیا گیا ہی چنانچہ اب اِس زمانہ میں
بھی اِس قسم کی حدیثیں طالموت و گمرا و صحار و میدراس نامی کتابوں
اور یہودیوں کی اَور اَور کتابوں میں بھی منضبط ہیں * اور یہہ بات کہ
یسوع نے ہنڈولے میں باتیں کیں اور لڑکپن میں اُس سے معجزے ظاہر ہوئے
جیسا کہ سورۂ آل عمران کے اوائل اور سورۂ مریم میں مذکور ہی اور
اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ جو سورۂ کہف میں ہی محمد نے اُس
زمانہ کے مسیحیوں کی احادیث سے لیکر قرآن میں ذکر کیا ہی چنانچہ
پہلی بات تو احادیث کی کتاب میں جسکا نام نقل یا انجیل طفولیت
یسوع مسیح ہی مرقوم ہی اور اصحاب کہف کا قصہ افرائم نامی ایک

شخص کی تصنیف کی ہوئی کتاب میں پایا جاتا ہی پوشیدہ نرہے کہ مسیحی لوگ اگلے زمانہ کی حکایات اور حدیثوں میں سے صرف اُنہیں باتوں کو قبول کرتے ہیں جو انجیل سے مطابق ہوں * پھر میزان اور پل صراط کی باتیں جو قرآن میں ذکر ہوئی ہیں قدیم مجوسیوں کی حکایتوں سے اخذ کرلی ہیں جیسا کہ جید نامی ایک کتاب میں جس میں اُس قوم کے مذہب و تاریخ کا ذکر ہی لکھا ہی * پھر کعبہ کے احوال کا کمّ و کیف اور حج کے آداب یے سب باتیں اگلے عربوں کے مذہب و عادت کی ہیں چنانچہ اگر کوئی شخص عربوں کے اگلے احوال و تواریخ پر رجوع کرے اور مطلع ہو تو سمجھہ لیگا کہ محمد سے پہلے کعبہ ایک مشہور بتخانہ تھا کہ اُس وقت کے عرب اپنے بت‌پرستی کے مذہب کے موافق وہاں کی زیارت و طواف اور بعضے اَوْر عمل و آداب بھی کرتے تھے اِس لیئے محمد نے بھی عربوں کے دلوں کی تالیف کے واسطے اُنہیں عملوں میں کچھہ تغیر و تبدیل کرکے اپنا دین قائم کرنے کو طواف و حج کا عمل برقرار رکھا * خلاصہ اگرچہ ہم اِس قسم کی حکایتیں جو محمد نے کتب مقدسہ سے اور یہودیوں اور مسیحیوں وغیرہ کی حدیثوں اور حکایتوں سے لیکر قرآن میں لکھ دی ہیں اَوْر بھی لکھہ سکتے تھے لیکن لوگوں کی آگاہی کے لیئے اِتنے ہی پر کفایت کی پس اِس صورت میں جس قدر حق و درست باتیں قرآن میں ہیں کتب مقدسہ سے عاریتاً لی گئی ہیں اور قرآن کی حقیت کے لیئے دلیل نہیں ہو سکتیں *

باوجودیکہ قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو سچی اور کتب مقدسہ سے نکالی ہوئی ہیں پھر بھی اُسکی تعلیم انجیل کے اکثر مطالب و تعلیمات سے ضد و برخلاف ہی اور یہی ایک بڑی دلیل ہی کہ قرآن خدا کا کلام نہیں اور قرآن کی مخالفت انجیل سے اِن اِن باتوں میں ہی اوّلاً انجیل میں مسیح کی الوهیت کُھلا کُھلی بیان ہوئی ہی مگر قرآن الوهیت مسیح کا انکار کرکے اُسکو صرف رسالت ہی کے مرتبہ میں حساب کرتا ہی

دوسرے انجیل میں لکھا ھی کہ مسیح کی موت گنہگاروں کے لیئے کفارہ ھی لیکن قرآن مسیح کے مرنے کی بابت آدمیوں کو شک میں ڈالتا ھی کیونکہ ایک جگہہ تو مسیح کی موت کا اِقرار ھی اور دوسری جگہہ اِنکار تیسرے انجیل میں بیان ھوا کہ وہ میانجی اور وہ صادق و یکتا وسیلہ جو خدا اور خلقت کے درمیان ھی مسیح ھے اور گناہ کی معافی اور خدا کی رضامندی اور ھمیشہ کی نیکبختی صرف وھی آدمی پائیگا جو مسیح کو اپنا درمیانی اور نجات دھندہ جان لیگا لیکن محمدی کہتے ھیں کہ گنہگاروں کا شفیع محمد ھی اور خدا اُسکی خاطر گنہگاروں کو بخش دیگا اور اُسپر ایمان لانیوالوں کو بہشت میں لے جائیگا چوتھے خدائے واحد نے انجیل میں اپنے تئیں تثلیث کے ساتھہ یعنی باپ بیٹے روح القدس کے نام سے بیان کیا ھی مگر قرآن اِس بیان کا قائل نہیں بلکہ اُسے کفر کے مرتبہ میں گنتا ھی پانچویں مسیح انجیل میں فرماتا ھی کہ کتب عہد عتیق و جدید باطل و منسوخ نہیں ھوئی ھیں اور نہونگی آسمان و زمین ٹل جائینگے مگر میری بات نہ ٹلیگی لیکن محمدی اِسکے برخلاف کہتے ھیں کہ قرآن کے ظاھر ھونے سے توریت و انجیل منسوخ ھو گئیں چھٹے کتب مقدسہ میں بیان ھوا ھی کہ آدمی اپنے اعمال کے سبب نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے سے نجات پائیگا جیسا کہ انجیل میں رومیوں کے ۳ باب کی ۲۳ و ۲۴ آیت اور ۱۰ باب کی ۵ آیت میں اور افسیوں کے ۲ باب کی ۸ و ۹ آیتوں میں مرقوم ھی لیکن قرآن میں کہا گیا ھی کہ آدمی اپنے نیک کاموں اور ثواب کے سبب نجات پائیگا ساتویں مسیح نے متی کے ۵ باب کی ۴۴ آیت میں اپنے تابعین سے کہا ھی کہ * میں تمھیں کہتا ھوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تمپر لعنت کریں اُنکے لیئے برکت چاھو جو تم سے کینہ رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمھیں دکھہ دیویں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو * مگر محمد نے اپنی اُمت کو حکم دیا کہ غیر مذھب والوں سے جہاد کرو اور جو لوگ قرآن سے برگشتہ ھوں اُنہیں

قتل کرو آٹھویں مسیح نے تو لوقا کے ۲۰ باب کی ۳۴ آیت سے ۳۶ تک یوں فرمایا هی که * اُس جہان کے لوگ (یعنی بہشت کے لوگ) نه بیاه کرتے هیں اور نه بیاهے جاتے هیں کیونکه وے فرشتوں کی مانند هیں * اور رومیوں کے ۱۴ باب کی ۱۷ آیت میں مرقوم هی که * خدا کی بادشاهت کهانا پینا نہیں بلکه راستی اور سلامتی اور روح قدس سے خوشوقتی هی * مگر محمد نے قرآن میں اُسکے برخلاف فرمایا هی که بہشت میں کهانا پینا اور حوروں کے ساتهه رهنا هی اور انجیل و توریت میں ایسی اَور بهی تعلیمات و مطالب هیں جنکے برخلاف قران میں بیان هوا هی مگر اُن سب کی تفصیل کرنے سے طول کلام هوتی هی اِس واسطے هم نے اِنہیں چند باتوں پر کفایت کی * * خلاصه واضح هوا که قرآن کی تعلیم انجیل کی تعلیم سے برخلاف و ضد هی اور اِس جہت سے قرآن اُس پہلی شرط کو جو هم نے اِس باب کے شروع میں سچے پیغمبر کی شناخت کے لیئے ذکر کی پورا نہیں کرتا اور اِس صورت میں که ممکن نہیں که خدا کا کلام ایک دوسرے کے ضد و برخلاف هو اور اُن دلائل و مطالب کی رو سے جو هم نے اِس کتاب کے پہلے اور دوسرے باب میں کتب مقدسه کی بابت بیان کی هیں یقین هو گیا که کتب مقدسه نه تحریف هوئی هیں نه منسوخ بلکه درحقیقت خدا کا کلام هیں مگر قرآن اُنکے برخلاف اور اُنکی ضد هی پس اِس سے صاف ثابت و یقین هوتا هی که قرآن خدا کا کلام نہیں هی اور اگر ایسا هوتا که قرآن کے خلاف هونے کے لیئے اِس دلیل کے سوا کوئی اَور دلیل نہوتی تو بهی یہه ایک هی دلیل کافی هوتی کیونکه انجیل میں قطعی حکم هی که اگر کوئی انجیل کے برخلاف بیان کرے اگر فرشته بهی هو تو بهی اُسکے کلام کو خدا کا کلام مت جانو جیسا که گلتیوں کے پہلے باب کی ۸ و ۹ آیتوں میں پولس حواری نے کہا هی که * اگر هم یا آسمان سے کوئی فرشته سوا اِس انجیل کے جو هم نے تمہیں سنائی دوسری انجیل تمہیں سناوے ملعون هووے جیسا هم نے آگے کہا ویسا هی

اب میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی نہیں کسی دوسری انجیل کو سوا اِسکے جسے تم نے پایا سناوے وہ ملعون هووے * اِس صورت میں کچھہ ضرور نہیں هی کہ قرآن کے رد میں هم اِس سے زیادہ کچھہ اَور بھی لکھیں لیکن طالبان حق کے لیئے هم کئی ایک دلیل اَور بھی بیان کرینگے کہ اُن سے بھی خوب یقین هو جائیگا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں هی *

اولاً یہہ کہ سواے مذکورہ دلیل کے ایک اَور نشان جس سے معلوم هوتا هی کہ قرآن خدا کا کلام نہیں یہہ هی کہ قرآن روح کے تقاضا و تمنا کو رفع نہیں کرتا کیونکہ اِس کتاب کے دیباچہ میں هم نے ذکر کیا هی کہ ضرور هی کہ سچا اِلہام اُس تقاضا کو جو آدمی کی روح اور دل میں هی رفع کرے اور یہہ بات بھی دیباچہ هی میں ثابت و بیان هوئی هی کہ روح کا تقاضا اِس بات میں هی کہ آدمی خدا کی صفات اور اُسکے ارادہ سے جو وہ آدمی کے حق میں رکھتا هی آگاہ هو اور اُسکے پورا کرنے کے وسیلے معلوم کرے اور خدا کے حضور بری الذمہ اور بے گناہ هوکر دلی پاکی اور نیک چال چلن حاصل کرے اور حقیقی خوشحالی اور ابدی سعادت کو پہنچے اور دیباچہ هی میں هم نے یہہ بھی ذکر کیا هی کہ اگر کوئی کتاب روح کے تقاضا و تمنا کو رفع نکرے اور آدمی کو مذکورہ مراتب پر نہ پہنچاوے تو یہی ایک بڑی علامت هی کہ وہ کتاب خدا کا کلام نہیں هی اب دیکھو قرآن کے مضامین سے معلوم هو جاتا هی کہ اُسکی تعلیم روح کا تقاضا رفع کرنے میں ناقص هی یعنی اگرچہ کئی ایک مطلب خدا کی صفات اور دل کے احوال کی بابت سچ اور صحیح اُس میں بیان هوئے هیں لیکن خدا کی صفات اور اُسکا ارادہ و احکام اور آدمی کے دلی احوال کی کیفیت جس کمال کے ساتھہ کہ انجیل میں بیان هوئی قرآن میں نہیں هی اور یہہ مطلب بھی کہ آدمی کو چاهیئے کہ پاک دل هوکر خدا کا تقرب حاصل کرے قرآن میں نظر انداز هو گیا هی بلکہ اُسکی بعض آیات کے مضمون سے خدا کا تقدس و عدالت اور آدمی کی دلی

باقی باطل ہوتی ہی چنانچہ آگے چلکر ہم اِس مطلب کا اِثبات کرینگے
اور آدمی کی روح کا تقاضا جسکے بموجب آدمی کو چاہیئے کہ گناہ
اور اُسکی سزا سے نجات پاوے قران کی تعلیم ہرگز رفع نہیں کرتی اور آدمی
کو ایسی راہ نہیں بتاتی جس سے عادل و مقدس خدا کے آگے بے گناہ
و پاک بنے کیونکہ وے وسیلے جو خدا نے گناہ کی معافی حاصل کرنے کے
لیئے انجیل میں بیان و برقرار کیئے ہیں اُن سے انکار کرکے قرآن میں
اور محمدیوں کی اَور کتابوں میں ایسے وسیلے آدمی کو بتائے گئے ہیں جن
سے ممکن ہی نہیں کہ آدمی اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرکے اُنکی
سزا سے نجات پاوے چنانچہ قرآن میں بیان ہوا ہی کہ آدمی توبہ اور نیک
کام اور ثواب کے سبب اور خدا کی رحمت اور محمد کی شفاعت سے
اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرتا ہی اور خدا بھی اِنہیں باتوں کے سبب
بندہ کی تقصیر سے درگذر کرکے اُسے مقبول کر لیتا ہی مگر یہہ عقیدہ باطل
و خلاف عقیدہ ہی کیونکہ توبہ کی بابت اِس کتاب کے دوسرے باب کی
دوسری فصل کے آخر میں ہم نے ذکر و ثابت کیا ہی کہ خدا توبہ کے
سبب گناہ سے درگذر نہیں کرتا اور انجیل میں کُھلا کُھلی بیان ہوا ہی
کہ خدا صرف اُسی آدمی کے گناہ سے درگذرتا ہی جو توبہ کرکے دل سے
مسیح پر ایمان لاوے اور جو آدمی مسیح پر ایمان نلائیگا خدا کا غضب
اُسپر رہیگا اور ابدی ہلاکت میں پھنسیگا چنانچہ یہہ مطلب انجیل کی
اِن آیتوں میں بیان ہوا ہی یعنی مرقس کے پہلے باب کی ۱۵ آیت اور
اعمال کے دوسرے باب کی ۳۸ آیت اور ۲۰ باب کی ۲۱ آیت اور مرقس
کے ۱۶ باب کی ۱۵ و ۱۶ آیت اور یوحنا کے ۳ باب کی ۳۶ آیت میں ذکر
و بیان ہوا ہی اگر کوئی اِن آیتوں پر رجوع کرے تو آگاہ ہو جائیگا * *
اور ایسا ہی اِس کتاب کے ۲ باب کی ۲ و ۳ فصل میں مفصل مذکور ہوا
کہ آدمی نیک کام کے سبب گناہوں کی سزا سے اپنے تئیں چُھڑا نہیں
سکتا کیونکہ کتب مقدسہ کی آیات کے مضمون سے بخوبی ثابت ہو گیا

که سب آدمي خدا کے حضور گنہکار هیں اور اُنکا کوئی کام نیک نہیں
اور هرگز قدرت نہیں رکھتے که ثواب کا ایک ایسا کام کریں جو گناہ کا بدلہ
هو اور اُن مذکورہ مقاموں میں هم نے یہہ بھی ثابت کیا هی که انجیل کے
کلام بموجب خدا صرف مسیح کي خاطر گنہگاروں پر رحم کرتا هی اور
صرف اُس آدمی کے گناہ مٹاتا هی جو دل سے مسیح پر ایمان لاکر اُسے اپنا
نجات دهندہ جانے لیکن جو مسیح پر ایمان نه لائیگا اور اُسے اپنا وسیلہ اور
نجات دینیوالا نجانیگا گناہ کی معافي هرگز نپائیگا بلکه ابدي هلاکت میں
پڑیگا چنانچه یہه بات انجیل کي آیتوں سے بھی ظاهر و ثابت هو گئي * *
پھر یہه بات بھي که گویا محمد گنہگاروں کا شفیع هي بالکل خلاف اور انجیل
کے ضد هي کیونکه انجیل میں صاف بیان هوا هي که گنہگاروں کا شافي
مسیح هي اور بس جیسا که یوحنا کے ۱۴ باب کی ۶ آیت میں فرمایا
هی که * راہ اور سچائي اور زندگی میں هوں کوئي بغیر میرے وسیلے
باپ کے پاس آ نہیں سکتا هی * پھر اعمال کے ۴ باب کي ۱۲ آیت میں
لکھا هی که * اَور کسی دوسرے سے نجات نہیں کیونکه آسمان کے تلے
آدمیوں کو کوئي دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے هم نجات پا سکیں *
پھر پہلے تیموتیوس کے ۲ باب کی ۵ و ۶ آیتوں میں بیان هوا هی که *
خدا ایک هی اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمي درمیانی هی وہ مسیح
یسوع هی جسنے اپنے تئیں سب کے کفارہ میں دیا * پس اِن آیتوں کے
مضمون سے معلوم هوتا هي که زمین و آسمان میں نه کوئي شافي هي اور
نہوگا مگر وهی یسوع مسیح * * اور درحالیکه محمد بھی نوع بشر میں
سے هی اور اُس میں سہو و نسیان و گناہ پایا جاتا هی تو وہ خود کسي
نجات دینیوالے کي شفاعت کا محتاج هی پس کیونکر هو سکتا هی که ایسا
شخص اَوروں کے لیئے وسیلہ اور شفاعت کا سبب ٹھہرے اور یہه بات که
شافي و نجات دهندہ بے گناہ اور کمال کے مرتبہ پر هونا چاهیئے اِس
کتاب کے ۲ باب کي ۲ و ۳ فصل میں بیان هوئي هی پوشیدہ نرهے که

رسالت کا مرتبہ گناہ سے باطل نہیں ہو جاتا چنانچہ آگے بیان ہوا مگر شفاعت کا مرتبہ البتہ باطل ہو جاتا ہی اور قرآن میں صاف کہا گیا ہی کہ محمد گنہگار تھا جیسا کہ سورۂ مومن میں مرقوم ہی کہ * * فاصبر ان وعد الله حق و استغفر لذنبک و سبّح بحمد ربک بالعشي و الابکار * * یعنی تو صبر کر کیونکہ خدا کا وعدہ سچا ہی اور اپنے گناہ کی معافی مانگ اور صبح و شام اپنے خدا کا شکر کر * پھر سورۂ القتال میں مذکور ھی کہ * * فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبک و للمومنین و المومنات * * یعنی تو تحقیق جان کہ کوئی خدا نہیں مگر خدای واحد اور اپنے گناہ اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ کی معافی مانگ * پھر اِسی امر کی بابت سورۃ الفتح میں لکھا ھی کہ * * انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر * * یعنی دیکھ ہم نے ایک بڑی فتح تجھہ سے بیان کی ھی کہ خدا نے تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کیئے اور یہہ بات کہ یے آیتیں بلاشک محمد ھی کی طرف رجوع کرتی اور اُسکی قوم سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتی ھیں آیتوں کے ربط کلام سے ظاھر ھی چنانچہ لفظ لذنبک محمد سے منسوب ھی اور الفاظ للمومنین و المومنات اُمت کے لوگوں سے متعلق ھیں اور احادیث سے بھی بخوبی معلوم و یقین ہوتا ھی کہ محمد کے اگلے پچھلے گناہ جنکو مذکورہ آیات کے مضمون بموجب گویا خدا نے معاف کردیا ھی اُسکی اُمت کے گناہ نہیں ھیں بلکہ فی الحقیقت خود اُسی کے گناہ ھیں اور وے حدیثیں یے ھیں چنانچہ کتاب حیات القلوب کی دوسری جلد کے ۷۵ ورق کے ۲ صفحہ میں امام جعفر کے قول سے مرقوم ھی کہ ایک رات محمد اُمّ سلمہ کے گھر میں دعا کرنے میں روتا تھا اور کہتا تھا کہ ای خداوند مجھے بدی کی طرف مت پھیر اگرچہ بدی سے تو نے مجھے نجات دی ھی اور ایک لمحہ کو مجھے اپنے اِختیار میں مت چھوڑ اِس میں اُمّ سلمہ بولی کہ درحالیکہ خدا نے تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ھیں تو پھر تو رو روکر ایسا کیوں کہتا ھی

محمد نے فرمایا کہ ای اُم سلمہ میں کیونکر بے خوف رہوں دیکھہ حق تعالی نے ایک لمحہ کے لمحہ کو یونس کے تئیں چھوڑ دیا تھا سو اُس سے سرزد ہوا جو ہوا پھر اُسی کتاب کی ۷۷ ورق کے ۲ صفحہ میں اِسی مضمون کی ایک اَور حدیث امام محمد باقر سے منقول ہی کہ ایک رات عائشہ کے گھر میں محمد ازبس عبادت میں مشغول تھا عائشہ نے کہا اِتنا رنج اپنے اُوپر کیوں گوارا کرتا ہی حال آنکہ خدای تعالی نے تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں محمد نے فرمایا ای عائشہ کیا میں اپنے خدا کا شکر گذار بندہ نہ ہوں پھر اُسی کتاب کے ۳۰۱ ورق میں ہی کہ محمد نے اپنی اُمت کے روبرو خطبہ پڑھکر خدا کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کو نصیحت کی اور اپنے گناہوں کا اِقرار کرکے دعا مانگی کہ یا خدا مجھے اور میری اُمت کو بخش دے اور فرمایا کہ ای لوگو میں خدا سے اپنے لیئے اور تمہارے لیئے معافی مانگتا ہوں اور ایسا ہی کچھہ بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہی چنانچہ کتاب حصن الحصین میں صلوة کی فصل میں مرقوم ہی کہ محمد نے اپنے گناہ کا اقرار کرکے دعا کی کہ * * فاغفرلی ما قدمت و ما اخرت و ما اسررت و ما اعلنت و ما انت اعلم به منی انت المقدم و انت الموخر انت الله لا اله الا انت * * یعنی میرے گناہ بخش دے جو گناہ میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا اور جو گناہ پوشیدہ کیا اور جو ظاہر کیا اور ہر ایک گناہ جو تو جانتا ہی اول بھی تو ہی ہی آخر بھی تو ہی ہی تیرے سوا اَور کوئی نہیں ہی * اور مشکاة المصابیح میں کتاب اسماء الله تعالی کے باب استغفار و التوبه میں بخاری سے روایت ہی کہ ابی ہریرہ نے کہا کہ * * قال محمد اِنی استغفر الله و اتوب اِلیه فی الیوم اکثر من سبعین مرة * * یعنی محمد نے کہا ہی کہ میں ہر روز ستّر بار سے زیادہ خدا سے مغفرت مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں * پھر اُسی مقام میں مسلم سے روایت ہی کہ محمد نے کہا * * انی لاستغفر الله فی یوم مائة مرة * * یعنی ہر روز سو دفعہ خدا سے مغفرت مانگتا ہوں * پھر اِسی کتاب کے باب الاستعاذہ میں مسلم نے

عائشه کے قول سے روایت کی هی که محمد نے کہا * * اللهم اغسل خطایائی بماءالثلج و البرد و نقّ قلبي کما ینقّی الثوب الابیض من الدّنس و باعد بیني و بین خطایائي کما باعدت بین المشرق و المغرب * * یعنی ای خداوند میرے گناہ برف کے پانی سے دھو ڈال اور میرا دل ایسا پاک کر جیسے سفید کپڑے کو میل سے پاک کرتے هیں اور میرے گناہ کو مجھه سے ایسا دور کر جیسا مشرق سے مغرب دور هی * پھر کتاب الصلوہ کے باب السجود میں روایت هی که ابو هریرہ نے کہا * * کان النبي یقول في سجوده اللهم اغفرلي ذنوبی کلہ دقه و جله و اوّله و آخره و علانیه و سره * * یعنی ابو هریرہ نے کہا هی که نبي سجدہ میں کہتا تھا یا الهی میرے سارے گناہ بخش دے کیا صغیرہ کیا کبیرہ کیا اگلے کیا پچھلے کیا کھُلے کیا چھپے * اب اگر بعضے علما یوں کہتے هیں که ان آیتوں میں استغفار و مغفرت کے یہے معني هیں که گناہ مرتبهٔ امکان سے پوشیدہ رکھا جاے تو اِس بات کا جواب یهه هی که جو چیز که هنوز مرتبهٔ امکان سے ظهور میں نہیں ائي ظاهر هی که اُسکا وجود هی نہیں هوا یعنی وہ معدوم و نابود هی پس ایسي چیز کے حق میں جو هنوز معدوم هی یوں کہنا که وہ موجود هی یا هو چکی حق نہیں هی اِس صورت میں ایسے گناہ کے لیئے جو وقوع میں نہیں آیا معافي اور مغفرت مانگنا بیجا هی پس یهه دعوی باطل هی اور مرتبهٔ امکان کو اور ظهور و وقوع کو برابر سمجھنا عقل کے خلاف هی ایسے دعوے کے موافق تو فرشتے بھی درحالیکه گناہ کے اِمکان کا مرتبه اُنکے لیئے بھي هی تو وے بھي سب کے سب گنہگار ٹھہرینگے اگرچه اُن سے کبھی گناہ ظهور میں نہیں آیا * * خلاصه جب که قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کے مضمون سے ظاهر هو گیا که محمد گنہگار تھا پھر کیونکر هو سکتا هی که وہ کسی کا شفیع هو پس مذکورہ دلیلوں سے ظاهر و واضح هو گیا که اُن وسیلوں سے جو قران میں بیان هوئے هیں آدمی اپنے گناهوں کی معافي حاصل نہیں کر سکتا اور گناہ کی سزا سے نچھوتیگا اور اِسي سبب سے

قرآن کے طریقہ اور اعتقاد سے آدمی دلی پاکی کو بھی نہ پہنچیگا اور حقیقی نیکبختی اور ابدی سعادت کو بھی پہنچ نہیں سکتا بلکہ گناہ میں رھکر اور خدا کے غضب میں گرفتار ھوکر ابدی ھلاکت میں پڑیگا اِس صورت میں قرآن کی تعلیم روح کے تقاضا و تمنا کو رفع نہیں کرتی اور آدمی کو نجات کی منزل پرنہیں پہنچاتی پس قرآن نجات حاصل کرنے کے لیئے نامناسب و بے فائدہ ھی اور اُس پہلی شرط کو جو حقیقی اِلہام کی تصدیق کے لیئے ھم نے دیباچہ میں ذکر کی ھی پورا نہیں کرتا پس واضح و ثابت ھوتا ھی کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ھی فی الجملہ انجیل اِس بات میں بھی قرآن پر فوقیت رکھتی ھی کیونکہ انجیل کی تعلیم ایماندار کی روح کے تقاضا کو بالکل رفع کرتی ھی اور اُسے معرفت اللہ سکھاتی اور اپنے دلی احوال کے پہچاننے کی قدرت دیتی ھی اور مسیح کی نجات کے سبب ایماندار آدمی گناھوں کی معافی اور دل کی پاکی اور نیک چال چلن حاصل کرکے خدا کی رضامندی اپنے شامل حال کرتا ھی اور حقیقی خوشحالی اور ابدی سعادت کو پہنچتا ھی چنانچہ یہہ مطلب اِس کتاب کے دوسرے باب میں مفصل مذکور ھوا *

ثانیاً ایک اَور دلیل جس سے ثابت ھوتا ھی کہ قرآن خدا کا کلام نہیں اُسکے ناشایستہ مطالب ھیں جو خدا کی رحمت و محبت اور تقدس و عدالت کے لائق نہیں مثلاً بہشت کی باتیں جیسا کہ سورۃ القتال میں مرقوم ھی کہ * * مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیہا انہار من ماء غیر آسن و انہار من لبن لم یتغیر طعمہ و انہار من خمر لذۃ للشاربین و انہار من عسل مصفی و لہم فیہا من کل الثمرات و مغفرۃ من ربہم * * یعنی بہشت جسکا متقیوں سے وعدہ ھوا ھی ایسا ھی کہ وھاں نہریں ھیں جنکا پانی خراب نہیں ھوتا اور دودھہ کی نہریں ھیں جسکا مزا نہیں بدلتا اور شراب کی نہریں ھیں جو پینیوالوں کو مزہ دیتی اور مصفی شہد کی نہریں ھیں اور ھر ایک قسم کے میوے ھیں اور وے لوگ اپنے خدا

کی بخشش حاصل کرینگے * پھر سورۃ الواقعہ میں لکھا ہی کہ * اولیٔک المقربون فی جنات نعیم ثلة من الاولین و قلیل من الاخرین علی سرر موضونة متکیین علیہا متقابلین یطوف علیہم ولدان مخلّدون باکواب و اباریق کاس من معین لا یصدّعون عنہا و لا ینزفون و فاکہة مما یتخیّرون و لحم طیر مما یشتہون و حور عین کامثال اللؤلؤ المکنون جزاء بما کانوا یعملون لا یسمعون فیہا لغوا و لا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما و اصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضود و طلح منضود وظل ممدود و ماء مسکوب و فاکہة کثیرة لامقطوعة و لا ممنوعة و فرش مرفوعة انا انشاٴنا ہن انشاء فجعلنا ہن ابکارا عربا اترابا لاصحاب الیمین ٭ * یعنی وے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے بہشت میں اپنے خدا کی قربت حاصل کی ہی بہت اگلوں میں سے ہیں تھوڑے پچھلوں میں سے جڑاؤ مسندوں پر آمنے سامنے بیٹھینگے اور بہشت کے جوان اُنکی خدمتگاری کے لیئے آس پاس کھڑے ہونگے اور پیالے اور ٹُنٹھیاں اور شراب کے بھرے ہوئے جام جس سے نہ درد سرہو نہ نشہ ہو اور انواع انواع میوے اور پرندوں کا گوشت جو اُنکا جی چاہے اور موتی کی مانند حورالعین یہے سب چیزیں اُنکے اعمال کا بدلا ہونگی اور وہاں بُری بات نہوگی مگر سلام سلام اور اصحاب یمین کا حال کیا اچھا حال ہوگا اور سدر مخضود اور طلح منضود کے درخت تلے جنکا پھیلا ہوا سایہ بہنے پانی کے کنارے میوؤں کے بیچوں بیچ ہونگے جو نہ کاٹنے پڑیں نہ کوئی منع کرے اور وہاں اچھی اچھی پرہیزگار عورتیں ہونگی کہ ہم نے اُنھیں ایک خاص طور پر پیدا کیا ہی اور اُنھیں باکرہ اور اپنے شوہروں کی محبوب اور ہم عمر بنایا ہی یہہ سب اصحاب یمین کے لیئے ہی × دیکھو بہشت کی کیفیت جو اصحاب یمین کے لیئے مقرر ہوا ہی قران میں اِس طرح مذکور ہوئی ہی اور آیندہ آیتوں کے معنی تو اَور بھی زیادہ نامناسب ہیں جیسا کہ سورۃ الرحمن میں لکھا ہی کہ * * فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم و لا جان ٭ * یعنی مومنین کے واسطے بہشت میں ایسی حوریں ہیں

کہ صرف اپنے شوہر ھي کي طرف متوجہہ ہوتي ہیں اور اُنکے شوہروں سے سواے کوئي جن و انسان میں سے اُن تک نہیں پہنچا * اور سورہ النبا میں وارد ھی کہ * * اِن للمتقین مفازو حدائق و اعنا با و کواعب اترابا و کاسا دھاقا * * یعنی متقیوں کے لیئے ایک عیش کا مکان طیار ہوا ھی یعني انگور کے باغ اور نارپستان حور اور لبالب پیالے * ظاہر ھی کہ ایسی باتوں کو خدا کا کلام کہنا لائق نہیں ھی کیونکہ خدای تعالیٰ کے تقدس کے مقابلہ میں اِس قسم کے مضمون اور ایسے معانی مناسب نہیں ہیں خلاصہ قرآن کي آیتوں بموجب محمدیوں کي آخري نیکبختي اچھے اچھے لباس پہنّے اور تکلف کے فرش پر بیٹھنے اور اچھے اچھے میوے اور بہشت کے پرندوں کا مزہ دار گوشت کھانے اور شہد و شراب اور دودھ پینے اور حوروں کے ساتھہ رہنے میں ھی اور قران کے مفسرین اور حدیث کے مورخین نے بہشت کي لذت اَور بھي بڑھائي ھی چنانچہ اُسکي کیفیت کتاب عین الحیات کے ۱۶۷ ورق سے ۱۷۱ تک اور کتاب حق الیقین کے ۲۰۱ ورق سے ۲۰۸ تک اور مشکات المصابیح میں صفۃ الجنۃ و اھلہا کے باب میں مفصل مندرج اور ضبط ہوئي ھی اور کتاب طریق الحیات کے آخر میں بھی بیان ہوئی ھی اور اُن حدیثوں کے مضامین سے جو اُن مقاموں میں مرقوم ہیں بواضحی تمام ظاہر ہوتا ھی کہ محمدیوں کا اعتقادی بہشت بالکل مجازی و جسمانی ھی اِس طرح پر کہ جو چیز آدمي کے خیال میں آئے سو وہاں موجود ھی اور نفسانی و جسمانی ہر ایک لذت اور ہر عیش و عشرت جس پر انسان کا دل مائل ہو وہاں ملتي ھی پس ظاہر ھی کہ ایسے بہشت کا اُمیدوار کرنا آدمي کو دل کی پاکی اور نیک فکر سے روککر نفسانی خواہشوں کو قوت و قدرت دیتا ھی سو ایسا بہشت خدا کے تقدس کے لائق کیونکر ہو سکتا ھی اور آدمی کي روح جو عبادت کے لیئے مخلوق ہوئی ھی اور روحاني عیش و لذت کی طالب ھی اور صرف خدا کي محبت اور اُسکے قرب اور لطف و رضامندي سے

خوش و خرّم ہونے ہی ایسے نفسانی عیش و عشرت اور ایسی لذتوں سے کیونکر خوشحال ہو سکتی ہی آیا قرآن کی ایسی آیتوں سے پڑھنیوالے اور سننے والے کی نفسانی خواہشیں متحرک نہونگی اور ہو سکتا ہی کہ خدای تعالیٰ نفسانی خواہشوں کی پرورش کرکے متحرک کرے ہرگز نہیں بلکہ ایسی حالت میں خدا کی پاکی و تقدس کی بابت جھگڑا پڑتا ہی پس اِس طرح سے یہہ بہشت جو قرآن میں بیان ہوا ہی بہی ایک ظاہر دلیل ہی کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہی *

پہر سورۃ التحریم میں لکھا ہی کہ * * یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین و اغلظ علیہم * * یعنی ای پیغمبر کافروں اور منافقوں پر جہاد کر اور ان پر سختی کر * پہر سورۂ بقر میں مرقوم ہی کہ * * کتب علیکم القتال و ہو کرہ لکم * * یعنی مقاتلہ کا تمہیں حکم ہوا اور یہہ تمہارے واسطے مکروہ ہی * * پہر سورۂ نساء میں لکھا ہی کہ * * فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیات الدنیا بالآخرۃ و من یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نؤتیہ اجرا عظیما * * یعنی خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالے ایسا لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کے بدلے آخرت کو خریدتے ہیں اور جو کوئی خدا کی راہ میں جہاد کرکے مارا جاے یا غالب آے ہم اُسے بڑا اجر دینگے * اور سورۃ الفتح میں مذکور ہی کہ * * تقاتلونہم او یسلمون * * یعنی تم اُنہیں قتل کرو یا وے مسلمان ہو جائیں * پہر سورۃ الانفال کی بہی ایک آیت اِسی مطلب سے منسوب ہی کہ * * و قاتلوہم حتیٰ لا تکون فتنۃ و یکون الدّین کلہ للہ * یعنی کافروں سے مقاتلہ کرو تاکہ فتنہ باقی نرہے اور دین بالکل خدا ہی کا ہو جاے * پہر سورۂ نساء میں مسطور ہی کہ * * فان تولّوا فخذوہم و اقتلوہم حیث وجدتموہم * * یعنی جو لوگ اِسلام سے پہر جائیں اُنہیں پکڑو اور قتل کرو جہاں پاؤ * پہر سورۂ انعام میں مرقوم ہی کہ * * من یشاء اللہ یضللہ و من یشاء یجعلہ علیٰ صراط مستقیم * * یعنی خدا جسے چاہتا ہی گمراہ کردیتا ہی جسے چاہتا ہی

سیدھی راہ بتاتا ھی * پھر سورۂ بقر میں لکھا ھی کہ * * ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوہ و لھم عذاب عظیم * * یعنی وے لوگ جو کافر ھیں اُنکے لیئے برابر ھی تو نصیحت دے یا ندے وے ایمان نلائینگے خدا نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ھی اور اُنکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ھی وے بڑے عذاب میں پڑینگے * پھر سورۂ اعراف میں مسطور ھی کہ * * من یھدی اللہ فھو المھتد و من یضلل فاولئیک ھم الخاسرون و لقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس * * یعنی جسے خدا ھدایت کرتا ھی وہ راہ پاویگا اور جنھیں خدا گمراہ کرتا ھی وے ھلاک ھونگے تحقیق کہ ھمنے بہتوں کو جنوں اور انسانوں میں سے جہنم کے لیئے پیدا کیا ھی * اب اُن پہلی چھہ آیتوں کے بموجب جو جہاد کی بابت ھمنے قرآن سے ذکر کیں لازم آتا ھی کہ محمد قرآن کے وعظ کو بزور شمشیر قوت دے اور لوگوں کو کراھیت کے ساتھہ ایمان قبول کروائے اور مجبور کرکے اسلام کا قائل و معتقد بنائے اور جو کوئی کہ محمد کے دین کو قبول کرے اور پھر اُس سے برگشتہ ھو جاے تو ایسے شخص کو جہاں کہیں پائیں اُسی وقت مار ڈالیں اِس صورت میں پھر آدمی قرآن کی حقیقت یا غیر حقیقت دریافت کرنے اور اُسکے مضمون کی بابت گفتگو کرنے کی مجال و فرصت نپائیگا بلکہ قرآن کے مضمون سے ایسا نکلتا ھی کہ یا تو آدمی جبرا قہرا ایمان لاوے یا مار ڈالا جاے مگر اِس حالت میں اُس فعل مختاری کی قدرت جو آدمی کو خدا کی طرف سے دی گئی ھی جسکے بموجب نیک و بد کے قبول و رد کا اُسے اختیار ھی بالکل زائل ھوئی جاتی ھی اور اُن تینوں آیت کے مضمون سے جو آخر میں ھمنے لکھیں اور زیادہ معلوم ھوتا ھی کہ قرآن آدمی کی فعل مختاری بالکل باطل کرتا ھی یہاں تک کہ ایمان لانے یا نلانے کے لیئے اُسے کچھہ اختیار اور کچھہ قوت و قدرت باقی نہیں رہتی اِس صورت میں نصیحت اور تعلیم دینا بھی بے فائدہ اور باطل ھوگا کیونکہ جس شخص کے لیئے کہ خدا نے

روز ازل سے کافری اور ملحدی مقسوم کر دی اور اُسے جہنم کے واسطے پیدا کیا ھی پھر کیا فائدہ کہ اُسے ایمان کی نصیحت و ھدایت کریں حال آنکہ وھی بے ایمانی و ملحدی اسکی قسمت میں ھی پس قرآن کی مذکورہ آیتوں کے بموجب ایسا سمجھا جاتا ھی کہ العیاذ باللہ خدا نے ایک ظالم بادشاہ کی مانند اپنی عدالت و مہربانی نظر سے ڈالکر بعضے آدمیوں کو ایمان کے لیئے اور بعضوں کو کفر و عصیان اور جہنم کے واسطے پیدا کیا اور ازل سے اُنکی تقدیر ایسی ھی کر دی ھی کہ ابدالاباد تک دوزخ میں جلیں اِس حالت میں ظاھر ھی کہ قرآن کے موافق خدا سب آدمیوں کی نیکی چاھنےوالا نہیں بلکہ بعض کی ھلاکت بھی چاھتا ھی اور انہیں اِسی لیئے پیدا کیا ھی اِس صورت میں قرآن کے مضمون سے خدا کی عدالت و رحمت کو نقص لازم آیا اور جبر و ظلم اُس میں پایا جاتا ھی لیکن درحالیکہ خدا میں اور اسکے کلام میں نقص ھونا محال ھی تو ظاھر و یقین ھی کہ وہ کتاب جس میں ایسی باتیں مرقوم ھیں خدا کا کلام نہیں ھی ×

جاننا چاھیئے کہ اِن باتوں میں بھی انجیل کے معنی قرآن سے کہیں افضل ھیں چنانچہ وہ نیکبختی جو انسان کے لیئے انجیل میں وعدہ دی گئی ھی کھانے پینے میں نہیں بلکہ اِس بات میں ھی کہ روح القدس سے دل کو آرام و خوشحالی حاصل ھو یعنی خدا کی رضامندی کی لذت چکھے اور ایمان لانیوالا جو اِس جہان میں دل سے خدا کا مطیع اور دوستدار ھو گیا وہ اُس عالم میں خدا کا مقرب ھوکر اُسے بخوبی تمام پہچانیگا اور اسکے لائق اُسکی عبادت و بندگی کریگا چنانچہ یہ مطالب اِس کتاب کے ۲ باب کی ۵ فصل میں مذکور ھوئے × × اور انجیل کے بموجب آدمی حقیقت کے قبول کرنے نکرنے میں فاعل مختار ھی اور اگر کوئی ایمان لانے کا اِرادہ کرے تو روح القدس ایمان لانے اور خدا کے حکم پورے کرنے کے لیئے اُسے قوت اور قدرت بخشتا ھی اور اگر کوئی ایمان لانا

سکہاتا ہو تو انجیل میں منع کیا ہی کہ ایمان نلانے کے سبب کوئي اس پر ظلم نکرے لیکن اسکے حق میں یہہ بات انجیل کے درمیان بیان ہوئی ہی کہ وہ شخص اپني بے ایمانی کے سبب بالیقین خدا کے غضب میں پڑیگا * * پھر انجیل کی تعلیمیں قرآن کي نسبت کہیں شیریں اور تسلّی و تسکین دینیوالی ہیں کیونکہ قرآن کے مضمون بموجب تو آدمي ہمیشہ اِسی شک و شبہ میں ہی کہ شاید میں اُنہیں لوگوں میں سے ہوں جو بے ایمانی و جہنم کے لیئے پیدا ہوئے ہیں لیکن انجیل ہر آدمي سے کُہلا کُہلی کہتی ہی کہ گہبرا مت خدا نے ہلاکت کے لیئے کسي کو پیدا نہیں کیا ہی اور جہنم کسی کی قسمت میں نہیں کیا بلکہ اُسکي محبت کا تقاضا اور اُسکی مرضي یہہ ہی کہ سب کے سب نجات پاکر ابدی نیکبختی حاصل کریں پھر انجیل یہہ بھي بیان کرتی ہی کہ آدمي خدا کي محبت کو اِس امر سے بخوبی تمام دریافت و یقین کر سکتا ہی کہ خدا نے اپنے بیٹے کو انسانیت اور حقارت اور مصلوبیت میں جو سونپ دیا ہی سو محض اِسواسطے کہ ہر ایک آدمي یسوع مسیح کے وسیلہ گناہ اور اُسکی سزا سے نجات پاکر ہمیشہ کی نیکبختي حاصل کرے بشرطیکہ آدمي انجیل کا معتقد ہوکر خدا کو دل سے دوست رکہے اور اُسکے احکام کا تابع رہے اور انجیل کی آیات کے موافق صرف وے لوگ ہلاک ہوتے اور جہنم میں ڈالے جاتے ہیں جو خدا کي اُس محبت کو جو انجیل میں بیان و ظاہر ہوئی ہی قبول نہیں کرتے اور مسیح پر ایمان نہیں لاتے اور اُسے اپنا نجات دہندہ نہیں جانتے اور بد چال چلن اور بے انصافي اور ظلم و ستم اپنا شیوہ و عادت بناتے ہیں *

پوشیدہ نرہے کہ قرآن میں ایسي آیتیں بھی پائی جاتی ہیں جنکا مضمون اُن آیتوں سے جو مذکور ہوئیں برخلاف ہی اِس نہج سے کہ دین میں اکراہ اور ظلم و ستم مت کرو اور اُن لوگوں کو جو اسلام سے برگشتہ ہو جائیں ایذا مت دو چنانچہ سورۂ بقر میں مذکور ہی کہ * لا اکراہ فی الدین

* * یعنی دین میں جبر نہو * اور سورۂ غاشیہ میں مرقوم هی کہ * * فذکر انّما انت مذکر لست علیهم بمصیطر * * (یعنی ای محمد) تو نصیحت دے کیونکہ تو نصیحت دینےوالا هی تجهے اُن پرکچهہ زور و حکومت نہیں اور سورۂ نور میں آیا هی کہ * * قل اطیعوا الله و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیه ما حمل و علیکم ما حمّلتم و ان تطیعوه تهتدوا و ما علی الرسول الا البلاغ المبین * * یعنی کہہ (ای محمد) کہ خدا و رسول کی اطاعت کرو اور اگر برگشتہ هو جاؤ تو جس کام کا اُسکو حکم هوا هی وہ کرے اور جو تمهیں کرنا لازم هی تم کرو اور اگر اُسکی اطاعت کروگے تو تم هدایت پاؤگے نہیں تو جو بات کہ همارے رسول کو لائق هی صرف کُهلا کُهلی وعظ کرنا هی * اور قرآن میں ایسی آیتیں بهی هیں جنمیں بے ایمانوں کو ایمان کی تکلیف و دعوت هوئی اور بیان کیا گیا هی کہ اگر قرآن پر ایمان نہ لاوینگے تو دوزخی هونگے چنانچہ اِن آیتوں کے بموجب انسان کو ایمان کے رد یا قبول کرنے کا اختیار باقی هی نہیں تو دعوت و نصیحت بے فایدہ و بیجا هوتی اور هرچند کہ قرآن کی اکثر آیتوں میں لکہا هی کہ یسوع مسیح صرف ایک آدمی و بندہ اور پیغمبر تہا لیکن دو ایک مقام پر اُسکے برخلاف یہہ بهی بیان هوا هی کہ مسیح انسان کی جنس سے نہیں هی بلکہ اُسکا مرتبہ اعلیٰ هی جیسا کہ سورۂ نسا میں بیان هوا هی کہ * انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول الله و کلمته القیها الیٰ مریم و روح منه * * یعنی تحقیق کہ یسوع مسیح مریم کا بیٹا خدا کا رسول هی اور اُسکا کلمہ هی جو مریم میں ڈالا گیا اور خدا کا روح هی * جانا چاهیئے کہ لفظ کلمۂ خدا جو اِس آیت میں مسیح سے خطاب و اِشارہ هی سو انجیل سے نقل کر لیا گیا هی چنانچہ یوحنا کے پہلے باب کی ۱ و ۱۴ آیت میں مرقوم هی کہ * ابتدا میں کلمہ تہا (یعنی مسیح) اور وہ کلمہ خدا کے ساتهہ تہا اور وہ کلمہ خدا تہا اور وہ کلمہ مجسم هوا اور فضل و راستی سے بهرپور هوکے همارے درمیان رہا اور همنے اُسکا ایسا جلال دیکها جیسے باپ کے اِکلوتے کا جلال *

بهر قران میں الفاظ روح الله کے مسیح سے منسوب هوئے هیں جیسا که سورهٔ تحریم میں بیان هوا هی که * * ومریم بنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا * * یعنی مریم عمران کي بیتي ایسی هی که اُسنے اپنے تئیں محفوظ رکها اور هم نے اپني روح اُس میں پهونکی * ظاهر هی که یے آیتیں اُن آیتوں کی ضد هیں جنمیں مسیح کے اعلیٰ مرتبه اور اُسکی الوهیت کا انکار هی * * اور ایسے اختلاف اگرچه اِن سے بهی استدلال هو سکتا هی که قران من جانب الله نهیں هی کیونکه کلام میں معانی کا اختلاف اور احکام میں ضد هونا یهه ایک ناقص بات هی مگر اِس قسم کی دلیلیں لانے کی کچهه ضرورت نهیں رهي کسواسطے که اب تک جو مطالب و دلائل که اِس فصل میں قرآن کے معانی کي بابت همنے ذکر کیئے اُن سے خوب ثابت هو گیا که قرآن خدا کا کلام نهیں هی اور درحالیکه قرآن کی تعلیم انجیل کے ضد و خلاف هی اور آدمي کي روح کے بعاصا رفع و دفع نهیں کرتی اور بعضی آیتوں کی رو سے خدا کے تقدس و عدالت اور محبت و رحمت کو بهي نقص پهنچتا هی تو ظاهر و آشکار هی که قرآن اُن شرطوں کو پورا نهیں کرتا جو همنے دیباچه میں اور اِس باب کے شروع میں الهام حقیقی اور نبی برحق کي صداقت کے لیئے ذکر کی هیں خلاصه بالکل معلوم هو گیا که قرآن کی تعلیم و معنی سے اُس کي حقیقت اور من جانب الله هونے کی کبهی کوئی دلیل نهیں پائی جاتی بلکه اُسکے معانی و تعالیم سے یهه بات ثابت هوتی هی که ممکن نهیں که قرآن خدا کا کلام هو *

مخفی نرهے که بعضے علما نے آیات مذکوره کو ظاهری معنی کے برخلاف تفسیر کرکے آؤر هی مضمون سے تاویل کیا هی اور نقص چهپانے کو منسوخیت کا قاعده درمیان لاکر کهتے هیں که پچهلي آیت اگر پهلی کے مضمون سے ضد و برخلاف هو تو اُسنے اُسے منسوخ کردیا هی اور کهتے هیں که قرآن میں بهت آیتیں ایسی هیں جو منسوخ هو گئي هیں لیکن جو کوئي ذرا

بھی فکر و دقت کریگا وہ سمجھہ لیگا کہ اِس قاعدہ میں بھی عیب اور نقص هی اور بھر اُن آیتوں کی نسبت جو منسوخ نہیں هوئیں مگر اُنکے لفظی معانی ناقص هیں کہتے هیں کہ اِن آیتوں کے ایک باطنی معانی هیں اور بعضے محمدی یہہ دعوی بھی کرتے هیں کہ قرآن کی آیتوں کے صرف ایک هی معنی نہیں هیں بلکہ سات سات یا ستّر ستّر معانی باطنی پوشیدہ هیں اور یہہ بھی کہتے هیں کہ قرآن کے معانی ایسے اعلی هیں کہ عوام تو کیا بلکہ هر ایک فاضل بھی انکے سمجھنے پر قادر نہیں هی اِسی سبب سے محمدی علما اپنے هم مذهبوں کو هدایت کرتے هیں کہ قرآن کے معانی دریافت کرنے میں اُسی پر کفایت کریں جو مفسّرین نے کہہ دیا هی اور اِسی طریقہ سے مفسّرین اور علما نے قرآن کا عیب و نقص خلق سے چھپاکر حقیقی معانی سمجھنے سے روک دیا هی اور قرآن کی تفسیر میں مفسّرین نے ظاهری الفاظ پر توجہ نکرکے بہتیری آیتوں کو اپنی راے و مرضی کے موافق تفسیر و تاویل کیا هی اور اگر فرض کیا جاے کہ قرآن کی آیتوں کے سات سات یا ستّر ستّر معانی هوں تو اِس صورت میں اگر کوئی شخص سیکڑوں معانی ٹھہرانا چاھے تو بھی ممکن هوگا پس ایسی حالت میں کوئی نجان سکیگا کہ قرآن کے حقیقی معانی کونسے هیں جن پر عمل کیا جاے اور جس صورت میں کہ مفسّرین نے سات یا ستّر معانی پیدا نہیں کیئے اور باطنی معانی کی تفسیر میں باهم موافق بھی نہیں هیں تو تحقیق کرنیوالے کو آور بھی تشویش هوگی کہ قرآن کے معانی کی بابت کیا تجویز کرے اور کونسے معنی قبول کرے خلاصہ اگر مثلاً محمدیوں کا دعوی درست هو کہ قرآن کے باطنی معانی سات یا سات سے زیادہ هیں اور قرآن کے معانی ایسے هیں کہ صرف بعضے علما سمجھہ سکتے هیں تو سوچنےوالے کو یہہ بات بڑی پریشانی اور سراسر شک و شبہہ میں چھوڑدیگی کیونکہ وہ اپنے دل میں کہیگا کہ اگر قرآن سب آدمیوں کی هدایت کو نازل هوا هی تو چاهیئے کہ هر آدمی اُسکے مطالب و معانی

سے آگاہ ہو نہ یہہ کہ صرف عالم فاضل ہي سمجھیں اور بس اور پھر یہہ بھي سوچیگا کہ اگر میں اُسکے معانی دریافت نکر سکونگا تو اُسکے احکام کیونکر پورے کرونگا اور اگر علما کے قول پر عمل کروں تو اِس بات کا یقین کیونکر ہو کہ اُنکو کچھہ سہو و نسیان نہیں ہوا اور درست معني کہتے ہیں الحاصل ہر ایک سوچنےوالے کو آسانی سے ظاہر و معلوم ہو جائیگا کہ قرآن کے باطنی معني کا دعوی بے اصل و بے بنیاد ہی اور اِس آیت کے رو سے بھی یہہ دعوی باطل و خلاف ٹھہرتا ہی دیکھو سورۂ آل عمران میں لکھا ہی کہ * * هو الذي انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب وآخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والرّاسخون في العلم یقولون امنّا به کل من عند ربّنا وما یذّکر الا اولوا الالباب * * یعنی خدا نے تجھپر کتاب نازل کی ہی اُسکی بعضي آیات تو محکمات ہیں جو آسانی سے سمجھی جاتی ہیں اور وهي آیتیں کتاب کی اصل ہیں اور باقی آیات متشابہات ہیں یعني تمثیلیں ہیں لیکن وے لوگ جنکے دل میں فتنہ انگیزی ہی چاہتے ہیں کہ متشابہات میں دست اندازی کریں اور حال آنکہ انکی تاویل خدا کے سوا کوئي نہیں جانتا اور وے لوگ جو علم میں مضبوط و استوار ہیں کہتے ہیں کہ ہم اُن آیتوں پر ایمان لائے وے سب ہمارے خدا کي طرف سے ہیں اور نصیحت کوئي نہیں مانتا مگر عقلمند لوگ * ہم نے اِن آیتوں کو سنّي مفسّرین کے بیان بموجب ترجمہ کیا ہی کیونکہ اُنکي تفسیر صرف و نحو کے قاعدہ سے درست اور آیت کے معانی اور لفظی تسلسل کے مطابق و مناسب ہی کیونکہ الفاظ والراسخون في العلم اگر سابق کے الفاظ پر معطوف ہوں جیسا کہ مفسّرین شیعہ کا گمان ہی تو اِس صورت میں چاہیئے تھا کہ لفظ یقولون سے پہلے ایک واو یا ضمیر اشارہ یعني و یقولون یا و ہم یقولون ہوتا مگر درحالیکہ کلمات ماقبل میں عام معني سے اشارہ ہوا ہی کہ صرف وهي لوگ جنکے دل میں خرابي ہی

آیات متشابہات کی تاویل ڈھونڈھتے ہیں تو اِس سے واضح ہوتا ہی کہ علماے شیعہ بھی اُن آیات کے معانی سمجھنے میں عاجز و قاصر ہیں اور جیسا کہ سنیوں پر ویساہی اُن پربھی واجب ہی کہ ایسی آیتوں کی تاویل کے خواہاں نہوں اور پچھلے الفاظ کہ امنا کل من عند ربنا کے معنی تفسیر مذکورہ کی صحت کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ کلمات و الراسخون فی العلم یقولون اِن الفاظ کی طرف راجع ہیں کہ وما یعلم تاویلہ اِلا اللہ اِس نہج سے کہ وے لوگ جو قرآن دانی اور علم میں مضبوط ہیں اور اُنکے دل میں کچھہ شک و شبہہ نہیں ہی یوں کہتے ہیں کہ ہر چند کہ آیات متشابہات کو ہم نہیں سمجھتے پھر بھی اُنھیں مانتے ہیں اور جو کچھہ قرآن میں ہی اسے ہم خدا کی طرف سے جانتے ہیں پس قرآن کی اِس آیت کے مضمون سے معلوم ہوتا ہی کہ قرآن میں دو قسم کی آیتیں ہیں ایک تو آسانی سے کُھلا کُھلی سمجھی جاتی ہیں جنکے معانی الفاظ ہی سے دریافت ہوتے ہیں اور اِس قسم کی آیتیں قرآن کی بنیاد ہیں اور دوسری قسم کی آیتیں متشابہات کہلاتی ہیں اور انکے معانی باطنی ہیں جنھیں خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور اُنکے سمجھنے میں کسی کو تاویل و کوشش کرنا بھی نچاہیئے لیکن درحالیکہ قرآن کے کسی مقام میں نہیں کہا گیا کہ آیات متشابہات کونسی ہیں تو ظاہر ہی کہ آیات متشابہات صرف وہی آیتیں ہونگی جنمیں اِشارہ ہی کہ اِنکے معانی اور مطالب تمثیل کے طور پر ہیں اور باقی آیتیں جنمیں ایسا اِشارہ نہیں ہی اُنکے معانی ظاہری اور لفظی سمجھنا چاہیئے کیونکہ اِس نہج کی تفسیر کرنا قواعد کے مطابق اور موافق ہی چنانچہ تفسیر کا ضابطہ اور قانون یہہ ہی کہ اولاً مفسّر کو چاہیئے کہ کتاب کا مطلب ایسا دریافت کرے جیسا مصنف کے دل میں تھا اور پھر مفسّر کو یہہ بھی چاہیئے کہ مصنف کے زمانہ کے احوال اور اس مذہب کے عقیدہ و عادات سے جس میں مصنف نے پرورش پائی ہو خوب آگاہی بہم پہنچاے اور خود مصنف کے صفات و حالات سے بھی خبردار ہو تاکہ

کتاب کے مطالب کے تسلسل پر متوجہ ہوکر اگلی پچھلی باتوں کے علاوہ کو نہ توڑ دے اور جس مطلب کی تفسیر کرنا چاہے اس میں ضرور ہی کہ اُن سب مقاموں کو جو اُس مطلب کے ساتھہ مناسبت اور مطابقت رکھتے ہوں مقابلہ کرے اور اُسکے موافق تفسیر لکھے ثالثاً درحالیکہ ظاہری معنی جو گفتگو اور محاورہ میں ہیں وہي معنی ہیں جن سے مصنف نے الفاظ کو اپني کتاب میں ضبط و ثبت کیا ہی تو چاہیئے کہ مفسّر بھي اُن ظاہری مشہور معانی سے دست بردار نہو جب تک کہ خود کتاب سے معلوم نہو جاے کہ اِس مقام پر مصنف کا مقصد تمثیل و کنایہ ہی بس اگر تمثیل ہو تو مفسّر کو بھی چاہیئے کہ معانی کو تمثیل کے مقصد و مطلب کے موافق تفسیر کرے ورنہ مفسّر صرف اپني خواہش کے موافق تفسیر نہیں کرسکتا * * اب جو کوئي انصاف کی نظر سے قرآن کی اُن آیتوں کو جو ہمنے اِس کتاب میں ذکر کیں ملاحظہ کرے تو سمجھیگا کہ تفسیر صحیح اور قانون مذکورہ کے موافق اُن آیات کے یہی معنی ہیں جو ہم نے ترجمہ کرکے بیان کیئے کسی میں تشبیہہ اور تمثیل کا اِشارہ نہیں ہی *

چوتھي فصل

محمد کی صفات اور چال چلن کے بیان میں

گذشتہ فصلوں میں ثابت ہوا کہ قران کی عبارت اور مضمون سے اُسکے من جانب اللہ ہونے کی کوئي دلیل نہیں نکلتی اب ہم محمد کي صفات اور چال چلن کي طرف رجوع کرکے دیکھینگے کہ آیا پیغمبری کي صفات اُس میں پائی جاتی ہیں یا نہیں اِس باب کے ابتدا میں مذکور ہوا کہ

پیغمبری کی صفات سے ایک یہہ ھی کہ اُس سے معجزہ یا پیشینگوئی ہوئی ہو مگر قرآن کے مضمون کے موافق محمد سے کوئی معجزہ نہیں ہوا چنانچہ سورۂ عنکبوت میں مرقوم ھی کہ * * و قالوا لو لا انزل علیه آیات من ربه قل انما الایات عند الله و انما انا نذیر مبین * * یعنی کہتے ہیں کہ اگر اُسکے خدا کی طرف سے کوئی نشانی اُسپر نازل نہوگی تو ہم ایمان نلائینگے پس (ای محمد) تو کہہ کہ نشانیاں خدا کے پاس ہیں میں تو ایک نصیحت دینےوالا ہوں * اور سورۂ بنی اسرائیل میں مذکور ھی کہ * * و قالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنة من نخیل و عنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السمآء کما زعمت علینا کسفا او تاتی بالله و الملائکة قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السمآء و لن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤه قل سبحان ربّی ھل کنت الا بشرا رسولا * * یعنی وے لوگ کہتے ہیں کہ ہم تجھپر ہرگز ایمان نلائینگے جب تک تو ہمارے لیئے زمین کے نیچے سے پانی کا چشمہ نکالکر جاری نکر دیگا یا ہو جاوے تیرے واسطے خرما یا انگور کا کوئی باغ اور اُسمیں تو نہریں جاری کردے یا آسمان کو ہمپر گرادے جیسا کہ تو نے دعوی کیا ھی یا خدا کو اور فرشتوں کو گواہی کے لیئے بلاوے یا سونے کا بنا ہوا تیرا ایک گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھہ جاے اور وہ چڑھہ جانا ہم سچ نمانینگے جب تک تو ہمارے لیئے کوئی ایسی کتاب نہ اُتار لاے جسے ہم آپ پڑھہ لیں اُسکے جواب میں کہہ (ای محمد) کہ سبحان الله میں کون ہوں مگر ایک بشر جو پیغمبری پر بھیجا گیا ہوں * پھر سورۂ انعام میں لکھا ھی کہ * * و اقسموا بالله جهد ایمانهم لئن جاءتهم آیة لیؤمنن بها قل انما الایات عند الله و ما یشعرکم انها اذا جاءت لا یؤمنون * * یعنی (کفّار نے) بڑی گاڑھی قسم کھائی ھی کہ اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو ایمان لاوینگے کہہ (ای محمد) کہ معجزے خدا کے پاس ہیں اور تم نہیں جانتے ہو اگر معجزہ ہوگا تب بھی وے ایمان نلائینگے * پھر اسی سورہ میں مرقوم

هی که * ما عندي ما تستعجلون به ان الحکم الا الله يقص الحق و هو خير الفاصلين قل لو ان عندی ما تستعجلون به لقضي الامر بيني و بينکم * * يعني کهه (ای محمد) که ميرے پاس وہ چيز (يعني معجزہ) جسکے ليئے تم جلدی کرتے هو نهيں هی کيونکه حکم خدا کي طرف سے هی اور وهی حق کو ظاهر کر ديگا اور وہ سب حاکموں سے بهتر و برتر هی کهه (ای محمد) که وہ چيز (يعنی معجزہ) جسے تم چاهتے هو که جلد ظهور ميں آجاے اگر ميرے پاس هوتا تو ميرا تمهارا جهگڑا فيصل هو جاتا * پس اِن آيتوں سے صاف معلوم هوتا هی که محمد نے کوئي معجزہ نهيں دکهايا اور دکهانے پر قادر بهي نتها اور هرچند که قرآن کے مفسّرين دعویٰ کرتے هيں که درحاليکه خدا جانتا تها که يے لوگ جو محمد سے معجزہ طلب کرتے هيں اگر معجزہ ديکهه بهي لينگے تب بهي ايمان نلائينگے تو اپني رحمت کے سبب محمد کو معجزہ دکهانے کي اجازت ندي تاکه اُنکا عذاب بڑهه نجاے ورنه بجز اُنهيں اوقات مذکورہ کے محمد کو معجزہ دکهانے کي قدرت تهي ليکن مفسّرين ايسا دعویٰ کرکے محمد کو جهوٹها بناتے هيں کيونکه محمد نے اِن آيتوں ميں کُهلا کُهلي اقرار کيا هی که صرف نصيحت دينا ميرا کام هی اگر معجزہ ميرے اختيار ميں هوتا تو ميں ضرور دکهلاکر حجت تمام کرتا علاوہ اِسکے جو لوگ رسالت کے نبوت ميں محمد سے معجزہ طلب کرتے تهے محمد نے اُنهيں کسي جگهه اور کسي وقت اپنے اگلے معجزہ کا حواله نهيں ديا اور نه يهه کها که ميں آيندہ معجزہ دکهلاؤنگا اور ظاهر هی که اگر محمد سے معجزہ هوا هوتا تو اپنے مدعيوں کو اُسکا حواله ديکر حجت تمام کرتا اور اُنهيں بهي ايمان لانے کے ليئے پهر کچهه عذر باقي نه رهتا مگر اِس بات سے که لوگ هميشه محمد سے معجزہ مانگا کرتے تهے اور اُسنے کسی وقت اُنهيں اپنے معجزہ کا حواله نهيں ديا صاف ثابت هوتا هی که محمد نے کبهي معجزہ نهيں کيا اور نه اُسے معجزہ کرنے کي طاقت تهي چنانچه يهه مطلب سورۂ بني اسرائيل سے کُهلا کُهلي

معلوم ہوتا ہی کہ اسمیں لکہا ہی * * وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون * * یعنی کوئی چیز ہمیں مانع نہیں ہوئی کہ تجھے معجزہ کے ساتھہ بھیجیں مگر یہی کہ اگلے پیغمبروں کو جو ہمنے معجزہ دیکر بھیجا تہا اُنہیں لوگوں نے جھوٹہا جانا * پس اِس آیت کے مضمون سے بہی خوب واضح ہی کہ محمد نے کسی وقت معجزہ نہیں دکھایا اور رسالت کی یہہ دلیل اُس میں نہ تہی * * بعضے علما دعویٰ کرتے ہیں مثل مصنف کتاب استفسار جو اپنی کتاب کے آخر میں لکھتا ہی کہ اِن آیتوں میں معجزہ کی نفی عموما نہیں ہی بلکہ ایک خاص نفی ہی یعنی اُن آیتوں میں محمد نے صرف اُس خاص معجزہ کا اِنکار کیا ہی جو بعضے بے ایمان عرب نے اُس وقت اُس سے مانگا تہا اور کہتے ہیں کہ یہہ بات لفظ الآیات سے جو معرّف باللّام ہی ثابت ہوتی ہی اور کہتے ہیں کہ اگر الآیات کی جگہہ صرف لفظ آیۃ ہوتا تو البتہ عموما نفی نکلتی اور ثابت ہو جاتا کہ محمد سے کوئی معجزہ نہیں ہوا سو ایسا دعویٰ اُس وقت درست ہوتا کہ لفظ الآیات قرآن میں ہمیشہ خاص کے معانی سے آیا ہوتا لیکن درحالیکہ خود اِس آیت سے اور اَور آیتوں سے بہی واضح و ثابت ہوتا ہی کہ لفظ الآیات اِس مقام میں اور قرآن کے اَور مقاموں میں بہی آیۃ کے معانی سے یعنی عام معنی سے آیا ہی تو ظاہر و ثابت ہوا کہ ایسا دعویٰ باطل و بیجا ہی اور قرآن کی اُن آیتوں میں سے جن میں لفظ الآیات عام معنی سے آیا ہی چند آیتیں یہ ہیں مثلا اُسی اخیر آیت میں نرسل کا لفظ اِشارہ کرتا ہی کہ لفظ الآیات فائدہ عام کے لیئے آیا ہی چنانچہ اُسی آیت کے آخر الفاظ یہ ہیں کہ * * وما نرسل بالآیات الا تخویفا * * یعنی انبیا کو ہم نے معجزے کے ساتھہ نہیں بہیجا مگر ڈرانے کے لیئے * دیکھو اس جملہ میں لفظ الآیات عام معنی سے آیا ہی اس ظاہر ہی کہ پہلے جملہ میں بہی اُس سے یہی مراد ہی پہر تیسری آیت میں لفظ آیۃ یعنی جاءتہم آیۃ عام معنی سے آیا ہی اور

بعدہ لفظ الآیات سے تعبیر کیا گیا یعنی انما الآیات الخ پس ظاہر ہی کہ
الآیات اِس مقام میں آیہ کے معنی سے بعنی عام معنی کے لیئے آیا ہی
پھر سورۂ عمران میں وارد ہی کہ * * ذالک نتلوہ علیک من الآیات * * یعنی
ہم اِس طرح آیات کو تجھہ سے بیان کرتے ہیں ۔ پھر سورۂ انعام میں مذکور
ہی کہ * * قد فصّلنا الآیات لقوم یعلمون * * یعنی ہم نے آیات کو اِس
طرح سے یاد کرنیوالوں کے لیئے بیان کیا * اور یہی الفاظ سورۂ اعراف اور
سورۂ توبہ وغیرہ میں بھی آئے ہیں پھر سورۂ رعد کے اوائل میں لکھا ہی
کہ * * یفصّل الآیات لعلکم الخ * * یعنی وہ تم سے آیات کی تفصیل کرتا
ہی * پھر سورۂ دخان میں ہی کہ * * و اٰتیناہم من الآیات * * یعنی
ہم نے اُنہیں (یعنی بنی اِسرائیل کو) نشانیاں (یعنی معجزے) دیئے ہیں * *
پھر سورۂ احقاف میں لکھا ہی کہ * و صرفنا الآیات لعلہم یرجعون * *
یعنی ہم نے اپنی آیات یعنی اپنی نشانیاں اُن سے بیان کردیں * خلاصہ
ایسی آیتیں قرآن میں بہت ہیں جن میں لفظ الآیات عام معنی سے
آیا ہی اور بعضے مقام میں قرآن کی آیتوں سے مراد ہی اور بعض جگہہ
معجزوں اور خدا کی نشانیوں سے جو آسمان و زمین میں ہیں مقصود
ہی اور بعض موضع میں اُن معجزوں سے مراد ہی جو انبیا نے عادت اللہ
کے موافق دکھائے ہیں پس شک نہیں ہی کہ آیات مذکورہ میں بھی لفظ
الآیات عام کے معنی سے آیا ہی اور محمد نے اُن آیتوں میں نفی عام
اِس لیئے کی ہی کہ وے معجزے جو عادت اللہ کے موافق انبیا کو دیئے
گئے تھے اُسکو نہیں دیئے گئے * * اور یہہ جو مصنف استفسار کہتا ہی کہ
مسیح نے بھی صاحب معجزہ ہوکر معجزہ سے اِنکار کیا ہی جیسا کہ متی
کے ۱۶ باب کی ۴ آیت میں مرقوم ہی کہ * اِس زمانہ کے بد اور حرامکار
لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان اُنہیں
نہ دکھایا جائیگا * سو یہہ آیت مصنف مذکور کے لیئے مفید نہوگی کیونکہ
پہلے تو یہودی سرداروں نے امتحان کے طور پر ایک خاص آسمانی نشان

مسیح سے مانگا تھا چنانچہ متی کے اُسی باب کی پہلی آیت سے ظاہر و ثابت ہی کہ وہاں مرقوم ہی کہ * فروسیوں اور زادوقیوں نے آکے آزمانے کے لیئے اُس سے چاہا کہ ایک آسمانی نشان ہمیں دکھا * پس مسیح نے صرف اُسی خاص نشان سے انکار کیا اور پس دوسرے مسیح نے محمد کی طرح یہہ نہیں کہا کہ نشانی میرے پاس نہیں ہی اور میں معجزہ کے ساتھہ نہیں بھیجا گیا بلکہ یہہ کہا کہ ایک خاص نشان بھی تمہیں دکھایا جائیگا یعنی یونس نبی کا معجزہ جو مسیح کے قیام سے مراد ہی جیسا کہ متی کے ۱۲ باب کی ۳۸ آیت سے ۴۱ تک بیان ہوا ہی اور یہہ نشان مسیح کے قیام کے وقت یہودیوں پر ظاہر ہوا تیسرے مسیح کے معجزے انجیل میں مفصل بیان ہوئے اور کہا گیا ہی کہ اُسنے فلانے مُردہ کو زندہ کیا اور فلانے اندھے کو بینائی بخشی اور فلانے بیمار کو اچّھا کیا اور یوحنا کے ۱۰ باب کی ۳۸ آیت میں مذکور ہی کہ خود مسیح نے یہودیوں کو اپنے معجزوں کی طرف رجوع کرکے کہا کہ * اگر مجھہ پر ایمان نلاؤ تو میرے کاموں پر ایمان لاؤ * اور یہودی سرداروں نے خود مسیح کے معجزوں کا اِقرار کیا ہی چنانچہ یوحنا کے ۳ باب کی ۲ آیت میں لکھا ہی کہ * نیقودیموس جو یہودیوں کا ایک سردار تھا اُسنے رات کو یسوع پاس آکر کہا کہ ربّی ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہوکے آیا کیونکہ کوئی شخص یہ معجزے جو تو دکھاتا ہی جب تک کہ خدا اُسکے ساتھہ نہو نہیں دکھا سکتا * مگر قرآن میں کسی جگہہ نہیں کہا گیا کہ محمد نے فلاں فلاں معجزے دکھائے ہیں بلکہ معجزہ کا عذر اور نفی جا بجا ہی جیسا کہ بیان ہوا * * بعضے وقت محمدی سورۂ قمر کی یہہ آیت کہ * * اقتربت الساعة و انشق القمر * * یعنی پاس آ گئی وہ ساعت اور چاند پھٹ گیا * محمد کے معجزہ کی دلیل بناکر چاہتے ہیں کہ اِس آیت سے محمد کا معجزہ ثابت کریں پر اِس آیت سے محمد کا معجزہ کئی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا اولاً لفظ الساعة الف لام کے ساتھہ مفرد ہونے کی حالت میں ہر جگہہ قران میں

روز قیامت کے معنی سے آیا ھی مثلاً سورۂ طه کے اوائل میں اور سورۂ حٰمٓ اور سورۂ شوری وغیرہ میں اِسی معنی سے ھی جانا چاھیئے که لفظ الساعة بارہ سورتوں میں پندرہ جگهه پایا گیا اور ھر جگهه روز قیامت کے معنی یا ساعت آخیر کے معنی سے آیا ھی چنانچه مفسّرین نے بھی اُسکو اِسی مضمون سے بیان کرکے کہا ھی که قیامت کا دن آن پہنچا اور جمله انشق القمر واو عطف کے سبب جمله اقتربت الساعة کے ساتهه ملحق هوکر معطوف اور معطوف علیه دونوں ایک جمله کے حکم میں ھیں اور اِسکے سوا دونوں جملوں میں دو فعل ماضی آئے ھیں تو جیسا که پہلا فعل اقتربت مستقبل کے معنی بخشتا ھی یعنی قیامت کا دن آویگا اِسی طرح دوسرا فعل انشق بھی سینشق کے معنی دیتا ھی یعنی جس وقت که قیامت کا دن آویگا چاند پھٹ جائیگا چنانچه بعض علما اور بعض مفسّرین نے بھی آیت کو اِسی مضمون سے بیان کیا ھی مثلاً زمخشری اور بیضاوی اگرچه آیت مذکورہ کو محمد کا معجزہ جانتے ھیں پھر بھی اپنی تفسیر میں یوں لکھتے ھیں * " و عن بعض الناس اِن معناه ینشق یوم القیامة و فی قراة حذیفة و قد انشق القمرای اقتربت الساعة وقد حصل من آیات اقترابها انه القمر قد انشق " * یعنی بعضے اشخاص نے کہا ھی که اِس آیت کے معنی یہ ھیں که قیامت کے دن چاند شق ھو جائیگا اور حذیفه کی قراءت میں یوں ھی که چاند شق ھو گیا یعنی قیامت کا دن نزدیک آیا اور اُسکے نزدیک آنے کا نشان بھی ملا اور وہ یہه ھی که چاند شق ھو گیا * اور بیضاوی لکھتا ھی که * " وقیل معناه سینشق یوم القیامة " یعنی بعض نے کہا ھی که قیامت کے دن چاند شق ھو جائیگا * ثانیاً اگر بالفرض ھم مان بھی لیں که شق القمر وقوع میں آیا ھی تو اُس حالت میں بھی محمد کا معجزہ نہو سکیگا کیونکه نه تو خود آیت میں نه اُسکے ما بعد کی آیتوں میں کہا گیا ھی که یہه کام محمد کے وسیله سے وقوع میں آیا اور معجزے یا خرق عادت کو رسالت و پیغمبری کی دلیل بنانے

کے لئے ضرور ہی کہ اسی کتاب میں کہا گیا ہو کہ وہ معجزہ اُسی پیغمبر سے ظہور میں آیا ہی جیسا کہ موسیٰ اور یسوع اور حواری وغیرہ کے معجزے توریت و انجیل میں مفصل بیان ہوئے ہیں اور کہا گیا ہی کہ فلاں فلاں معجزہ فلاں فلاں نبی و رسول سے ہوا مگر قرآن کی اِس آیت میں فعل کے فاعل کا کچھ ذکر نہیں صرف عموماً کہا گیا ہی کہ چاند شق ہو گیا اور اَور آیتوں میں بھی قرآن کے کسی مقام میں نہیں کہا گیا کہ اِس سورہ میں جو شق القمر کا معاملہ ہی سو محمد سے نسبت رکھتا اور اُسکے وسیلہ سے عمل میں آیا ہی اور ما بعد کی آیت میں بھی نہیں کہا گیا کہ جس وقت کہ مشرکوں نے اِس نشان کو دیکھا تو کہا کہ جادو ہی بلکہ ایک عام معنی اور صیغہ مضارع سے اور بلا تعئین لفظ آیت کے یعنی بغیر الف لام تعریف کے کہا ہی کہ ״ و ان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر ״ یعنی اگر بے ایمان لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہہ پرانا جادو ہی پس اِس آیت میں بھی کچھہ اشارہ نہیں ہی کہ وہ امر محمد سے واقع ہوا اور دوسری آیت کا علاقہ پہلی آیت سے اِس نہج پر ہی کہ بے ایمان لوگ آخری زمانہ میں اگرچہ قیامت کے نشان بہت دیکھینگے مگر ایمان نہ لائینگے بلکہ اگلے بے ایمانوں کی عادت کے موافق کہینگے کہ یہہ جادو ہی ثالثاً اگر شق القمر محمد سے ہوا ہوتا تو بلا شک اُن لوگوں کو جو ایک معجزہ طلب کرتے تھے محمد اپنے اِس معجزہ شق القمر کا حوالہ دیکر کہتا کہ فلاں وقت میں چاند کو میں نے شق کیا ہی اور یہہ میرا معجزہ ہی تم بے ایمان مت ہوؤ بلکہ لازم تھا کہ یہی جواب دیتا تاکہ اُنہیں کچھہ عذر باقی نرہتا مگر قرآن میں کہیں ایسے جواب کا ذکر و اشارہ بھی نہیں ہی خلاصہ اِن وجوہات سے ظاہر ہوا کہ یہہ آیت بھی محمدیوں کو مفید نہیں اور محمد کا معجزہ اِس سے ثابت نہیں ہوتا ہی ×

مصنف استبشار نے قرآن کی یہہ آیت بھی ذکر کی ہی کہ سورہ انفال

میں ایسا مرقوم هی کہ * * ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمیٰ * * یعني
تو نے نہیں ڈالا جسوقت کہ ڈالا لیکن خدا نے ڈالا * اور کہا هی کہ اِس
آیت کا مضمون محمد کے معجزہ کی دلیل هی مگر ان کلمات میں کہیں
یہہ نہیں کہا گیا کہ محمد نے فلاں فلاں معجزہ کیا بلکہ بے تعئین اور بے
تفصیل صرف اِتنا هي کہا هی کہ تو نے نہیں ڈالا جسوقت ڈالا لیکن خدا
نے ڈالا سو دانشمندوں کے نزدیک ایسے غیر معین لفظوں سے معجزہ ثابت
نہوگا هاں مگر احادیث کے مضمون بموجب مفسّرین یوں لکھتے هیں کہ
غزوۂ بدر یا غزوۂ حنین میں محمد نے ایک مٹھي ریت کفار کے لشکر کي
طرف ڈالي تھی جس سے اُن سب کي آنکھوں میں ریت هی ریت هو
گئی پھر کفّار بھاگ گئے پس اِس آیت کي نسبت کہتے هیں کہ اِسي
واقعہ سے اشارہ هی لیکن همکو حدیثوں سے کچھہ کام نہیں هماري بحث
تو قرآن کے ساتھہ هی اور معجزہ کی تفصیل قرآن کي آیتوں سے مانگتے هیں
نہ کہ حدیثوں سے اور یہہ بات کہ محمد کي حدیثیں دیني مباحثہ میں
دلیل نہیں هو سکتیں آگے بیان و ثابت هوگا اور اگر بالفرض هم قبول کریں
کہ وہ حدیث صحیح هی اور في الحقیقت محمد نے دشمنوں کے لشکر کی
طرف ریت ڈالی تب بھي اِس سے معجزہ ثابت نہوگا کیونکہ یہہ تو
صرف ایک ایسی بات هی کہ هر زمانہ میں لشکر کشوں نے کی هی اور
اب بھي کیا کرتے هیں تاکہ اپنے لشکر کو دلیر و بیباک بناویں پس اگر اُنکا
وعدہ وعید پورا هوا اور دشمن پر فتح هو گئي تو اِس صورت میں کوئی
عقلمند یہہ نکہیگا کہ اُنکی بات اِلہام الہي سے تھی اور وہ ریت في
الحقیقت دشمنوں کي آنکھوں هي میں پڑي اور لشکر کش نے معجزہ
دکھایا هی *

آیات مذکورہ کے سوا مصنف موصوف نے اپني کتاب کے ۲۱۰ صفحہ
میں یہ آیتیں بھي لکھی هیں یعنی * * و شهدوا ان الرسول حق و جاء
هم البینات * * جو سورۂ عمران میں واقع هی * یعنی گواهی دی کہ

رسول برحق ہی اور اُنہیں نشانیاں ملیں * پھر یہہ آیت جو سورۂ صف میں مرقوم ہی کہ * * فلما جاءہم بالبینات قالوا ہذا سحر مبین * * یعنی جسوقت کہ کھلے نشانوں سے اُنکے پاس آیا تو بولے یہہ صریح جادو ہی * اب مصنف مذکور دعویٰ کرتا ہی کہ اِن آیتوں سے محمد کے معجزے ثابت ہوتے ہیں اور جا بجا اُن آیتوں کی طرف رجوع کرکے انہیں اپنی دلایل بنائی ہی اور اسکی طرز تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ محمد کا معجزہ ثابت کرنے کے لیئے قرآن کی آیتوں میں عمدہ آیتیں یہی ہیں اور شک نہیں کہ اگر اِن سے بہتر آیتیں قرآن میں ملتیں تو انہیں بھی لکھتا مگر محمد کا معجزہ اِن آیتوں سے بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اولا تو ان آیتوں میں ایک معجزہ بھی محمد کے نام سے مذکور نہیں ہوا اور ایسی تفصیل کے ساتھہ جو رسالت ثابت کرنے کے لیئے لازم و واجب ہی اور جس طرحکہ پر توریت و انجیل میں آئے ہیں نہیں کہا گیا کہ محمد نے فلاں معجزہ فلاں وقت اور فلاں مقام پر کیا ہی بلکہ صرف عموما کہا ہی کہ اُنہیں نشانیاں ملیں اور کھُلے نشانوں سے اُنکے پاس آیا ثانیا دوسری آیت مصنف کے مطلب کو اِس سبب سے بھی مفید نہیں ہی کہ وہ آیت بظن غالب نہ محمد سے بلکہ مسیح سے مراد رکھتی ہی چنانچہ بیضاوی نے بھی اُسے مسیح کی طرف رجوع کرکے اِس مضمون سے بیان کیا ہی کہ * * فلما جاءہم بالبینات قالوا ہذا سحر مبین * * الاشارۃ الی ما جاء او الیہ و تسمیتہ سحرا للمبالغۃ و یویدہ قرأۃ حمزۃ و الکسائی ہذا ساحر علی ان الاشارۃ الی عیسیٰ عم * * یعنی اِشارہ ما جاء کی طرف ہی یا جائی کی طرف یعنی شخص آیندہ اور اُسکا نام سحر جو رکھا گیا سو مبالغہ کی راہ سے ہی اور حمزہ و کسائی کی قرأۃ ہذا ساحر اِس معنی کی موئد ہی کہ یہہ عیسیٰ سے اشارہ ہی ثالثا اگر بالفرض ہم قبول بھی کریں کہ دونوں آیتیں محمد کی طرف رجوع کرتی ہیں تب بھی لفظ البینات اگرچہ معجزہ کے معنی بھی رکھتا ہی مگر قرآن کے بہتیرے مقاموں میں صرف آیات قرآن

اُس سے مراد هی مثلا سورهٔ حدید کے اوائل میں مرقوم هی که * * هو الذي ينزل علی عبده آيات بينّات الخ * * يعني وه وهی هی جو اپنے بنده پر روشن آیتیں اُتارتا هی * پھر سورهٔ احقاف کے اوائل میں هی که * * و اذا تتلی عليهم آياتنا بيّنات * * يعني جس وقت اُنھیں همارا روشن کلام سنایا * پھر سورهٔ بیّنه میں مرقوم هی که * * الا من بعد ما جاءتهم البيّنة * * يعني بعد اسکے که آیا اُنکے پاس روشن کلام * پھر سورهٔ بقر میں مذکور هی که * * فان زللتم من بعد ما جاءتكم البيّنات * * يعني اگر تم ڈگمگا جاؤ بعد اُسکے که صاف حکم تمهارے پاس پهنچ چکا * پھر سورهٔ مومن میں وارد هی که * * لما جاءني البيّنات من ربّي * * يعني جس وقت که آئے میرے پاس کھلے نشان میرے رب سے * خلاصه ایسی آیتیں قرآن میں بهت هیں جن میں الفاظ بيّنه اور البيّنات اور بالبيّنات بمعني آیات قرآن اور اگلے پیغمبروں کے احکام و الهام کے معني سے آئے هیں اور درحالیکه قرآن میں کسی جگهه نهیں کها گیا هی که فلاں معجزه محمد سے هوا بلکه اِسکے ضد و برخلاف معجزه نکرنے کا عذر جابجا مذکور هوا هی تو ظاهر و ثابت هی که آیات مذکوره میں اگر قبول بھي کریں که دونوں آیات میں محمد پر رجوع هو تو بھی البيّنات کا لفظ نه محمد کے معجزه کے معني سے بلکه قرآن کي آیتوں کے معنی سے آیا هی رابعا اگر کوئي کهے که الفاظ هذا سحر مبين دلیل هی که اِس آیت میں لفظ بيّنات محمد کے معجزه کے معنی سے آیا هی کیونکه قرآن کي آیتوں کو سحر نهیں کهه سکتے تو اُسکا جواب یهه هی که قرآن میں بهت آیتیں هیں جنمیں بیان هوا هی که قریش و یهود نے محمد کو ساحر اور قرآن کي آیتوں کو سحر اور سحر مبين کها هی مثلا سورهٔ ص میں مرقوم هی که * * و قال الكافرون هذا ساحر كذاب * * يعني منکروں نے کها که یهه جھوٹھا جادوگر هی * پھر سورهٔ زخرف میں هی که * * و لما جاءهم الحق قالوا هذا سحر * * يعني جس وقت که حق ان کے پاس پهنچا تو بولے یهه

جادو ھی * پھر سورۂ احقاف میں مذکور ھی کہ * * قال الذین کفروا للحق لما جاءھم ھذا سحر مبین * * یعني منکر جس وقت حق بات اُنھیں ملتی ھی تو کہتے ھیں کہ یہہ صریح جادو ھی * بس ظاھر ھی کہ یہہ دعویٰ بھی باطل ھی الحاصل واضح اور آشکار ھو گیا کہ اُن دو آیات مذکورہ سے بھي محمد کا معجزہ ظاھر و ثابت نہیں ھوتا بس بخوبی یقین ھی کہ محمدی لوگ ایسي ایک آیت بھي قرآن سے نہیں لاسکتے جس میں محمد کا معجزہ تفصیلوار بیان ھوا ھو خلاصہ قرآن سے محمد کا معجزہ ھرگز ثابت نہیں ھوتا بلکہ معجزات سے اُسکا انکار ظاھر و ثابت ھوتا ھی اور بس *

پیشینگوئي بھي قرآن میں مذکور نہیں ھوئي ھی یعني ایسي پیشینگوئیاں جو کتب مقدسہ کي پیشینگوئیوں کی مانند ھوں قرآن میں ذکر نہیں ھوئي ھیں لیکن بعض علما اِن آیتوں کو ذکر کرکے کہتے ھیں کہ اِنمیں خبر قبل از وقوع دی گئی ھی چنانچہ سورۂ قمر میں مرقوم ھی کہ * * ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع و یولون الدبر * * یعنی وے کہتے ھیں کہ ھم قوي و بزور لوگ ھیں لیکن وھی لوگ بھاگ جائینگے اور پیتھہ پھیر دینگے * اب مفسّرین کہتے ھیں کہ یہہ آیت غزوۂ بدر سے پہلے وارد ھوئي اور جب محمد کا لشکر قریش پر غالب ھوا تو اِس آیت کی سچائي ظہور میں آگئي لیکن اِس آیت کی اصل حقیقت اِس طرح ھی کہ جب محمد کے اصحاب اور اُسکے لشکر نے جان لیا کہ لشکر قریش گنتي میں ھم سے دو چند ھی تو اُنکے دل میں خوف بیٹھہ گیا تھا جیسا کہ سورۂ انفال سے اور حیات القلوب کی دوسریؔ جلد کے ۳ باب سے معلوم ھوتا ھی کہ محمد نے اپنے اصحاب کو خبر دی کہ قافلہ گذر گیا اور قریش ھماری طرف متوجہ ھیں اور حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ھی کہ اُنسے جہاد کروں اصحاب یہہ بات سنکر بہت ڈرے اور گھبرانے لگے پھر اُسي کتاب کے ایک اَور مقام میں لکھا ھی کہ جب لشکر قریش

کي کثرت کي خبر محمد کے اصحاب کو پہنچي تو وے بہت ڈرے اور رو نے لگے محمد نے یہہ حال دریافت کرکے اُنکا خوف مٹانے اور اپنے لشکر کے دلبر بنانے کو آیۂ مذکورہ بیان کی چنانچہ ہر سردار اور ہر لشکرکش کا ایسا هي قاعدہ ہوتا ہی کہ لڑائی سے پہلے اِسی قسم کي باتیں اپنے لشکر سے کہتا ہی پس اگر اِتفاقا دشمن پر غلبہ اور فتح ہوئی تو اُسکي بات بھی سچ ہو گئی پھر ایک اَور آیت جسے مفسّرین نے پیشینگوئی کي دلیل بنایا ہی سورۂ روم میں ہی کہ * × الم غلبت الرّوم فی ادنی الارض و هم من بعد غلبهم سیغلبون في بضع سنین × * یعني رومي نزدیک کي ولایت میں مغلوب ہو گئے لیکن مغلوبیت کے بعد پھر وے کئي ایک سال میں غالب ہونگے * اکثر مفسّرین کے قول بموجب یہہ آیت ہجرت سے ایک دو سال پہلے نازل ہوئی یعنی کہتے ہیں جس وقت کہ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے روم کے لشکر کو شکست دیکر ولایت شام روم کے بادشاہ سے چھین لي تھی اُس وقت یہہ آیت وارد ہوئی مگر اِس واقعہ کے سات آٹھہ برس بعد پھر روم کا لشکر خسرو پرویز پر غالب آیا اور اُسے شکست دی پس مفسّرین کے دعوی بموجب محمد کا قول صادق آیا لیکن اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ مفسّرین کا دعوی درست ہی اور یہہ آیت قبل اِسکے کہ روم کا لشکر ایران کے لشکر پر غالب آوے نازل ہوئی ہی تب بھی صاف معلوم ہوتا ہی کہ پہلی آیت کی طرح اِس آیت کو بھي محمد نے لشکر کشوں کی عادت پر اور اپنے اصحاب کي تسلّی کے لیئے اور صرف اپنے گمان یا خوردہ بینی کے موافق بیان کیا ہی چنانچہ ایسی باتیں ہر زمانہ میں عقلمندوں سے سننے میں آئی ہیں مثلا اگر دو بادشاہ آپس میں لڑیں اور ایک کي شکست ہو جاے تو ایک شخص صرف اپنے گمان سے کہہ سکتا ہی کہ یہہ شکست کھایا ہوا بادشاہ چند سال کے بعد پھر غالب ہو جائیگا اور اگر کوئی شخص ان دونوں بادشاہوں کے زور و قوت کے حال کی اطلاع رکھتا ہو اور جان لے کہ اِس مغلوب بادشاہ کا سامان اُس بادشاہ

سے جو اِتفاقاً غالب ہو گیا زیادہ ہی تو وہ شخص اپنی خوردہ بینی اور دور اندیشی سے کہہ سکیگا کہ یہہ مغلوب بادشاہ تھوڑے دن میں پھر غالب ہو جائیگا پس اگر ایسے شخص کا قول سچا ہو جاے اور وہ اپنے اِسی قول کو سند لیکر رسالت کا دعویٰ کرے اور اپنے کلام کو الہام بتاوے تو البتہ ایسے دعوی کو صاحبان عقل ہرگز قبول نکرینگے خلاصہ اِن وجوہات سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ آیات مذکورہ کے مضامین محمد نے صرف اپنے گمان اور خوردہ بینی اور عاقبت اندیشی کے موافق بیان کیئے ہیں پس ایسی باتیں رسالت کی دلیل نہیں ہو سکتی ہیں اگر کوئی شخص قرآن کی آیات مذکورہ کو کتب مقدسہ کی پیشینگوئیوں سے مقابلہ کرے تو اسپر واضح ہو جائیگا کہ اِن پیشینگوئیوں میں اور قرآن کی اُن آیتوں میں آسمان و زمین کا فرق ہی قرآن کی یے آیات صرف انسان کی بات اور گمان ہی بے تعین اور بے تفصیل اور کتب مقدسہ کی پیشینگوئیاں دو تین آیت پر منحصر نہیں بلکہ کئی سو پیشینگوئیاں اُن میں بیان ہوئی ہیں اور وقوع واقعہ سے سو سو اور ہزار ہزار سال پہلے خبر دی گئی اور تفصیل کے ساتھہ بیان ہوئی ہیں اور پھر وے سب پوری ہوکر صادق آئی ہیں جیسا کہ مفصل مذکور ہوا الحاصل اُن مطالب اور اُن دلائل سے جو یہاں تک اِس فصل میں لکھے گئے واضح ہوا کہ محمد نے نہ معجزہ کیا نہ پیشینگوئیاں بیان کی ہیں پس وہ دوسری شرط جو اِس باب کے اوائل میں سچے پیغمبر کا صدق معلوم ہونے کے لیئے ذکر کی گئی پوری نہیں ہوئی اور محمد کی رسالت کے لیئے کوئی دلیل پائی گئی *

لیکن محمدی لوگ احادیث کے رو سے نقل کرتے ہیں کہ محمد نے بہت معجزے اور بے شمار امور عجیبہ ظاہر کیئے ہیں مگر حدیثوں کی صحت میں کئی سبب سے شک ہی پہلا سبب یہہ کہ احادیث کے نقل کرنیوالے محمد کے ازواج و اصحاب اور خویش و اقربا تھے پس محمد کے حق میں انکی گواہی چنداں معتبر نہیں ہی اور صرف اس حال میں

دلیل ٹھہرتی کہ معلوم و یقین ہو جاے کہ اُنہوں نے تعصب و طرفداری نہیں کی ہی اور وے باتیں جو اُنہوں نے نقل کی ہیں فی الحقیقت اُنکی دیکھی ہوئی ہیں لیکن غیر ملت کے ہر عارف و عاقل کے نزدیک جو محمد واصحاب وغیرہ کے حالات سے مخبر اور احادیث سے آگاہ ہیں اس بات میں شک ہی اور محمد کے معجزات کی بابت غیر ملّت والوں کی گواہی نہ قرآن میں پائی جاتی ہی نہ اَور قوموں کی تواریخ اور کتابوں میں بلکہ اُنکا ذکر صرف محمدی حدیثوں میں ہی اور یہں جاننا چاہیئے کہ مسیح کے معجزوں کی بابت نہ صرف حواریوں اور دوستوں اور ہم مذہبوں کی گواہی بلکہ غیروں اور دشمنوں کی شہادت بھی موجود ہی چنانچہ علماے یہود کی گواہی انجیل میں جابجا وارد ہی اور بت پرست عالموں کی شہادت اُس زمانہ کی بعض تواریخ میں مذکور ہی جیسا کہ بیان ہوچکا اور نبوت کی صحت و حقیت کے واسطے مسیح کا قول کافی گواہ ہی چنانچہ یہہ بھی مذکور ہوا * دوسرا سبب یہہ کہ احادیث کے راوی ایسے لوگ ہیں کہ وے معجزات جو اُنہوں نے نقل کیئے ہیں اپنی آنکھوں نہیں دیکھے تھے بلکہ محمد کی وفات سے سو دو سو برس بعد تواتر سے محمد کے معجزے سنکر جمع کیئے پھر بے اعتباری کے سبب اُن میں سے ایک نصف حذف کر دیئے مابقی کو معتبر جانکر اپنی کتابوں میں ضبط و مرقوم کیا چنانچہ ابن الشہاب طہری اور ابن عبداللہ محمد ابن اسمعیل بخاری اور کلینی کہ مشہور راویوں میں سے ہیں مثلاً بخاری نے کہ دو سو برس محمد کے بعد تھا دو لکھہ احادیث جمع کی تھی مگر اُن میں سے صرف سات ہزار دو سو پچہتر معتبر سمجھکر اپنی کتاب میں یعنی صحیح بخاری میں داخل و مسطور کیا ہی اس صورت میں کہ راویوں نے معجزات جو اپنی کتابوں میں نقل کیئے ہیں اپنی آنکھہ سے نہیں دیکھے اور حدیثیں جو لکھی ہیں محمد کی زبان سے نہیں سنیں بلکہ تواتر کی راہ سے جیسا کہ بیان ہوا احادیث اُنھیں بہم پہنچی ہیں پس حدیث

کی بابت اُنکی گواہی کمتر اعتبار کے لائق ہی پوشیدہ نرہے کہ مسیح کے معجزے اُنہیں اشخاص یعنی حواریوں نے لکھے ہیں جو ہر وقت مسیح کے ساتھہ دیکھتے رہتے تھے سچ ہی کہ علماء محمدی ناقلان احادیث کو اِسماً ذکر کرتے ہیں اور اکثر حدیثوں کی سند محمد کے اصحابوں تک پہنچاتے ہیں پس فرض کریں کہ حدیث کی سند صحیح و درست ہو تو بھی اِس سے ثابت نہیں ہوتا ہی کہ ناقلان یعنی نقل کرنیوالوں نے یا سہواً یا قصداً غلط نہیں کہا ہی اور جب تلک کہ یہہ بات مثبت نہیں ہوئی وہ حدیث صحیح و معتبر نہ ٹھہریگی اور یہہ بات کہ ناقلان نے نہ صرف بعضی وقت بلکہ بہت دفعہ غلط کہا اور خلاف نقل کیا ہی اِس مرحلہ سے ظاہر و ثابت ہی کہ ایسی احادیث بہت ہیں کہ ایک دوسرے سے ضد اور قران کی آیتوں سے برخلاف ہیں ۲ تیسرا سبب یہہ ہی کہ اکثر احادیث کے معنی ایسے ہیں کہ ہر ایک عاقل و عارف اگر تعصب اور جانبداری کو چھوڑدے تو آسانی سے سمجھہ لیگا کہ اِن سب باتوں کا سچ اور درست ہونا محال ہی چنانچہ اُن حدیثوں سے جو کتاب حق الیقین اور عین الحیات و مشکاۃ وغیرہ میں مرقوم ہیں معلوم ہوتا ہی کہ بہشت و دوزخ کی کیفیت اُن حدیثوں میں اِس طرح بیان ہوئی ہی کہ بہشت کی نہروں کے کنارے پھولوں کی طرح لونڈیاں اُگتی ہیں جتنی مومنوں کو درکار ہوں اُکھاڑ لیں اُنکی عوض پھر اُگ آتی ہیں اور مومنوں کے پاس کئی سو حور اور کئی ہزار زوجہ ہونگی اور جس وقت وے خواہش کرینگے بہشت کے بُھنے ہوئے پرند اُنکے دسترخوانوں پر حاضر ہو جائینگے جب وے اشتہا کے موافق اُن میں سے کھا چکینگے تو وے پرند پھر زندہ ہوکر اُڑ جائینگے اور طرح طرح کے کھانے اور شراب اور میوے اور بیش قیمت پوشاکیں اور طلا و جواہر سے آراستہ مکان اور اَور بہت سی چیزیں بہشت میں موجود ہیں جو بالکل مجازی و جسمانی ہیں اور محبت حقیقی سے کچھہ مناسبت ہی نہیں رکھتیں اور دوزخ کی بابت یوں بیان

ہوا ہی کہ ہزار سال اُسے دھونکا تب وہ بھڑکا ہی اور دوزخ کے لوگ بڑي بڑي آتشی زنجیریں گردن میں اور آتشي جوتیاں پانو میں پہنے ہیں جنکی گرمی سے اُنکا دماغ اُبلتا ہی اور پانی کی جگہہ اُنھیں دوزخ کا زرد آب اور زناکاروں کا چرک اور پیپ جو دوزخ کی ہانڈیوں میں اُبالا گیا ہی پلاتے ہیں اور وہاں بڑے بڑے سانپ اور بچھو رہتے ہیں جو اہل جہنّم کو کاٹتے اور ستاتے ہیں چنانچہ یہ سب باتیں ابو بصیر کے قول سے کہ اُسنے امام جعفر سے نقل کي ہیں کتاب عین الحیات کے ۱۶۴ ورق سے ۱۷۱ تک مرقوم ہیں اور اِسي طرح وہ حدیث بھي نامناسب ہی جو آدم کی پیدایش کے باب میں امام جعفر سے بدین مضمون منقول ہی کہ جبرئیل نے آدم کا کالبد بنانے کو ایک مٹھی خاک زمین سے اُٹھانی چاہی زمین نے انکار کیا آخر الامر ملک الموت نے اُٹھا لي چنانچہ یہہ حدیث کتاب حیات القلوب کے ۱۶ ورق کے اول صفحہ میں مفصل لکھي گئی ہی اور اِسی منوال پر وہ حدیث بھی ہی کہ گویا فرشتوں نے آدم کي پیدایش کي بابت خدا سے مباحثہ کیا چنانچہ امام محمد باقر کے قول سے کتاب مذکور کے اُسي ورق کے دوسرے صفحہ میں بالتفصیل مرقوم ہی پھر یہہ کہ گویا آسمان میں خروس کي صورت کا ایک بڑا فرشتہ رہتا ہی جس کے پانو زمین کے ساتویں طبقہ پر اور سر عرش تک ہی اور بازو مشرق سے مغرب تک پھیلتے ہیں صبح کو جس وقت وہ فرشتہ اپنے بازو پھڑ پھڑاتا ہی اُسی وقت زمین کے خروس بھي بازو پھڑ پھڑاکر بانگ دیتے ہیں چنانچہ حیات القلوب کي دوسري جلد کے ۱۷۵ ورق کے دوسرے صفحہ میں محمد کے قول سے مفصل مرقوم ہی اور ایسی ہي وہ حدیث ہی جو ابن بابویہ نے علي سے روایت کي ہی کہ اِتنے اِتنے بڑے فرشتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک فرشتہ زمین پر آوے تو زمین میں اُسکي سمائی نہو اور ایک فرشتہ ایسا ہی کہ اُسکے کاندھوں سے کان کي لو تک سات سو برس کي راہ ہی اور بعضا ایسا ہی کہ ایک بازو سے آسمان کو بھر دیتا ہی اور

بعضا ایسا هی که آسمان اُسکی کمر تک هی اور بعضا ایسا هی که سارے
جہان کے دریا اسکے انگوتھے کي گھائي میں سما جائیں چنانچه کتاب
عین الحیات کے ۲۶ ورق کے دوسرے صفحه میں مفصل مرقوم هی پھر عوج
ابن عنق کا حال حدیث میں یوں مرقوم هی که گویا وہ آدم کا نواسا تھا
اور اُسکا قد تیئیس هزار اور تین سو تینتیس گز کا تھا اُسنے دریا کی ته
سے مچھلی پکڑی اور سورج کے قریب پہنچاکر اُسے بھونکر کھا گیا اور نوح
کا طوفان اُسکے زانو تک آیا جیسا که حیات القلوب کي پہلی جلد کے ۱۱۶
ورق کے پہلے صفحه میں مرقوم هی پھر یہه که الله تعالیٰ نے کتّے کو شیطان
کے منہه کے پاني سے پیدا کیا هی چنانچه علي اور محمد کے قول سے اُسی
کتاب کي پہلی جلد کے ۳۹ ورق میں مسطور هی اور اِسي طرح یہه
حدیث بھي امام جعفر کے قول سے اُسی کتاب کے ۱۲ ورق کے دوسرے صفحه
میں لکھي هی که شیاطین انڈے دیتے هیں پھر بچّے نکلتے هیں پھر ایک یہه
حدیث بھي اُسي کتاب کے ۱۴۵ ورق کے پہلے صفحه میں مرقوم هی که امام
صادق نے فرمایا که ابلیس ملعون نے آدم کی وفات کے بعد انگور کے درخت
تلے پیشاب کیا اِس سبب سے انگور کا شیرہ بدبو اور نشهدار هوتا هی اور
کتاب مشکوة میں بھي اِسي طرح کي حدیثیں هیں چند حدیث اُن
میں سے بھي هم ذکر کرینگے چنانچه عذاب القبر کے باب میں کہا هی که
منکر و نکیر ریاکار آدمي کے بدن کو آهني گرز سے اِس قدر کوٹتے هیں که
وہ اپنی قبر میں ایسا غل مچاتا هی که مشرق سے مغرب تک اُسکي آواز
سنی جاتی هی مگر جانوروں کے سوا کوئي نہیں سنتا اور باب الحشر میں
لکھا هی که ابو هریرہ نے روایت کي هی که حشر کے دن آدمیوں کو اِتنا
پسینا آئیگا که ستّر گز زمین میں اُتر جائیگا اور خود اُنکے منہه تک پہنچیگا
پھر صفة النار و اهلها کے باب میں ابو هریرہ کی روایت سے کہا گیا هی که
کفار کے دونوں کاندوں کے درمیان دوڑتے گھوڑے کی تین دن کي راہ هوگي
اور اُنکے دانت کوہ اُحد کي مانند اور بدن کے چمڑے کي موٹائي تین

رات کی راہ کے برابر ہوگي پھر باب بدء الخلق وذکر الانبیا کی دوسری فصل میں جابر سے مروی هی که ملائکه حاملان کرسی اِتنے عظیم الجثه هیں که انکے کاندھوں سے کان تک کي مسافت ستّر برس کي راہ هی پھر باب معجزات میں مذکور هی که جابر نے کہا مدینه میں جب کبھي محمد خطبه پڑھتا تھا تو مسجد کے ستون کا تکیه لگاتا تھا بعد ازاں جبکه منبر پر پڑھا تو وہ ستون رویا اور قریب تھا که دو ٹکڑے ہو جاے محمد نے بمشکل تمام اُسکی تسکین کی اور اِسی باب میں ابن عمر سے روایت هی که محمد نے درخت سلمه کو حکم دیا که خدا کی وحدانیت پرگواهی دے درخت اُسي وقت زمین سے اُکھڑکر پاس آیا اور تین بار گواهي دیکر لوٹ گیا پھر ابن عباس نے کہا هی که ایک دن محمد کے حکم سے کھجور کے گُچّھے نے اسکي رسالت پرگواهي دي خلاصه اِن احادیث کي مانند آور بھی بہت سی نامناسب حدیثیں هیں مگر نمونه کے لیئے اِتنی هی بس هیں * چوتھا سبب یہه هی که بہت سی حدیثیں قرآن کے برخلاف هیں مثلاً قرآن میں مرقوم هی که محمد سے کوئي معجزہ نہیں ہوا مگر احادیث کي رو سے یوں نقل کرتے هیں که محمد سے بیشمار معجزے ظاہر ہوئے پھر قرآن میں بیان ہوا هی که محمد گنہگار تھا لیکن اکثر احادیث کے مضمون بموجب محمدي لوگ اِسکے برخلاف یہه دعویٰ کرتے هیں که محمد معصوم تھا یعني اُس سے کوئي گناہ نہیں ہوا اور وہ ساري مخلوقات میں افضل تھا اور کہتے هیں که ساری دنیا کے پیدا ہونے کا سبب وهي هی پھر قرآن میں بیان ہوا هی که محمد لڑکپن میں نادان و گمراہ تھا جیسا که سورۂ الضحیٰ میں مرقوم هی که * * الم یجدک یتیما فآویٰ و وجدک ضالا فهدیٰ * * یعني کیا تجھے (خدا نے) یتیم نہیں پایا که تیری پرورش کی اور کیا تجھے گمراهي میں نہیں پایا که هدایت کي * اور ایسا هي سورۂ شوریٰ میں لکھا هی که * * ماکنت تدري ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نهدي به من نشاء من عبادنا * * یعني (اي

محمد) تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب و ایمان کیا چیز ہی لیکن ہم نے اُسے نور بنایا تاکہ اُسکے سبب ہدایت کریں اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں * لیکن احادیث اِن آیات کے برخلاف بیان کرتی ہیں کہ محمد نے ایمان کی حالت میں تولّد پایا اور اِسی جہت سے لڑکپن میں بہت سے معجزہ اُس سے ہوئے * پانچواں سبب یہہ ہی کہ احادیث آپس میں بھی مختلف ہیں چنانچہ سنیوں میں کچھہ اَور حدیثیں ہیں اور شیعیوں میں کچھہ اَور ہیں علاوہ اِسکے شیعیوں کی احادیث میں بھی حدیثیں آپس میں مختلف ہیں جیسا کہ امام زین العابدین کی اُس دعا کے مضمون سے جو کتاب حق الیقین کے ۲۶۸ ورق کے پہلے صفحہ میں بیان ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ آدمی کا گناہ نہ گریہ و زاری سے معاف ہوتا ہی نہ عبادت اور رکوع و سجود سے نہ روزہ اور ریاضت سے بلکہ خدای تعالیٰ صرف اپنی مرضی اور اپنے اِرادے سے معاف فرمائیگا دیکھو یہہ بات اُن احادیث سے بالکل برخلاف ہی جن میں کُھلا کُھلی کہا گیا ہی کہ قرآن کی تلاوت اور روزہ و زکوۃ کے وسیلہ سے گناہ کی معافی اور بیحد ثواب حاصل ہو سکتا ہی پھر اُسی کتاب کے ۱۸۷ ورق کے دوسرے صفحہ میں لکھا ہی کہ قیامت کے دن کوئی آدمی مقام حساب تک نہ پہنچیگا جب تک کہ بہت سی مشقت نہ اُٹھا لیگا سو یہہ مطلب بھی اُن احادیث کے برخلاف ہی جن میں بیان ہوا ہی کہ شیعیوں اور مومنوں کی ایک گروہ ایسی ہوگی جو بی حساب بہشت میں داخل ہوگی پھر اُسی کتاب کے اُسی صفحہ میں ایک حدیث سند کالصحیح سے علی ابن ابراہیم نے امام محمد باقر سے روایت کی ہی کہ قیامت کے دن جسے کہ اول بلائینگے وہ محمد ہوگا لیکن اُسی کتاب کے ۱۸۸ ورق کے ۲ صفحہ میں کلینی نے معتبر سند کے ساتھہ امام جعفر سے یوں روایت کی ہی کہ قیامت کے دن جسے کہ اول بلائینگے وہ نوح ہوگا اور کتاب حیات القلوب کی دوسری جلد کے ۱۷۵ ورق کے پہلے صفحہ میں خود محمد کے قول سے مرقوم ہی کہ

معراج کي رات میں نے یسوع کو دوسرے آسمان پر دیکھا لیکن اُسي کتاب
کے ۱۸۰ ورق کے پہلے صفحہ میں ابن بابویہ نے امام محمد باقر سے اُسکے
برخلاف اِس طرح روایت کي ھی کہ گویا محمد نے یسوع کو ساتویں آسمان
پر دیکھا ھی بہر حال احادیث جو آپس میں مختلف ھیں نہ یہہ کہ
صرف اِتنی ھی ھیں جو یہاں لکھی گئیں بلکہ اَور بھی بہت ھیں جنکی
خود اھل شیع اُنکي صحت اور عدم صحت کی بابت شک و شبہہ میں
پڑے ھیں چنانچہ یقینا نہیں کہہ سکتے کہ صحیح حدیث کونسی ھی اور
سُنّیوں کی احادیث بھی ایسي ھي ھیں جیسي شیعیوں کی احادیث
* اور شیعیوں کی احادیث بموجب علي ابن ابراھیم ابن ھاشم نے
حدیثوں کے اختلاف کي بابت علي ابن ابیطالب سے سوال کیا علي نے
اُسے یہہ جواب دیا کہ اگر تو حدیثوں کی معتبری اور غیر معتبری کو نہ
سمجھہ سکے اور شک میں پڑے تو بہتر یہہ ھی کہ امام مہدي کے ظہور تک
منتظر رہ کہ وہ آنکر اِن باتوں کو ظاھر کریگا چنانچہ شیخ جعفر کے رسالہ
کے ۵۳ باب میں اِس حدیث کا اشارہ ہوا ھی اور یہی حدیث کتاب
کافی کے باب اختلاف احادیث میں اِس طرح مرقوم ھوئي ھی کہ علي
اِبن ابراھیم سے منقول ھی کہ ایک دفعہ علی سے میں نے پوچھا کہ اِن
حدیثوں کے حق میں جو محمد کا قول ھی میں ایسا سنتا ھوں کہ حدیثیں
آپس میں بھی مختلف ھیں اور قرآن کے بھی برخلاف ھیں یہاں تک کہ
تو بھی اُنھیں معتبر نہیں جانتا اِسکا کیا سبب ھی اور صحیح حدیث کو
کیونکر پا سکتے ھیں علي اِبن ابیطالب نے صحیح اور غیر صحیح حدیث کي
پہچان کے کئی ایک قانون مجھے بتائے مگر میری دلجمعی نہوئي چند سوال
و جواب کے بعد علي سے کہا کہ اگر بالفرض دو حدیثیں باھم مختلف ھوں
اور سب آدمی اُنکي صحت کے قائل ھوں تو کیا کرنا چاھیئے علی نے
جواب دیا کہ اُن دونوں میں جس پر حکما اور قاضي زیادہ اعتبار کریں
اُسے قبول کر دوسری کو ترک کردے میں نے پھر پوچھا کہ اگر حکما و قاضي

بالاتفاق دونوں کو معتبر سمجھتے ہوں تب کیا کروں علی نے جواب دیا کہ اولیٰ و انسب تو یہہ ہی کہ جب تک تمہارا امام ظہور کرے تو صبر کر کیونکہ شک و شبہہ در صدر کرنا خلاف سمجھنے سے بہتر ہی کہ ہلاکت کا سبب ہی چنانچہ کتاب کافی میں اِس حدیث کا آخر اِس طرح لکھا ہی * فان وافقها الخبرين جميعا قال ينظر الى ما هم اليه اميل حكامهم و قضاتهم فيترك و ياخذ بالآخر قلت فان وافق حكامهم الخبرين جميعا قال اذ كان فارجه حتى تلقى امامكم فان الوقوف عند الشبهات خير من الاقتحام فى الهلكات * * پس ایسے ایسے اختلاف سے جو قرآن اور حدیث اور خود حدیثوں میں باہم ہیں بیقین کلی معلوم ہوتا ہی کہ اگر احادیث سب کی سب خلاف نہ بھی ہوں تب بھی اُنکا اِتنا اعتبار نہیں کہ اعتقاد کی بابت یا دینی مباحثہ میں انہیں دلیل لاسکیں *

خلاصہ اگر بالفرض ہم قبول کریں کہ گویا محمد نے امور عجیبہ اور معجزے دکھائے ہوں تب بھی اُسکا قرآن حق نہیں اور نہ وہ خود پیغمبر صادق ہوگا کیونکہ قرآن تو انجیل کے ضد و برخلاف ہی اور یہہ ہم نے سابقا ثابت کر دیا کہ انجیل خدا کا کلام ہی اور نہ وہ منسوخ ہوئی نہ تحریف اور انجیل میں گلتیوں کے پہلے باب کی ۸ و ۹ آیتوں میں یہہ حکم ہی کہ * اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوا اِس انجیل کے جو ہم نے تمہیں سنائی دوسری انجیل تمہیں سناوے ملعون ہووے جیسا ہم نے آگے کہا ویسا ہی اب میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی تمہیں کسی دوسری انجیل کو سوا اِسکے جسے تم نے پایا سناوے وہ ملعون ہووے * اور اِسی سبب سے مسیح نے اپنے تابعین کو تاکید کرکے منع فرمایا ہی کہ جھوٹھے پیغمبروں سے بچتے رہنا جیسا کہ متی کے ۲۴ باب کی ۲۴ آیت میں لکھا ہی کہ * جھوٹھے مسیح اور جھوٹھے نبی ظاہر ہونگے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھاوینگے کہ اگر ہو سکتا تو وے چنے ہوؤں کو بھی گمراہ کرتے * پس پیغمبری کی صداقت کو صرف علامات عربیہ ہی دلیل کافی نہیں ہو سکتیں بلکہ جو

شخص که پیغمبری کا دعوی کرے اُسکو صرف اُس وقت قبول کر سکتے ہیں
کہ اُسکی تعلیم انجیل کے موافق ہو اور ساری وے شرطیں اور وے علامتیں
جو دیباچہ میں اور اِس کتاب کے تیسرے باب کے اوائل میں ہم نے ذکر
کیں خود اُسمیں اور اُسکی تعلیم میں پائی جائیں و اِلّا فلا *
اور محمد کے ان خواص و صفات کی بابت جو آدیہ آیتوں میں مرقوم
ہیں کیا کہیں اور کیا گمان کریں مثلاً سورۂ احزاب میں واقع ہی کہ * *
یا ایہا النبي انا احللنا ازواجک اللاتی اتیت اجور ہن و ما ملکت
یمینک مما افاء الله علیک و ایضا و امرة مومنة ان وهبت نفسها النبی
ان اراد النبی یستنکحہا خاصة لک من دون المومنین قد علمنا ما فرضنا
علیہم فی ازواجہم و ما ملکت ایمانہم لکیلا یکون علیک حرج * * یعني
ای پیغمبر ہمنے تیری بیبیاں تجھپر حلال کیں جنکا مہر تو نے دی دیا ہی
اور تیرا دست راست جنکا مالک ہی اور جو کہ خدا نے تجھے غنیمت
میں دی ہیں اور ہر ایماندار عورت جو اپنے تئیں پیغمبر کے حوالہ کرے
بشرطیکہ پیغمبر بھی اُسے نکاح میں لینے کا اِرادہ رکھتا ہو اور یہہ ایک
خاص اِذن ہی جو سارے ایمانداروں سے علیحدہ صرف تجھي کو دیا گیا ہی
کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اُنکی عورتوں اور اُنکی لونڈیوں کي بابت ہم نے
اُسے کیا کہا ہی تاکہ تیرا کچھہ حرج نہو * مشہور ہی کہ اِس آیات کے
ظاہر ہوتے تک لونڈیوں کے سوا محمد کي کئي ایک بیبیاں تھیں اور اپنی
ساری عمر میں بعض مورخین کے قول بموجب گیارہ عورت اور بعض کے
قول بموجب تیرہ اپنے نکاح میں لایا تھا اور چونکہ قرآن کے اُس قول
کے موافق جو سورۂ نسا کے اوائل میں ہی نہی ہوئي تھی کہ تابعان محمد
میں کوئی شخص چار عورت سے زیادہ نکاح میں نلاوے پس محمد نے
سورۂ احزاب کی آیۂ مذکورہ میں اپنے لیئے ایک خاص اذن وارد کر لیا
تاکہ اُسکی سب بیبیاں اور لونڈیوں اُسپر حلال ہوں بلکہ آیت کے مضمون
سے یہہ بھی سمجھہ سکتے ہیں کہ محمد کو ایک خاص حکم دیا گیا ہی کہ

لونڈیوں اور عورتوں میں سے جتنی اُسکا جی چاہے نکاح میں لاے پس محمد نے جو سورهٔ نسا کی آیت کے حکم سے تجاوز کرکے چار عورت سے زیادہ اپنے نکاح میں لی تھیں اِسواسطے سورهٔ احزاب کی یہہ آیت وارد کرکے اپنے تجاوز پر پردہ ڈالا * * پھر یہہ کہ محمدی اپنی شریعت کے موافق اِس بات کے مقید ہیں کہ اپنی عورتوں میں کچھہ تفاوت منظور نرکھیں لیکن محمد نے اِس مطلب کے لیئے کہ اپنے تئیں اِس حکم کی قید سے بھی آزاد کردے یہہ آیت وارد کی تاکہ معلوم ہو کہ اُسکو اذن دی دیا گیا ہی کہ اپنی بیبیوں کے ساتھہ جیسے اُسکا جی چاہے سلوک کرے جیسا کہ سورهٔ احزاب میں مرقوم ہی کہ * * ترجي من تشاء منهن وتؤوي اليك من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك * * یعنی تو اپنی عورتوں میں سے جسے چاہے لاسکتا ہی اور جسکا تو ارادہ کرے اپنے پاس رکھہ سکتا ہی اور اُنمیں سے جس سے تو چاہے جدا ہو جا تجھپر کچھہ گناہ نہیں ہی * * اور محمد کے تابعین میں یہہ قاعدہ بھی مقرر ہی کہ ایک شخص کی طلاق دی ہوئی عورت کو دوسرا اپنے نکاح میں لاسکتا ہی لیکن محمد کی عورتوں کے حق میں یہہ حکم دیا گیا ہی کہ اُسکے بعد کوئی اُسکی عورت کو نکاح میں نلاوے چنانچہ اِسی سورہ میں مرقوم ہوا ہی کہ * * وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا تنكحوا ازواجه من بعده ابداً * * یعنی تمھیں لائق نہیں ہی کہ پیغمبر خدا کو رنجیدہ کرو اور چاہیئے کہ اُسکی عورت کو کبھی کوئی نکاح میں نلاوے * * پھر سورۂ التحریم میں مسطور ہی کہ * * يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضات ازواجك والله غفور رحيم قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم * * یعنی اي پیغمبر تو اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہی اُس چیز کو جو خدا نے تجھپر حلال کی ہی کیا تو اپنی عورتوں کی خوشنودی چاہتا ہی اور اللہ غفور و رحیم ہی تحقیق کہ خدا نے تمھارے لیئے تمھاری قسموں کا توڑنا مقرر کردیا ہی * * کتاب حیات القلوب کی دوسری جلد کے

۵۵ باب کی روایت کے موافق اِس آیت کے وارد ہونے کا سبب یہہ ہی کہ محمد ایک روز حفصہ کے گھر میں تھا اور ماریہ قبطیہ اُسکی خدمت میں حاضر تھی اتفاقا حفصہ کسی کام کو گئی محمد نے ماریہ سے مقاربت کی جب حفصہ کو اِس بات کی خبر ہوئی تو اُسنے غضبناک ہوکر کہا کہ آیا میری نوبت کے دن میری جگہہ ایک لونڈی سے تو مقاربت کرتا ہی محمد نے شرمندہ ہوکر فرمایا کہ اِس بات سے درگذر ماریہ کو میں نے اپنے اوپر حرام کیا پھر اُسکے پاس نجاؤنگا فقط لیکن چونکہ محمد کا دل نچاہتا تھا کہ ماریہ کو چھوڑدے تو اپنے عہد سے پشیمان ہوکر آیۂ مذکورہ کو وارد کیا تاکہ اُسکے مضمون سے قسم توڑ ڈالنا اُسپر جائز ہو جائے اور اِس طریقہ سے حفصہ کو بھی ساکت کردے * * پر زید جو محمد کا آزاد کیا ہوا غلام تھا اور محمد نے اُسے فرزندی میں رکھا تھا ایک دن محمد اُسے دیکھنے کو اُسکے گھر گیا جوں ہی حجرہ کا پردہ اُٹھایا زید کی جورو زینب پر اُسکی آنکھہ پڑی اُسکے حسن و جمال پر تعجب کرکے دل سے اُسکا مائل ہو گیا اور یہہ کلمات اُسکی زبان سے نکلے * * سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ احسن الخالقین * * جب زید گھر میں آیا تو زینب نے حال بیان کیا زید نے یا تو خوف سے یا اخلاص کے سبب جو اُسے محمد کے ساتھہ تھا زینب کو طلاق دی بعدہ محمد اُسے اپنے نکاح میں لایا چنانچہ کتاب حیات القلوب کی دوسری جلد کے ۵۳ باب میں یہہ قصہ بالتفصیل مذکور ہوا ہی پس محمد نے پھر ایک ایسی آیت وارد کی کہ گویا اُسکے ضمن میں زینب کے نکاح کا حکم خدا کی طرف سے اُسے ملا ہی چنانچہ سورۂ احزاب میں مرقوم ہی کہ * * واذ تقول الذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشیہ فلمّا قضی زید منہا وطرا زوجناکہا لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائہم اذا قضوا منہن وطرا وکان امر اللہ مفعولا * یعنی اُس بات کو یاد کر جو

تو نے کہی کہ جس کسی کو خدا نے انعام دیا ہی اور تو نے بھی اُسکی پرورش
کی ہی اور اُس سے کہا ہی کہ اپنے اپنی عورت کو نگاہ رکھہ اور خدا
سے ڈرتا رہ اور تو اپنے دل میں اُس چیز کو چھپاتا تہا جسے خدا ظاہر
کیا چاہتا ہی اور تو لوگوں سے ڈرتا ہی حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیئے
پس جب کہ زید نے حاجت تمام کی اور اپنی عورت کو طلاق دی تو
ہم نے اُسے تیری زوجیت میں دیا تاکہ مومنین کو اپنے لیپالک کی عورتیں
نکاح میں لینے سے گناہ نہو جب کہ وے حاجت تمام کرکے انہیں طلاق
دی دیں اور چاہیئے کہ خدا کے حکم پر عمل کریں * لیکن آیت کے وارد
ہونے کا اصل سبب یہہ ہی کہ جب محمد نے جانا کہ زینب کا ماجرا
لوگوں میں مشہور ہو گیا اور لوگ اِس سبب سے شک میں پڑے ہیں
کیونکہ اُس زمانہ کے عربوں کی رسم و عادت کے موافق لیپالک کی عورت
کو نکاح میں لینا جائز نہ تہا تو اُسنے زینب کا عشق اپنے دل میں چھپایا
آخرکار جب عشق کا غلبہ ہوا تو عیب چھپانے کو یہہ آیت وارد کی
کہ گویا خدا سے اُسے اذن ملا ہی کہ زینب سے نکاح کر لے اور ظاہر ہی
کہ اگر اِس بات میں کوئی عیب و نقصان نہوتا اور زینب کا نکاح کسی
طرح اُس زمانہ کی عادات و آداب اور حیا کے برخلاف نہ سمجھا جاتا
تو اُسکے حلال ہونے کے لیئے ایسی آیت کے ورود اور ایسے ایک اذن
مخصوص کی کیوں ضرورت پڑی اور اگر اہل عرب اِس معاملہ میں مدنکی
نہ تہے تو محمد نے زینب کی محبت کیوں چھپائی اور کس واسطے لوگوں
سے ڈرا * اب جو کوئی اِن باتوں کی بابت تھوڑی سی بہی فکر کرتا
اسے معلوم و یقین ہو جائیگا کہ یے آیتیں اور یے مقدمے صاف گواہی
دیتے اور ثابت کرتے ہیں کہ محمد کا دل نفسانی خواہشوں سے بہرا تہا
اور ہوا و ہوس ایسی غالب تہی کہ چار عورتوں پر قناعت نکرکے اَور
عورتیں کرنے کو آیات مذکورہ اپنے لیئے ظاہر کیں مگر ایسے پیغمبر کے
حق میں ہم کیا کہیں جو اپنی نفسانی خواہش عمل میں لانے کو اور

اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لیئے دعویٰ کرے کہ خدا نے اپنے احکام سے تجاوز کرنے کا مجھے حکم دیا ہی اور قسم کا توڑڈالنا میرے لیئے جائز رکھا ہی اور بیگانی عورت کا عشق میرے واسطے حلال کر دیا ہی آیا ممکن ہی کہ خدا اپنے حکموں سے عدول کرنے کا اذن دیوے اور قول و قسم توڑڈالنا جائز کردے اور بیگانی عورت کا عشق حلال ٹھہرادے یہہ ہرگز ہونے کا نہیں بلکہ عادل و مقدس خدا سے ایسی بات نسبت دینا کفر کی برابر ہوگا پس درحالیکہ خدا کی جانب سے ایسی باتوں کا ہونا محال ہی تو ظاہر ہی کہ آیات مذکورہ محمد نے اپنی طرف سے کہیں اور بیجا خدا سے منسوب کردی ہیں اور جس صورت میں کہ محمد نے مذکورہ مقاموں میں جھوٹھہ سے الہام کا دعویٰ کیا ہی تو قرآن کی اَور آیتوں کی بابت بھی اُسکے دعویٰ کا کچھہ اعتبار نہیں ہی اور جب ایسا ہی تو یقین ہو گیا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ صرف محمد کا خیال و کلام ہی اور بس * * ای اِس رسالہ کے پڑھنےوالے ہرچند کہ یے باتیں تیری نظر میں ناگوار معلوم دینگی پھر تو غضبناک مت ہو اور جان لے کہ یہہ رسالہ اِس لیئے نہیں لکھا گیا کہ محمد بے دلیل اور بے سبب جھوٹھا ٹھہرایا جاے بلکہ حق حق بھی تھا جو ہم نے بیان کیا اور ہم اپنے تئیں خدا کے روبرو اِس بات کا مدیون جانتے تھے کہ حقیقت کو تجھپر بیان کریں اِس لیئے بیغرضانہ یہہ رسالہ لکھا پس تو بھی غیرت اور طرفداری برکنار رکھکر صاف دل سے دعا مانگ کہ اللہ تعالیٰ نور ہدایت تجھے بخشے اور تو اِس رسالہ کو غور سے پڑھکر انجیل و قرآن کا مقابلہ کرے اُس وقت خدا کے فضل سے تجھے معلوم ہو جائیگا کہ قرآن و محمد کی نسبت جو کچھہ ہم نے لکھا ہی سب حق اور راست ہی *

محمد کی صفات میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ صاحب فہم و فراست اور باریک بین اور دانا اور دنیوی کاموں میں ماہر اور اُسکا ظاہری حال چلن بھی خوب اور پسندیدہ اور فقرا و مساکین پر مہربان اور اپنے یار و

اصحاب اور خویش و اقربا پر صاحب احسان تھا لیکن باطنی اور دلی پاکی سے بیگانہ اور دشمنوں کے حق میں سخت اور کینہ‌ور تھا چنانچہ یہہ آخر صفت آئندہ گزارشوں سے ظاہر و ثابت ہوتی ہی مثلاً غزوۂ بدر سے کچھہ پہلے محمد نے قریش سے بدلہ لینے کو عبداللہ ابن جحش کے تئیں آٹھہ آدمی کے ساتھہ روانہ کیا اور اُسے ایک خط دیکر حکم دیا کہ تیسرے دن اِسے کھولکر پڑھیو جو کچھہ اِسمیں لکھا ہی اُسپر عمل کیجیو عبداللہ نے تیسرے دن وہ خط پڑھا اُسکے مضمون بموجب بطن نخلہ کو جو مکہ و طائف کے درمیان میں ہی روانہ ہوا اور وہاں پہنچکر قریش کے قافلہ کا منتظر رہا چون کہ وہ رجب کا مہینا تھا جو عربوں میں شہر حرام کہلاتا تھا اور عرب کی عادت کے موافق اُس مہینے میں لڑائی منع تھی پس قریش کا قافلہ ویسے ہی جربدہ بے اندیشہ چلا آتا تھا اور شتربانوں کے سوا قریش کے صرف چار اشخاص قافلہ کے ہمراہ تھے عبداللہ نے یہہ حال دیکھکر اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ اپنے بال مونڈوا ڈال تاکہ قریش جانیں کہ یے حاجی ہیں کہ مکہ میں عمرہ کرکے آئے ہیں پس اِس طریقہ سے اُنکو زیادہ‌تر بے اندیشہ کر دیا اور فرصت پاکر اپنے رفیقوں سمیت یکایک اُنپر حملہ کرکے ایک کو تو مار ڈالا اور دو کو اسیر کر لیا اور ایک جسکا نام نوفل تھا بھاگ گیا عبداللہ انکا سارا مال و متاع ضبط کرکے مدینہ کو لوٹ آیا لیکن جس وقت یہہ بات مشہور ہوئی تو نہ صرف قریش بلکہ اکثر محمدی بھی ناراض ہوئے کہ حرام مہینے میں محمد کے حکم سے خونریزی اور لڑائی عمل میں آئی اور اِسی جہت سے محمد نے اُس مال کا خمس لینے سے انکار کیا تاکہ لوگ گمان کریں کہ محمد بھی عبداللہ کے کام سے ناراض ہی مگر تسپر بھی عربستان کے سب لوگ یہان کہتے تھے کہ مسلمان حرام مہینے میں بھی لڑائی اور لوٹ مار کرتے ہیں اور محمد کے خمس نہ لینے سے عبداللہ اور اُسکے رفیق بہت رنجیدہ ہوئے آخرکار محمد نے اُنکے خوش کرنے اور عربوں کی تہمت مٹانے اور اُس

مال کی خمس اپنے لیئے جائز ٹھہرانے کو یہہ آیت نازل کی جو سورۂ بقر میں اِس طرح مرقوم ھی کہ * * یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر و صد عن سبیل الله و کفر بہ و المسجد الحرام و اخراج اھلہ منہ اکبر عند الله و الفتنۃ اکبر من القتل * * یعنی تجھسے پوچھتے ھیں حرام مہینے اور اُس میں لڑنے کی بابت تو کہہ اُس مہینے میں لڑنا بڑا گناہ ھی اور خدا کی راہ کو روکنا اور خدا کا انکار کرنا اور مسجد الحرام سے باز رکھنا اور مسجد الحرام کے لوگوں کو وھاں سے نکال دینا خدا کے نزدیک اُس سے زیادہ بڑ گناہ ھی اور دین سے بچکادینا قتل سے بھی زیادہ ھی * پس اِس آیت کے وارد کرنے سے محمد نے حرام مہینے میں بھی لڑائی حلال کر لی اور اِس طور سے اپنے تئیں تہمت سے بچایا اب یہہ ایک ایسا معاملہ ھی جیسا زینب کا کیونکہ اُسکے حق میں بھی محمد نے ایک آیت اُتارکے اُسکا نکاح اپنے واسطے حلال کرلیا تھا اور منہہ بولے بیٹے کی جورو حرام ھوتا جو عربوں کی عادت تھی منسوخ کردیا تھا * پھر غزوۂ بدر کے بعد محمد نے راستہ میں حکم دیا کہ اسیروں میں سے نضر اور عقبہ کو مارڈالو کیونکہ نضر نے اکثر حقارت کی راہ سے قرآن کو افسانہ و قصص کا مجموعہ کہا تھا اور عقبہ نے ایک دن مکہ میں محمد کو وعظ کہتے وقت مارنے کا قصد کیا تھا مگر ابوبکر مانع ھوا * پھر مدینہ میں مراجعت کر آنے کے بعد عصمہ بنت مروان جسنے محمد کی ھجو کی تھی یا تو محمد کے حکم سے یا اُسکے اِشارہ و آگاھی سے عمیر ابن ادیج کے ھاتھوں رات کے وقت اپنی خوابگاہ میں مقتول ھوئی * پھر غزوۂ بدر کے کئی ایک مہینے بعد کعب ابن اشرف صرف اِس جہت سے کہ بدر کے مقتولوں کی اُسنے تحسین و آفرین کی تھی اور مکہ کے لوگوں کو مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیئے اُکسایا تھا ابونابلہ کے ھاتھوں رات کے وقت مارا گیا اور جس وقت ابونابلہ نے کعب کا سر محمد کے آگے رکھا اُسنے کہا الحمد لله * پھر غزوۂ اُحد کے بعد جب محمد نے دیکھا کہ حمزہ بہت سے زخم

کھاکر مقتول ہوا ہی تو غصہ ہوکر کہا کہ اگر خدا قریش پر مجھے فتح دیگا تو میں بھی اُنکے ستّر آدمی اِسی طرح مجروح و مقتول کرونگا ٭ اور جس وقت کہ محمد نے بنی قریظہ سے محاربہ کرکے انکے قلعوں کا محاصرہ کیا تو وے اِس امید پر کہ قبیلہ اَوس کی منت سماجت کے سبب محمد ہماری جان بخشی کریگا قلعہ سے نکل آئے اور سب نے اپنے تئیں مسلمانوں کے سپرد کیا اور اسیری میں دیدیا اَوسیوں نے اُنکے لیئے محمد کی منت کی مگر محمد نے اُنھیں نہ بخشا اور جواب دیا کہ اِس امر میں سعد حکم دیگا جب کہ سعد سے پوچھا تو اُسنے فرمایا کہ سب کو قتل کرو محمد نے کہا یہی خدا کا حکم ہی اور وے سب کے سب جو سات سو کے قریب تھے شہر مدینہ کے ایک میدان میں قتل ہوئے ٭ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد خیبریوں میں سے ایک شخص جسکا نام سُلم ابن ابی الحقیق اور ابو رافع لقب تھا محمد کے حکم سے اِس طرح مارا گیا کہ محمد نے عبداللہ ابن رواحہ نامی ایک شاعر کو کئی ایک مسلمانوں کے ساتھہ خیبر کو بھیجا تاکہ سلم کی دعوت کرکے کہے کہ تو مدینہ میں محمد کے پاس چل وہ تجھے تیری قوم کا رئیس کردیگا لیکن عبداللہ کو ایک خاص حکم یوں دیا کہ راستہ میں اُسے مار ڈالے اور اُسنے ایساہی کیا ٭ یہ سب گزارشات ڈاکٹر ویل صاحب کی کتاب سے اخذ کرلی گئی ہیں اور اُسنے اُنھیں کتب انسان العیون اور خامس اور سیرت الرسل کتاب سے نکالا ہی اور اِن کتابوں میں یہ گزارشات مفصّل بیان ہوئی ہیں ٭ اب اہل انصاف غور کریں کہ ایسی ایسی باتیں پیغمبر خدا کے لائق ہیں یا نہیں کیونکہ کسی سچے نبی نے ایسے کام کبھی نہیں کیئے ٭ مؤرخین کہتے ہیں کہ ستائیس غزووں میں تو خود محمد شامل تھا اور اُنیس سریہ اُسکے حکم سے کیئے گئے ٭

الحاصل اِس فصل کے ساتھہ اُن باتوں کو ملحق کرینگے جو ڈاکٹر ویل صاحب نے کہ ایک علماے فرنگ میں سے ہی اور عربی زبان سے خوب

واقفیت رکھتا ھی محمد اور خلفا کي گزارشات کے بیان میں عربی کی
معتبر اور قدیم کتابوں سے نکالکر جرمن زبان میں کئی ایک کتابیں تصنیف
کي ھیں اور اُن میں سے ایک میں محمد کي بابت یوں لکھا ھی کہ قرآن
اور عربی کتابوں سے ایسا معلوم ھوتا ھی کہ محمد نے اوائل حال میں گمان
کیا کہ فی الحقیقت خدا نے اُسے بھیجا ھی کہ عربستان میں سچا دین
مقرر کرے اور اُن خواب وخیالات سے جو کبھي کبھی اُسے دکھائی دیئے
اپنے اُس گمان کی تائید پائی غالبا وے خواب و خیالات صرع کي بیماری
سے تھے جو عہد جوانی سے محمد کو لاحق تھي اور بعض مورخین نے اُسے
اغمی کي بیماري کہا ھی چنانچہ کتاب اِنسان العیون میں مرقوم ھی کہ
اِبن اسحاق نے اپنے مشائخوں سے نقل کي ھی کہ نزول قرآن سے پہلے جس
ایام میں کہ محمد مکہ میں تھا نظر بد کے رفع ھونے کا اُسکا علاج کیا گیا
اور جب کہ قرآن نازل ھوا تو پھر اُسکي وھی حالت ھوئی یعني کبھی
کبھی ایک قسم کی بیھوشی مثل اغمی ایک خوف و لرزہ کے ساتھہ اُسکو
ھوئي ایسا کہ آنکھیں بند ھو گئیں اور منھہ سے کف نکلے اور جوان اُونٹ
کي سی آواز دی پھر اُسي کتاب میں عائشہ کے قول سے مرقوم ھی کہ جس
وقت کہ جبرئیل حضرت پر نازل ھوا تو حضرت ایسے بوجھل ھو گئے اور
پیشانی سے پسینا بہہ نکلا اور آنکھیں سرخ ھو گئیں اور بعض اوقات جوان
اُونٹ کی سی آواز دي پھر زید اِبن ثابت سے منقول ھی کہ جس وقت
کہ نبي پر وحی نازل ھوئی تو اُسکا ایسا حال ھو گیا کہ گویا جان کنی کي
نوبت ھی اور بیھوش ھوکر نشہ کی سی حالت ھو گئي پھر ابوھریرہ سے
منقول ھی کہ جس وقت کہ حضرت رسول پر وحی نازل ھوئی ھم میں
سے کوئی آدمي اُسکي طرف نظر بھرکر نہ دیکھہ سکا اُسکا منھہ کف سے بھر
گیا اور آنکھیں بند ھو گئیں اور بعض اوقات اُونٹ کی مانند آواز دي
پس اِن حدیثوں کے مضمون کے موافق شک نہیں ھی کہ محمد کو صرع
کی بیماری تھي کیونکہ یے حالات جو حدیثوں میں محمد کي بابت

منقول ہیں سب اُسی بیماری کی علامتیں ہیں اور پوشیدہ نرہے کہ ایسی بیماریوں کا مریض کبھی کبھی عجیب و غریب خواب و خیال بھی دیکھا کرتا ہی چنانچہ محمد نے رویا اور وحی گمان کیا اور اِسی جہت سے اُسکو یہہ گمان ہوا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں پھر رفتہ رفتہ محمد نے دیدہ و دانستہ اپنے خیال و فکر کو وحی اور کلام اللہ کہا اور اپنے تابعین کو بھی ایسا ہی بتایا اور جس وقت کہ محمد نے مدینہ میں ہجرت کی اور قریش کے جور و ظلم سے رہائی پاکر صاحب اختیار ہو گیا اور قوم کا رئیس و حاکم ہوا اور اُسکے اعمال و احکام سے بھی صاف معلوم و ثابت ہوتا ہی کہ وہ کینہور اور غدّار اور شہوت‌پرست اور اپنے افعال میں داہطلبی تھا اور اگرچہ دانا بھی تھا لیکن پھر ایک کوتہ نظر آدمی و حاکم تھا چنانچہ ابتدائے حال میں تو یہودیوں سے اُسنے جاپلوسی کی اور اُنکی خاطرداری کے لیئے کئی ایک حکم جاری کیئے جیسے نماز میں یروشلیم یعنے بیت المقدس کی طرف منہہ کرنا پھر جب کہ معلوم ہوا کہ یہود دوست نہ بنینگے تو ان احکام کو منسوخ کرکے اُنکا دشمن بن گیا پھر عبداللہ سے ڈرکے بعض کی جان بخشی کی اور اَوروں کو خدا کے حکم کا عذر ٹھہراکے قتل کیا (یہہ اس بات پر اِشارہ ہی جو محمد نے عبداللہ ابن ابیج ابن سلول کی خاطرداری کو بنی قینقو کی جان بخشی کی اور بنی قریظہ کو سعد کے کہنے سے قتل کیا) پھر کبھی تو نکاح کے لیئے ایک حد مقرر کی پھر آپ ہی اُس حد سے تجاوز کیا اور قتل کے مقدمہ میں کہا ہی کہ خدا کا حکم یوں ہی کہ اگر کوئی کسی کو مقتول یا مجروح کرے تو قاتل کو فدیہ دینا چاہیئے بشرطے کہ مقتول یا مجروح کے اقربا راضی ہوں لیکن چور کے ہاتھہ قطعًا کاٹے جاوینگے ٭ ٭ جس وقت مشکلیں پیش آئیں تو اَوروں سے صلاح لی اور اپنی عقل چھوڑکر اُنکی صلاح پر کام کیا چنانچہ غزوۂ اُحد میں اپنی رائے کے خلاف لڑنے کے لیئے ظاہر کیا یعنے وہ خود تو یہہ چاہتا تھا کہ مدینہ ہی میں رہکر لڑیں لیکن اُسکے بعض تابعین نے خصوصًا اُن

لوگوں نے جو غروہء بدر میں شریک تھے اسکی صلاح قبول نکی اور غزوہء خندق میں اُسنے تو صلح کرنا چاھا لیکن سعد ابن عبادہ اور سعد ابن معاذ مانع ھوئے اور جنگ طائف میں محمد نے اپنے لشکر کی خواھش بموجب حملہ کرنے کا حکم دیا اگرچہ بعض روایات کے موافق جانتا تھا کہ حملہ کرنا بیفائدہ ھوگا (سعد کے ساتھہ صلاح کرنے کی تفصیل اِس منوال پر ھی کہ محمد نے چاھا تھا کہ بني غنفان کو مدینہ کے ثلث خرما دیکر صلح کرلیں لیکن جس وقت سعد ابن عبادہ اور سعد ابن معاذ کو جو اھل اَوس و خزرج کے رئیس تھے اِس بات سے آگاہ کیا تو وے بولے کہ اگر تم یہہ کام وحي الٰھي کے بموجب کرتے ھو یا اگر اپنا خاص حکم دیتے ھو تب تو اطاعت ھمپر لازم ھی اور اگر ھماري خاطرداری کے لیئے ایسا کرنا چاھتے ھو تو مت کرو محمد نے جواب دیا کہ اگر خدا حکم دیتا تو میں تمسے صلاح نکرتا خدا کي قسم یہہ تو میں نے ھی تجویز کیا ھی تاکہ دشمنوں میں پھوٹ پڑجاے مگر سعد اِس بات پر راضي نہوا اور اِسي طرح غزوہء بدر میں بھي محمد نے اَوروں کي صلاح پر عمل کیا یعنے محمد نے چاھا تھا کہ مدینہ کي جانب والے کنوئیں پر اپنا لشکر اُتارے لیکن خباب نے کہا کہ اگر خدا نے اِسي جگہہ اُترنے کا حکم دیا ھی تب تو البتہ آگے نہیں بڑھہ سکتے اور جو صرف اپنی ھي صلاح ھی تو بہتر یہہ ھی کہ اُس کنوئیں پر چلکر اُتریں جو سب سے آگے بڑھکر ھی پس ایسا ھي کیا * پھر محمد کی کوتہ نظری اور ضعف کي ایک بڑی دلیل یہہ ھی کہ خلافت کي بابت کچھہ حکم ندیا اور اِسلام کي سلطنت برآرہ چلایا اور ممکن ھی کہ اِس معاملہ میں وہ خود بھي مردد تھا دل تو اُسکا اپني بیٹي کے شوھر علي کو چاھتا تھا لیکن عقل کا تقاضا یہہ تھا کہ حکومت کي لیاقت ابوبکر میں زیادہ ھی اِسي حیص بیص میں موت آگئي اور یہہ امر بے بندوبست رہ گیا * * اور مکہ میں نبوت کا دعوی کرنا اِتنا مشکل نہ تھا کیونکہ محمد کي تعلیم اھل مکہ کي بت‌پرستي کي نسبت بہت اعلی

تھي علاوہ برین محمد خوش اخلاق اور فصیح کلام اور فقرا اور غلام وغیرہ پر مہربان تھا چنانچہ اِس وسیلہ سے بھي لوگوں کا دل اُسکی طرف کھنچ گیا اور مدینہ میں اُسکي حکومت ہونے اور تابعین کے بڑھنے کا اصل سبب یہہ تھا کہ بنی آوس اُسکے رشتہدار تھے اور وہ اپنے تابعین کو غنیمت اور بیت المال کي امید بھی دلاتا تھا اور عرب کی قومیں بھی باہم اتفاق نرکھتي تھیں اور محمد زیرک اور باریک بین تھا پھر یہہ کہ مخالفوں کے دفع اور قتل کرنے یا اُنمیں پھوٹ ڈالنے کے لیئے ہر ایک طرح کا وسیلہ و بہانہ اُسے پسند تھا اور اُسکی زیرکی و بہادري ایک اِس امر خاص میں بھی کہ ہر ایک چیز اور قریب و بعید کے ہر ایک احوال سے اپنے تئیں آگاہ کیا اور ناگہاں دشمنوں پر جا پڑا اور حملہ کیا چنانچہ صرف جنگ طایف میں اپنے تابعین اور لشکر سے اپنا مطلب و مقصد آگے سے بیان کردیا تھا اور اِن سببوں سے ایسا اتفاق پڑا کہ محمد کے آخر زمانہ میں اگرچہ عرب کے دور دور اضلاع کے لوگ اُسکے مطیع ہوئے پھر مدینہ میں اُسکي حقارت کرتے تھے (یہہ بات غزوہٴ طایف کا اِشارہ ہی جو ہجرت کے نویں برس واقع ہوا اور محمد کے بہت تابعین اِس لڑائي سے ناراض ہوئے اور محمد کی عدول حکمي کرکے لشکر کے ساتھہ شامل نہوئے اور بعض تو مثل عبداللہ ابن ابیي کے اپنے لشکر سمیت پھر گئے) اور یہہ بات کہ اکثر عرب نہ دلی اعتقاد سے بلکہ صرف ڈر کے مارے محمد کے تابع ہو گئے تھے عایشہ کے اِس قول سے بھي معلوم ہوتی ہی کہ اُسنے کہا ہی کہ جس وقت محمد نے وفات پائی تو عرب برگشتہ ہو گئے اور یہود و نصاریٰ نے سرکسی کی اور منافقوں نے اپنا نفاق ظاہر کیا اور مسلمان ایسے سرگردان رہے جیسے جاڑوں کي رات میں گلہ آخر کار ابوبکر نے انھیں پھر جمع کیا اور ابوعبیدہ نے بھی نقل کی ہی کہ جس وقت محمد کي وفات کی خبر مکہ میں پہنچی اکثر اہل مکہ نے اِرادہ کیا کہ محمد سے اور اِسلام سے منحرف ہو جائیں چنانچہ اطّاب جو اُن ایام میں مکہ کا رئیس تھا کئی دن تک گھر سے باہر

نہ نکل سکا لیکن ابوبکر اور عمر کے عہد خلافت میں کہ لشکر اِسلام کي فتح پر فتح ہوئی تو اِسلام کي سلطنت قائم اور پایدار ہو گئی اور دین محمدی مشہور و مستحکم ہوا تب تو وے قصور و نقصان اور سہو و نسیان جو محمد سے ہوئے تھے ان فائدوں کے سبب جو عربوں نے محمد اور اُسکي تعلیم سے حاصل کیئے تھے چھپ گئے اور خلفا اور محمد کے تابعین فتح کے سبب نہ دشمن کے ضعف و اختلاف میں اور نہ سرداروں کي حکمت و فراست میں اور نہ لشکر کي بہادری میں جانتے تھے اگرچہ فتحیابی کے اصل سبب یہي تھے لیکن اُنکو یہہ گمان ہوتا تھا کہ یہہ فتحیابی صرف اِس جہت سے ھی کہ خدا محمد اور محمدیوں پر مہربان ھی اور اِسی لیئے عرب کے متحمند لشکر کے خیال میں محمد ایسا اعلیٰ و افضل معلوم دیتا تھا کہ اُنھوں نے اُسے ایسا عالي مرتبہ جانا کہ گویا وہ ساري مخلوقات کا افضل اور کل کائنات کا مالک اور جمیع انبیا سے برتر اور مومنین کا شفیع اور پاک و معصوم اور صاحب معجزات تھا اگرچہ قرآن میں ایسي صفات کا اِشارہ بھي نہیں ھی لیکن پہلے خلیفوں کو بخوبی معلوم تھا کہ محمد کی اِس تعظیم و تکریم سے بڑا مطلب نکلیگا اور بہت فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ وے جانتے تھے کہ اہل عرب جتني محمد کی تعظیم و تکریم کرینگے اور جس قدر کہ قرآن و محمد پر اُنکا اعتقاد بڑھیگا اُتناھي وے لوگ بخوشي تمام جنگ و جہاد پر قوی دل ہوینگے اور جان دینے سے بھي دریغ نکرینگے چنانچہ لشکر اِسلام کی فتح کا بڑا سبب یہي تھا کہ قرآن کي اُن آیتوں پر جنکے ضمن میں جہاد کا حکم آیا اور مقتولوں کو رتبہء شہادت اور بہشت کي نعمتوں کا وعدہ دیا گیا ھی اُن لوگوں کو ایک اعتقاد اور اعتماد تھا *

پانچویں فصل

دین اسلام کے مشہور و معروف ہونے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ علاوہ اُسکے جو فصل گذشتہ کے آخر میں دین اسلام کے پھیلنے کی بابت بیان ہوا ہی محمد نے اپنے کلام میں فصاحت و بلاغت اور شیرینی عبارت بھی خرچ کی کہ لوگوں کا دل پھیرکر اپنا مطیع کر لے اور کئی عورتیں کر لیئے اور پھر سے حرم و قصور انہیں طلاق دی دینے کا قاعدہ نکال کر اور بہشت میں نفسانی عیش و عشرت حاصل ہونے کا وعدہ کرکے اپنا دین عربوں کو پسند کروانے میں بڑی کوشش کی اور اُسکے سواے قدیم عربوں کی عادت اور کتب عہد عتیق و جدید کی بعضی گزارشات اور کچھہ یہود کی احادیث سے بھی اخذ کرکے اپنی کتاب میں لکھا دیا کہ اِس طریق سے اپنا دین رائج کرکے خلق کو قبول کرواے اور اپنی امت کو صرف تھوڑی سی ظاھری باتوں کی ھدایت کی مثل غسل و طہارت اور حج و روزہ اور خمس و زکوہ اور نماز اور کلمہ لااله الاالله محمد رسول الله کا زبان پر جاری کرنا اور دین کے لیئے جنگ و جہاد کرنا و علی ھذالقیاس اور حکم دیا کہ بت‌پرستی اور قتل و زنا اور ظاھر کے بُرے کاموں سے کنارہ کریں جب محمد نے اِس طرح پر چند آدمی کو اپنا مرید کیا اور پھر مکہ میں نرہ سکا اور مدینہ والوں اور اھل مکہ کی باھم دشمنی ہونا اُسے معلوم تھا اور یہہ بھی سمجھہ گیا تھا کہ مدینہ کے لوگ میری طرف مائل ہیں پس مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ کو چلا گیا جاننا چاہیئے کہ تیئن برس میں صرف دس بارہ آدمی محمد پر ایمان لائے تھے اور تیرھویں سال جو ھجرت کا پہلا سال تھا محض سو اشخاص اھل مکہ سے اور چھتر آدمی اھل مدینہ سے اس پر ایمان لائے تھے اور جب کہ اُسکے تابعین مدینہ میں بڑھہ گئے اور محمد کو دشمنوں سے لڑنے اور بدلہ لینے کی طاقت

حاصل ہو گئی تو بے تامل جہاد کی آیت وارد کرکے لڑنا شروع کر دیا اور قریش کے قافلوں کی لوٹ مار کی اور بدر کی لڑائی میں اُن پر غالب ہوکر صاحب لشکر بن گیا اور جن لوگوں نے کہ اُس سے برخلافی کرکے اُسکی اطاعت میں سہل انگاری کی اُنھیں قتل کیا جیسا کہ گذشتہ فصل میں بیان ہوا پس ایسا حال دیکھہ کر بہت سے لوگ عزت و دولت حاصل کرنے کی اُمید میں اُسکے جھنڈے تلے آگئے اور اُسکے تابعین روز بروز بڑھا کیئے اور اَور لوگ جو مقابلہ و مجادلہ کی طاقت نرکھتے تھے وے اِس خوف کے مارے کہ مبادا ہمارا مال و اسباب بیت المال میں ضبط ہوے اور لڑکے بالے اسیر ہو جائیں اور مفت جان جاتی رہے بضرورت اُسکی رسالت کے قائل ہو گئے مثلا جس وقت کہ آٹھویں سال ہجری میں محمد اپنے لشکر کے ساتھہ مکہ کے نزدیک پہنچا اور عباس نے ابوسفیان کو جو مکہ کے رئیسوں میں سے تھا محمد کے آگے حاضر کیا تاکہ اسکی جان بخشی کرے محمد نے ابوسفیان سے پوچھا کہ اب تو یقین لانا ہی کہ میں رسول الله ہوں اُسنے جواب دیا کہ یوں تو ماں باپ سے زیادہ تو مجھے عزیز ہی لیکن رسالت کی بابت ابتک میرے دل میں شک ہی عباس نے جھڑک کر اُس سے کہا افسوس تجھپر تو مسلمان ہو اور قبل اُس سے کہ تیرا سر کاٹا جاے کلمہ پڑھ کہ لا اله الا الله محمد رسول الله یہہ بات سنکر ابوسفیان ایمان لایا اور اِس طریقہ سے مسلمان ہوا اور محمد نے اُسکی جان بخشی کی چنانچہ یہہ قصہ کتاب سیرت الرسل میں مفصل مرقوم ہی اور جس طرح کہ ابوسفیان بخوف جان مسلمان ہو گیا اُسی طرح مالک ابن عوف کو جو لشکر عرب کا سردار تھا اور حنین کی لڑائی میں محمد سے لڑا تھا محمد نے بخشش و ریاست کا وعدہ دیکر مسلمان کیا اِس تفصیل سے کہ بعد ازآنکہ حنین کی لڑائی میں مسلمانوں نے عرب کے لشکر پر فتح پائی اور عرب کا سردار مالک ابن عوف بھاگ کر طائف کو چلا گیا محمد نے اپنے تابعین میں سے ایک شخص بھیجکر اُسے کہلا بھیجا کہ اگر تو مسلمان

هو جائيگا تو جو کچهه لڑائی میں تیرا مال ضبط هو گیا هی تجهے پهیر دونگا اور اِسکے سوا سو اونٹ اَور انعام دونگا مالک محمد کے پاس آکر مسلمان هو گیا محمد نے اُسے سواے بخشش مذکورہ کے بعض قوموں کا جو مسلمان هو گئے تهے سردار بهي کر دیا * پهر ایک روز ایک محمدی اور ایک یهودی لڑتے هوئے محمد کے حضور گئے اُسنے یهود کا حق ٹهہرایا محمدی راضي نہوکر عمر کے پاس گیا عمر جب صورت حال سے آگاہ هوا تو بولا ایک ذرا صبر کر اور اندر جاکر اپنی تلوار باهر لے آیا اور محمدی کا سر کاٹ ڈالا اور کہا کہ جو لوگ خدا و رسول کے مطیع نہوں اُنکی یہہ سزا هی چنانچہ تفسیر جلال الدین میں سورۂ عمران کي ۵۸ آیت کے بیان میں یہہ قصّہ مرقوم هی * پهر اهل مکه نے بهی محمدي دین اِس راہ سے قبول کیا کہ محمد نے هجرت کے بعد اُنسے لڑنا شروع کرکے بدر وغیرہ میں قریش پر فتح پائی آخر الامر آٹهویں سال هجری میں دس هزار لشکر سے یکایک مکه پر آگیا قریش لڑائي کے لیئے کچهه آمادہ نہ تهے اِس سبب سے محمد نے آسانی کے ساتهه مکه کو فتح کر لیا اور فتح کے بعد اهل مکه میں سے کئی ایک آدمی کے حق میں جنهوں نے اُسکی هجو کی تهی قتل کا حکم دیا اور بعضوں کی جان بخشي بهي کي اور اب کہ قریش کو لڑائي کا قابو نرها تو اطاعت اختیار کرکے دین محمدی قبول کر لیا چنانچہ یہہ سب بات تواریخ کی کتابوں میں اور حیات القلوب کی ۲ جلد کے ۲۳ باب میں بهی جو مکه کے فتح کے بیان میں آئی هی تفصیلا مسطور اور مذکور هوئی هی * * اور یہہ بات کہ اصحاب و انصار اور اَور تابعان محمد غنیمت اور بیت المال کي فکر میں رها کرتے تهے محمدی تواریخ سے صاف معلوم هوتی هی اُن میں سے ایک گزارش یہاں بیان کي جاتی هی مثلاً حنین اور اوطاس کی لڑائی میں جو مکه کی فتح کے چند روز بعد واقع هوئي محمد کے لشکر نے دشمنوں کے زن و فرزند اور مال و متاع کو بہت لوٹا جب لڑائی کے بعد بني هوازن مطیع هو گئے تو محمد سے عرض کیا کہ همارے

زن و فرزند اور مال و متاع پھیر دو محمد نے جواب دیا کہ میں نے اپنا حصہ اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تمھیں بخشا مہاجرین اور انصار نے بھی یہہ بات سنکر ایسا هي کیا فقط ایک بنی تمیم اور فصارہ نے انکار کیا لیکن جب محمد نے اُنسے وعدہ کیا کہ کسی اَوْر لڑائی میں اِس سے چھہ گونہ تمکو دیا جائیگا تو وے بھی پھیر دینے پر راضی هو گئے پھر جب محمد نے مال و متاع بانٹنے میں دیر کی تو مسلمان اپنے دل میں ڈرے کہ ایسا نہو محمد یہہ مال بھي پھیر دے سو اپنا حصہ اُنھوں نے ایسي تندی و هجوم سے مانگا کہ محمد کی قبا لے لي اور محمد نے اپنے تئیں ایک درخت کے پیچھے چھپایا جب وے ذرا ساکت هوئے تو اُن سے کہا کہ لوگو میری ردا مجھے دی دو و اللہ اگر تم اِس قدر چوپائے لوٹ میں لائے هو جو شمار میں ملک تہامہ کے درختوں کے برابر هوں تب بھی میں تم سے دریغ نہ کرونگا و واللہ میں نے بیت المال میں سے خمس سے زیادہ کبھی کچھہ نہیں لیا اور همیشہ تمھارے هی لیئے خرچ کیا هی بعدہ سب مال تقسیم کرکے اپنے خمس میں سے سو اُونٹ اور چالیس اوق نقرہ ابوسفیان کو دیا اور اِسی قدر اُسکے بیٹوں یزید و معاویہ کو بھی دیا اور حکیم ابن حسام اور حارث ابن حسان اور سہیل ابن عمرو اور صفوان ابن اُمیہ وغیرہ کو بھي سو سو اُونٹ اور اَوْروں کو پچاس پچاس اور چالیس چالیس اُونٹ دیئے اُن میں سے شاعر عباس ابن مرواس ایک شخص تھا کہ وہ پچاس اُونٹ پر راضی نہوا تو اُسے پچاس اَوْر دیئے لیکن انصار اِس بات سے بہت ناراض هوئے کہ قریش اور اَوْر لوگوں کو جو انصار میں سے نہ تھے اِتنا اِتنا دیا چنانچہ انصار میں سے ایک نے کہا کہ واللہ یہہ بڑے تعجب کی بات هی کہ هنوز هماري تلواروں میں سے قریش کا خون سوکھا بھی نہیں هی اور محمد غنیمت کا مال اَوْروں کو بخشے دیتا هی اگر خدا کا حکم یہي هی تب تو همیں صبر کرنا چاهیئے اور اگر رسول اللہ اپنی خواهش سے ایسا کرتے هیں تو فرماویں کہ همنے کیا قصور کیا هی جو همکو

آگ کر دیا محمد نے یہہ بات سنکر انصار کو بلایا اور کہا کہ کیا تم ضلالت میں نہ تھے اور میرے وسیلہ سے ہدایت پائي اور کیا تم مسکین نہ تھے اور میرے ذریعہ سے دولتمند ہوئے الخ چنانچہ یے گزارشیں کتاب سیرت الرسول اور کتاب خامس میں مفصل مرقوم ہیں اور آخر کتاب میں کہا ہی کہ تین قسم کے لوگ تھے جنہیں محمد نے چاہا کہ بخشش اور انعام سے اُنکے دل اپنی طرف کھینچ لے بعض کو تو اِس قصد سے کہ وے مسلمان ہو جائیں مثل صفوان اِس اُمید کے کہ اُس وقت تک مسلمان نہوا تھا اور بعض کو اِس مراد سے کہ وے اسلام میں قائم ہو جائیں مثل سفیان ابن حربس کے جو بکراہیت مسلمان ہوا تھا اور بعض کو اِس اِرادہ سے کہ شرارت سے باز رہیں مثل ابینیہ اور اقراء اور عیاص ابن مرواس * * خلاصہ محمد نے اپنی زندگی میں ایسے ہی وسیلوں سے عربستان کے اکثر ملکوں میں دین جاری کیا اور اُسکے مرنے کے بعد خلفا بھي اِسي طرح پر دین اسلام کے پھیلانے میں متوجہ ہوئے اور اَور ولایتوں پر لشکر کشي کرکے تلوار کے زور سے دین اِسلام کی حقیقت ثابت کي اور لوگوں کو بجبر قرآن کے حکم میں لائے مثلاً ابوبکر نے تخت خلافت پر بیٹھکر ذوالقصہ میں لشکر اِسلام جمع کیا اور گیارہ سردار مقرر کرکے روانہ کیئے تا کفار اور منحرف لوگوں سے لڑیں اور اُن میں سے ہر ایک کو ایک حکم نامہ دیا کہ پہلے یہہ نامہ کفار کو پڑھہ سنایا اور اُس حکم نامہ میں اَور مطالب کے سوا یہہ بھي لکھا تھا کہ جو کوئی نامہ کو مانے اور اِسلام کا معتقد ہو اُسکی حمایت کرنا اور جو لوگ اِنکار کریں اُن سے لڑنا تاکہ خدا کی راہ میں آجائیں اور منحرف لوگوں پر کسی طرح رحم مت کرنا بلکہ اُنہیں آگ میں جلا دینا اور ہر طرح قتل کرنا اور اُنکے زن و فرزند کو غلام بنانا پس جو شخص کہ ضرب شمشیر کی دلیل پر سکوت اختیار کرتا تو بہتر ورنہ گردن مارا جاتا تھا یا اسیر ہوکر خدمت میں رہتا تھا چنانچہ اِنہیں وسیلوں سے اِسلام کا جھنڈا مشرقی ولایتوں اور شہروں میں بلند ہوا اور ہنوز

هجرت سے ایک سو برس نگذرے تھے که عربستان و ولایت شام و ایران و مصر اور بعضی روم کی ولایت نے بھی سپاہ عرب سے مغلوب هوکر محمد کا دین قبول کیا چنانچه تاریخ دانوں پر روشن و آشکار هی مثلا اهل ایران نے دین محمدي اِس طریق سے قبول کیا که جب عمر کي خلافت هوئی تو اُسنے عرب کے لشکر کو یه حکم دیکر ایران پر بھیجا که اگر اهل ایران دین محمدي کو بخوبی وخوشي قبول کرکے مطیع هو جائیں تو بهتر ورنه اُن سے محاربه و مقاتله کرکے اُنهیں بجبر قرآن کا معتقد بناوں جب ایرانیوں نے دین اِسلام قبول کرنے سے اِنکار کیا تو عرب کے لشکر نے لڑائي شروع کردي تین دفعه تو سپاہ عرب ایرانیوں سے مغلوب هوئی مگر چوتھي دفعه اُن پر غالب هوکر رود فرات کے گرد نواح کا ملک اپنے قبضه میں کر لیا بعد اِس واقعه کے جب یزدجرد ابن شهریار جو ملوک ساسانیه کا آخري بادشاہ تھا ایران کا تخت نشین هوا تو سعد ابن ابی وقاص نے جو لشکر عرب کا سردار تھا یزدجرد کے پاس اِس مطلب سے ایلچي بھیجا که دین محمد کے قبول کرنے کي اُسے هدایت کریں اگر قبول نکرے تو لڑائي کا پیغام دیں یزدجرد نے ایلچی کي باتوں پرکچھه توجهه نکي بلکه اُسکے پیغام سے اَور ناخوش هو گیا اور لڑائي کي طیاری کا حکم دیکر بهت سي سپاہ جمع کی دونوں طرف کي فوجیں مقام قادسیه کے نزدیک مجتمع هوئیں جب فریقین کا مقابله هوا اور ایران کا لشکر شکست کھاکر بھاگا اور کاویاني درفش عربوں کے هاتھه لگا اور سنه ٢١ هجري میں نهاوند کے میدان میں شهر همدان کے نزدیک لشکر عرب نے سپاہ ایران کو پھر شکست دیکر ساری ایران پر قبضه کر لیا اور یزدجرد مرو کی طرف بھاگ گیا اور اُسي شهر کے نزدیک ایک آسیابان کے هاتھه سے مارا گیا اور اِس منوال سے ایران کا سارا ملک خلفا کے زیر حکم هو گیا اور دو سو برس تک اُس ملک میں عربوں کي حکومت رهي اِس عرصه میں اکثر ایرانیوں نے خلفا کے خوف اور اُنکے لشکر کي دهشت سے لاچار هوکر عربوں کا دین قبول کر لیا اور جن لوگوں

نے سرکشي کرکے محمدی دین قبول کرنے میں پس و پیش کیا وے لوگ یا تو عربوں کے هاتهه سے قتل هوئے یا جلاوطني اختیار کرکے بلوچستان اور هندوستان کو بهاگ گئے چنانچه اِن ملکوں میں ابتک اُنکي نسل باقی هی که زردشتي اُنکا مذهب هی اور گبر کہلاتے هیں اور جیسا که سعد نے لشکر کي مدد سے اهل ایران کو مطیع کیا ایسے هی خالد اور معاویه نے شام کا ملک اور عمرو ابن العاص نے مصر کا ملک عمر کے عهد خلافت میں فتح کرکے وهاں کے لوگوں کو محمدی دین میں کر لیا *

پوشیده نرهے که هجرت سے پہلے تهوڑے سے لوگ محمد کے مطیع تهے جیسا که مذکور هوا اور اکثر وقت قریش و یهودي اور مسیحی محمد کے ساتهه مخالفانه گفتگو کیا کرتے تهے اور اُسکي رسالت کا ثبوت طلب کرتے تهے جیسا که قرآن کي مذکورة الصدر آیتوں سے ظاهر هی اور سورة الحجر کي اوائل آیتوں سے بهی معلوم هوتا هی که اهل مکه محمد کو مجنون کہا کرتے تهے چنانچه مرقوم هی که * * قالوا یا ایها الذی نزل علیه الذکر انک لمجنون * * پهر سورة الانبیا کے بموجب مفهوم هوتا هی که اهل مکه نے کہا که قرآن ایک خواب هي اور محمد نے اُسے آپ بنایا اور شاعروں کی مانند خوب بندش کی هی چنانچه مرقوم هي که * * بل قالوا اضغاث احلام بل افتریه هو شاعر فلیاتنا بآیة کما ارسل الاولون * * لیکن جب محمد نے مدینه کی طرف هجرت کي اور وهاں لشکر جمع کر لیا اور قریش پر غالب هوکر مکه بهی فتح کیا اُس وقت اکثر عربوں نے لاچاری سے دین محمد کو قبول کیا اور درحالیکه محمد نے اپنا کام اِس مرتبه کو پہنچایا تو پهر کسی کو اُسکي مخالفت اور رسالت کی بابت حجت و مباحثه کی طاقت نرهی کیونکه لشکر کی کثرت و قوت کے سوا محمد کو اُسکے کہنے بموجب خدا کي جانب سے بهي جهاد کا حکم نازل هوا تها چنانچه جهاد و قتال کی بعض آیتیں سابقا مذکور هوئیں که اُنکے معنی کی نسبت بے ایمانوں پر قهر و غضب کرنا جائز اور فرض هوا پس جاهلوں نے محمد

کو قبول نکیا یا اُسکے خلاف بر بات چیت کی تو شمشیر سے اُنکا جواب
دیا گیا اور خلفا و سلاطین بھی اُس وقت سے ابتک اِسی قانون پر چلتے
رهتے هیں چنانچه اب بھی اگر کوئی شخص محمدی ملکوں میں قرآن کے
خلاف و باطل هونے کی بابت مسلمانوں سے کچھه گفتگو اور رد و بدل کرے
تو اهل اِسلام اُسے قتل کرتے هیں اِس لیئے محمد کے زمانه سے آج تک
کسی سے نہوسکا که محمدیوں کے ملک میں بی خوف و هراس هوکر قرآن
کی تشخیص کرے که آیا سچ هی یا خلاف اور ممالک اِسلام میں یهه بھی
ممکن نہیں هی که کوئی شخص قرآن اور محمد کا غیر حق هونا دریافت
کرکے بے دغدغه اُسے ظاهر و بیان کرے اور دین اِسلام سے برگشته هوکر دوسرا
دین قبول کرے کیونکه قرآن کا حکم یهه هی که جو شخص دین محمدی سے
پھر جاے اُسے بے تامل قتل کریں * * مگر ظاهر هی که حقیقت اور
حقیقت تلوار کے زور سے ثابت نہیں هوتی اور آدمی کو جبر سے اُس
درجه پر پہنچانا محال هی که وه دل سے خدا پر ایمان لاے اور دل و جان
سے اُس سے محبت رکھے بلکه جبر و ظلم تو دلی ایمان کو آڑ روک دینا
هی پس دین کی راه میں جبر ظلم و جهاد نرا ناقص کام اور واضح دلیل
هی که وه دین خدا کی جانب سے نہیں بس دین اِسلام کی شهرت اور
پھیلنا که بزور شمشیر هوا هی یهه بھی ایک دلیل هی که یهه دین خدا کی
جانب سے نہیں هی جاننا چاهیئے که دین مسیحی اِس طرح نہیں پھیلا
هی چنانچه اُسکے مشهور هونے اور پھیلنے کا سارا حال اِس کتاب کے دوسرے
باب کی ساتویں فصل میں هم نے ذکر کیا جو کوئی اُس مقام کی طرف
رجوع کریگا خوب سمجھه لیگا که اِس بات میں بھی انجیل کو قرآن پر
فوقیت هی *

اِسلام کے بعضے علما اُس جدال و قتال کو جو بنی اسرائیل نے کنعانیوں
کے ساتھه کیا اور داؤد کے غزوات کو درمیان لاکر کہتے هیں که جیسا
کنعانیوں کا قتل کرنا بنی اسرائیل کو جائز و حلال تھا اِسی طرح دین

محمدی میں بھي جہاد جائز ہوا لیکن ایسا دعوی صرف توریت کے
مطالب کي بیخبري کے سبب سے ھی کیونکہ خدا نے توریت میں بني
اسرائیل سے یہہ نہیں کہا تھا کہ پہلے اُنھیں ایمان کي خبر کرو پھر اگر
نمانیں تو قتل کرو بلکہ خدا کا حکم یہہ تھا کہ اُنھیں اُنکے بیشمار گناھوں
کے سبب سے عموما قتل کرو پس بنی اسرائیل کي لڑائي کا مدعا یہہ نہ
تھا کہ کنعانیوں کو ایمان پر لاویں بلکہ وہ ایک غضب الٰہی تھا جو خدا نے
بنی اسرائیل کے واسطہ سے اُنکے بد اعمال کی سزا میں اُن پر نازل کیا تھا
چنانچہ موسیٰ کی ۵ کتاب کے ۷ فصل کی ۱ــ۵ آیت اور ۲۰ فصل کی ۱۴
و ۱۷ و ۱۸ آیت اور ۹ فصل کی ۴ و ۵ آیت میں اور پھر موسیٰ کي ۳ کتاب
کے ۱۸ فصل کي ۲۴ــ۲۸ آیتوں میں مرقوم ھی اور اِسي طرح داؤد کي
لڑائیاں بھي دین کي راہ میں نتھیں بلکہ بادشاھوں کي مانند اپني سلطنت
قائم کرنے کو دشمنوں سے لڑتا تھا * * بالجملہ ان مطالب اور اُن دلیلوں
سے جو اِس باب میں قرآن و محمد کی بابت مذکور ھوئیں بالتمام ظاھر
ھوا کہ قرآن کے معني میں اور محمد کی صفات میں وے نشانیاں ھرگز
نہیں پائي جاتیں جو اِس کتاب کے دیباچہ میں اور تیسرے باب کے
اوائل میں کلام الٰہی اور سچے پیغمبر کی تصدیق کے لیئے ھم نے ذکر کي
ھیں اور اِس باب میں جو دلائل مرقوم ھوئیں اُنسے بھي بے شک و شبہ
معلوم و یقین ھو گیا کہ محمد کا خدا کی طرف سے آنا محال اور قرآن کا
کلام الٰہي ھونا غیر ممکن ھی *

لیکن اگر کسي محمدي کے دل میں یہہ خیال آوے کہ درحالیکہ دین
اِسلام سچ مچ خلاف ھی تو خدا نے اُسکے شہرت پانے اور اب تک برقرار رہنے
کو کیوں نہ روکا اِسکا جواب یہہ ھی کہ بت‌پرستي کا دین باوجودیکہ محمد
کے دین سے پُرانا اور شمار میں جوگنے ھی اور اُسکا غیرحق ھونا بھي سب
عقلا پر اظہر من الشمس ھی تو بھي خدا اُسکے ظاھر ھونے اور پھیلنے اور
اب تک قائم رہنے کا مانع نہیں ھوا پس ظاھر ھی کہ کسي دین کا ظاھر ھونا

اور برقرار رهنا اُسکي حقیت کي دلیل نہیں هوتا لیکن اِس صورت میں
که خدا نے اپنی معرفت کے بموجب مصلحت جانا که عالم کے فرقوں اور
قوموں کے تغیّر و تبدّل کا مطلب اور سبب هر وقت بیان کرے تو اِسي
سبب سے آدمي اکثر اوقات امور الهي اور گردش ایام کے درک و دریافت
میں حیران رهتا هی خلاصه اِسي باتوں کے بهید خدا هي جانتا هی اور
بس هاں انجیل کے کلام بموجب اِتنا کہه سکتے هیں که خدای تعالیٰ دین
محمد کے ظاهر هونے اور پهیلنے کا دو سبب سے مانع نہوا اوّلاً یهه که اِس
طریق سے عربستان اور شام و مصر وغیره کے مسیحیوں کو جو محمد کے زمانه
میں انجیل کے طریقه سے دور پڑگئے تهے تنبیهه کي جاے تاکه اَور زیاده دور
و مهجور نہوں ثانیاً یهه که جهان میں بت‌پرستي کا دین زیاده مشہور اور
دو باره زورآور نہو جاے لیکن معین وقت میں اور جب مسیحي لوگ
پهر سچے ایمان کی طرف رجوع لاوینگے اور اکثر اُن میں سے انجیل کے
گرویده هوکر اُسکے حکم پر چلینگے تب خداے تعالیٰ اِس تنبیهه کو اُٹها لیگا
اور ان وعدوں کے بموجب جو خدا نے کتب عهد عتیق و جدید میں
خصوصا یشعیاه کے ۶۰ باب کي ۶ و ۷ آیتوں میں اور ۱۹ باب کي ۲۳ و ۲۴
و ۲۵ آیتوں میں کیئے هیں آخر زمانه میں اکثر محمدي مسیح پر ایمان
لاکر مسیحي جماعت میں مل جائینگے اور یشعیاه کے دوسرے باب کي پہلی
آیت سے ۵ تک اور ۴۹ باب و ۶۰ باب میں مفصل مرقوم هی که آخر الامر
انسان کا تمام سلسله کیا بت‌پرست کیا محمدی اور کیا یهودی مسیح پر
ایمان لاکر جانینگے که راه اور حقیقت اور حیات صرف وهي هی اور بس
اور اُس وقت مسیح کا وه قول پورا هوگا جو اُسنے یوحنا کے ۱۰ باب کی
۱۶ آیت میں فرمایا هی که ایک گله اور ایک گلهبان هوگا پهر فلپیوں کے
۲ باب کي ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں مرقوم هی که * یسوع کے نام پر کیا آسماني
کیا زمیني اور کیا جو زمین کے تلے هیں هر ایک گهٹنا ٹیکے اور هر ایک
زبان اقرار کرے که یسوع مسیح خداوند هی تاکه خدا باپ کا جلال هووے *

اور متی کے ۲۴ باب کی ۱۴ آیت میں مسیح نے فرمایا ہی کہ * بادشاہت کی اِس خوش خبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہوگا * پس اِس آیت کے مضمون بموجب آخر زمانہ کی نشانیوں میں سے ایک یہہ ہی کہ انجیل کا وعظ سب قوموں میں جاری ہو لیگا بعد ازاں آخری زمانہ آئیگا چنانچہ آخری زمانہ کی یہہ علامت اب ظاہر ہوئی ہی کیونکہ ہمارے زمانہ میں صدہا واعظ انجیل کا وعظ کہنے کو فرنگستان سے نکل کر سب بت پرستوں کے ملک میں جانے اور اُنہیں ایمان کی ہدایت کرتے ہیں اور اُنکے وعظ میں خداے تعالیٰ نے ایسی قوت و تاثیر دی ہی کہ تھوڑے عرصہ میں ولایت افریکہ اور ہندوستان اور چین و امریکہ اور سمندر کے جزیروں میں لاکھوں آدمی صرف انجیل کا وعظ سنکر اور تعلیم پاکر بت پرستی اور بد اعمال سے دست کش ہوئے اور مسیح پر ایمان لائے اور اب خداے واحد کو مانکر انجیل کے حکموں پر چلتے ہیں اور اِسی طرح مسیح پر ایمان لانیوالوں کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہی اور فرنگستان اور ہندوستان وغیرہ میں یہودیوں اور محمدیوں میں سے بھی وعظ سنے اور انجیل کے پڑھنے سے مسیح پر ایمان لاکر اُسکے طریق پر چلتے ہیں * * اور محمدیوں کو یہہ بھی معلوم ہو کہ آخر زمانہ میں مسیح پھر ظاہر ہوگا اور بڑی قدرت و جلال کے ساتھہ آسمان سے زمین پر نزول کریگا تاکہ اپنے سچے تابعین کو نجات و سعادت بخشے اور جنھوں نے انجیل کو قبول نہیں کیا اور مسیح پر ایمان نہیں لائے اُنکو سزا دے چنانچہ دوسرے تسلونیقیوں کے پہلے باب کی ۶ آیت سے ۹ تک وارد ہی کہ * خدا کے نزدیک انصاف یہہ ہی کہ جو تمہیں اذیت دیتے ہیں اُنہیں اذیت اور تمہیں جو اذیت پاتے ہو ہمارے ساتھہ آرام دے اُس وقت کہ خداوند یسوع آسمان سے اپنے زبردست فرشتوں کے ساتھہ بھڑکتی آگ میں ظاہر ہوگا اور اُن سے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نہیں مانتے بدلا لیگا وے خداوند کے چہرۂ

سے اور اُسکي قدرت کے جلال سے ابدي هلاکت کی سزا پاوینگے * پھر وحي الهی کے بموجب مکاشفات کے ۱۹ باب کي ۱۱ آیت سے ۲۱ تک یوحنا حواري نے کہا هی کہ * پھر میں نے آسمان کو کھلا دیکھا اور کیا دیکھتا هوں کہ ایک نقرہ گھوڑا اور اُسکا سوار امانت‌دار اور سچا کہلاتا هی اور وہ راستي سے عدالت کرتا اور لڑتا هی اور اُسکي آنکھیں آگ کے شعلہ کي مانند اور اُسکے سر پر بہت سے تاج اور اُسکا ایک نام لکھا هوا هی جسے اُسکے سوا کسی نے نجانا اور خون میں ڈوبا هوا لباس وہ پہنے تھا اور اُسکا نام خدا کا کلام هی (کہ مسیح سے مراد هی) اور آسمانی فوجیں صاف اور سفید اور مہین لباس پہنے هوئے نقرے گھوڑوں پر اُسکے پیچھے هو لیں اُسکے منہہ سے ایک تیز تلوار نکلتي هی کہ وہ اُس سے قوموں کو مارے اور وہ لوهے کے عصا سے اُن پر حکمرانی کریگا اور وہ قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کے شراب کے کولھو میں روندھتا هی اور اُسکے لباس اور ران پر یہہ نام لکھا هی‌بادشاهوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند پھر میں نے ایک فرشتہ سورج میں کھڑا دیکھا اُسنے تمام پرندوں کو جو آسمان کے بیچوں بیچ اُڑتے هیں یہہ کہکے بلند آواز سے پکارا آؤ اور بزرگ خدا کي مہماني میں جمع هوؤ تاکہ تم بادشاهوں کا گوشت اور سپہ‌سالاروں کا گوشت اور زورآوروں کا گوشت اور گھوڑوں کا گوشت اور اُنکے سواروں کا گوشت اور آزادوں اور غلاموں اور چھوٹے بڑوں کا گوشت کھاؤ پھر میں نے دیکھا کہ وہ حیوان اور زمین کے بادشاہ اور اُنکي فوجیں اکٹھی هوئیں تاکہ اُس سے جو گھوڑے پر سوار تھا اور اُسکے لشکر سے لڑیں اور وہ حیوان پکڑا گیا اور اُسکے ساتھہ وہ جھوٹھا نبي جسنے اُسکے حضور وے کراماتیں دکھائیں جنسے اُسنے اُنکو جنھوں نے اُس حیوان کا نشان اپنے پر قبول کیا اور اُنکو جو اُسکي صورت کو پوجتے تھے گمراہ کیا یے دونوں آگ کي جھیل میں جو گندھک سے جل رهي هی جیتے ڈالے گئے اور جو باقي تھے سو اُس گھوڑے کے سوار کی تلوار سے

جو اُسکے منہہ سے نکلتی تھي قتل ہوئے اور سارے پرندے اسکے گوشت سے سیر ہو گئے *

القصہ ای محمدی لوگو اور اِس کتاب کے مطالعہ کرنیوالو تم یقین کرو کہ جو کچھہ ہم نے قرآن اور دین محمدی کي بابت ابتک ذکر و ثابت کیا عداوت کي راہ سے نہیں بلکہ خالص محبت کی راہ سے ہی جس محبت کے سبب سے مسیح کے لیئے تمکو دوست سمجھکے تمہاری ہلاکت کے حال پر دل سے ہمیں افسوس آیا ہی اِسی واسطے قرآن کا خلاف ہونا تم پر ظاہر و بیان کر دیا کہ شاید تم خواب غفلت سے بیدار ہوکر ضلالت سے راہ حق پر آؤ اور مسیحی دین کو قبول کرلو اور اپنے خطرناک حال اور ابدی ہلاکت سے خلاصي پاکر نجات سرمدی تک پہنچ جاؤ اور چونکہ مسیح کے حکم بموجب جو متي کے ۲۸ باب کي ۱۸ آیت سے ۲۰ تک وارد ہی عیسائیوں پر واجب ہی کہ سب قوموں کو انجیل کا وعظ کریں اِس لیئے ہم نے یہہ کتاب لکھکر اپنا دین ادا کیا پس اگر تم غفلت و غرور کي راہ سے اِس کتاب کي باتوں کا تحمل نکرکے مسیح کی نجات کو قبول نکرو تو خوب جان لینا کہ قیامت کے دن پروردگار کے حضور تمہیں اپني بے ایمانی کا جواب دینا پڑیگا اور اگر تمہارا دل صاف ہی اور تم طرفداري کو چھوڑکر حق کے طالب ہو تو اُن دلیلوں اور اُن مطلبوں سے جو ابتک ہم نے ذکر کیئے تم انصاف اور غور کرکے کہوگے کہ البتہ قرآن و محمد کی حقیت کے لیئے کوئي دلیل بیانی گئي بلکہ قرآن کے مضامین اور محمد کی صفات و رفتار سے بالکل واضح ہو گیا کہ قرآن خلاف ہی اور محمد خدا کا پیغمبر نہیں پس تمہارا دین باطل ہی اگر اُس سے نہ پھروگے تو بالیقین ابدی ہلاکت و بدبختی میں پڑوگے * * خلاصہ ای محمدی اور اِس کتاب کے پڑھنیوالے تو میری آخری نصیحت کان دہرکے سن اور اپنے دل میں اُسے جگہہ دے یعنی سابقا مذکور ہوا کہ آدمي ایسی طاقت نہیں رکھتا کہ آپ اپنے تئیں گناہوں کے عذاب سے چھڑائے بلکہ ایک چھڑانیوالے اور نجات

دینیوالے کا محتاج ھی اور وہ نجات دینیوالا جیسا کہ کتب مقدسہ سے
مثبت ھوا یسوع مسیح ھی کہ صرف اُسي کے وسیلہ سے آدمي اپنے گناھوں
کے عذاب سے خلاصي پا سکتا اور خدا کي درگاہ کا مقبول ھو سکتا اور حقیقي
و جاوداني سعادت کو پہنچ سکتا ھی پس تو اپني ھمیشہ کي نیکبختي اور
ابدي سعادت کے واسطے ھماری نصیحت اور عرض پر متوجہ ھوکر ھلاکت
ابدي کے بھنور سے خلاص ھونے کي فکر کر اور نجات حاصل کرنے میں غافل
مت ھو بلکہ اِس بات میں بڑي سعي و کوشش کر اور اِس کتاب کو
کئي بار پڑھکر اُن باتوں پر جو نجات کي بابت مرقوم ھوئي ھیں دل سے
متوجہ ھوکر خوب ملاحظہ کر اور انجیل اگر تیرے ھاتھہ لگے تو بہت سعي
و دقّت سے پڑھہ اور رات دن خدا سے دعا مانگ کہ اپني ھدایت اور
توفیق کا نور تجھے عنایت کرے اور تجھے راہ حق پر لاوے اور جس حالت
میں کہ خدا کي توفیق سے ھدایت کا نور تجھے حاصل ھو گیا تب تجھے
خود دریافت ھو جائیگا کہ سچي راہ کي ھادي انجیل ھی اور مسیح تیرا
نجات دینیوالا اور سعادت عطا کرنیوالا ھی اُس وقت صبح و شام خدا سے
یہہ دعا مانگ کہ مسیح پر ایمان لانا تجھے بھی نصیب کرے اور اُسکي
رحمت اور موت کي خاطر تیرے سب گناھوں سے درگذرے اور تیرے دل
میں آرام اور خوشحالی دے اور جاودانی نیکبختي میں تجھے شریک کرے
اور اگر تو اِس قسم کي دعا و مناجات ھمیشہ کیا کریگا تو یقین ھی کہ
خدا تیرے سیاہ دل کو روشن کردیگا اور تجھے حقیقي آرام اور سکوت کو
پہنچائیگا اور مسیح کو تو اپنا نجات دینیوالا اور سعادت بخشنیوالا جانکر
حقیقي خوشحالي اور روحانی نیکبختي حد سے زیادہ پائیگا اُس وقت وے
سب باتیں جو اِس کتاب کے دوسرے باب کي ۵ فصل میں سچے مسیحی
کی نیکبختي کے بیان میں مذکور ھوئي ھیں تو اپنے میں دیکھیگا اور اگر
ایسا بھی ھو کہ تجکو مسیح کي راہ میں دکھہ اور مصیبت اُٹھانی پڑے اور
صبر و ایمان سے اُسکا متحمل ھوگا اِس راہ سے بھي توفیق الہي تیرے دل

میں روز بروز زیادہ ہوگی ایسا کہ تو کسی طرح کے رنج و عذاب سے بلکہ
قتل کے سبب بھی دین مسیحی سے دست بردار نہوگا اور جب کہ دنیاے
فانی سے رحلت کرنے کا وقت آئیگا تو تُو سرور و خوشحالی کے ساتھہ دنیا
سے کوچ کرکے عالم بقا کو جائیگا کیونکہ اُس سے نہایت نیکبختی اور جلال
کو جو یسوع مسیح کے واسطہ سے تیرے لیئے طیار ہوا ہی تو جان چکا ہی
اور اب موت تجھے وہاں پہنچادیگی اور تو خداے تعالی کا مقرب ہوکر
ابدالاباد تک ہمیشہ کی نیکبختی اور جلال و خوشحالی دیکھا کریگا جیسا
کہ انجیل میں مرقوم ہی کہ خدا نے اپنے چاہنیوالوں کے لیئے وے چیزیں
طیار کیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ آدمی کے دل
میں آئیں * پس تو بڑی احتیاط کر کہ کہیں ایسے جلال و نیکبختی کو ہاتھہ
سے نہ کھو بیٹھے جو تیرے لیئے اور سب آدمیوں کے واسطے موجود ہوئی
اور مسیحی ایمان سے حاصل ہوتی ہی اور جس حالت میں تو نے خوب
دریافت کر لیا کہ راہ حق انجیل ہی اور نجات دہندہ مسیح تو لوگوں
کے ڈر سے یا دکھہ اور عذاب کے خوف سے مسیحی ایمان کو اپنے دل میں
پوشیدہ مت رکھہ کیونکہ اگر حقیقت کو آدمیوں کے خوف سے کوئی
پوشیدہ رکھیگا اور تقیہ کی راہ سے مسیح کا اِنکار کریگا تو ایسا شخص خدا
کی رحمت سے محروم ہوکر اُسکے غضب میں پڑیگا چنانچہ متی کے ۱۰
باب کی ۲۸ و ۳۲ و ۳۳ آیتوں میں مسیح کے قول سے مرقوم ہی کہ * اُن
سے جو بدن کو قتل کرتے پر جان کو قتل نہیں کرسکتے مت ڈرو بلکہ
اُسی سے ڈرو جو جان اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کرسکتا ہی اِس
لیئے جو کوئی لوگوں کے آگے میرا اِقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے آگے
جو آسمان پر ہی اُسکا اِقرار کرونگا پر جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا اِنکار
کریگا میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ہی اُسکا اِنکار کرونگا * اور
پھر متی کے ۵ باب کی ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں مسیح نے فرمایا ہی کہ *
مبارک ہو تم جب میرے واسطے تمہیں لعن طعن کریں اور ستاویں اور ہر

طرح کی بُری باتیں جھوٹھہ تمھارے حق میں کہیں خوش ہو اور خوشی کرو کیونکہ آسمان پر تمھارے لیئے بڑا بدلا ہی اِس لیئے کہ نبیوں کو جو تمسے آگے تھے اِسی طرح ستایا ہی * اور اگر تو غفلت و مغروری سے دین مسیح اور اُسکی نجات کو رد کریگا تو جان لے کہ آسمان و زمین میں مسیح کے سوا کوئی اَور چھڑانیوالا نہیں ہی اور نہ ہوگا چنانچہ یوحنا کے ۳ باب کی ۳۶ آیت میں کُھلا کُھلی بیان ہوا ہی کہ * جو بیٹے پر ایمان لاتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہی اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا قہر اُسپر رہتا ہی *

حکایات

یہ حکایتیں جنمیں سچی سچی گزارشات منقول ہیں اِس کتاب کے ساتھ ملحق کی گئیں تاکہ پڑھنے والے کو اِن سے بھی انجیل کے کلام کی قوت اور مسیحی دین کی خوبی معلوم ہو جائے

پہلی حکایت

ایک مسیحی عالم کی سرگذشت جو ایمان سے منحرف ہوکر پھر انجیل پر ایمان لایا

ولایت نمسستان کے ایک شہر میں ایک سوداگر تھا اور اُسکا ایک لڑکا تھا باپ نے بیٹے کو زیرک اور فہیم اور نیک خلق دیکھکر اپنے دل میں اِرادہ کیا کہ اُسے علم الٰہی تحصیل کروائے پس جس مدرسہ میں کہ اُس علم کے مبتدی پڑھنے والے داخل ہوتے تھے وہاں اُسے بھیجدیا لڑکا بھی بشوق دل تحصیل علوم میں مشغول ہوا پھر شہر بینا اور لیپسک کے بڑے بڑے مدرسوں میں گیا تاکہ تحصیل میں اپنی خاطر خواہ کمال کے درجہ پر پہنچے ابتداءً تو اُسکا چال چلن بہت خوب تھا اور علم الٰہی کی تحصیل میں بڑی سعی و کوشش کیا کرتا تھا لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایسے ہمدرسوں کی صحبت میں پڑا جو مسیحی دین کا اعتقاد چھوڑکر بے ایمان ہو گئے تھے اور انجیل کو غیر حق جانکر اور مسیحی اعتقاد کو ذلیل سمجھکر ٹھٹھوں میں اُڑاتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ اپنے اِس نئے رفیق

کو بھی نجات کی راہ بھلاکر اپنی طرح گمراہی اور بے ایمانی کی راہ میں لے آوے آخر الامر ایساھی ہوا کہ وہ بھی اپنے رفیقوں کے فریب میں آگیا اور اُسکے اعتقاد میں تزلزل پڑا اور بے ایمانی و گمراھی کے امور میں یاروں کا یار بن گیا اور مسیحی عقیدہ میں شک کرکے علم الٰہی کی تحصیل بھی ترک کی اور علم حکمت پڑھنا شروع کیا خلاصہ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ دین مسیحی اور انجیل اور سب کتب مقدسہ کو ناحق اور نکمّی جاننا اور اِلہام الٰہی کا بھی معتقد نہوتا تھا اِسی حالت میں اپنے باپ پاس آیا اور مسیحی مذھب کے شک اور اُسکے رد کرنے کا ارادہ جو اُسکے دل میں تھا باپ کے آگے بیان کیا اور اُس سے درخواست کی کہ ای باپ اگر تو مجھے اِجازت دے تو علم اِلٰہی چھوڑکر علم طب تحصیل کروں اسکا باپ جو ایک سچا مسیحی تھا فرزند کا یہہ پریشان حال دریافت کرکے بہت غمگین ہوا اور قرین صلاح نجانا کہ میرا بیٹا علم طب تحصیل کرے پس نصیحت کرکے اُس سے کہا کہ ای میرے پیارے بیٹے تو علم اِلٰہی پڑھنے سے غافل مت ہو بلکہ کلام اِلٰہی کو بڑی منّت و دعا سے پڑھہ اور اُسکا مطلب سمجھنے میں خدا سے مدد مانگ اور دیکھہ تو کبھی اپنی عقل یا دوسرے کے فہم کو معرفت اِلٰہی سے زیادہ مت جانیو ایسا نہو کہ تو اِس بات سے فریب کھاکر خدا کے کلام کا اِنکار کرنے لگے بیٹے نے جب دیکھا کہ باپ کی اور میری راے میں اِختلاف ھی تو لاچار باپ کی صلاح پر عمل کرکے ایک کراھیت کے ساتھہ علم اِلٰہی کی تحصیل میں رہا جب اُس علم میں ایسے مرتبہ پر جو منظور تھا پہنچ گیا تو اپنے شہر میں باپ کے پاس لوٹ آیا وھاں دو کشیش تھے دونوں بڑے نیک خصلت خوش طبع مسیحی مذھب میں ثابت قدم اُنمیں سے ایک کے ساتھہ اُس کے باپ کو کمال محبت تھی اور وہ اکثر اُنکے وعظ میں جایا کرتا تھا باپ کے ساتھہ بیٹے کو بھی وعظ سننے کے لئے جانا پڑتا تھا اور جس وقت اُنکی نصیحت آمیز باتیں سنتا تو یہہ تو نہوتا تھا کہ وے باتیں

اُسپر ناذر کرتیں ہوں بلکہ اُسے اُسے اَوْر دقّت ہوتی تھي اور اپنے گھر جاکر وہي حکمت کی کتابیں دیکھنے میں مشغول ہو جاتا تھا کیونکہ انجیل کي تعلیمات سے حکمت کی باتیں اُسے اچھي لگتي تھیں لیکن اُسکا باپ ازبس بیقراری سے ہمیشہ دعا مانگا کرتا تھا کہ ای قادر علی الاطلاق تو میرے جگرگوشہ کا دل ضلالت سے سعادت کی طرف پھیر دے' اِس عرصہ میں ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ دیہات کے ایک کشیش نے اُس طلبہ سے درخواست کی کہ اِتوار کے دن آپ میرے بدلے وعظ کہیے اور عادت کے موجب لازم تھا کہ یوحنا کے ۳ باب کي اوائل آیات پر جنکا مطلب مسیح کے واسطے سے قلباً خدا کی طرف بازگشت کرنا ہی وعظ کہے حال آنکہ وہ طلبہ اِس بات کا قائل نہ تھا پس اُسنے اِس طرز کا وعظ کہا کہ خدا کي رضامندی حاصل کرنے کو آدمي صرف اپني عقل پر چلے تو بے شک خدا کي رضامندی اپنے شامل حال کریگا گانو کے لوگ اُسکي نصیحت سے کچھہ فیضیاب نہوئے اور نہ اُسے کچھہ سمجھے اور جو سمجھے بھي تو پسند نکیا طلبہ اِس بات کو پہچان گیا اور شرمندہ و پشیمان ہوکر اپنے باپ سے بہت ناخوش ہوا اور دل میں اُسکا گلہ‌مند ہوا کیونکہ اُسکا باپ ہی اِس علم کی تحصیل اور اِس کام میں اُسکے دخیل ہونے کا باعث تھا الحاصل طلبہ ایسا ہي خیال کرتا ہوا کلیسیا سے باہر نکلکر کشیش کے پاس گیا کشیش اُسکي بے ایماني سے کچھہ آگاہ ہو گیا تھا پس دیني گفتگو اُسکے ساتھہ شروع کي طلبہ اپنے غرور میں اُسکي باتوں کو بیوقوفي سمجھتا تھا سو ابتدا میں تو کشیش کی باتوں پر بہت کم توجہي کی اور سخت سخت جواب دئے آخرکار جب دونوں کي صحبت دیر تک رہی تو اِتنا ہوا کہ کشیش کي صحبت اور اُسکي عاقلانہ باتیں طلبہ کو اچھی لگیں اور بے پروائی کے ساتھہ انجیل کي تعلیمات کي بابت کشیش سے کد و کرتا اور پوچھتا رہا کشیش بھي ہر بات دلیل کے ساتھہ اُسے بتاتا رہا آخر طلبہ کو اپني بے ایمانی پر کچھہ شک ہوئی اِسي حالت میں دروازہ

پر کوئی آدمی آیا اور اُسنے طلبه کو کچھه باتیں کرنے کے لیئے باهر بلایا وه گھر سے باهر نکلا کیا دیکھتا هی که ایک اجنبی دیہاتی آدمی دروازه پر کھڑا هی اُس سے پوچھا که ای دوست کیا کام هی وه بولا که آپکے آپ کے وعظ کی بابت کئی ایک باتیں مجھے پوچھنی هیں یہه جو آپ نے آج نصیحت کی که خدا کی رضامندی حاصل کرنے کو عقل کے بموجب پیروی کرنا بس هی اور یسوع مسیح کی بابت آپ نے کچھه بهی نکہا سو هم دیہاتی لوگوں کو بڑا تعجب هوا هی کیونکه همارے کشیش نے خوبی و درستی سے انجیل کے رو سے همیں سمجھایا اور ثابت کیا هی که آدمی صرف خداوند یسوع مسیح کے وسیله اور اُسکی خاطر و ثواب کی جہت سے خدا کی رضامندی حاصل کر سکتا اور اُسکی عنایت و توفیق سے سرفراز هو سکتا هی اور روح القدس کو جو احکام الهی کے پورا کرنے کی ایماندار کو طاقت دیتا هی صرف یسوع مسیح کے وسیله سے خداے تعالیٰ آدمی کو عنایت فرماتا هی اور اِس طرح آدمی مرنے کے بعد همیشه کی نیکبختی کو پہنچتا هی لیکن آپ نے آج کچھه اَور هی نصیحت و هدایت کی هی اب میری غرض یہه هی که کیا سچ مچ آپ کو یقین هی که ابھی آج کی باتوں کے بموجب مرنے کے وقت خوشحالی کے ساتھه مر سکتے هو اور خداوند عادل کے حضور خوشدلی کے ساتھه حاضر هو سکتے هو آپ مجھسے رنجیده مت هو جانا میں تو ایسا جانتا هوں که آج کی نصیحت آپ نے خلاف کی هی کیونکه اگر آپ کی بات حق اور درست هوتی تو کتب عهد عتیق و جدید کی رو سے البته اُسے ثابت کرتے لیکن کتب مقدسه کی آپ ایک آیت بهی نلائے همارا کشیش اِس طرح نهیں کرتا بلکه هر ایک بات اور هر ایک مطلب کو کتب مقدسه سے ثابت کر دیتا هی اور هم بهی جب اپنے گھر میں اُن کتابوں کو دیکھتے هیں تو ویساهی پاتے هیں خلاصه همیں ایسا معلوم هوا که آپ کی تعلیمات خلاف هیں بس محبت کی راه سے میں آپ کی منّت کرتا هوں که بعد ازاین اپنے اعتقاد کو کتب مقدسه

کے موافق تشخیص کرکے وعظ کیجئے طلبہ اُس دیہانی کی باتوں سے ایسا حیران ہوا کہ کچھہ جواب ندے سکا آخر الامر اُسے رخصت کرکے کشیش کے حجرہ میں آیا اور سارا ماجرا اُس سے بیان کیا کشیش یہہ حال سنکر جان گیا کہ طلبہ کا سخت دل اُسکی صحبت سے نرم ہو گیا پس مسیحی اِعتقاد کی بابت اُس سے اَوْر بہی گفتگو کرکے اُسکے وحشت انگیز حال سے اُسے آگاہ کیا اور جتلایا کہ اگر تو اِسی بے ایمانی اور انجیل کی مخالفت میں رہیگا تو بلاشک خدا کے غضب میں گرفتار ہوگا طلبہ اِن باتوں سے بہت ملائم ہوا اور اپنے دل میں ایسا گھبرایا کہ بھر کشیش کے پاس نہ ٹھہر سکا بس اُٹھکر اپنے گھر چلا راستہ میں آپ ھی آپ مباحثہ کرکے اپنی عقل سے کشیش کی دلیلوں کو رد کرتا تھا اور وھی خیال اور دلیل جنکی رو سے اِلہام الہی اُسے معقول و مرغوب نہوتا تھا بھر اُسے حق و یقین معلوم دیتی نہیں لیکن اُسکا اِنصاف ہر دم اُسے یہی کہتا تھا کہ تو بڑی بدبختی و ناامیدی کی حالت میں ھی اور اِنصاف کے اِس جتلانے سے طلبہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ اگر بالفرض الہام الہی سچ مچ واقع ہوا ہو اور انجیل خدا کی الہامی کتاب اور اُسکی ساری تعلیمات حق و درست ہوں اور خدا نے اپنی حکمت کی راہ سے یہی مصلحت جانی ہو کہ تمام عالم کو انجیل کی تعلیمات پر رجوع کرے اور اُسکی رضامندی صرف اُنہیں لوگوں کے لیئے شامل حال ہوتی ہی جو کتب مقدسہ کے معتقد ہوکر مسیح پر ایمان لانے ہیں آیا اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا اور خدا کو تو اپنی بے ایمانی کا کیا جواب دیگا یے سب باتیں سوچتا سوچتا شہر میں داخل ہوا اور اپنے گھر گیا اپنی خاطر کی خلش اور دل کا بھید گھر کے لوگوں سے چھپایا جب رات ہوئی تو اپنے حجرہ میں جاکر بغیر کھانا کھائے سو رہا اور دلائل عقلی و حکمی کو اپنے دل کی آگ بجھانے کے لیئے سوچ سوچ کر درمیان میں لایا لیکن اُسکے دل کو کچھہ آرام نہ ملا بلکہ اندرکی گھبراہٹ اَوْر زیادہ ہوئی آخر سو گیا اور ایک بڑا دہشت ناک خواب

دیکھا کہ گویا اپنے ایک دوست کے ساتھہ گرمی کے موسم میں ایک ہوادار
دن باغیچہ میں سیر کرتا ھی اور ھر ایک طرح کی صحبت اور نامناسب
باتیں کرتے ہوئے دین کا تذکرہ بھی درمیان لائے اور مسیحی مذھب اور
انجیل کی تعلیمات کو ٹھٹھوں میں اُڑانا شام کو گھر کی طرف معاودت
کرتے وقت دیکھا کہ اندھیرا ھو گیا تھا اور بادل اُمنڈکر بجلی چمکنے لگی
تھی یہاں تک کہ گویا آگ برستی تھی اور بادل کی گرج سے زمین پانو کے
تلے لرزتی تھی اِسی حالت میں ایک درخت پر جو اُسکے قریب تھا بجلی
پڑی اور وہ خوف و دھشت سے بے ھوش ھوکر گرپڑا ایک لمحہ کے بعد
خون اُسی پر بجلی پڑی اور وہ مرگیا مرتے ھی اُسنے اپنے تئیں جہان کے
حاکم کے حضور دیکھا اور ازبس خوف و لرزہ چڑھا جب آنکھہ کھولکر دیکھا
تو وھی یسوع مسیح جسے ذلیل جانتا تھا بڑے جاہ و جلال کے ساتھہ تخت
پر بیٹھا عالم پر حکومت کر رھا ھی اور وھی انجیل اُسکی شریعت ھی
جسے وہ بے مصرف اور نکمّی جانتا تھا یہہ حال دیکھکر حد سے زیادہ
حیران و پریشان ھوا اور اپنے منہہ کے بل گرکے رحمت کی درخواست
کی مگر فرصت نپائی اور اُسی خوفناکی و وحشت کی حالت میں حکم
کا منتظر تھا کہ اِپنے میں آنکھہ کھل گئی اور اپنے تئیں اِسی جہان میں
پاکر حد سے زیادہ خوش وخرم ھوا اور اُٹھکر یہہ دعا کرنے لگا کہ ای رحمان
و رحیم خدا تیرا شکر ھی کہ میں ابھی تک ایسے عالم میں ھوں کہ تیری
طرف رجوع و بازگشت کرنا ممکن ھی مجھہ عاجز پر رحم کرکے میرے
گناھوں کے بموجب مجھپر حکم مت کر اور ای مسیح جو سارے عالم کا
اور میرا تو ھی حاکم ھی مجھے اپنی نظر سے مت ڈال چاھیئے کہ سب
کے گھٹنے تیرے ھی آگے ٹیکے جائیں اور ھرچند کہ تیرا کلام نادینا اور مغرور
عقل کی نظر میں بیوقوفی دکھائی دیتا ھی لیکن جیسا کہ تو سچا ھی
تیرا کلام بھی ویسا ھی سچا ھی اور جیسا کہ تو فی الحقیقت سب کا
حاکم ھی ایسا ھی تیرا کلام بھی جو انجیل سے مراد ھی سب کا حاکم ھی

اب میں بڑي فروتني سے تیرے آگے گھٹنے ٹیکتا هوں اور شکسته دل اور
غمگین خاطر سے تیری بندگی کرتا هوں یهه بهلی دفعه هی که میں اپني
اُسي زبان سے جو کفر بکا کرتی تهی اور تیرے اُس نام کی جسے مقرب
فرشتے بڑی تعظیم و ادب سے لیا کرتے هیں ٹهٹها کرتی تهي تیرا حمد و شکر
کرتا هوں ای رحمان و رحیم اِس حقیر و گنهگار بنده پر رحم کر اور میرے
گناهوں پر بخشش کا قلم پهیر دے اور میری ایسي مدد کر که بعد از این
میں تیری اُس موت کی حکمت کو پهچانوں جو تو نے گنهگاروں کے لیئے
صلیب پر اختیار کی هی اور میري عزت و حرمت اِسي میں هو که تیرے
کلام کی حقیّت پر اُن لوگوں کے سامهنے جنکے سانهه پہلے تیرے نام کي بے
عزتی کیا کرتا تها گواهی دوں الحاصل خاک پر گرکے اور اِس طرح کي دعا
مانگ کے اپنے دل میں اُسنے ایسی فراغت و خوشحالی پائی که نه کبهي
دیکهی نه سنی تهی اور اِسي طرح اُسے یقین هوا که خدا کی عنایت
اُسکے شامل حال هو گئی صبح اُٹهکر شهر کے ایک کشیش پاس گیا اور
ساري حقیقت حال اُس سے بیان کی کشیش نے بهی یهه حال سنکر طلبه
کے سانهه خاک پر گرکے خداے تعالیٰ سے اُسکے لیئے دعا مانگی که یا قاضي
الحاجات اپنی رحمت کی نظر اِس طلبه سے دریغ مت کر اور اپنی
هدایت کے نور سے اُسکا دل بهر دے اور اپنی راه میں اُسے ثابت قدم کر
اِس دعا کي تاثیر سے اُسکا دل ایسا بهر آیا که زار زار رونے لگا اور اپني
پہلی گمراهی کا حال کشیش کو جتلاکر اُس سے اِستدعا کي که ای آقا میں
اُمیدوار هوں که انجیل کے احکام پر چلنے کے لیئے دعا و نصیحت سے میري
مدد کیجیئے اُسنے جواب دیا که ای عزیز اب تجهے یهی لازم هی که دلی
دعا سے هدایت کا نور طلب کرکے انجیل کا مطالعه کر اور اُسکے مطالب
کو اپنے دل میں جگهه دے طلبه نے بهی اُسکي نصیحت قبول کرکے انجیل
کو اِس مدعا سے مطالعه کیا که نصیحت و تسلّي اُس سے حاصل کرے سو
اِسی طرح سے دین مسیحی کے حق اور من جانب الله هونے کا یقین

حاصل کر لیا اور روز بروز انجیل کے مطالب پر زیادہ‌تر رسائی بہم پہنچائی حتیٰ کہ ساری کتابوں سے انجیل ہی اُسے شیرین اور خوشگوار معلوم دیتی تھی بس دل سے اُسکے حکموں پر چلنے لگا اور اکثر اوقات اُس دیہاتی شخص کی صحبت یاد کیا کرتا تھا اور انجیل کی تعلیمات کا وعظ بڑی خوبی و تدبیر کے ساتھ کرتا تھا خلاصہ طلبہ ایک سچا مسیحی اور ایک امانت دار کشیش بن گیا اور اُسکے باپ نے بھی اپنی دعا کی اِجابت کا اثر دیکھکر خدا کا شکر کیا *

دوسری حکایت

ایک ظاہری مسیحی کا حال جو آخر عمر میں دل سے مسیح کی طرف بازگشت کرکے مسیحی حقیقی ہو گیا

ایک متدیّن و نیک کردار اور خوش رفتار کشیش نقل کرتا ہے کہ میری جماعت میں ایک جوان تھا جو ایمانداری کے امور میں ہر ایک کو پیارا لگتا تھا چنانچہ شہر کے سب لوگ اُسے عزیز جانتے تھے وہ ایک خفیف سی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا اور ہرچند کہ اُسکی ظاہری حرکات و سکنات اچھی تھیں اور اُسکی بیماری بھی چنداں سخت نتھی تو بھی میں نے بھی لازم جانا کہ جاکر اُسے دیکھوں اور اُسکے دلی حال کی بابت کچھہ گفتگو کروں کہ آیا جیسا کہ خدا کے حضور ہونا چاہئے ویسا ہی ہے یا نہیں اور اِس بات پر کہ مسیح کے وسیلے سے گناہوں کی معافی حاصل کرکے ہمیشہ کی نیکبختی کو پہنچونگا یقین کلی حاصل کیا ہے یا نہیں سو ایسا ہوا کہ جب میں نے اُس سے اِس قسم کی گفتگو کی تو ہرچند کہ اُسکے بشرہ سے معلوم ہوا کہ یہ باتیں اُسے بہت پیاری معلوم دیں مگر اپنا باطنی حال مجھسے کچھہ نکہا میں اُسی حال میں اُسے چھوڑکر رخصت

هوا صبح کو اُسنے مجھے پھر بلوایا میں گیا اور رسم و عادت کے موافق اُسکا حال پوچھا تب اُسنے اِس بات کی درخواست کی کہ اُس مکان میں میرے اور اُسکے سوا کوئی نرہے کہ کشیش کے ساتھہ مجھے خلوت میں کچھہ باتیں کرنی ھیں چنانچہ سب لوگ باہر چلے گئے صرف دونوں میں اور وہ ھی رہ گئے تب اُسنے مجھسے کہا کہ ای آقا میں خداے تعالیٰ کے حضور بڑا ریاکار و گنہگار ہوں اور ھرچند کہ خدا کو فریب دینے کی قدرت مجھے نتھی مگر اپنے دوست آشناؤں کو تو میں نے فریب دیدیا چونکہ اپنی ظاہری رفتار و گفتار کا مجھے بہت خیال رہتا تھا پس جو شخص مجھے دیکھتا تھا یہی گمان کرتا تھا کہ باطن میں بھی بڑا متقی اور سچا مسیحی ھی حال آنکہ قلباً میں اِس حالت سے کہیں دور و مہجور تھا حتیٰ کہ جو فعل ناشایستہ کہ میرے دل میں آیا اور اُسکے کرنے کی طاقت بھی مجھہ میں ہوئی اُسکے بجالانے اور پورا کرنے میں بڑی کوشش کی ہے ذکر کرکے اُسنے اپنے بعضے اعمال قبیحہ مجھسے بیان کیئے اُنھیں سنکر میرا بدن کانپ اُٹھا اور بڑا تعجب کرکے میں نے کہا سبحان اللہ کیونکر ہو سکتا ھی کہ آدمی باوجود ایسے بُرے فعلوں کے پھر خلق کی نظر میں ایسا ظاہر کرے کہ گویا بڑا نیک و ایماندار آدمی ھی بولا ہاں میں نے اِس بات میں بڑی کوشش کی ھی کہ میری بُری خواہش اور بد افعال سے کوئی آگاہ نہو اِسی لیئے دینداری کا ردائی لباس پہنکر اکثر اوقات کلیسیا میں جاتا تھا اور غریب غربا پر احسان کرتا تھا اور جس طرح کہ ہو سکتا تھا لوگوں کی مدد کرنے میں بڑی سعی کیا کرتا تھا خلاصہ ہر بات میں مجھے یہی منظور نظر تھا کہ خلق کی نظر میں نیکوکار معلوم ہوں اور ھمیشہ اِسی بات پر متوجہ رہتا تھا کہ ایسا نہو کسی کے آگے کوئی نامناسب حرکت مجھسے سرزد ھوجاے پس ابتک میں اِسی طریق سے ریاکار اور مردم فریب تھا اللہ مجھپر رحم کرے میں بولا افسوس بہت کیا اقرار اور کیسے بُرے اعمال ھیں جو تجھسے ہوئے اب تجھے لازم ھی کہ اپنے تئیں

بدترین خلائق اور بڑا گنہگار سمجھکر خدا کے حضور فریاد کر کہ تجھپر رحم کرے پھر میں نے اِس سے پوچھا کہ ای دوست عزیز کیا تو سچ مچ اپنے اِن بدکاموں سے پشیمان ہی اور جان گیا ہی کہ تیرا دل اور اعمال کس قدر بُرے ہیں اور تو کس مرتبہ شیطان کا قیدی ہو گیا ہی اور اپنے اعمال کی سزا میں کس طرح عادل و مقدس خدا کے غضب کے سزاوار ہوکر ہلاکت میں پڑیگا بولا ہاں کچھہ خبردار ہو گیا ہوں اور قوت انصاف نے بھی اِس سیہ‌کاری کے نشہ سے مجھے ہوشیاری بخشی ہی لیکن قلب کی شکستگی اور توبہ جیسی کہ چاہیئے نہیں ہی از بس آرزومند ہوں کہ میری ایسی ہی حالت ہوجائے لیکن دل کی سختی ایسا نہیں ہونے دیتی بہرحال اگر میری روح ابدی ہی اور قیامت کا ہونا سچ اور روز جزا برحق ہی تو میرے حال پر واویلا ہی کیونکہ خدا سے ہمیشہ دور رہنا اور ہلاکت ابدی میں گرفتار ہونا میری سزا ہوگی میں نے کہا تو تو خود بخود اپنے حق میں اِس حالت کا حکم کرتا اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جہنم میں جانے اور ہلاک ہونے پر تو راضی ہی بولا حاشا میں کیونکر ایسی بات پر راضی ہو سکتا ہوں حال آنکہ ہر آدمی اپنی حالت کے موافق سعادت ابدی اور ہمیشہ کی نیکبختی حاصل کرنے کے درپے رہتا ہی میں نے اُس سے کہا کہ اگر یہہ صورت ہی تو تو مایوس و آزردہ خاطر مت ہو کیونکہ کلام الہی کے بموجب میں تجھسے صحیح صحیح کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ تو ہلاکت کے لائق ہی مگر خدائے تعالیٰ تجھے نجات دے سکتا ہی کس واسطے کہ یسوع مسیح تمام خلق کے لیئے نجات دینیوالا ہی چنانچہ اُسنے مجھے اور تجھے بلکہ سب آدمیوں کو گناہ و جہنم سے چھڑاکر ہمیشہ کی نیکبختی سب کے لیئے طیار کی ہی اور جو کوئی کہ اُسکا معتقد اور پشیمان ہوکر شکستہ دلی سے اُسکی طرف رجوع کرے اور دل سے ایمان لاوے کیسا ہی گنہگار ہو وہ اُسے قبول کرکے اپنے لطف سے محروم نکریگا پس تو بھی اُسکی جانب رجوع ہوکے اور اپنی تقصیریں اُسکے آگے ظاہر کرکے رحمت اور مغفرت کی

درخواست کر اور دعا و مناجات سے غافل مت ہو تاکہ تو مسیح کی معرفت اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرے اور اِس وسیلہ سے جہنم کے عذاب سے خلاصی پاکر ہمیشہ کی نیکبختی کا مالک ہو جاے وہ بولا ہاں اگرچہ آپ کی باتیں سچ اور دل پسند اور کلام الٰہی کے موافق ہیں اور آپکو اِس بات کا ظاہر کر دینا لازم ہی مگر میں اِن باتوں کا معتقد نہیں ہوں اِس جہت سے آپ کی نصیحت و وعظ کی اپنے حق میں کچھہ تاثیر نہیں دیکھتا میں ایک محض گنہگار آدمی ہوں خداوند ارحم الراحمین مجھپر رحم کرے اور یہہ بے ایمانی اور سنگ دلی بُری کتابوں کے پڑھنے سے ہوئی ہی میں نے کہا تیرا عقیدہ تو اُن لوگوں کا سا ہی جو صرف اپنی عقل کے اعتبار پر اور اپنے خراب دل کی خواہش پر چلکر کلام الٰہی کا اِنکار اور دین مسیحی کو رد و ترک کیا کرتے ہیں ای دوست کیا تو نہیں چاہتا کہ ضلالت کی راہ سے منہہ پھیرکر پھر کبھی اُس راہ میں نہ چلے اور کیا تو میری صلاح پر عمل کریگا بولا ہاں اگر مجھسے ہوسکیگا تو بہت خوشی سے آپ کی صلاح مانونگا میں نے کہا اب میں جاکر ایک گوشۂ تنہائی میں قاضی الحاجات کی درگاہ میں تیرے لیئے دعا و مناجات کرونگا تو بھی سچے دل سے دعا کرکے اور خدا کے حضور اپنی حالت ظاہر کرکے بڑے عجز و نیاز سے دعا و منت کرکے کہہ کہ ای خداوند یسوع مسیح اگر سچ مچ تو لوگوں کے گناہ مٹانے کو دنیا میں آیا ہی اور ہمارے لئے اپنی رحمت کی راہ سے زحمت اور دکھہ قبول کرکے صلیب پر مر گیا ہی اور اگر خدا کا بیٹا اور سب آدمیوں کا نجات دینیوالا تو ہی ہی تو مجھپر بھی تو اپنے تئیں ایسا ظاہر کر اور ایسا ایمان مجھے عنایت کر کہ میری امید تجھی پر ہو جاے اور تیرے وسیلہ سے گناہوں کی معافی حاصل کرکے ہمیشہ کی نیکبختی کو پہنچ جاؤں یے باتیں اُسے تلقین کرکے اُسکی حالت پر مجھے ایسا رحم آیا کہ میں نے باہر جاکر پروردگار کے حضور اِس طرح دعا مانگی کہ ای قادر علی الاطلاق یسوع مسیح کی خاطر سے اپنی رحمت کی

نظر اِس گمراہ سے دروغ مت کر اور ابدی ہلاکت سے اُسے چھڑا دے وہ بھی صدق دل سے خدا کے ہاں مناجات کرکے اور رو رو کے اپنے گناہوں کا اِقرار کرتا اور کہتا تھا کہ ای قادر و رحیم خدا اگر فی الحقیقت مسیح تیرا فرزند اور اُلوہیت کے مرتبہ پر اور گنہگاروں کا نجات دینےوالا ہی تو مجھپر بھی یہہ بھید کھول دے اور مجھے ایسا ایمان عنایت کر کہ میں بھی مسیح کو سارے عالم کا شفیع اور اپنا نجات دینےوالا جانوں اور اُسی کا امیدوار ہو جاؤں اور ہرچند کہ اُسکی دعا کا مضمون تمام و کمال تو میں نسمجھا لیکن جس وقت کہ میں اُسکے لئے دعا و مناجات میں مشغول تھا میرے دل کو ایسی خوشحالی حاصل ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی اور اُسکو میں نے سنا کہ راز و نیاز کی حالت میں بڑی خوشی سے کہتا تھا کہ ہاں ای میرے خداوند یسوع مسیح اب میں تجھے پہچانتا ہوں اور دل سے تیرا معتقد ہوں کہ تو خدا کا اِکلوتا بیٹا ہی جو ساری خلائق کے چھڑانے کو آسمانی عظمت و جلال ترک کرکے دنیا میں آیا اور مصلوب ہوا اور پھر جی اُٹھا تاکہ اِس طریقہ سے سب آدمیوں کو بلکہ مجھے بھی گناہوں سے چھڑاوے اور حیات ابدی بخشے اور اب مجھے یہہ بھی یقین ہو گیا کہ خدا کی عنایت اور ہمیشہ کی نیکبختی تو نے میرے شامل حال کردی ہی سو میں بھی تیرا شکر اور تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اب سے میں تیرا دوست ہوکر ہر چیز سے زیادہ تجھے پیار کرونگا میری خوشحالی اور میری دولت و عزت تو ہی ہی تیرے سوا مجھے کسی کی احتیاج نہیں اِس مناجات کے بعد پھر میں اُسکے پاس گیا اور اُسے بیٹھے دیکھکر اُسکی صورت سے پہچان گیا کہ اُسکا دل حقیقی خوشحالی اور تسلی سے بھر گیا ہی تب وہ مجھسے کہنے لگا کہ ای کشیش اب میری یہہ خواہش ہی کہ خدا کی حمد و شکر میں آپ بھی میرا ساتھ دیجیئے کیونکہ اُس عنایت کے سبب جو خدا نے مجھہ بندہ حقیر کے شامل حال کی ہی مجھے حد سے زیادہ خوش وقتی حاصل ہوئی اور اب میں جانتا ہوں کہ مسیح خدا کا

بیٹا اور سب آدمیوں کا نجات دهنده هی جو سب گنہگاروں کے واسطے
حتیٰ که میرے لیئے بهی مرا هی اور آدمی اُسی پر ایمان لانے سے نجات
پا سکتا هی اور میں جانتا هوں که خدا نے اُسی کی خاطر سے میرے گناه
معاف کرکے مجھے مقبول کیا هی اب میری آرزو یهه هی که اِس محنت
آباد دنیا میں اِس سے زیاده نرهوں بلکه اگر اُسکی مرضی هو تو جلدی سے
مسیح کے حضور چلا جاؤں اور همیشه اُسی کے ساتهه رهوں بعده اُسنے اپنے
دوستوں کو بلاکر اُن سے کہا که تم ابتک مجھے نیک جانتے تھے اور حال یهه
تها که میں خدا کے حضور بڑا گنہگار تقصیروار تها اور تمکو اور آپ کو فریب
دیتا تها مگر اب خدا نے میری روحانی آنکھیں منور اور میرے دل کا حقیقی
حال مجھپر روشن کر دیا هی چنانچه میں اپنے باطنی حال سے اب خبردار
هوکر خوب جانتا هوں که میں خدا کے حضور بڑا گنہگار هوں اور اپنے نجات
دهنده کو بهی جو مسیح هی پہچان گیا اور دل سے اُسپر ایمان لایا هوں
اور خدا کی بے انتہا رحمت سے گناه کی معافی اور جاودانی نیکبختی
مسیح میں حاصل کی هی اب میرا دل آرام پاکر حد سے زیاده مسرور
هی سو اب میں کمال آسانی کے ساتهه اُن سب چیزوں سے جو اِس
دنیا میں مجھے عزیز و دل پسند تهیں هاتهه کهینچتا هوں کیونکه حقیقی
و اُخروی نیکبختی اور خوشحالی کو میں نے دریافت کرلیا هی اور هرچند
که بعض اوقات درد دکهه کی اُسپر شدت اور زیادتی هوتی تهی پهر بهی
مرنے دم تک اُسی خوشحالی میں رهکر مرتے وقت اپنی روح نہایت
آرام و استراحت سے اپنے آسمانی باپ خدا کے سپرد کردی اور عالم بقا
کو رحلت کر گیا *

تیسری حکایت

ایک یہودی عالم کی سرگذشت جسنے دین مسیحی قبول کیا

فرنکفورط شہرمیں جو نمسستان میں دریاے اودر کے نزدیک ھی ابراھیم عشل نامی ایک یہودی تھا بڑا عالم و فاضل اور جوھری مالدار خداے عز و جل نے سنہ ١٦٩١ مسیحیہ میں اُسے ایک بیٹا دیا اُسنے یوشوع اُسکا نام رکھا اور چونکہ اُسکا یہی ایک لڑکا تھا ماں باپ اُسے از بس عزیز رکھتے اور اُسکی تربیت اور تعلیم میں بڑی کوشش کرتے تھے حاصل کہ باپ نے مذھب یہود کے سارے علوم و آداب اُسے آپ تعلیم کیئے تھوڑی مدت میں بیٹے کی فہم و فراست اور عقل و کیاست اُس درجہ پر پہنچی کہ اُسکا کوئی ھم سبق اُسکی برابری نہیں کر سکتا تھا اِسی عرصہ میں اُسکا باپ مر گیا چند روز بعد اُسکی ماں کی یہہ صلاح ھوئی کہ میرا بیٹا تجارت کا کاروبار کرے لیکن بیٹے کو تحصیل علوم کا ایسا شوق تھا کہ کسی طرح اُس سے دست بردار ہوسکا اور یہی چاھتا تھا کہ علوم میں کمال کے درجہ پر پہنچوں اِس عرصہ میں ایسا اتفاق ھوا کہ شہر یروشلیم یعنے بیت المقدس سے کئی ایک یہودی اُس شہر میں آئے اور شہر یروشلیم اور اپنے باپ دادے کے حالات جو اُنھوں نے ذکر کیئے تو سنکر یوشوع کو وھاں کی سیر کا شوق ھوا اور چاھا کہ جلاوطنی اختیار کرکے اُس شہر کو اور اپنے باپ دادا کی ولایت کو دیکھہ آوے اپنی ماں کی منت سماجت کرکے سفر کی رخصت چاھی ماں نے بڑی مشکل سے بیٹے کی جدائی پر راضی ھوکر اجازت دی یوشوع ایک یہودی عالم کی رفاقت میں ترحی اشتیاق سے روانہ ھوا لیکن اُسکی یہہ خوشحالی و شوق جلد غم و رنج سے مبدل ھو گیا کیونکہ جب ولایت لہ سے گذرکر ولایت قریم میں جہاں تاتاریوں کا عمل تھا پہنچے تاکہ وھاں سے کشتی پر دیٹھکر بحر اسود سے عبور کرکے

منزل مقصود کو پہنچے جائیں راستہ میں تاتاری قزاقوں نے اُنھیں لوٹ لیا اور یوشوع کو پکڑ لیگئے اور دین اسلام قبول کرنے کے لیئے حد سے زیادہ اُسکے درپے ہوئے جب یوشوع نے انکار کیا تو ایک عثمانلو کے ہاتھ اُسے بیچ ڈالا اُسنے بھی اُسے شہر ازمیر میں لیجاکر یہودیوں کے ہاتھ بیچا اِس طرح یوشوع رنج و زحمت کی شدت اور اسیری سے خلاصی پاکر استنبول میں آیا وہاں سے شہر لوبلین میں کہ اُسکا خالو وہاں تھا گیا اُسکے خالو نے اُسے تحصیل علم کا شائق دیکھکر شہر قراقو میں کہ وہاں یہودیوں کا مدرسہ تھا تحصیل علم کے لیئے اُسے بھیج دیا یوشوع وہاں اپنی تحصیل کو کمال کے درجہ پر پہنچاکر شہر پراگ کے مدرسہ میں گیا اور چونکہ یہودیوں میں علم کے مراتب کی اُسے ایک برتری حاصل تھی وہاں کے لوگوں نے اُسکو مدرسی کے لائق جانکر مدرس کر دیا اِس عرصہ میں اُسکو یہہ خیال ہوا کہ مسیحی دین کے بطلان میں ایک کتاب بناوے کیونکہ یہودی طریقہ پر اُسے اعتقاد اور یقین کلی تھا اور مسیحیوں کے ساتھہ عداوت دینی شدت سے رکھتا تھا الحاصل ولایت ہولند اور انگلیس اور ایتالیا کی طرف گیا تاکہ وہاں کے یہودی عالموں سے ملاقات کرکے علم میں اَور زیادہ کمال حاصل کرے اور مسیحی دین رد کرنے کا زیادہ زور و طاقت بہم پہنچاوے سو اِس ارادہ سے سفر کرکے پہلے اپنے شہر میں آیا اور اپنی ماں کو صحیح سلامت پاکر چند روز وہاں رہا پھر ماں سے رخصت ہوکر شہر سوندرسہوسن میں پہنچا وہاں بیمار ہوکر ٹھہر رہا اِس عرصہ میں وظیک نام ایک یہودی جو بڑا دولتمند اور اُس شہر میں امیر تھا یوشوع کی سرگذشت سنکر اُسے اپنے گھر لیگیا یوشوع اپنی فہم و فراست کے سبب وہاں کے یہودیوں میں مشہور و معروف اور معزز و مکرم ہو گیا اور ایسا ہوا کہ ریناہارد نام ایک کشیش جو اُس شہر کا معلم تھا یوشوع کے دل میں اُسکی ملاقات کی تمنا ہوئی اور ملاقات کرکے دیکھا کہ فی الحقیقت وہ ایک شخص ملاقات کرنے کے لائق ہی کیونکہ علم و کیاست اور فہم و فراست

میں ایک کمال کو پہنچا ہوا اور اخلاق حسنہ میں مشہور و معروف تھا
اور سواے اس اخلاق و صفات کے یہودی علم و زبان سے بھی بخوبی خبردار
تھا یوشوع خوش ہوکر اچنبھے میں رہ گیا کہ آیا کیونکر ہو سکتا ہی کہ
مسیحي عالم ہر فن میں اِس مرتبہ پر ہو رینہارد معلم نے گفتگو شروع کرکے
کتب عہد عتیق کي اُن آیات کو جن میں یسوع مسیح کا اِشارہ اور
پیشینگوئي ہی ذکر کرکے دلائل کے ساتھہ ثابت کردیا کہ وے سب یسوع
مسیح میں پوری ہو گئیں اور توریت میں وعدہ کیا ہوا مسیح وہي مسیح
ہی جسپر مسیحی لوگ ایمان لائے ہیں لیکن یوشوع حجت پر آمادہ ہوکر
اُسکي دلائل کو قبول نہیں کرتا تھا خلاصہ یوشوع نے اِس سے کچھہ پہلے
یشعیاہ پیغمبر کي کتاب کی تفسیر لکھنے میں مشغول ہوکر اپنے دل میں
ٹھہرا لیا تھا کہ اُسے تمام کرونگا جب ۵۳ فصل پر پہنچا تو اُسکي تفسیر
میں اُسے بڑی حیراني ہوئي کسي طرح اُسکا مضمون ادا نہوسکتا تھا ہرچند
یہودي مفسرین کي کتابوں پر رجوع کیا کسي میں ایسي تفسیر جو اُسے
پسند آوے نپائي اور چونکہ اُ[illegible]لوم نہوتا تھا کہ اِس فصل کے حقیقی
معاني کیا ہیں اور وہ شخص جسکي بابت اِس فصل میں نبي نے گفتگو
کي ہی کون ہی اِس لیئے سرگردان ہوکر اپنے دل میں مقرر کیا کہ تفسیر
موقوف رکھے اِس میں رینہارد معلم اُسے یاد آگیا دل میں کہا کہ چلکر
اِس فصل کي تفسیر اُس سے بھي پوچھوں اور دیکھوں کہ مسیحي اِس
فصل کي کیا تفسیر کرتے ہیں پھر سوچا کہ شاید مسیحي اِس فصل کو یسوع
مسیح کی طرف منسوب کرتے ہونگے اِس تردد و شک میں پڑ کے اُسکے
پاس جانا موقوف رکھا مگر اُسکا خدشہ دل سے نگیا ہمیشہ فکر و اندیشہ
میں رہتا تھا آخر رینہارد معلم کے پاس جاکر اپنا مطلب اُس سے بیان
کیا وہ بھی اِس امر سے خوشحال اور ممنون ہوکر بولا کہ میں نے یہودی
علم بھي تحصیل کیا ہی اور اِس فصل کي تفسیر کو اُنکي کتابوں میں پڑھکر
مسیحیوں کی تفسیر سے مقابلہ کیا ہی سو اب متوجہ ہوکر میری تفسیر

کی تقریر پر کان لگائیے یوشوع اِس بات سے خوش اور راضي هوکر اپنے دل میں سوچا کہ میں اِن دونوں قسم کي تفسیر سے ایک علیحدہ تفسیر نکال لونگا جو فصل کے بهی مطابق هو اور یہودیوں کي راے سے بهی موافق هو رہنہارہ معلم نے فصل مذکور کي تفسیر آغاز کرکے دلیل دلائل سے ثابت کر دیا کہ وہ شخص جسکے حق میں یشعیاہ پیغمبر نے اِس فصل میں گفتگو کی هی چاهیئے کہ یا تو یسوع مسیح هو جسنے اپنے دکهہ اور موت اور قیام سے اِس فصل کی پیشینگوئیوں کو پورا کیا هی یا هنوز وہ شخص ظاهر نہیں هوا هی خلاصہ هرچند کہ اِس مسیحی معلم کي دلیلیں یوشوع کو صحیح اور قوی معلوم دیتي تهیں لیکن اِس نظر سے کہ اُسکے دل میں یہہ بات بهر رهي تهی کہ کیونکر هو سکتا هی کہ وہ نجات دهندہ یعنے مسیح جسکا عهد عتیق میں وعدہ هوا هی حقیر و ذلیل اور زحمت کش هو رہنہارہ کي دلیلیں پسند نہیں کرتا تها رہنہارہ نے اُسکی شک دریافت کرکے اُس پر ثابت کیا کہ کتب مقدسہ کے وعدوں کے بموجب ضرور هی کہ مسیح حقارت اور زحمت کشي کي [illegible]ت میں هو لیکن چونکہ اَور یہودیوں کی طرح یوشوع بهی گمان کرتا تها کہ توریت کا موعودہ نجات دهندہ یعنے مسیح جب کبهی ظاهر هوگا تو دنیوی بزرگی و جلال میں اور عظیم الشان بادشاہ کي مانند هوگا اِس جہت سے اُسنے رہنہارہ کے برخلاف گفتگو کي مگر اپنے دل میں مشوش هوکر اُس سے رخصت هوا اور اُن باتوں سے جو رہنہارہ اور اُسکے درمیان میں هوئي تهیں از بس پشیمان تها اور اکثر اوقات اُسکی باتیں اور دلیلیں سوچا کرتا تها اور جتنا کہ اُن میں غور کرتا تها اُسي قدر اچهی لگتي تهیں جب اُن باتوں کو سوچتے سوچتے اُسکا دل نہایت بے آرام هوا تو اُسنے اُن خیالات کو اپنے دل سے نکال ڈالنے میں بڑی سعي کي لیکن کسی طرح رفع نہوسکے بس خاک پر گرکے سچے دل سے خداے تعالی کي درگاہ میں مناجات کرنے لگا کہ اے حیرت زدوں کے رہنما مجهے حقیقت کی راہ بتا اِس دعا سے

اُسکے دل کو کچھ آرام آیا اور اُس امر کے کرنے پر آمادہ ہوا جو حقیقت
کے طالبوں کو کرنا چاہیئے یعنے ارادہ کیا کہ کلام الہی کو اللہ تعالی کی عون
و عنایت سے مطالعہ کرے سو تعصب و طرفداری کو چھوڑکر صداقت و
انصاف سے کوشش کی کہ موعودہ نجات دہندہ کی اصل کیفیت کو
دریافت کرے پس اُن سب وعدوں کو جو کتب مقدسہ میں یسوع
مسیح کی طرف مرجوع ہیں باہم مقابلہ کیا تب اُسے یقین ہوا کہ مسیح
نہ یہہ کہ صرف جسمانی نجات دہندہ ہو بلکہ نبوت کی آیات کے
بموجب ضرور ہی کہ روحانی نجات دہندہ ہو مگر اس جہت سے کہ
اُسکی روحانی آنکھہ پر غرور کا پردہ پڑا تھا اِس سے زیادہ نہ دیکھہ سکا صرف
اِتنا ہی معلوم کیا کہ ابھی تک میں اندھیرے میں پڑا ہوں سو اب باطنی
اندھیرے سے نکالنے کی خواہش نے اُس پر زور کیا پس بڑے صدق سے کتب
عہد عتیق کا رات دن مطالعہ کیا کرتا تھا اور اُن آیتوں کے پڑھنے سے جنمیں
مسیح کے ظہور کا اِشارہ ہ واضح ہو گیا کہ لازم تو یہی ہی کہ
موعودہ مسیح آ چکا د کہ یوشوع جس قدر اُن آیتوں اور
اُن وعدوں کی بابت غور پر اُتنا ہی اپنے مذہب کی بابت شک
میں پڑتا جاتا تھا آخر الامر اُسے خوب یقین ہو گیا کہ وہ نجات دینیوالا
مسیح جسکا کتب مقدسہ میں وعدہ ہوا ہی یہی ناصری مسیح ہی اور
باوجودیکہ اِس نور کی ایک چمک غیب سے اسکے دل میں پڑگئی تھی
لیکن اِس بات کی فکر نے اُسکو از بس متحیر کر دیا تھا کہ اب میں کیا
کروں اور کونسا طریقہ اختیار کروں آخر کار اِس مشکل کے آسان ہونے کو
اپنے خدائے تعالی سے جسے اپنا ہادی اور جائے پناہ جانتا تھا مدد مانگکر
یہہ مناجات کی کہ اے قادر خدا کہ بنی اسرائیل کا بھی خدا توہی
ہی تو اپنی بے انتہا رحمت سے ان زنجیروں کو جنمیں میں جکڑا ہوا
تھا توڑکر ٹکڑے کیا اور شریروں کے قبضہ سے چھڑاکر ہلاکت سے مجھے
نجات دی پس اب مجھہ بیچارے پر رحمت کی نظر کرکے اِس سے

آرامي کی حالت سے جو میرے دل میں بھری ہی مجھے خلاصی دے اور
ہدایت کی راہ میں پہنچاکر ثابت قدم کر جب یوشوع اِس دعا سے
فارغ ہوا تو اپنے دل کو فارغ البال پایا اور اُس اصلی نور کی آرزو جسنے
اُسکے دل میں تاثیر کی تہي اسیر ایسی غالب آئي کہ فی الفور اُٹھکر
ربنھارڈ معلم کے پاس چلا گیا اور اپنا دلی حال اور باطنی خواہش جو
دین مسیحی کی طرف تہي اُسکے آگے بیان کی وہ بولا ای عزیز کیا آپ
نے اِس امر میں خوب غور کر لی ہی اور کیا آپ راضی ہیں کہ مسیح
پر ایمان لاکر اپنے مذہب اور اُس حرمت و عزت سے جو اپنی ملت
میں آپ کو حاصل ہی دست بردار ہوکر لوگوں کے ٹھٹھے اور ملامت کی
برداشت کریں اور کیا آپ میں اِس بات کی طاقت ہی کہ مسیح کی
خاطر اپنے ملک و مال سے علاحدہ ہوکر غربت و ذلت میں پڑیں اگر دل
و جان سے ان تکلیفوں کا تحمل نہوسکے تو بہتر یہہ ہی کہ مسیحی مذہب
کے خیال میں مت پڑیئے اور عیسائ ' ہیں مت چلیئے اِن باتوں
سے یوشوع مایوس ہوکر بولا کہ ای د اگر میں دنیا کے فائدوں کا
طالب ہوتا تو اپنے ہی مذہب میں رہتا اب تو نہ مجھے اپنی بیاری
ماں کی خواہش ہی نہ دولت کی تمنا نہ اپنی قوم میں اعزاز و اکرام
کی پروا یہاں تک کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہی جو یسوع مسیح کا طالب
ہونے سے مجھے مانع ہوسکے اور اُسکی پیروی سے مجھے روک لے ربنھارڈ اِن
باتوں سے بہت خوش ہوا اور جانا کہ یوشوع کا دل سچائی سے مسیح کی
طرف آگیا اور وہ فی الحقیقت مسیحی ہونا چاہتا ہی لیکن تو بہی اُس
سے یہی کہا کہ ای عزیز اس عمدہ کام میں آپ اَور بہی فکر کرکے خدا
سے دعا مانگیئے اور فلانے دن میرے پاس پھر آکر اپنے دل کی بات ظاہر
کیجیئے اُس وقت ہم تم اِس معاملہ کی پھر گفتگو کرینگے یوشوع وہاں
سے اُٹھکر غمگین و شکستہ دل اپنے گھر کو گیا گھر پہنچنے کے بعد اُسکے دل
میں بہت فکریں اُٹھیں اور ایک ایسا مجادلہ واقع ہوا کہ ایک طرف سے

ماں کي جدائي کا درد اور خويش و اقربا کی مفارقت کا غم اور قوم کے ٹهٹهے اور عداوت کا خيال اور مسيحی مذهب قبول کرنے کے سبب تنگی و مفلسي ميں پڑنے کا انديشه دامنگير تها اور دوسری طرف سے اُسے يقين هو گيا تها که نجات اور حقيقي نيکبختي صرف يسوع مسيح ميں مل سکتي هی آخر کار مسيحی هونے کی آرزو هي اُن سب چهوٹهے چهوٹهے خيالوں پر غالب آئي اور وه مجادله رفع هو گيا اور يوشوع کو آرام آيا تو روز معينه تک صبر کرکے معلم مذکور پاس گيا اور خوش خوش اُس سے کها که يهوديوں کي آينده عيد کے دن ميں اُنکي عبادت گاه ميں جاکر انهيں چهوڑدونگا اور اپنا مسيحي ايمان اُن سے ظاهر کرونگا ريناهارد بولا بهت خوب ميں بهی آپ کے ساتهه جلونگا پس روز موعوده کو يوشوع نے يهوديوں کے عبادت خانه ميں جاکر پهلے طريقه پر وعظ نکها بلکه اُنکي طرف منهه کرکے کها که ای بني اسرائيل ميرے عزيز دوستو تم سب کو معلوم هي که ابتک ميں بڑے استحکام سے طريقه کی پيروي کرکے مسيحی دين کے ساتهه بڑي عداوت رکهتا تها يه بهی جانتے هو که ميں بوالهوس لوگوں ميں سے نهيں هوں جو کسي چيز کو بغير سوچے سمجهے قبول کرلوں بلکه اِس اِراده پر که حق دريافت هو ميں نے بهت سے سفر کرکے اپنے مذهب کے علما کو ديکها اور اُن سے ملاقات کی اور ابتک مجهے ايسا گمان تها که حقيقت کو ميں پا گيا هوں اور يهه اِراده تها که مسيحی مذهب کے بطلان ميں ايک کتاب بناؤں مگر ای بهائيو وهی کوشش جو اِس امر کي بابت ميں کيا کرتا تها ميری راے فاسد کے بطلان اور حق باتی کا سبب هو گئی اور جيسا که ميں ايک خلاف ميں پڑا تها اب تم بهی خلاف و تاريکی ميں پڑے هو ديکهو وه يکتا نجات دهنده وهی يسوع مسيح هی بس ای ميرے عزيزو تم بے فائده دوسرے مسيح اور اَوْر نجات دهنده کے انتظار ميں مت رهو کيونکه وه مسيح جسکا وعده تها آ گيا اور کيونکر هو سکتا هی که مسيح ابتک نه آيا هو حال آنکه داؤد کي وه نسل

جسکے سلسلہ سے اُسکا ظہور ہونا چاہیئے تھا ایک مدت ہوئی کہ وہ سلسلہ
منقطع ہو گیا چنانچہ اب یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ داؤد کی نسل کونسی
ہی اور کیا وہ زمانہ جو دانیال پیغمبر نے مسیح کے ظہور کے لیئے مقرر کیا
ہی گذر نہیں گیا اور کیا شہر بیت لحم جس میں مسیح کا تولد ہونا چاہیئے
تھا خراب نہیں ہو گیا اور ہیکل دوبارہ تعمیر نہیں ہو گئی اور لازم یہہ
تھا کہ اُسکے دوسری بار خراب ہونے سے پہلے مسیح آ جاے سو کیا اُس
زمانہ سے بہت قرن پہلے بادشاہ روم کے لشکر سے ہیکل منہدم نہیں ہوئی
اور اُس دن سے آج تک قربانی کرنا اور کاھنوں کا قانون وہاں موقوف نہیں
ہی حال آنکہ کتب مقدسہ کے مضامین بموجب اور ہمارے علما کی
کتابوں کے موافق ضرور ہی کہ اِن باتوں کے ہونے سے پہلے مسیح آ جاے
بس ای میرے پیارے بھائیو خوب جان لو کہ وہ شخص جسے داؤد نے
نبوت کی رو سے ہمارے گناہوں کے بدلے صلیب پر کھنچا دیکھا اور یشعیاہ
پیغمبر نے اُسے ہماری عوض مردہ دیکھ   حقیقت آ گیا ہی اور میں
تم سب کے آگے بے دعدغہ اور بے   قرار کرتا ہوں کہ میں اُسی
یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ جانتا ہوں جو کتب مقدسہ کے وعدوں
بموجب فی الواقع آ گیا ہی ای میرے بھائیو مجھے کیا خوشی ہوتی جو
اِن باتوں سے تمہیں بھی میں اپنا رفیق کر سکتا اور مجھے کس مرتبہ پر
مسرت ہوتی جو دین مسیحی اور انجیل میں بیان کی ہوئی نجات کی
حقیقت تمکو بھی میں یقین کروا سکتا لیکن وہ تاریکی جسمیں ابتک
تم پڑے ہو اِس امر کی مانع ہی اب میں صرف اِتنا کر سکتا ہوں کہ رات
دن تمہارے لیئے خداے تعالیٰ سے مناجات کروں کہ عالم بالا سے تمہارے
دلوں کو منور کر دے اور اپنی حقیقت کی راہ وہ آپ تمہیں بتلاکر تم
کو اُس میں ثابت قدم کرے اور وہ ایمان مجھے سب جو چیزوں سے
دنیا اور دنیا کے سارے مال سے گران بہا لگتا ہی تمہیں بھی عنایت کرے
ای میرے پیارے بھائیو بنی اسرائیل میں تمہارے اُس محبت کا جو تم

نے میرے ساتھ کی ہے بہت احسان‌مند ہوں اب میں اُسکا عوض نہیں
کچھہ نہیں دے سکتا کیونکہ میں اپنے باپ کے سارے مال سے دست
بردار ہوا ہوں میری دعا یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اُسکا اجر عظیم عطا کرے
اور ہرچند کہ اب میں تمسے مفارقت کرتا ہوں لیکن تم خوب آگاہ رہنا
کہ میں تمہاری محبت ہرگز نہ بھولونگا اور تمہارے حق میں میری دعا
کبھی کم نہوگی اور میری اِس بات کا خدا گواہ ہی کہ تم سے جدا ہونے
کا سبب کچھہ اَور نہیں ہی بلکہ صرف وہی حقیقت ہی جو میں نے
انجیل میں پائی ہی اور باوجودیکہ تمہاری مفارقت جسمانی مجھپر از بس
دشوار ہی لیکن اُس حقیقت سے جو میں نے انجیل میں پائی ہی روگرداں
نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ میرے لیئے ہر چیز سے بلکہ جاں سے بھی پیاری
ہی خلاصہ خدا کی برکت تم پر ہو اور وہ خود تمہاری ہدایت کرے. یے
باتیں کرکے اُسکی باطنی محبت ایسی جوش میں آئی کہ پھر گفتگو نکر
سکا حاضرین کو بھی ان ب ... رقت ہوئی کہ بے اختیار رونے
لگے اور بعضے آدمی یوشوع ... ایسے متعجب ہوئے کہ حیران رہ
گئے کچھہ نہ بول سکے آخر کار ... س جاکر بعض نے منت کی اور
بعض نے دنیوی دولت و شوکت کا وعدہ دیا اور بعض نے لعنت ملامت
کرکے اُس سے درخواست کی کہ ہم سے جدا مت ہو اور اپنے باپ دادے
کا مذہب مت چھوڑ لیکن بہتیرا کہتے رہے اُسنے کچھہ نہ سنا خلاصہ کسی
کی بات کا اُسکو اثر نہوا آخر کار یہی ہوا کہ اُنسے الگ ہوا اُسکے الگ
ہونے اور پھر جانے سے بعضے یہودیوں نے بھی مسیح پر ایمان لانے میں اُسکی
موافقت کی اور اگر دنیا کی محبت اور خلق کی لعنت ملامت مانع
ہوتی تو اَور بھی بہت سے یہودی مسیحی دین کو قبول کرلیتے الحاصل
ربّی ہارون حاخام یوشوع کو اپنے گھر لایا اور انجیل کے مطالب اور ہدایت اَور
دین اُس سے بیان کیئے اور تھوڑی مدت بعد اُسے اصطباغ دیا اور وہ مسیحی
...ام الہیہ تحصیل کرنے کے بعد ایک گاؤں کا کشیش ہوکر انجیل کا ایسا وعظ

کیا کرتا تھا کہ اکثر سامعین اُسکے وعظ سے فیضیاب ہوکر نجات ابدی کی سر منزل پر پہنچ گئے اور بوشوع آخر عمر تک اِسی طریقہ دینداری میں مضبوط اور ثابت قدم رہکر ۹۱ برس کی عمر میں بڑی خوشحالی کے ساتھ مسیحی ایمان پر اُس جہان کو رحلت کر گیا *

چوتھی حکایت

عبداللہ و سَبَط کا احوال جو اِس سے تیس برس پہلے واقع ہوا

یہہ دونوں شخص عرب کے رئیسوں میں سے اور شریف نسل کے تھے اور عبداللہ و سَبَط دونوں میں بڑی دوستی و محبت تھی دونوں کو ملکوں کی سیر کا شوق ہوا اور دونوں نے ست کا اِرادہ کیا اتفاقاً کہ دونوں شخص دین اِسلام میں ثابت نفول و دیانت میں ساعی تھے پس اول تو مکہ و مدینہ کی زیارت کی بعدہ سیر کے ارادہ سے ایران کو چلے وہاں سے کابل میں وارد ہوئے وہاں پہنچکر عبداللہ کے دل میں آیا کہ کابل ہی میں رہوں سو وہ تو امیر کابل کی خدمت میں رہا سَبَط اُس سے رخصت ہوکر بخارا کو چلا گیا اور ایسا اتفاق ہوا کہ جن دنوں عبداللہ کابل میں تھا ایک ارمنی سوداگر سے عربی زبان کی ایک کتاب اُسے ملی جس میں کتب مقدسہ عہد عتیق و جدید سب جمع تھیں عبداللہ نے اِس کتاب کے مطالب و احکام غور سے جو دیکھے تو اُسکی روحانی آنکھیں کھل گئیں دل سے دین مسیحی کو قبول کر لیا لیکن اپنے اِس ایمان کو لوگوں سے چھپانے کے لیئے بہت کوشش کرتا تھا جب دیکھا کہ چھپنا ممکن نہیں تو روس کی ولایت کو بھاگ جانے کا قصد کیا بھیس بدل کر کابل سے بخارا میں پہنچا وہاں ایک دن شہر کے کوچوں میں پھرتے ہوئے

اپنے قدیمی دوست سبط سے دو چار ہو گیا سبط نے اسے فوراً پہچان لیا اور
چونکہ عبداللہ کے مسیحی ہو جانے سے آگاہ تھا سو اُسے ملامت کرنا شروع
کیا عبداللہ نے جب دیکھا کہ میرا پرانا رفیق میرے حال سے خبردار ہے
تو اُسے قسم دلاکر کہا کہ یہہ بھید کسی پر ظاہر مت کر اور مجھے بھاگنے سے
مت روک لیکن سبط ایک صاحب کے آگے اقرار کرکے کہتا تھا کہ میں نے
اُسکے حال پر کچھہ رحم نکیا بلکہ مجھے ایسا غصہ آیا کہ میں نے اپنے
خدمتگاروں کو حکم دیا کہ عبداللہ کو قید کرکے شاہزادہ مراد کے پاس جو
بخارا کا امیر تھا لیجاؤ شاہزادہ نے سارا حال سنکر اُسکے قتل کا حکم دیا اور
کوچہ و بازار میں اُسکے قتل کے روز کی منادی کروادی جب وہ دن آیا تو
اُس شہر کے چھوٹے بڑے ایک مجمع کثیر میدان میں تماشا دیکھنے آئے
میں بھی گیا اور عبداللہ کے پاس کھڑا ہوا اِس میں جلاد ننگی تلوار لیئے
اسکے برابر آیا تب شاہزادہ کی طرف سے ایک شخص نے آکر کہا کہ شاہزادہ
کا یہہ حکم ہے کہ اگر تو انکار کرکے پھر اپنے باپ دادے کا
مذہب اختیار کرے تو ے درگذر کرکے تجھے چھوڑ دینگے ورنہ
قتل کرینگے عبداللہ بولا پ ے نہو سکیگا کہ حیات روحانی کو
جسمانی زندگانی سے بدلکر مسیح کا منکر ہوجاؤں تب جلاد نے اُسکا ایک
ہاتھہ کاٹ ڈالا وہ اِس حالت میں بھی ویسا ہی ثابت قدم رہا بعد
شاہزادہ کی طرف سے ایک جراح نے آکر کہا کہ اگر تو مسیحی مذہب سے
پھرکر دین اِسلام میں معاودت کرے تو البتہ شاہزادہ تیری تقصیر سے درگذریگا
اور تیرے حال پر بہت سی عنایت کریگا اور میں بھی مرہم لگاکر تیرے
زخم کا علاج کروں اُسنے کچھہ جواب ندیا اور آسمان کی طرف دیکھکر آنسو
بھر لایا پھر بڑی مہربانی سے میری طرف متوجہ ہوکر رحم دلی اور میٹھی
نظر سے مجھے دیکھا اِس حالت میں اُسکا دوسرا ہاتھہ بھی کاٹا گیا لیکن
وہ اپنے اُسی پہلے ثبات و قیام پر رہا آخر الامر اُسکا سر بھی کاٹ ڈالا
اُس وقت سارے اہل بخارا اُسکے قرار و ثبات پر متعجب ہوکر کہنے لگے کہ

آیا یہہ کیسا امر تھا اور سبط کی بہہ غرض نہ تھی کہ اُسکا دوست قتل ہو جاے بلکہ وہ یہہ چاہتا تہا کہ عبداللہ حاکم کی تہدید و تعذیب سے ڈرکر اور قتل سے اندیشناک ہوکر مسیحی دین کا انکار کرے لیکن جب کہ برعکس معاملہ ہوا اور اُسنے اپنے قدیمی یار اور دلی دوست کو مقتول دیکھا تو اپنے فعل سے بہت پشیمان ہوا اور دل کی بیکلی سے بخارا میں نرہ سکا اور ہرچند سیاحت کرتا اور شہر بشہر پھرتا رہا تو بھی اُسکے دل کو تسکین نہوئی آخرکار ہندوستان کو سفر کرکے شہر مدراس میں پہنچا تہوڑے دن بعد ایک صاحب کی خدمت میں جاکر اپنی اصل کی شرافت و کمال کے سبب شہر مذکور کا قاضی ہو گیا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اُس شہر میں عربی زبان کی ایک انجیل اُسکے ہاتھہ لگی بڑی فکر و غور سے اُسے پڑھکر اور مذہب کے تعصب کو برکنار رکھکر قرآن کے ساتھہ مقابلہ کیا آخر الامر خدا کے فضل سے اُسے آشکار و یقین ہوا کہ حق طریق انجیل کا طریق ہی نہ قرآن کا پھر تو چند روز بعد میں معاودت کرکے ایک کشیش سے اصطباغ پاکر کُھلا کُھلی ، قبول کیا لیکن افسوس کہ وہ اپنے دوست عبداللہ کی مانند مسیحی ۔ میں ثابت قدم اور نجات کے اِس طریق میں مستحکم نرہا چنانچہ انجام کار ضعیف الاعتقاد ہوکر اور مسیحی دین سے پھرکر ہندوستان سے عربستان میں پہنچا مگر اِس جہت سے کہ دین مسیحی کے اِنکار کے سبب اُسکا دل آرام نپاتا تہا اُسنے اِرادہ کیا کہ ہندوستان میں چلکر پھر دین مسیحی قبول کرے اور دین محمد کے بطلان میں ایک رسالہ لکھے مگر اجل نے اُسے امان ندی غضب الہی میں گرفتار ہوکر دریا میں ڈوب مرا ٭

پانچویں حکایت

عبدالمسیح کی سرگذشت جسنے اِسی زمانہ میں اِسلام سے پھرکر مسیحی دین قبول کیا

شہر دھلی میں ایک شخص کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور صالح اسکا نام رکھا گیا اور چونکہ اُسکا باپ بڑا عالم و فاضل اور دین اِسلام میں بڑا استوار تھا بیٹے کو بھی تربیت کرکے بہت کوشش کرتا تھا کہ دین اِسلام کے اُمور اُسے خوب سکھاوے اِس لیئے اسے عربی و فارسی علوم کی تحصیل میں رکھا صالح اِن علوم میں ترقّی کرکے شیخ صالح کہلانے لگا اور بیس برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھہ لکھنؤ گیا وہاں ایک صاحب کے بڑھانے پر نوکر ہوا اُن [illegible] ین اِسلام اور شیعہ طریقہ پر ایسا پایدار تھا کہ اُس صا[illegible] نو نوکر کو مسلمان کرلیا آخر کار اُس صاحب سے کچھہ [illegible] تو اُسکی نوکری چھوڑکر عہد کیا کہ پھر کبھی مسیحیوں [illegible] صحبت نکروںگا [illegible] باپ کی ملاقات کا اُسے شوق ہوا کانپور میں اپنے باپ پاس آیا وہاں اُسنے سنا کہ هنری مارتن کشیش جسنے شیراز میں انجیل کو فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہی بت‌پرستوں کو نصیحت کیا کرتا ہی چاہتا کہ اُسکا نصیحت کرنا جو اُس وقت تک اُسکی دانست میں ایک کھیل سا تھا دیکھے اور جس وقت کہ اُسکے وعظ کی مجلس میں تھا تھا مارتن کشیش موسیٰ کی ۲ کتاب کے ۲۰ باب کے احکام لوگوں سے بیان کر رہا تھا سچ صالح نے خوب کان لگاکر سنا تو خداوند کے وے احکام اور مارتن صاحب کی نصیحت اُسے بہت شایستہ و معقول و لازم دین اور توریت و انجیل کی تعلیمات جو اُس کشیش [illegible] سے سنیں قرآن کی تعلیمات سے اور مسلمانوں کی اَور کتابوں سے جو اُسنے پڑھی تھیں زیادہ پسند آئیں [illegible] کہ مسیحی

دین کی خواہش اُسپر غالب ہوئی یہ حال اپنے باپ سے بیان کرکے
کہا کہ ای باپ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے یہاں رہنے کی اجازت
دیجیئے تاکہ دین مسیحی کی تعلیمات سے آگاہ ہونے کی مجھے کچھ فرصت
ملے باپ نے آخر اِس بات پر راضی ہوکر اُسے اِذن دیا تب شیخ صالح
اُس کشیش کی خدمت میں جاکر جس قدر اُسے فرصت ملتی تھی
انجیل کی تعلیمات سے خبردار ہونے میں کوشش کرتا تھا اُنہیں دنوں ایک
اُردو انجیل جلد بندھانے کے لئے شیخ صالح کے پاس آئی وہ خوش ہوکر
رات دن اُسکے مطالعہ میں مشغول رہا الحاصل انجیل کی باتیں اُسکے
دل میں اثر کر گئیں اور دل کا حقیقی حال اُسپر واضح ہوا تو انسان کے
دل کا حال جیسا کہ انجیل میں لکھا ہی ویسا ہی پایا اور خدا کے حضور
نامقبول پایا اور درحالیکہ اپنے گناہوں سے ناامید و غمگین ہو گیا تو انجیل
کی تعلیم کہ یسوع مسیح گنہگاروں کے لئے کفارہ ہے اُسکے لیئے ایک تسلی
دہندہ خوشخبری اور دل کے زخم [illegible] س لیئے بڑے استحکام و
خوشحالی سے اُسے قبول کیا بعدہ کلکتہ [illegible] ، ایک کشیش سے اصطباغ
پایا اور عبدالمسیح اپنا نام رکھواکر مسیحی [illegible] عت میں مل گیا وہاں کے
مسلمان اُسکے احوال سے آگاہ ہوکر اپنے مقدور بھر مزاحم ہوئے اور اُسے بڑی
لعنت ملامت کی لیکن اُسنے سب کی برداشت کر لی جب لوگوں نے
دیکھا کہ اِس سے کچھ نہیں ہوتا تو اُسے مال و دولت دینے کا وعدہ
کیا کہ شاید اِس طرح دین مسیحی سے اُسے پھیردیں لیکن ہرچند اُسے
سمجھایا یسوع مسیح پر ایمان جو اُسے آگیا تھا اُس سے نہ پھرا بلکہ اِس
بہکانے کا اُور اُلٹا نتیجہ ہوا کہ وہ پہلے سے زیادہ حقیقی ایمان میں پایدار
اور مسیحی مذہب میں برقرار ہوکر انجیل کی تعلیمات کے سمجھنے میں
کمال کو پہنچ گیا خلاصہ جیسا کہ آگے دین اِسلام میں ساعی تھا اب اُس
سے زیادہ انجیل کی تعلیمات پر دل لگاکر اُنکا مطیع ہو گیا اور اُسکی
رغبت و خواہش یہ تھی کہ اُس وقت اور اُس ساعت کو جو ا [illegible]

پر ایمان لایے سے من جانب الله اُسکے دل میں اثر کر گئی هی مسلمانوں اور بت‌پرستوں دونوں سے بیان کرکے انجیل کے طریقه پر اُنهیں هدایت کرے اور مرتے دم تک جو اِنهیں دنوں واقعه هوا هی بڑی سعی و هوس سے اِسی کام میں مشغول رها اور خدا نے بهی اُسکی نصاحت میں ایسی برکت و قوت دی که اُسکے وسیله سے کئی ایک مسلمان اور کئی ایک بت‌پرست اپنی گمراهی سے منحرف هوکر اور نجات کی راه میں ثابت قدم بنکر دل سے مسیح پر ایمان لائے « [illegible]

اب وے باتیں جو عبدالمسیح نے مسلمانوں سے کی تهیں تهوڑی سی ایک کتاب سے نکالکر یہاں لکهتے هیں اُن میں سے ایک یهه هی که ایک روز لوگوں نے عبدالمسیح کا احوال ایک بڑے غنی و مشهور طبیب کے آگے جو اهل اِسلام سے تها نقل کیا وه سنکے بولا که یهه تو ممکن نهیں که شیخ صالح جو میرا همدرس تها   هی ایسا کام کرے شاید یهه شخص جهوٹها هوگا سو اُسکا حال   لیئے میں اُسے بلواتا هوں پس اُسی وقت آدمی بهیجکر   بلوایا دیکها تو فی الواقع وهی شیخ صالح هی جو اُسکے ساتهه   تها تعجب میں ره گیا اِس امر پر باهم صحبت هوئی انجیل و قرآن کی بابت بهت گفتگو درمیان آئی آخر الامر یهه هوا که طبیب نے عبدالمسیح سے کها که اُن دلیلوں کو جنکی رو سے تو نے دین محمد سے رو گردانی کرکے دین مسیحی قبول کیا هی کسی طرح سے میں رد نهیں کر سکتا اور مجهے معلوم هو گیا که قرآن انجیل کی برابر نهیں هو سکتا اور حقیقت انجیل هی میں پائی جاتی پس اُسنے عبدالمسیح سے ایک انجیل مانگی اُسنے انجیل دی اور خدا حافظ کهکر چلا گیا « دوسری یهه که اُس ملک کے ایک امیر کا طبیب جب اُن اختلافوں کی جهت سے جو محمدیوں میں دین محمدی کی حقیت کی بابت شک میں پڑا اور قرآن میں بهی اُسنے دیکها تها که یسوع کو روح الله کها هی تو اُسنے جانا که ایسے بزرگوار شخص کے حال سے زیاده تر

مخبر هو جاے بس شهر آگره میں جاکر ایک انگلسی واعظ سے انجیل کے حق میں اور مسیحی دین کی بابت بهت سي گفتگو کی اور اُس سے ایک انجیل لیکر بڑے غور سے اُسے پڑها کیا آخر سچائي اور حق دریافت هو کر لیا لیکن کُهلا کُهلي مسیحي هونا نچاها اِس عرصه میں عبدالمسیح کا ماجرا سنکر اپنے بیٹے سمیت اُسکے پاس آیا اور انجیل کے مطالب کی بابت اُس سے گفتگو کرکے مسیح کو اپنا اور کل بنی آدم کا نجات دهنده جانکر بیٹے سمیت مسیحی هو گیا ٭٭ پهر اُسي کتاب میں لکها هی که اُنهیں دنوں ملا فتح الله اور ایک اَور ملا جو دونوں بڑے عالم و فاضل تهے شهر رامپور میں انجیل و قرآن کي بابت عبدالمسیح کي باتیں سنکر یهاں تک قائل هوئے که قرآن کے خلاف هونے اور انجیل کے حق و [illegible] هونے کا یقین کرکے خوب جان لیا تها که گناه سے چهڑانیوالا صرف [illegible] مسیح هی اور بس آخر دونوں نے دین مسیحي قبول [illegible] مسلمان مزاحم هوئے اور جس طرح هوسکا اُنکا امتحان کیا [illegible] پهر محمدی دین میں لاویں مگر کچهه مفید نهوا وے دونوں [illegible] دین میں ترّقي کرنے گئے ٭٭ پهر یهه که خود عبدالمسیح [illegible] که میں ایک دن میران کی سراے کو گیا وهاں میر نور علي نامے یک سید سفید ریش میرے پاس آیا اور سلام کرکے بیٹهه گیا پهر مجهسے پوچها که آپ کهاں سے آئے هیں میں بولا آگره سے کها وهاں کا کیا حال هی میں نے سنا که وهاں بهت لوگ مسیحي هو گئے هیں اور کلکته سے ایک انگریز وهاں آیا هی اور اُسکے ساتهه ایک شخص هی جو پہلے مسلمان تها اور دین اِسلام کے علوم سے بهي خوب خبردار هی چنانچه بهت سے مسلمانوں کو دلیل دلائل کے ساتهه محمدي دین سے نکال کر مسیحی دین کي رغبت دلاتا هي آپ که مرد مسلمان هیں اِس خبر کي حقیقت مجهسے بیان کیجیئے میں بولا خدا نکرے که میں مسلمان هوں هاں یهه تو سچ هی که پهلے میں مسلمان تها لیکن اب خدا کے فضل و کرم سے مسیحي هوں اور خدا سے میري یهي دعا هی که

اِسي اعتقاد اور اِسي طرف میں سچے رکھے وہ ایک تعجب کرکے بولا شاید آپ بھی اُنھیں لوگوں میں سے ھیں میں نے کہا ھاں اُسنے پوچھا کہ آپ کون سے سلسلہ سے ھیں میں نے کہا نسل کا شریف ھوں لیکن انجیل پڑھکر اور اُسکے مطالب سمجھکر میں نے سمجھا کہ دین اِسلام حق نہیں ھی اور ابدی نیکبختي صرف یسوع مسیح کے سبب مل سکتی ھی اور بس کیونکہ اگر کوئي شخص توریت و زبور اور انجیل یعنے مسیحیوں کی کتب مقدسہ کو فکر و غور سے پڑھے تو البتہ دریافت کرلیگا کہ قرآن الہامی کتاب نہیں ھی اور وے باتیں جو محمدی لوگ محمد سے منسوب کرتے ھیں اُس پہ کچھ مناسبت نہیں رکھتیں بلکہ لازم یہہ ھی کہ یسوع مسیح کے ساتھہ ہو . بولا میں آپ سے ایک سوال کرتا ھوں اور آپ کو قسم دیتا ھوں محمد کا نام اِن کتابوں میں لکھا ھی تو مجھسے کہیئے میں نے کہا اگر آپ مجھسے مکدّر نہوں تو میں سچ سچ کہدوں کہ اِن کتابوں میں محمد کی کوئی خبر نہیں لکھی ھاں مگر یہہ لکھا ، فرمایا ھی کہ میرے بعد جھوٹھے پیغمبر بہت آوینگے اِسمیں طرف رجوع کرنا چاھو تو ھو سکتا ھی وہ بولا کہ اگر یہی حال ھی تو بس ھمارا مذھب خلاف و باطل ھی میں نے کہا ھاں اگر ایسا نہوتا تو میں ھرگز مسیحی نہوتا اب دوستی کی راہ سے آپ کو میں یہہ صلاح دیتا ھوں کہ حقیقت کے طالب ھو جاؤ اور اُسکے حاصل کرنے کو خدا سے دعا اور کوشش کرو بولا کس طرح کوشش کروں اور حقیقت کو میں کہاں پاؤں میں نے کہا انجیل میں کہا انجیل مجھے کہاں ملیگی میں نے کہا ایک جلد میں دونگا پھر بولا کہ دعا و استعداد کس طرح کروں میں نے کہا اس طرح سے دعا کیجیئے کہ اے خداے تعالی یسوع مسیح کی خاطر مجھے حقیقت کی راہ پر ھدایت کر اور اُس دین کی طرف جو تیرا مقبول اور نجات بخشندہ ھی مجھے راہ دکھا وہ بہت خوش و ممنون ھوا اور خدا حافظ کہکر چلا میں نے

دیں کہا کہ خدا کی توفیق و رحمت تیرے ساتھہ ہوجیو اُسنے کہا
آمین *

حکایت

ایک ہندو عالم کی حقیقت حال جو بت‌پرستی کا طریق
چھوڑکر مسیحی ہو گیا

انڈیاسی واعظوں میں سے ایک شخص جو چند سال اِس سے پہلے جزیرہء سیلان یعنے لنکا میں بت‌پرستوں کو انجیل کا وعظ کرنے گیا تہا نقل کرتا ہی کہ تہوڑے روز گذرے کہ ہمیں بڑی خوشی ہے اِس سبب سے کہ شہر ماطورہ مذہب بدھو کے عالموں میں سے ں بت‌پرستی کے طریق سے پانو کہینچکر مسیحی اُسکی کیفیت اِس منوال سے ہی کہ چھہ برس گذرے یک واعظ شہر ماطورہ کے ویدخانہ میں اِس ارادہ سے گیا کے آگے مسیح کی نجات کا وعظ کہے وہاں بت‌پرستوں کے ایک ملاقات ہو گئی جو ایک بت‌پرست واجب القتل ویدی کے دیکھنے کو آیا تہا سلمون نے اُس سے ملاقات کرکے بات حیت کے بیچ میں کہا کہ گناہ سے چھڑانیوالا کون ہی اور اُسکی خبر کس کتاب میں ہی اور یہہ بہی کہا کہ تمہارے دین کی کتابوں میں ایسے نجات دہندہ کے لیئے جو یسوع مسیح کی مانند گنہگاروں کا نجات دینیوالا ہو کچھہ خبر نہیں ہی ہرچند کہ عالم مذکور عمر میں جوان تہا لیکن کمال و علم کی نسبت اپنی ملت ت مشہور و معروف تہا اور چونکہ دین مسیحی کے ساتھہ اُسے ضد اور واعظوں سے مخالفت تہی سو اِس بات سے خفا ہوکر اُٹھا اور اِس قصد سے اپنے بت‌خانہ کو گیا کہ مذہب کی ساری کتابیں پڑھکر واعظ مذکور کی بات جہتلانے کو دلیلیں نکال لاوے سو دو برس تک اپنے مذہب کی کتابیں

دیکھا گیا مگر کسی میں ایسے نجات دھندہ کی خبر نپائی جو یسوع مسیح
کی مانند ہو اِس بات سے کچھ گھبراکر شہر گلّی میں آیا وہاں ایک اَوْر
واعظ سے اُسے انجیل ملی جو اُسی کی زبان میں تھی اُسکو وہ بڑی دقت
و غور سے پڑھکر اپنے مذہب کی بابت شک میں پڑگیا اور دل میں یقین
کیا کہ مسیحی دین حق و درست ہی لیکن اِس صورت میں کہ اپنی
ملت کا عالم اور صاحب رتبہ تھا لوگوں سے شرماکر اپنا دلی مطلب کئی
برس تک پوشیدہ رکھا آخرکار حق طلبی ایسی غالب ہوئی کہ پھر اپنا
ما فی الضمیر چھپانے کی طاقت اُسے نرہی سلمون واعظ کے پاس جاکر مسیحی
ہونے کا اِرادہ ۔۔۔ کیا اور کئی بار پے در پے اُسکے پاس آیا گیا تاکہ
انجیل کی ۔۔۔ گفتگو کرے تب تو لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا
کہ وہ مسیح ۔۔۔ ھی اِس بات کا لوگوں میں ایسا چرچا
پھیلا کہ پھر ر ۔۔۔ سکا بس وہاں سے بھاگ کر اُس
سہر کے واعظوں ۔۔۔ سیحی ہونا مشہور اور سب کو
یقین ہو گیا تو ۔۔۔ ت ہاتھ پانو پیٹے کہ پھر اُسے
اپنے مذہب میں لے ۔۔۔ مشورہ کرکے اُسے اِس مضمون کا
خط بھیجا کہ اگر تو مسیحی ۔۔۔ قبول کرلیگا تو ہم بہت مایوس و
غمگین ہو جائینگے اور ہمارے مذہب کو ایک زخم کاری لگیگا اور لوگ
ہمیں بےحرمت ٹھہراکے ٹھٹھوں میں اُڑائینگے اور ہمیں طعنے دینگے خلاصہ
اِس خط میں کسی بات کی کمی نکی اور دوبارہ اِس مضمون کا خط
بھیجا کہ اگر تو مسیحی نہو اور ہمیشہ بت پرستی ہی میں رہے تو دو بت
خانوں کا اِ ۔۔۔ اُنکی ساری آمدنی سمیت ہم تیرے ہی لیئے چھوڑ
رکھینگے جب اِس سے بھی اُنکی مراد حاصل نہوئی تو تیسری بار اِس
مضمون کا خط لکھا کہ جس وقت تو مسیحی ہو جائیگا تو جس طرح سے
ہو سکیگا ہم تجھے قتل کرینگے اول تو وہ اِس بات سے کچھ ڈرا لیکن آخر
کار یہی ہوا کہ اِس طور سے بھی اُسے لغزش ندے سکے اور نہ مسیح کی

محبت سے کچھ پھر سکے بلکہ وہ اَور زیادہ مشتاق ہوا کہ اب جلدی سے اپنے ایمان کو لوگوں کے آگے ظاہر کردے پس انگلشی واعظوں سے انجیل کی تعلیمات میں زیادہ آگاہی بہم پہنچاکر اور بصدق دل مسیح کو اپنا نجات دہندہ جانکر اُسکے نام پر اِصطباغ لینا چاہا اور ایسا اِتفاق پڑا کہ اُسکے اِصطباغ کے دن وعظ سننے کے لیئے شہر و دیہات کے لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ جمع ہوئی اور جس وقت جماعت کلیسیا میں حاضر ہوئی اِس بت‌پرست عالم نے جماعت کے بیچ کھڑا ہوکر اُنکے رو برو اپنا بت‌پرستی کا لباس اور کنٹھی وغیرہ آثار پھینک دیا اور اِصطباغ پاکر کُھلا کُھلی اُن دلیلوں کو جنکے بموجب مذہب بدھو کو باطل و خلاف اور مسیحی دین کو حق جانا تھا جماعت سے بیان کیا لوگوں نے بڑا تعجب کیا اور اُنمیں سے بہتوں کا دل پھرگیا اور انجی کی جستجو میں پڑے چنانچہ ابتک اُس میں سے بہت آدمیوں نے مسیحی دین قبول کر

ساتویں حکایت

نئی دنیا کے ایک وحشی آدمی کے مسیحی ہو جانے کا حال

شخص مذکور نے ایک مسیحی جماعت کے آگے اپنا احوال اِس طرح نقل کیا ہی کہ میں بت‌پرست تھا اور بت‌پرستی ہی میں بوڑھا ہو گیا ہوں سو بت‌پرستوں کی باتیں اور اُنکے احوال خو ہوں اور میں نے اچھی طرح جان لیا ہی کہ خدا کی توفیق سے انجیل کی یہی خوشخبری کہ یسوع مسیح گنہگاروں کا نجات دہندہ ہی اُنھیں نیک بنا سکتی ہی چنانچہ اب میں تمسے نقل کرتا ہوں کہ ایک وقت ایک کشیش تعلیم دینے ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خدا موجود ہی ہم نے کہا کہ

کیا تو ایسا گمان کرتا ہی کہ ہم نے اس مطلب کو دریافت نہیں کیا ہی
اُٹھہ یہاں سے چلا جا پھر ایسا اِتفاق ہوا کہ ایک دوسرا کشیش آیا اُسنے
ہم سے کہا چوری مت کرو خون مت کرو جھوٹھہ مت بولو ہم نے اُس
سے کہا ای دیوانے کیا تو یہہ سمجھا ہی کہ ہم اِن باتوں سے واقف نہیں
ہیں جا یہہ نصیحت اپنی قوم کو کر کیونکہ وے بھی بُرے بُرے کام کرتے
ہیں چند روز بعد راو نامے ایک واعظ آکر میرے پاس بیٹھا اور مجھسے کہا
کہ خداے تعالیٰ کے نام پر جو آسمان و زمین کا خالق ہی میں تیرے پاس
آکر تجھے یہہ خوشخبری پہنچاتا ہوں کہ خدا کا اِرادہ یہہ ہی کہ اُس
بدبختی ک تجھے نجات دے اور گناہ سے خلاصی دار ...
کی نیکبخت لیئے اُسنے اپنے اِکلوتے بیٹے یعنی یسوع
مسیح کو د اپنی جان لوگوں کے بدلے دیکر اُنہیں
گناہ و جہنم اسلئے کہ تھکان کے سبب میرے
مکان میں سو رہ ا کہ یہہ کیسا آدمی ہی کہ ہم
وحشی لوگوں میں بے مام سو رہا ہی اب میں اسکو
بڑی آسانی سے قتل کر س ر کی بات کوئی مجھسے کچھہ نہ
کہہ سکیگا ہرچند کہ یہے بہت رے دل میں پھری تھیں لیکن اُسکا کلام
میں فراموش نکر سکتا یسوع مسیح کے دکھہ اور موت جو اُسنے
گنہگاروں کے لیئے اپنے اوپر لیئے میں ہر دم مجھے یاد آتے تھے تب
میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہہ ایک عجیب بات ہی اِسمیں
ضرور کچھہ حکم س میں نے اُس مسیحی واعظ کی باتیں اپنے
دوستوں سے ہیں اور ایسا ہوا کہ خدا کی توفیق و ہدایت سے
اُسکے وعظ کے بہت لوگ ہم میں سے یسوع مسیح کو قبول کرکے
ایمان لائے اور تک کہ میں نے مسیح کی جماعت کی خبر ... سنی
تھی میں بڑا سردار و بدکار اور شیطان کے قبضہ میں گرفتار اور لڑاکا اور
...ردان اور سرایہ و مردم آزار تھا اور ایک ایسے بات کو جو آدمی کی

صورت بر جهتر کا بنا هوا تها اپني ماں کے کہنے بموجب خدا جانکر
سجده کیا کرتا تها لیکن جب که یسوع مسیح کی خبر سنکر دریافت کیا
که بت پرستوں کا نجات دهنده بهی وهي هی تو میں نے بہت خوش هوکر
جانا که بت وغیره یے سب خلاف هیں اور اب معلوم هو گیا که اُسنے
مجھے سب گناهوں سے جهڑا دیا اور میں نے دین کاّی حاصل کیا هی که
میرا نجات دینے والا اور نیکبختی بخشنے والا وهي هی اور هرچند که اب
میں اُسے [illegible] دوست رکھتا هوں پهر ایک غم بهی هی کیونکه میں جانتا
هوں که ابهی تک میں ناقص هوں اور پہلے تو پتهر کی مانند سخت اور
برف کی مثل سرد تها مگر اب اُسنے میرے دل کو [illegible] کردیا هی
چنانچه میری خوشحالی اور شادمانی صرف مسیح [illegible] مجھے کسي
چیز کی خواهش نہیں صرف اِسی بات کا [illegible] همیشه اُسي
کے حضور رهوں اور جو بات که کہ [illegible] سب کو حق
اور من جانب الله جانتا هوں [illegible] هوں که خدا کے احکام
اُسي کي مدد سے عمل میں آسکیں [illegible] چند که شیطان بہت سے
وسوسے دلاتا هی که نجات کی راه [illegible] کاکر پهر اپنے قبضه میں
کرلے لیکن یسوع مسیح کے وسیله سے میں [illegible] کا هو گیا هوں اور مرنے [illegible]
تک اُسي کا رهونگا ۔ آمین ٭

ای مطالعه کرنیوالے اِن حکایتوں کے مطالعے سے تو بخوبی سمجھ سکتا
هی که مسیحي اِعتقاد و ایمان بے قدرت و بے قوت نہیں هی بلکه اُس
آدمی کو جو ایمان کے مرتبه پر پہنچا هی خدا کي [illegible] ایسی نعمت
و قدرت بخشي جاتی هی که بدي و گمراهي سے کنار[illegible]ي کا راغب
اور نجات کے طریق کا سالک هوتا هی اور سچے دل سے [illegible] دوست اور
اسکے احکام کا نگهبان هوکر حضرت باری تعالیٰ کی عذاب سے جب تک
دنیا میں هی حقیقی نیکبختی کا مالک هو جاتا هی اور آخری جلال کي
بابت بڑي امیدواری سے یقین حاصل کرتا هی پس ای مسلمان بهائی

تو بھی یسوع مسیح پر ایمان لانے میں مذکورہ اشخاص کی مانند سعی کرکے خدا سے دعا مانگ کہ تجھے بھی ایسا ہی ایمان عنایت کرے اس وقت تو بھی اپنے دل میں وے نعمتیں پائیگا جو اِن لوگوں اور سارے ایمانداروں نے دیکھی اور چکھی ہیں اور اُنہیں کی طرح سے تو بھی گناہ سے خلاصی حاصل کرکے حقیقی خوشحالی اور جاودانی نیکبختی پائیگا اب تیرے حق میں ہماری یہہ دعا ہی کہ تجھے بھی خداے تعالیٰ ہدایت کا نور بخشکر ایمان عطا کرے ×

تمت

فہرست

آدمي ؛ ج میں ایک ایسا تقاضا هی جو مجازی چیزوں سے
رفع ہوتا بلکہ صرف روحانی و حقانی، چیزوں سے یعنی
خدا شناسی اور حقیقی عبادت سے رفع اور ساقط ہونا هی ۱ — ۴
معرفت اِلہی کے حاصل کرنے میں عقل قاصر هی چنانچہ آدمی
عقل کے زور سے معرفت کے اُس مرتبہ پر ؛
حقیقی نیکبختي حاصل کرنے کو لا و
صرف خدا کي الہامی کتاب ں ۴ — ۷
کتاب الہامی اور کلام ربانی کی ر یں . . ۷ — ۱۴

پہلا ب

اِس بات کے ثبوت میں کہ انجیل کتب عہد عتیق
منسوخ و تحریف نہیں ہوے ہیں

پہلي فصل

اِس بات کے بیان میں کہ قرآن بھي اقرار کرتا هی
اور کتب عہد عتیق من جانب اللہ ہیں

قرآن کی کئي ایک آیتیں جن میں ذکر ہوا هی کہ توریت و
انجیل خدا کا کلام هی . . . . ۱۵ — ۱۷

لفظ توریت کا بیان اور اِس بات کا ذکر کہ انجیل قرآن کی
گواهي کی محتاج نہیں اور وے آیات جو مذکور هوئیں محض
محمدیوں کی خاطر لکھی هیں . . . . ۱۷—۱۸

دوسری فصل

اِس بیان میں کہ انجیل اور کتب عہد عتیق کبھی
منسوخ نہیں هوئیں

نوریت بالکل موافق و مطابق هیں
نوریت اور انجیل میں اُسکی
تکمیل . . . . ۱۸—۲۰
توریت م ور باطنی سو ظاهری
نو فروع هیں ظاهری احکام مسیح
ے اور اُسکی نج ں میں پورے هو گئے
اِس واسطے مسی ن احکام کی محافظت
ضرور نتھی مگر ود اُنکو مسیح نے زیادہ
بیان کرکے اَوْر بھی ا . . . . ۲۰—۲۵
محمدیوں کا یہہ دعویٰ کہ ے تو توریت کو پھر انجیل
کے سبب زبور ن سے انجیل کو منسوخ کر دیا هی
خدائے تعالا ے برخلاف هی ایسے کام صرف آدمی
اور بادشا ں نہ قادر مطلق خدا سے اور علم کی
ترقی یں آنا کیونکہ خدا کے کلام کو دنیا کے
علموں ہ نہیں هی اُسکا مطلب و مقصد تو یہہ
هی کہ آدمی کی روح کے تقاضہ کو رفع کرے اور روح کا وہ
تقاضا هر زمانہ میں اور هر ایک آدمی میں وهی هی جو هی ۲۵—۲۷

انجیل و توریت کی آیتوں میں صاف بیان ہوا ہی کہ کتب
عہد عتیق و جدید کسی زمانہ میں منسوخ نہونگی . . . ۲۷—۲۸

تیسری فصل

۱ بات کے ثبوت میں کہ مسلمانوں کا یہہ دعوی کہ
گویا کتب مقدسہ تحریف و تبدیل
ہو گئی ہیں باطل ہی

تحریف کی بابت محمدیوں نے صرف باتیں ہی کی ہیں ثابت
ابتک نہیں کیا یوں تو مسیحی بطریق اولیٰ کہ
کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہی او
محمدی کتابوں سے جنسے ثابت ... یر
و تبدیل واقع ہوئی ہی ۲۹—۳۵

قرآن کی وے آیتیں جنکے مع ... سی نہ یہود و
نصاری نے اپنی کتابیں مح ... بعد تحریف کی
ہیں نہ پہلے . . . . ۳۵—۳۷

یہودیوں اور مسیحیوں کو کوئی سبب ... اپنی کتابوں کو
تحریف کریں اور محال ہی کہ کوئی ... ب ایسا کام کرے ۳۷—۳۹

ایسا امر غیر ممکن تھا . . . . ۳۹—۴۱

یہہ بات کہ کتب مقدسہ محمد کے زمانہ ... ف و تبدیل
نہیں ہوئی ہیں کتب مقدسہ کے قدیمی نسخ ... ابتک
موجود ہیں بخوبی ظاہر و ثابت ہوتا ہی . . . ۴۱—۴۲

وہی مطلب اگلے مسیحی معلموں کی کتابوں سے
ہوتا ہی . . . . ۴۲—۴۵

کتب مقدسہ محمد کے زمانہ سے پہلے بھی تحریف نہیں ہوئی
ہیں . . . . ۴۵—۴۶

یہہ بات کہ کتب عہد عتیق نہ مسیح کے زمانہ میں تحریف
هوئی هیں نہ اُس سے پہلے انجیل کی آیتوں سے واضح اور
ثابت هوتی هی ۴۶–۴۹
اُن اعتراضوں کا جواب جو کتاب استفسار کے مصنف نے کتب
مقدسہ کی تحریف کی بابت پیش کئے هیں . ۵۶–
اُس سبب اور وجہہ کا بیان کہ تحریف کا دعویٰ
کیوں کیا هی ۵۷–

سرا باب

تعلیمات کا بیان

انجیل اور کا بیان . . . ۵۱–۶۷

خدا کی صفات بیان جو وہ آدمی کی
هی
خدا کی صفات و ارادہ ت و انجیل کی آیتوں کے
بموجب ۶۷–۷۴

تیسری فصل

اسر کہ ابتدا آدمی کس حال میں تھا اور
ا میں هی اور نیکی و پاکی کے کس
حال میں اُسے پہنچنا چاهئے.
آدم کا پہلا حال ۷۵–۷۱

وہ حال جس میں آدمي اب مبتلا هي اور کس طرح اِس
بُرے حال میں پھنس گیا . . . . ۷۷—۸۱
خدا کا اِرادہ یہہ نہیں هي کہ آدمي شیطان کے قبضہ اور بدبختی
کي حالت میں رھے بلکہ یہہ اِرادہ هي کہ نجات پاکر سعادت
ابد... بن جاے . . . . ۸۱—۸۲
اُن ا... جو خدا نے انسان کو نیکبختی حاصل کرنے کے
لیئے ...ں . . . . ۸۲—۹۳
احکام الهي ... یسا کہ چاهیئے کوئي پورا نہیں کر سکتا ...
جہت سے سب گنہگار هیں . . . . . . ۹۰—۹۴
گنہگاروں کي سزا اور یہہ کہ خدا اپنے ...
بموجب گنہگاروں پر بے شک ... . ۹۴—۹۶
آدمي کسي طرح اپنے تئیں گ... بلکہ
وہ ایک ایسے بچانیوالے کا ... ن کی جنس
سے باهر اور بے گناہ اور کامل ... نیوالا انجیل میں
بیان هوا هی . . . . ۹۶—۹۷

تیسری

اُس نجات کے بیان میں ... یح کے وسیلہ سے عمل میں آئي هي

مسیح کی نجات کي کیفیت انجیل کي آیات . ۹۸ — ۱۰۰
مسیح کی خبر اور اُسکی نجات کي کیفیت ...
عتیق میں اگلے انبیا کي پیشینگوئیوں میں بالاتفاق
هوئی هی . . . . ۱۰۰—۱۰۶
اگلے پیغمبروں کي وے سب پیشینگوئیاں مسیح میں پوري
هوئی هیں . . . . ۱۰۶—۱۱۴

مسیح کی اِبنیت اور اُلوہیت کا ثبوت . . . ۱۱۴—۱۱۸
خدا مسیح میں مجسم ہوا یعنی اِنسانیت اور اُلوہیت نے
مسیح میں ... پایا ہی نہ یہہ کہ اُلوہیت انسانیت
سے بدل گئی ہو اور یہہ ذات اللہ کے ... میں
ایک ... اور ... کے جسم سے ظاہر ہی . ۱۲۳
مسیح کی نجات کے ... اور ۱۲۷
نجات ایک امر ... اور الہام سے ... کم و کیف
... ہی ... الہام خدا کے
کے موافق و مطابق ہی . ۱۱۸—۱۳۰

اس ... یسوع مسیح کی
نجات ... سکتا ہی

نجات کا ... ایمان ... ہوتا ہی مگر حقیقی
ایمان انسان کے ... صرف روح القدس
کی مدد سے حاصل . . . . ۱۳۰—۱۳۲
روح القدس کی ... ثالثیت کی تعلیم کا ذکر . ۱۳۲—۱۴۰
روح القدس ... ایمان اور دل کی تبدیلی اور
... ہوتا ہی . . . . ۱۴۰—۱۴۳
خدا ... نجات پاویں اور ... ایمانی
... اس . . . . . ۱۴۳—۱۴۵

پانچویں فصل

اُس شخص کے چال چلن کا بیان جو یسوع مسیح پر ایم۱ لاا هی

سچ رفتار خدا کی . . . . . . ١٤٦—١٥٠
سچ رفتار اپنے پروسي کے سانھه . . . . . ١٥٠—١٥٣
سچ رفتار اپني نسبت . . . .
اگر ب سا چال چلن نہیں رکھتے تو بہه ۱۰
کے نہ دلیل نہوگي بلکه اُنهیں کي
دلیل د . . ١٦٠—

بعض اُن دلائل ا هونا هی
کہ ا

پہلي دلیل آدمي کي روح کا تقاضہ . . ١٦٠—١٦٢
دوسری دلیل آدمي کے قلب اور ر بدل هونا ١٦٢—١٦٣
تیسري دلیل خدا کي صفات کا بیان . ١٦٣—١٦٥
جونهي دلیل انجیل کي نصیحتیں اور احکام . ١٦٥—١٦٦
پانچویں دلیل وے بیشینگوئیاں جو کتب مق
هوئي هیں . . . . ١٦—١٦٨
چهٹي دلیل مسیح کے اور اُسکے حواریوں کے معجز ١
ساتویں دلیل مسیح کا قیام و عروج . . . . . ١—١٦٩
آٹھویں دلیل انجیل کي تعلیم کا پھیلنا . . . ١٦٩

ساتویں فصل

اِس بات کے بیان میں کہ ابتداءً انجیل کی تعلیم کس طرح مشہر منتشر ہوئی

حواریوں کي رسالت کا ثبوت اور یہہ بات کہ حواری بھي خدا کے رسول کہلائے ھیں . . . . ۱۔۱۷۸
اگلے زمانہ میں پھیلنے کی کیفیت . ۱۔۱۸۳

کیفیت

سچے نبي کے نشان . . . ۱۸۴۔۱۸۵

فصل

اس دعوي کي جو کہتے ہیں کہ محمد کي رسالت . . . کتب عہد عتیق و جدید میں مسطور ھی

توریت و انجیل میں محمد کا نام و نشان نہیں ملتا . ۱۸۶۔۱۸۷
توریت کی . . . ذکر جنھیں علمائے محمدیہ نے محمد کی خبر . . . . ۱۸۷۔۱۹۸
انجیل کی ان ایات کا ذکر جنھیں محمدیوں نے محمد کي خبر بنایا ھی . . . . ۱۹۸۔۲۰۷

دوسری فصل

اِس بات کی تحقیق میں که آیا قرآن کي عبارت اُسکے
من جانب الله هونے هو سکتي یا نهیں
چار سے ثابت هے ه قرآنه کي عبارت اُسکے
الله هونے کي دلیل نهیں هو سکتي . . ۲۰۷—۲۱۲

تیسری فصل

د کلمے قرآن کے معنی

قرآن کے اکثر مون
یهود سے سنے مگر
توریت و انجیل کے بعض دا خلاف
واقع قرآن میں لکھے هیں . . . ۲۱۳—۲۱۶
قرآن ایک مجموعه هی عهد عتیق علیمات و
حکایات کا اور یهودیوں اور مس حدیثوں کا اور
عربوں اور مجوسیوں کے وقائع اور عاد . . . ۲۱۶—۲۱۹
قرآن تعلیمات انجیل کے اکثر مطالب کا هی ۲۱۹—۲۲۲
قرآن آدمي کي روح کا تقاضا رفع نهیں کرتا اور
حاصل کرنے کي کوئي راه نهیں بتاتا اور قرا
آیتوں اور حدیثوں کا ذکر جنمیں بیان هوا هے
گنهگار تها . . . . ۲۲۲—۲۲۸
قرآن میں نامناسب مطلب هیں مثلاً وے آیتیں جو بهشت
اور جهاد اور تعدد وغیره کي بابت اُس میں مرقوم هیں ۲۲۸—۲۳۳

قرآن میں باطنی مضمون نہیں ھی . . . . ۲۳۱—۲۳۳
تفسیر صحیح کا قانون . . . . ۲۱۵—۲۲۶

چوتھا

محمد کی صفات و رفتار . . . بادور

. . . ڈ، معجزہ نہیں دکھایا اور قران کی آ
کی نفي آئی ھی . . . ۱۱۳۵
، بعضے محمدی نے
. . . . . ۲۵۱
قرآن
اور ار
پیشینگوی ۱۵۲—۲
حدیثوں میں بہت
پانچ دلیلوں سے . . . ۱۶۲—۲۵۳
قرآن کی آیتیں ا . . . یں اور ماریہ قبطیہ
اور زید کی جو . . . یں . . . . . . ۲۶۶—۲۶۳
محمد میں بعضي نیـ . . . یں اور یہہ بات کہ کینہ
کیسہ راہ . . . سکے حکم سے مارے گئے . . ۲۶۶—۲۶۱
محمد کی . . . نر ویل صاحب نے اپنی کتاب
میں . . . یہہ بات کہ محمد کو مرگی کا آزار
تھا . . . ، کبھی لرزہ میں آکر بیہوش ہو جاتا
ڈ . . . ہے کہ وحی الٰہي اسپر نازل ہوئی . ۱۶۱—۱۱۹

ف ٢٢٢

٢٣٢٥١

١٨٦٢ ،

١٣٩٣ كتاب ميزان الحق

Date	No.	Date	No.
	1812		